Hadd e Tahqeeq ba-Mashrab e Sunni

(Limits of Research from a Sunni Viewpoint)

By

Syed Waheed ud Deen Khan Bahadur

Azad (pen name)

Neora, Bihar, India

1294 Hijri

حَدِّ تَحقِیق بمَشرَبِ سُنّی

از

سید وحید الدین خان بہادر متخلص بہ آزاد

۱۲۹۴ ھ

نیورہ، ، بہار، الہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً

حدّ تحقیق بمشربِ سُنّی
۱۲۹۴

اس تحریر کا نام تاریخی حدّ تحقیق بمشرب سُنّی ہے کہ جو سید وحید الدین احسان بہادر آزاد نے بمقام نیورہ قریب داناپور کے مرتب کیا اور اس نام سے سال ۱۲۹۴ ہجری کا بحساب ابجد کے نکلتا ہے اور یہ تحریر مشتمل ہے اوپر ۴ ۱۳ - فصلون کے جو کہ عدد ہے حق گو کا۔

فصل ۱

رُباعی

هر روز یکے زور در آید که منم
چون کار جهان برو قرارے گیرد
خود را بجهانیان نماید که منم
ناگاه اجل زور در آید که منم

اس ہستی موہوم پر کہ ایک وجود بین العدمین ہے ہم بہت متحیر ہیں کہ ہم قبل

اپنی پیدائش کے کیا تھے اور کہان تھے اور اس دنیا مین جو آئے تو بخودی خود
ہین یا کیا اور جب ہم دنیا سے چلے جائینگے تو انجام کار کیا ہوگا بہر حال آدمی جو
بظاہر بصفت عقل کے دیگر حیوانات سی ممتاز ہے سو بہدایت اوسی عقل کے
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو ہر حال مین پابندی صدق و راستی کی ضرور ہے
اگر سچ بولنا لازم کیا جائے تو سچ سمجھنا بھی نصیب ہو سکتا ہے۔

الراقمہ

چہ شئی ہستم کجا بودم چہ انجام است در آخر	زبس مشکل ازین در یار سیدن نابساطلہا
زبان تا در دہان داری نگوئی جز کلام حق	کلام راست تاثیری دہد بس در ہمہ دلہا

فصل ۲

میل طبیعی ہمارا ابتدائے سن شعور سے بطرف خیالات مذہبی کے ہے کہ اس وجہ سے
شوق سے انواع مذاہب کی کتابین نظر سے گذرین اور دلائل موافق و مخالف
دہریہ و طبیعی اور موحد بلا تقلید اور اقسام بت پرستان و یہود و اقسام نصاری
و اقسام مسلمانان کے بقدر وسع اپنے خوب غور کیا اور ضرورت اس غور کی یہ معلوم
ہوئی کہ آخر دنیا چھوڑ جانا ہے تو ضرور ہے کہ ساتھ کسی ایک اعتقاد مستقل کے
اس دنیا سے جائین اور بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ ہر فرقہ مین علماء کامل اور صاحب
دیانت اور راست پسند دیکھے جاتے ہین تو پھر یہ اختلاف کیسا ہے مگر بات یہ
معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسائل دنیوی مثل تعلیم صدق و عدالت وغیرہ کے از قسم
تجربیات ظاہری کے ہین اسواسطے اس علم معاش مین کچھ اختلاف نہین ہے
خلاف اوسکے مذہب کہ جو نام ہے علم متعلق بعد مرگ کا کہ جسکو علم معاد کہتے ہین اور
حال بعد مرگ کا محسوسات سی نہین ہے کہ اسی سبب سی ایک ایک فرقہ جدا گانہ

قائم ہوا اور ہر فرقہ کی بافت جدا جدا ہے

فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کیجاے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اسواسطے مختصراً اپنا اعتقاد
ہم یہ لکھتے ہین کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت و انجیل وغیرہ کا بہت حق ہے
اور سلسلہ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات حضرت مسیح علیہ السلام کی
ایسی ملکی صفات ہی کہ اگر ہم اونکو خدا نہ کہین تو اونکو ہم مجرد آدمی بھی نہین کہہ
سکتے ہین کہ اونکے صفات عام ظاہرا قوت بشری سے بہت زیادہ ہین اور سوا
اسکے چارہ نہین ہے کہ اونکو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کرلین اور قران شریف
مین جو ذکر اونکا بہ لفظ کلمۃ اللہ و روح اللہ کے ہی سو اس سے زیادہ ہم کیا
کہسکتے ہین اور توریت و زبور وغیرہ مین پیشین گوئیان نسبت اونکی اس کثرت سے
ہین کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیح کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیح بہ نشان بادشاہ
یہودان کے اون پیشین گوئیون مین مذکور ہین اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری
نہ تھی تو اس وجہ سی حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیح موعود نہین سمجھتے ہین حالانکہ بہت
بادشاہان اونکی امت کے بادشاہان یہود ہو گذرے ہین اور اب تک موجود ہین
اور اوسی توریت وغیرہ و انجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہی کہ اوس سے
حقیت دین اسلام محمدی کی بھی بخوبی تمام ثابت ہی اور چونکہ اس رسالہ مین کوئی
بحث خاص نسبت حقیت اسلام کے نہین ہے اسواسطے نشان دینا اون
پیشین گوئیون کا اس رسالہ مین کچھ ضرور نہین معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم
کرلینے حقیت دین اسلام محمدی کے ہی —

لراقمہ

انچہ کہ وعدہ بود بذات تو شد وفا — وانم توئی مسیح زرب آکہ ما
اے ذات احمدی کہ تعبد ترا احب — موعود رہنما ورسولے براہ ما

فصل ۴

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سُنی مشرب ہین تو ہم مناسب سمجھتے ہین کہ ہم اپنا اعتقاد لکھ جائین کہ درمیان خلفاے ثلثہ اور حضرت علی علیہ السلام کے کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہین اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہی کہ کسی امر کو اپنی طرف سے ثابت کرنا ہم پسند نہین کرتے ہین بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ مین ثابت معلوم ہو سو اوسکی ہم پیروی کرتے ہین اَلحَقُّ احقّ بالاتباع ولو کان خلاف الجمہور اور ہم دیکھتے ہین کہ اکثر علماء اہلسنت معاویہ شاہی کے بوجہ تعصب احترام قرابت اہلبیت سے برکنار ہوکر راہ کج اختیار کرتے ہین سو اسواسطے ہمکو کچھ تقلید اونکی نہین ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے او [illegible] تاریخ صحیح کے ہی اور امید قدردانی کی اون لوگون سے زیادہ تر ہی جو کہ قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتے ہین اور تعصب سے برکنار ہین اور امید ہے کہ بقول اُنظُر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کے صاحبان انصاف اسبات کو مد نظر رکھینگے کہ ہم کیا کہتے ہین اور نہ یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہین اور بہ نسبت ترک تقلید علماء اہلسنت کے سُنی لوگ ہمکو مورد الزام نہین کرسکتے ہین کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت مین کاغذ قلم واسطے لکھنے کچھ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ قرآن کفایت کرتا ہی پس ... گا حضرت عمر نے وصیت آخرین رسول کو مقابلہ قرآن کے غیر ضروری [illegible] مقابلہ قرآن [illegible] اور [illegible] نقل [illegible]

فصل ۵

خلاصہ ہمارے اعتقاد کا یہ ہے کہ حدیث خلافت کی دو طور پر وارد ہی ایک خلافت سی سالہ کہ جو حضرت ابو بکر سے چھ سات مہینان زمان خلافت حضرت امام حسنؑ تک ختم ہوئی اور دوسری خلافت دوازدہ گانہ کہ جو حضرت علی سے حضرت امام مہدیؑ تک پہونچتی ہے کہ جنکو دوازدہ امام کہتے ہین پس حضرت علی باعتبار خلافت ظاہری سی سالہ کے خلیفہ چہارم اور باعتبار خلافت ائمہ دوازدہ گانہ کے خلیفہ یعنی امام اول ہین اور بمقتضای حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے حضرت علیؑ او سیطرح پر مولی خلفاء ثلثہ کے ہین کہ جسطرح حضرت پیغمبر خدا ان خلفاء کے مولی ہین شعر دوتا ؤ یکے چون زبان قلم * علی و نبی ہر دو نسبت بہم * پس خلفاء ثلثہؓ کو حضرت علی سے کچھ رتبہ ہمسری کا نہین ہے اور تصریح ان سب مراتب کی آئندہ ہوگی۔

فصل ۶

ایک مورخ خوب لکھتا ہے کہ اختلاف مسلمانون کا اول اول خلافت ابو بکرؓ سے ہوا سو یہ امر واقعی دیکھا جاتا ہے کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی اصل منشا سب اختلافات کی ہوئی یہان تک کہ سنی لوگ بضرورت اثبات حقیت خلافت ابو بکرؓ کی تو ہین و تنقیص شان علیؑ اور اہلبیت مین مبتلا ہو گئے اور شیعہ لوگ ان خلفاے ثلثہ کو غاصب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ علماے اہل سنت کے کوئی لفظ مولی و اہلبیت و عترت و آیت مباہلہ و آیت تطہیر وغیرہ کی ایسی نہین ہے کہ جسکے معنی بنانے مین کوشش نہین کرتے ہون اور کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہے کہ جسکی حمایت نکرتے ہون یہان تک کہ بہیئت مجموعی تمام تحریرات علماے اہل سنت سے

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ان لوگون کو ساتھ حضرت علی اور اہلبیت کے کچھ کھنس
یعنے عناد و عداوت ہو حالانکہ اگر خلافت حضرت ابو بکرؓ کی کسی طرح جبر صحیح
تسلیم کرلیجائے تو درحقیقت کچھ حاجت اسقدر کشش و کوشش کی واسطے توہین اور
کسر شان علی کے نہین ہے اور فی الواقع شان حیدری اسقدر ارفع و اعلی ہے کہ
خلافت ظاہری اگر حضرت علیؑ کو بعد پیغمبر خدا کے نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان
شان اونکا نہین ہے **بیت**

ہر کسے را بہر کارے ساختند	میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۷

حضرت علی اپنے چچازاد بھائی پیغمبر خدا کے اور بیٹا ابو طالب چچا پیغمبر صاحب
کے ہین کہ جو محسن اور مربی پیغمبر خدا کے تھے کہ اس روسے حضرت علی صراحتہ
محسن زادہ حضرت رسول کے ہین اور حضرت علی شوہر فاطمہ بنت رسول اللہ کے
ہین اور اگر حضرت ابو بکر کو شرف اسبات کا ہو کہ حضرت عائشہ زوجہ رسول خداؐ
کی بیٹی اونکی تھین تو یہ شرف بمقابلہ حضرت علیؑ کے کیا ہے کہ خود بیٹی رسول اللہ
کی زوجہ حضرت علی کی ہین اور اسی بنیاد پر جواب موہم ایک عالم کا ہوا کہ جب
ایک شخص نے اوس عالم سے پوچھا کہ ابو بکرؓ افضل ہین یا علیؑ تو اوس عالم نے
کہا من بنتہ فی بیتہ یعنی وہ شخص افضل ہے کہ بیٹی اوسکی اوسکے گھر مین ہو
اور یہ جواب ایسا ہے کہ اگر یہ مراد لیا جاے کہ بیٹی پیغمبر خدا کی اوسکے گھر مین
ہو تو حضرت علیؑ افضل ہین اور اگر یہ مراد ہو کہ جسکی بیٹی پیغمبر خدا کے گھر مین ہو
تو حضرت ابو بکر افضل ہین اور ظاہر ہے کہ بیٹی دینا بغیر پسندیدگی کمال درجہ شخص
منسوب الیہ کے نہین ہو سکتا بخلاف بیٹی لینے کے کہ اوسمین شرف اور بزرگی بدرجۂ کو

چندان دخل نہین ہے کہ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان اور صفیہ دختر ایک یہودی کی تھین کہ یہ سب بھی منجملہ ازواج حضرت رسول کے ہین پس کیا ابوسفیان اور اوس یہودی کو کچھ شرف منزلت اوپر حضرت علی کے ہوسکتا ہی غرض کہ شرف دامادی شرف خسر ہونے سے عقلاً بہت زائد تر ہے خصوص اس حال مین کہ حضرت فاطمہؑ بنت رسولخدا کے بطن سے حضرت خدیجہ الکبریٰ کی تھین کہ جو اصل زوجہ حضرت رسول کی تھین کہ جنکے حیات تک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آخر عمر تک آپ اوس بی بی کو اور اوس بی بی کے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے ہان اس شرف دامادی مین حضرت عثمان البتہ شریک حضرت علی کے ہین کہ اونکو پیغمبر خدا نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیان دین کہ وہ دونون بیٹیان بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پیٹ سے تھین مگر یہ امر بھی عیان ہی کہ حضرت عثمان بنی امیہ مین سے تھے اور شرافت نسب مین ساتھ حضرت علیؑ کے کہ از خاندان بنی ہاشم اور پوتا عبدالمطلب جد رسولخدا کے مقابل نہین ہوسکتے تھے

فصل ۸

سنیان سعادیہ شاہی کی مثال ساتھ جرمن سیلور یعنی ظروف نقرئی انگریزی اور ظروف گیلٹ انگریزی یعنے ظروف مسی ملمع کے بہت درست ہی کہ ظاہراً یہ سب ظروف چاے خوری وغیرہ کے بڑے رونق اور چمک دمک کے ہین اور انواع کاریگری اور نقوش عمدہ سے معمور ہین مگر اصل مین ناقص چاندی یا سراسر تانبا سے بنے ہوے ہین سو اسیطرح پر یہ سنیان سعادیہ شاہی ظاہر مین جبہ و دستار سے خوب مجمل اور اعمال نماز و روزہ مین بھی بہت چست ہین مگر جب حب علیؑ سے خالی ہین تو یہ سب صورت و اعمال ظاہری بالکل بیکار ہے کہ حدیث مین لا یحبہ الا مومن و لا یبغضہ الا منافق واقع ہے یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھتا ہے مگر مومن و بر علی دشمن

بغض نہین رکھتا ہی مگر منافق اور اسی انحراف اہل بیت کی یہ سزا ہی کہ یہ سنیان حادوبیم شاہی اکثر مبتلای زراندوزی اور قلت رحم وکثرت بغض وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین غرضکہ یہ سنیان اس امت محمدی کے یہود ہین اور اس جبہ ودستار اور ظاہری نماز روزہ سے کیا ہوتا ہے کہ جنگ جمل اور صفین و نہروان وکربلا مین جو لوگ کہ ساتھ حضرت علی اور امام حسین علیہ السلام کے لڑتے تھے سو وہ لوگ بھی صورت و اعمال ظاہری مین مسلمان تھے۔

فصل ۹

ذات خداوند تعالےٰ کی عجب طرح سے عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہے کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کرسکتا ہے اور ایک کتاب انگریزی دہریہ کی جو ہماری پاس ہے سو اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ اس مقام مین بہت عاجز ہے کہ ملاحظہ تمام کائنات زمین اور آسمان وہیئت افلاک وغور حالات جمادات اور نباتات وحیوانات سے ایک ارادہ وبندوبست وانتظام عام پایا جاتا ہے کہ جس سے وجود ایک وجود اکبر صاحب ارادہ وذی شعور قادر قیوم کا ظاہر ہے اور علاوہ اسکے ایک حکمت خداوند تعالےٰ کی یہ دیکھی جاتی ہے کہ اسی شکل انسانی مین چند یہ آدمی مثل حضرت موسیٰ وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین کہ جو اونکے خرق عادات مثل عبور دریاے نیل واحیاے اموات وغیرہ کے ایسے تھے کہ جس سے وجود قدرت خداوندی کا ظاہر ہوتا ہے اور اون لوگون نے وجود باریتعالے کا اقرار کیا پس وہی اقرار اون لوگون کا واسطے اقرار ہم لوگون کے کافی ہے اور اگر ہم لوگ خود ذات الٰہی کو سمجھ نہین سکین تو ہم لوگون کو اسیقدر بہت غنیمت ہی کہ بہ تقلید اونکے ہم لوگ بھی خدا کو حسب تعلیم اونکے مان لین ۔

بیت ۔ ما بدان رتبہ عالی نتوانیم رسید | ہان مگر لطف شما پیش نہد گامی چند

اور سلسلہ انبیای بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات مسیح ع کی ایسی ہوئی کہ جس سے قدرت و برزگی و رحم عام خداوند تعالے کی تمام عیان و نمایان ہی اور انجیل کا وہ فقرہ تعلیمیہ ہمکو بہت یاد آتا ہی کہ اپنے اطوار و اخلاق کو ایسا درست کرو کہ تمکو دیکھکر کے لوگ خدا کی تمجید کرین سو موافق اس تعلیم کے ہم ذات حضرت علی کو پاتے ہین اور مضمون ناد علیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک فی النوائب کل ہم وغم سینجلی بنبوتک یا محمد و بولایتک یا علی کا بہت حسب حال ہے اور فی الواقع ذات حضرت علی کی عجب طرح سے مظہر العجائب واقع ہوئی کہ علاوہ کمال شرافت نسب و قرب قرابت حضرت رسول و زوجیت بتول کے صفت علم و حلم و حیا و وفا و شجاعت و سخاوت و رحم و کرم و عدالت و زہد و ریاضت و توحید و عبادت و حل مشکلات و دستگیری حاجتمندان کی اس ذات شریف مین ایسی مجتمع ہین کہ اونکے کمال ہر یک صفت کی بہت سی نظائر سیر و تواریخ مین مندرج ہین کہ کچھ کچھ ذکر اوسکا اس رسالہ مین بھی اپنے اپنے مقام پر ہوگا اور آپکا کمال ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ ایسے عجائب کمالات سے آپ معمور تھے کہ ایک فرقہ نصیری کا ہوگیا کہ جو خود آپکو خدا جاننے لگا اور معاویہ کو آپ سے کیا نسبت ہے کہ خود اوسکا فی مسلم ہونے مین اختلاف ہے اور ہمارا حال تو حضرت علی کے حسب مصرعہ تاسخ کے ہی کہ جسپر ہمنے کہ تخلص ہمارا آزاد ہی ایک مصرعہ تضمین کیا ہی

بیت ۔ گرچہ آزادی یہ اپنی فخر تہا مجکو ولے | دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا

اور اگر سنی لوگ بملاحظہ حب علی کے ہمکو شیعی قرار دین تو ہمکو اسمین کچھ عذر نہین ہوگا کہ لقب سنی یا شیعی کا کوئی چیز نہین ہے بلکہ قول حضرت امام شافعی کا ہمارے واسطے خوب تمسک ہی لو کان الرفض حب علی فانا رافضی یعنے اگر رفض نام ہے حب علی کا تو ہم رفضی ہین ۔

مشکوۃ المصابیح باب مناقب وعن سہل ابن سعد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وکلھم یرجون ان یعطاہ فقال این علی ابن ابیطالب فقالوا ھو یارسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عینیہ فبرأ حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال یارسول اللہ اقاتلھم حتے یکونوا مثلنا قال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتھم ثم ادعھم الی الاسلام واخبرھم بما یجب علیھم من حق اللہ فیہ فواللہ لیھدی اللہ بک رجلا واحدا خیرلک من ان یکون لک حمر النعم متفق علیہ وذکر حدیث البراء قال لعلی انت منے وانا منک فی باب بلوغ الصغیر

ترجمہ اور روایت ہی سہل ابن سعد سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا بروز خیبر کے کہ ہر آئینہ عطا کرونگا مین اس علم کو کل کے روز ایک آدمی کو جو کہ فتح کریگا اللہ اوسکے ہاتھون پر اور وہ شخص ایسا ہے کہ دوست رکھتا ہے اللہ کو ورسول کو اوسکے اور دوست رکھتا ہے اوسکو اللہ اور رسول اوسکا پس جبکہ صبح ہوئی تو آدمی لوگ سویرے صبح کو چلے گئے رسول اللہ کے پاس ہر ایک آدمی امیدوار تھا کہ اوسکو رسول اللہ وہ علم دینگے پس کہا رسول اللہ نے کہ کہان ہی علی ابن ابیطالب پس لوگون نے کہا کہ اسے رسول اللہ اوسکی آنکھین درد کرتی ہین تب رسول اللہ نے کہا کہ بلوا بھیجو اوسکو پس بلائے گئے علی تب تھوک لگا دیا رسول اللہ نے دونون آنکھون مین اوسکی تب اچھی ہوگئے علی اسطرح پر کہ گویا

اونکو نہ تھا کوئی درد پس دیا اوس رسولؐ نے اوس علی کو وہ علم کو وہ علم پس کہا علیؑ نے اے رسول اللہ قتال کرونگا مین کافرون سے یہانتک کہ ہو جائین وے لوگ مسلمان مثل ہم لوگون کے تب فرمایا رسولؐ نے کہ نفوذ کر و اوپر نرمی اپنے یہانتک کہ پہونچے تو اونکے گھرون مین تب دعوت کر تو اون لوگون کو طرف اسلام کے اور خبر دے ہون لوگون کو اوس چیز سے کہ جو واجب ہی اوپر اون لوگون کے حق اللہ سے بیچ اوس اسلام کے پس قسم ہے خدا کی ہر آئینہ یہ بات کہ ہدایت کرے اللہ بسبب تیرے ایک آدمی کو بہتر ہے واسطے تیرے اس بات سے کہ ہون تجھکو چارپایہ سرخ اور شتران سرخ یہ حدیث متفق علیہ ہی اور ذکر کیگئی حدیث براءؓ کی کہ کہا آنحضرت نے علی کو کہ تو مجھ سے ہی اور مین تجھسے ہون بیچ باب بلوغ الصغیر کے فقط یہ جنگ خیبر سنہ ہجری کا ہی کہ جسکے چار برس بعد حضرت پیغمبر خدا نے انتقال کیا سو اس حدیث واقعہ خیبر سے بھی ممتاز ہونا آپ کا تمام صحابیان امیدواران علم سے ظاہر ہوتا ہے اور بعد اسکے بوقت مراجعت حجۃ الوداع کے تو حضرت علی صراحتہ وصی رسول اللہ از روی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے مقرر ہوے ۔

فصل ۱۱

حضرت علیؑ مشکلکشا بے شبہ وصی برحق اور جانشین بلافصل حضرت رسولخدا کے ہین اور رباعی حضرت امام شافعی کی بہت درست ہے رباعی علی حبہ جنہ

امام الانس والجنۃ ۔ وصی مصطفیٰ حقا ۔ قسیم النار والجنۃ

یعنے علیؑ کی محبت سپر ہی اور علی امام انس و جن کے ہین اور وصی حضرت رسول کے ہین از روے حق کے اور تقسیم کرنے والے دوزخ و بہشت کے ہین ۔ اور اگر معاویہ کو بیخ ذاتی سے درگذر کر کے تقسیم مین دوزخ نہین دین تو یہ بات اونکے عفو و کرم سے

کچھ دور نہین ہی مگر معاویہ کی دوسری دوسرے بدذاتیون کا کیا جواب ہی اور آپکا وصی ہونا
حدیث غدیر سے بخوبی تمام ثابت ہی اور ایسے ملکی صفات کے آدمی کا وصی ہونا عین
حق ہے کہ دین اسلام کے واسطے حضرت علی ایک بڑے فخر کی چیز ہین حسب قول مولانا روم
بیت آن خیو انداخت بر روے علی + افتخار ہر نبیؑ و ہر ولی + اور اس شعر کا
قصہ یہ ہی کہ جب ایک جہاد مین ایک کافر کے سینہ پر آپ واسطے گلا کاٹنے کے
سوار تھے تو اوس کافر نے آپکے منھہ پر تھوک دیا تب آپ فوراً سینہ پر سے اوس کافر
کے اوتر آئے اور کافر نے وجہ پوچھی تب آپ نے فرمایا کہ ہم تیرا گلا بوجہ اداے حق
خدا کے کاٹا چاہتے تھے اور جب تو نے ہمارے منھہ پر تھوک دیا تو اس حالت مین اگر
ہم تیرا گلا کاٹتے تو شمول نفسانیت کا بھی ہوتا اور بملاحظہ اس خلوص عمل کے وہ
کافر فوراً ایمان لایا سو اس قصہ سے کمال حلم اور خلوص عمل درتبہ حضرت علیؑ کا
ظاہر ہوتا ہی اور اشعار مفصلۂ ذیل مولانا روم کے بہت مناسب حال ہین **اشعار**

از علی آموز اخلاص عمل		تا رہے از مکر شیطان و دغل
تو بتاریکی علی را دیدۂ +		زین سبب غیرے بر و بگزیدۂ

اور حدیث وصیت خم غدیر کی حسب ذیل ہی **مشکوۃ المصابیح باب مناقب**
علی وعن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم
قالوا بلے فقال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلے فقال اللھم من
کنت مولاہ فعلے مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک
فقال لہ ھنیئاً یا ابن ابیطالب اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنۃ رواہ احمد
ترجمہ اور روایت ہی براء ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم جب فرود آئی موضع غدیر خم مین تو آپ نے پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا
کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو اس بات کو کہ ہم اولے ہین ساتھ مومنین کے ذاتون سے
اونکے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو
اس بات کو کہ تحقیق کہ ہم اولی ہین واسطے ہر ایک مومن کے ذات سے اوس مومن
کے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے ای خدا جس شخص کے ہم مولے
ہین سو علی مولے اوسکا ہی اے خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھی اوس علیؑ کو
اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے اوس علی کو پس ملاقات کی عمرؓ نے اوس علیؑ سی
بعد اوسکے اور کہا اوسکو خوش ہوی پسر ابو طالب کے کہ صبح کیا تو نے اور شام کیا تو نے
اسطرح پر کہ تو مولی ہی کل مومن اور مومنہ کا روایت کیا اسکو احمد نے فقط اور شاہ
عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ آپ نے یہ حدیث فرمائی بعد
اسکے کہ جمع کیا صحابیون کو اور ایک روایت مین آیا ہی کہ آپ نے ایک ممبر بنایا پالان
شتر سے اور اوسپر چڑھ کے یہ حدیث فرمائی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ آپ نے
قول اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کو تین بار مکرر فرمایا مگر شارح مذکور
نے جیسا کہ عادت سنیون کی ہے اس لفظ اولی اور مولی کو بھی بڑی کوشش سے
بمعنی محبوب اور ناصر کے قرار دیکے کہا کہ اس جگہ مین مولی بمعنی حاکم اور والی کے نہین ہے
اور شارح مذکور اس حدیث کو کچھ دلیل وصیت امامت کی نہین سمجھتے ہین حالانکہ اسطرح
صحابیون کو جمع کرکے اور پالان شتر کا ممبر بناکے اور فقرہ اول کو تین مرتبہ تکرار کرکے
اور صحابیون سے مکرر اقرار بلفظ بلے لیکر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہنا سوا
ایک قسم وصیت تاکیدی کے اور کیا ہو سکتا ہی اور شارح مذکور نے جو معنی بنالے ہین اولی
اور مولی کے کوشش کی ہے سو یہ سب کوشش رائیگان ہی اسواسطے کہ اس مولی کے

کچھ ہون مگر بات اسقدر رہی کہ محمد رسول اللہ کو جو نسبت مسلمانون سے ہی سو وہی نسبت
حضرت علی کو بھی مسلمانون سے ہی بس مولی کے معنی جو کچھ سنی لوگ قرار دین تو یہ نسبتی
علی کے ساتھ نبی کے کسی حال مین زائل نہین ہوسکتی ہے بلکہ معنی اسیقدر پیدا ہونگے
کہ محمد رسول اللہ بمقابلہ مسلمانان کے جو کچھ ہون سو وہی نسبت علی کو بھی ہے اور ہم
نہین سمجھتے ہین کہ محمد رسول اللہ کے مولی ہونے مین بمعنی خاوند اور مالک کی سنیون کو
کیا عذر ہی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ محمد رسول اللہ کو اسجگہہ پر سنی لوگ مولی بمعنی خاوند
کے کیونکر قبول کرین کہ اس حال مین حضرت علی کو بھی مولی بمعنی خداوند کی قبول کرنا
پڑیگا اور خلافت ابو بکرؓ کی سنیون پر کیا ایک مصیبت ہی کہ ہر جگہہ پر جہان کہ کچھ
فضیلت اہلبیت کی پائی جائے سو وہان پر حق سے سنیون کو گذر جانا لازم و ضرور
ہو جاتا ہی اور حضرت عمر نے جو اس حدیث پر حضرت علی کو مبارکباد دیکے کہا کہ تو
مولی کل مومن اور مومنہ کا ہے سو یہ بات محض بمقتضائے اوس وقت کے تھی کہ پیغمبر
خدا نے حجۃ الوداع سے پھر کر کے یہ ارشاد وصیت بمقام غدیر خم کے فرمایا تھا اور
اوسوقت مین حضرت رسولخدا صحیح و تندرست تھے ورنہ مرض الموت سی حضرت رسولخدا
کے جو کچھ تغیر حضرت عمر مین ہوا سو اوسکی تفصیل آئندہ ہوگی اور ہماری رای یہ ہے
کہ یہ لفظ مولی اس حدیث کا صراحۃً بمعنی خاوند اور مالک کی ہے اور شارح مذکور نے
اپنی شرح مین کیا خوب داد سنیت کی دی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اگر مولی سے امامت
مراد ہو تو امامت فی الحال کیا ضرور ہی کہ آخر کو درجہ چہارم مین حضرت علیؑ بھی امام
ہوئے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت علی نے اس حدیث نصی کو کسواسطے
بوقت خلافت ابو بکرؓ کے دلیل نہین کیا حالانکہ حضرت علیؑ نے بوقت خلافت ابو بکرؓ
بخوبی تمام طلب حق کیا تھا کہ جسکی تفصیل آئندہ ہوگی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین

کہ شیعہ لوگ مولی کو اسجگہ پر معنی اولے بامامت بدلیل فقرہ اول آنحضرت الست اولی بکم کے قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر یہ معنی مراد نہ تھا تو حاجت جمع کرنے صحابہ کی اور اس مبالغہ سے خطاب کرنے کی کیا تھی اور شارح مذکور کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ حدیث صحیح ہے مگر درجہ تواتر کے نہین ہے اور سب اصول شیعہ واسطے دلیل امامت کے تواتر حدیث شرط ہی سو یہ جواب محض ضعیف ہی اسواسطے کہ جب یہ حدیث نزدیک خود شارح مذکور کے صحیح ہی تو اپنے اصول سے کہنا چاہیے کہ اس حدیث کی تعمیل مین سنیون کو کیا عذر ہے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ اگر خلافت ابوبکر کی ناحق و ناروا ہو تو ابوبکر و دیگر صحابیان اتفاقی اونکے گمراہ قرار پاتے ہین تو صحبت رسول کی بے اثر ہوئی اور اس سے رسالت مین آپکے نقصان لازم آتا ہی مگر یہ تقریر بھی محض لچر ہے اسواسطے کہ رسالت ایک چیز خاص ہے کہ وہ محتاج اس بات کی نہین ہے کہ تمام صحابیان اوس رسول کے راست باز اور ہدایت یافتہ ہون اسواسطے کہ آیت انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء الى صراط المستقيم اس بات پر شاہد و ناطق ہے کہ جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق کہ تو ہدایت نہین کرتا ہی اوسکو کہ جسکو تو چاہے ولکن اللہ ہدایت کرتا ہے اوسکو کہ جسکو وہ چاہی طرف راہ سیدھی کے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک رسول سچا ہی اور کوئی شخص راہ راست پر نہ آوے تو اوس سے کیا نقصان اوسکا ہی اور شیعہ لوگ جو کہ ایران و ہندوستان وغیرہ مین کروڑ دو کروڑ آدمی سے بہت زاید تر ہین سو تمام خلفائے ثلثہ اور تمام صحابیان اتفاقی کو اونکے گمراہ اور برا سمجھتے ہین مگر رسالت مین حضرت رسول کریم کے کچھ نقصان نہین وارد کرتے ہین اور سوای اسکے جب حضرت علی نے کسی طرح اس خلافت ثلثہ کو قبول کر لیا تو اب اس خلافت ثلثہ مین کیا عذر ہو سکتا ہی مگر صرف واسطے

ایک امر کے کہ خلافت ابوبکرؓ وغیرہ کے صحیح ثابت ہوجاے یہ اہتمام کیا ضرور ہی کہ معنی بنانے مین مولی وغیرہ کے اسقدر کج راہین اختیار کیجائین۔

فصل ۱۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰے الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ عشرہ مبشرہ مین سے ہین کہ فرمایا آنحضرت نے حضرت علی کو کہ تو ہماری نسبت سے بجاے ہارون بہ نسبت موسٰی کے ہی مگر تحقیق کہ فرق یہ ہی کہ نہین کوئی نبی ہی بعد میرے متفق علیہ اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جب آنحضرت اخیر غزوہ تبوک کو جاتے لگے تو حضرت علی کو اوپر اہل وعیال اپنے مقرر کیا تب حضرت علی نے کہا آپ نے مجکو چھوڑا اوپر عورتون اور بچون کے تب حضرت رسول نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہین ہو کہ تم ہمارے واسطے بمنزلہ ہارون واسطے موسٰی کے ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو ساتھ پیغمبر خدا کے وہی نسبت ہی جو کہ ہارون کو ساتھ موسٰی کے تھی اور یہ تشبیہ نہایت عمدہ ہی کہ جسطرح پر حضرت علی بھائی حضرت رسول کے تھے سو اوسیطور پر ہارون بھی بھائی حضرت موسٰی کے تھی پس جسطرح پر کہ حضرت موسی اپنے قوم پر ہارون کو چھوڑ کرکے کوہ سینا پر گئے تھے سو اوسیطرح پر حضرت علیؑ کو اپنے اہل وعیال پر چھوڑ کرکے حضرت رسول بطرف غزوہ تبوک کے گئے مگر جیساکہ سنیون کی عادت ہی کہ جس جگہ سے کچھ فضیلت اور خصوصیت اہل بیت کی پائی جاے سو اوسکی معنی بنانے مین ہرگز قصور نکرینگے سو اسجگہ پر شاہ عبدالحق صاحب یہ بات بناتے ہین کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا مدت غزوہ تبوک تک اور خلافت مطلقہ مراد نہین ہوسکتی ہی اسواسطے کہ ہارون چالیس سال قبل موسٰیؑ کے

مرے اور آنحضرت نے بقدر ایام غیر حاضری غزوہ تبوک کے ابن ام مکتوم کو واسطے امامت
نماز کے خلیفہ کیا تھا پس اگر خلافت مطلقہ مراد ہوتی تو خلافت امامت نماز کی بھی
حضرت علی کو دیتے مگر شارح مذکور کیخدمت مین ہماری یہ عرض ہے کہ یہ خلافت خبرگیری
اہل و عیال کی گو واسطے تھوڑی مدت کے ہو مگر تشبیہ نسبت حضرت علی کے ساتھ حضرت
نبی کے وہی ہے کہ جو ہارون کو ساتھ حضرت موسی کے تھی اور اسیواسطے یہ تشبیہ
بحق ابن ام مکتوم کے نہین دیگئی اور ظاہر ہے کہ امامت نماز معمولی کے بمقابلہ خلافت
خبرگیری اہل و عیال کے بہت کم ہے اسواسطے کہ اس امر مین عقل اور تدبیر المنزل درکار
ہے بخلاف امامت نماز کے کہ اوسمین عقل کی کچھ ضرورت نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے
کہ خود شارح مذکور کو بھی اپنی توجیہ اور تاویل پر کچھ تسلی نہین ہے اسواسطے کہ آخر
شرح مین اس حدیث کے شارح مذکور لکھتے ہین کہ اگر یہ حدیث اوپر خلافت کے دلیل ہو
تو اوپر حصر خلافت علی یا خلافت علی بے واسطہ بعد مرگ رسول کے کچھ دلیل نہین ہے
مگر ہم کہتے ہین کہ اس تشبیہ ہارون مین حضرت رسول نے اسقدر فرق اس تشبیہ کا
کہدیا مگر فرق اسقدر ہے کہ نہین کوئی نبی ہوگا بعد وفات اونکے سو بیچارے شیعہ
لوگ حضرت علی کو بعد وفات حضرت نبی کے کچھ نبی بنانا نہین چاہتے ہین فقط اور
ہر چند حضرت علی کو خلافت چہارم درجہ مین ملی مگر اس بات سے کیا انکار ہوسکتا ہے
کہ تقدم خلافت کا اون اصحاب ثلثہ کو دیا گیا کہ جنکو تشبیہ ہارون سے نہین دیجاسکتی ہے

فصل ۱۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ابن عمر قال اخی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ سلم بین صحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال اخیت بین اصحابک
ولم تواخ بینی و بین احد فقال رسول اللہ صلی علیہ و آلہ وسلم انت اخی

فی الدنیا والآخرۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابن عمر سے کہ
کہا اوسنے کہ حضرت رسول اللہ نے برادری ومواخاۃ لگادی درمیان اصحاب اپنے
پس آئے علی کہ روتی تھین آنکھین اونکی اور کہا حضرت رسول سے کہ آپ نی برادری لگای درمیان اصحاب اپنے اور نہین برادری لگادی آپ نے درمیان میرے اور درمیان کیسے
صحابی کے پس فرمایا رسولخدا نے کہ تو بھائی میرا ہے بیچ دنیا اور آخرت کے روایت
کی اوسکو ترمذی نے فقط مقام شکر ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی
شرح مین کچھ کوشش واسطے معنی بنانے بھائی کے نہین کی بلکہ بہت صاف دلی
سے بیان کیا کہ حضرت رسولؐ نے کہا کہ تو بھائی میرا ہے دنیا اور آخرت مین اور تجکو
کیا حاجت اور کیا مناسبت ہی کہ تجھکو ساتھ کسی دوسرے کی برادری کرادین فقط
ہرچند یہ حدیث کچھ دلیل حقیت خلافت بلا فصل علیؑ کے نہین ہوسکتی ہے مگر اسقدر
اس حدیث سی ظاہر ہوا کہ اصحاب لوگ آپسمین بھائی بنا کرین مگر حضرت علی ایک
دوسری چیز ہین کہ اخوت اونکی خود ساتھ حضرت نبی کے ہی اور سنیون کو اس بات سے
انکار نہین ہوسکتا کہ خلفا ثلثہ جو بعد حضرت نبی کے خلیفہ ہی سو وہ لوگ بجاے
حضرت علی بھائی اور داماد اور وصی رسول کے خلیفہ قرار دیئے گئے۔

فصل ۱۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن انس قال کان عند النبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم طیر فقال اللھم ائتنی باحب خلقك الیك یاکل معی ھذا
الطیر فجاءہ علی فاکل معہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی انس سی کہ کہا
اوسنے کہ تھے نزدیک رسول اللہ کے ایک چڑیا بریان پس کہا اوس رسول نی کہ اے
اللہ بھیج لا تو میرے پاس ایک شخص کو کہ جو محبوب ترین تیرے خلق کا ہی تیرا

کہ کہائے وہ ساتھ میرے اس چڑیا کو پس آئے اوس رسول کے پاس علی اور کہایا اوس
چڑیا کو ساتھ اوس رسول کے فقط پتا کھڑکا اور گھوڑا بھڑکا ایک مثل مشہور ہے سو سمجھہ
پر چونکہ محبوب ترین خلق اللہ کا ہونا حضرت علی کا خدا کے پاس ثابت ہوتا ہی اور خلافت
ثلثہ کو صحیح ثابت کرنا سنیون کو ضرور ہی کہ بوجہ اس ضرورت خاص کے شاہ عبد الحق صاحب
نے اس لفظ احب کے معنی بنانے مین کچھ قصور نہین کیا شاہ صاحب موصوف لکھتے
ہین کہ اس حدیث سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہی مگر شارحان نے
تخصیصات کئی ہین کہ لفظ احب سی معنی از جملہ احب خلق اللہ مراد ہی یا احب خلق بنی عمام
سے یا قرابت داران قریب سی یا اوس شخص سے مراد ہی کہ جو اولی واقرب واحق ہے
ساتھ احسان نبی کے اور شارح مذکور اپنی راے مین لکھتے ہین کہ یہ سب تخصیصات اسواسطے
ہے کہ احب ہونا حضرت علی کا بمقابلہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق کے لازم نہ آوی اور حقیقت
مین کچھ حاجت اس تخصیصات کی نہین ہی اسواسطے کہ تمام خلق علی العموم مراد نہین ہے
کہ احب مطلق حضرت رسول ستھے اور صحابیون مین سے اگر کوئی شخص محبوب تر بنظر بعض
وجوہ اور افضل بنظر کثرت ثواب کی ہو تو کچھ منافات نہین ہی اسواسطے کہ احب ہونا
حضرت علی کا بجمیع وجوہ مراد نہین ہے اور اوس لفظ احب کو اسقدر تنگ کرنا کچھ ضرور
نہین ہی فقط ہم کہتے ہین کہ تحمل اس لفظ احب کا بہ نسبت حضرت علی کے جو سنیون کو
نہین ہے اور اس لفظ احب کی تاویل مین یہ سب عرق ریزی بسبب ایک غرض خاص
کے ہی سو اسمین شعر مولانا روم کا بہت حسب حال ہے **شعر** چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد * اور اس لفظ احب پر بہ نسبت حضرت علی کے جو
اسقدر چڑھائی ہے سو کچھ ضرورت اوسکی نہین ہی اسواسطے کہ ایک دوسری حدیث سی
بھی اطلاق لفظ احب کا حضرت علی پر پایا جاتا ہی مشکوۃ المصابیح باب مناقب

اہلبیت عن جمیع ابن عمیر قال دخلت مع عمتی عایشة فسالت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت فاطمة فقیل من الرجال قالت زوجہا

ترجمہ روایت ہی ابن عمیر سے کہ کہا اوسنے کہ پہونچے ہم ساتھ پھوپھی اپنی عایشہ کے پاس تب سوال کیا ہمنے کہ کون شخص محبوب تر تھا رسول اللہ کے پاس تب کہا عایشہ نے کہ فاطمہ تب پوچھا گیا کہ مردون سے کون شخص محبوب تر تھا تب کہا عایشہ نے کہ شوہر اوسکا فقط مگر یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین بھی اپنی عادت سے باز نہین آکرکے یہ بات بناتے ہین کہ یہان پر انصاف عایشہ صدیقہ کا دیکھنا چاہیے کہ جواب مین نہین کہا کہ مین اور میرا باپ محبوب تر تھا اور دور نہین ہے کہ اگر حضرت فاطمہ سے پوچھا جاتا تو یہ کہتین کہ عایشہ اور باپ اونکے محبوب تر تھے اور فرق ہے درمیان محبت اور فضیلت کے سواس تاویل پر ہمکو خود شاہ صاحب پر رحم اور افسوس آتا ہے اور فضیلت خیالی شاہ صاحب موصوف اور عام سنیون کی جو بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے ہی سو تفصیل اوسکی آیندہ کیجاویگی کہ فضیلت حضرت ابوبکرؓ کی حضرت علیؑ پر کس حد تک ہے۔

فصل ۱۵

عن سعد ابن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایة ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم علیاً وفاطمة وحسناً وحسیناً فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی رواہ مسلم

ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسنے کہ جب اوتری یہ آیت ندع ابناءنا وابناءکم کی تو بلایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو پس کہا اوسنے کہ ای اللہ میرے یہی لوگ اہلبیت میرے ہین روایت کی اوسکو مسلم نے اور یہ آیت پوری اسطرح ہے کہ آیت ۵۴ سورہ آل عمران

کی حسب ذیل ہی فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین

ترجمہ اور جو شخص کہ حجت کرے ساتھ تیری بابت اوس مسیح کے بعد اوس دانست کی جو دی گئی ہی تجھکو سو کہہ تو اون لوگون سے آؤ تملوگ چاہیئے کہ ہملوگ بلا دین اپنے بیٹون کو اور ہم لوگ اپنی بیٹون کو اور ہملوگ اپنی جورؤن کو اور تم لوگ اپنی جورؤن کو اور ہملوگ خود اپنے سبکو اور تم لوگ خود اپنے سبکو اور تب ہملوگ لعنت مانگین اور کہین لعنت خدا کی اون لوگون پر کہ جو جھوٹھ بولتے ہین اور قصہ شان نزول اس آیت کا یہ ہی کہ عیسائی لوگ ساتھ اپنے سردار پادری ابو حارث کے پیغمبر صاحب کی پاس بطور سفیران منجانب باشندگان نجران کے آکرکے اور کچھ بحث کرکے ساتھ اوس پیغمبر خدا کے بابت مذہب اور تاریخ عیسیٰ مسیح کے وی لوگ متفق ہوئی اس بات پر کہ امتحان مباہلہ کا کل کے روز کیا جاوے کہ کون فریق برسر غلط ہی تب پیغمبر خدا اپنی بیٹی فاطمہ اور اپنے داماد علی اور اپنے دو نواسہ حسن اور حسین کو اپنے ساتھ لیکرکے اون عیسائیون کے پاس جا پہونچے اور اونسے چاہا کہ وہ لوگ نماز پڑھنے تک انتظار کرین مگر جبکہ اون عیسائیون نے دیکھا اوس پیغمبر کو کوچ مین جاتی ہوئے تو اونکا عزم ڈھیلا ہو گیا اور مباہلہ کی لعنت نہین چاہی بلکہ جزیہ دینا قبول کیا سو اس حدیث سی صراحتہً ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے فاطمہ اپنی بیٹی اور علی اپنے داماد اور حسن حسین اپنے دو نواسہ کو بلفظ ہمارے کے اشارہ کرکے بتلایا کہ یہی لوگ اہلبیت ہمارے ہین کہ جو خود پیغمبر صاحب مع ان چار شخصون کے پنجتن پاک کہلاتے ہین مگر چونکہ سنیون کی عادت ہی کہ جس حدیث یا آیت قرآن سے کچھ بھی فضیلت اہلبیت کی ظاہر ہو تو اوسمین سے لوگ کچھ ایسا معنی بناوینگے کہ جس سے اوس فضیلت مین کچھ نقصان لازم آوے چنانچہ موافق اوسی عادت کی شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی معنے بنانی مین بھی بہت کوشش کی ہی کہ لکھتے ہین کہ اہلبیت کی کئی معنی ہین ایک یہ ہی کہ جنکو زکوٰۃ لینا حرام ہے یہ لوگ بنی ہاشم ہین

کہ جو مشتمل ہین اوپر آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث کے دویم یہ کہ اہلبیت بمعنی اہل و عیال کے ہی کہ جس رو سے ازواج نبی بہی داخل اہلبیت ہین اور شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ کبہو اطلاق اہلبیت کا ایسا ہی کہ جس سے خصوصیت حضرت فاطمہ و علی و حسنؑ حسینؑ کے ساتھ لفظ اہلبیت کی پائی جاتی ہے اور لکھتے ہین کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ ہم رسولخدا کے پاس تھے کہ خادم نے آکے خبر کی کہ علی اور فاطمہ دروازہ پر کھڑے ہین تب آنحضرت نے ہمکو کہا کہ الگ ہو جاؤ تب ہم اندر گھر کے چلے گئے تب حسنؑ اور حسینؑ آئے اور اونکو آپ نے گلے سے لگا لیا اور علی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ کو ایک دوسری ہاتھ سے پکڑا اور اون سبکو اپنے بدن سے لپٹا لیا اور اون سب لوگون کو اپنے کالے کمل کے اندر لیلیا اور کہا کہ اے خدا یہ لوگ میرے اہلبیت ہین اور شاہ صاحب نے اس بات کو بہی لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مسجد میری حرام ہے اوپر ہر ایک حیض والی عورت اور اوپر ہر ایک جنب مرد کے مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اونکے یعنے علی اور فاطمہ اور حسنؑ و حسینؑ اس حکم سے مستثنی ہین اور شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوم بیت سکنی سوم بیت ولادت کہ بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب کی اہلبیت اور وے نسب کی ہین اور ازواج آپ کی اہلبیت سکنی کی ہین اور اولاد آپکی اہلبیت ولادت کی ہین مگر اسکے ساتھ شاہ صاحب اقرار کرتے ہین کہ اطلاق معتاد اہلبیت کا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر ہے مگر ہر گاہ خود پیغمبر خدا نے بلفظ ہولاء کے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بتایا کہ یہ لوگ اہلبیت میرے ہین تو شاہ صاحب کو اتنے معنی مختلف بیان کرنے سے اہلبیت کی کیا فائدہ ہوا بلکہ ایک خصوصیت خاص علی اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کی یہ ظاہر ہوئی کہ انکو بطور خود پیغمبر خدا کی حالت جنب اور حائض ہونے مین بہی مسجد نبوی مین جانا حرام نہین تھا بخلاف دوسرے شخصون کے

کہ اون لوگون کو حالت جنب اور حائض ہونے مین داخل مسجد نبوی ہونا حرام تھا اور
وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ درحقیقت پنجتن پاک بذات خود تمامتر طاہر و مطہر ہین اور
کسی حال مین اطلاق نجاست کا ان لوگون پر نہین ہوسکتا ہی پس کسیطرح سے خلفاء
ثلثہ مقابل یا ہمرتبہ ان چار بزرگان اہلبیت کے نہین ہوسکتے ہین ۔

فصل ۱۶

خصوصیت حضرت علی کی حدیث متعلق آیت تطہیر سے بھی ظاہر ہوتی ہے عن عائشۃ
قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود
فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاء الفاطمۃ فادخلہا ثم
جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و
یطھرکم تطھیرا رواہ مسلم ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ
سے کہ کہا اونسے کہ ایک روز باہر نکلے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے بدن پر
ایک کمل تھی منقش کالی اونکی پس آئے حسن ابن علی پس لے لیا پیغمبر خدا نے اوس
حسن کو اپنے کمل مین تب آئے حسین اور لے لیا اونکو ساتھ حسن کے تب آئین فاطمہ
تب لے لیا اونکو تب آئے علی اور لے لیا اونکو تب پیغمبر خدا نے پڑھی یہ آیت انما یرید
کی یعنے نہین چاہتا اللہ مگر اس بات کو کہ دور کرے وہ اللہ تم لوگون کو اور روے
پاک کرتے کر روایت کی اوسکو مسلم نے اور پوری آیت ۳۳ سورہ احزاب کی بائیسوین
پارہ مین حسب ذیل ہے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی و
اقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ترجمہ اور بیٹھی رہو
اپنے گھرون مین اور نہ نکلو باہر ساتھ نمایش ایام جاہلیت کی اور قائم رکھو نماز کو اور روزہ کو

کو اور تابعداری کرو خدا کی اور اوسکے رسول کی کسواسطے کہ خدا صرف یہی چاہتا ہی کہ تمسے دور رکھی نجاست کو اے اہلبیت اور تمکو ظاہر بنا دے ساتھ کمال طہارت کے اور اہلبیت سی اس جگہہ پر علیؑ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ مراد ہین جیساکہ اس حدیث مین بہی اون ہی لوگون کا ذکر ہے اور بہت غنیمت ہی کہ شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین کچھ کوشش معنی بنانے اہل بیت کی نہین کی اسواسطے کہ شرح حدیث مین آیت مباہلہ کے اہلبیت کے معنی مختلف بیان کرچکے ہین –

فصل ۱۷

عن زر ابن جبیش قال قال علی والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زر ابن جبیش سے کہ کہا اوسنے کہ کہا علی نے قسم اوس شخص کی کہ جسنے چیرا دانہ کو اور پیدا کیا خلق کو تحقیق کہ عہد کیا نبیؐ نے ساتھ میرے اس بات کو کہ نہین دوست رکھے گا مجھکو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا مجھسے مگر منافق روایت کی اوسکو مسلم نے اور شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ محبت علی کی علامت ایمان کی ہے اور عداوت علیؑ کی نشان نفاق ہی اور ظاہرا یہی وجہ ہی کہ شیعہ لوگ بدلیل محبت علی کے اپنے کو بلقب مومن کے کہلاتے ہین –

فصل ۱۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ عن عمران ابن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان علیاً منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عمران ابن حصین سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا کہ تحقیق کہ علی مجھ سے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ ولی ہی کل مسلمانونکا
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط شاہ عبد الحق صاحب نے شرح مین اس حدیث کے
اس بات کو قبول کیا ہی کہ یہ فرمانا رسول کریم کا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے
ہون کنایہ ہی کمال اتحاد و اتصال و اخلاص و یگانگی سے مگر حسب عادت
سنیون کے ولی کے معنی دوست اور محب و ناصر لکھا ہی اور یہ امر بنظر حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ہی کہ اوس حدیث مین بھی احتیاطاً مولی کے معنی محب
اور ناصر قرار دیا ہی بہرحال شیعہ لوگ جو علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ بعد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھاتے ہین سو اس امر کے حق اور
واجب ہونے مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہر چند کہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ کو جزو کلمہ
کر دینا چندان ضرور نہوا ور شاید یہ اضافہ کر دینا کلمہ مین بمقابلہ تعصب سنیون کے
معذور رکھا جاسکتا ہے۔

فصل ۱۹

عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ منّی
وانا من علی ولا یؤدی عنی الا انا او علی ترجمہ روایت ہی حبشی
ابن جنادہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ علی مجھسے ہی اور مین
علی سے ہون اور نہین کوئی حق ادا کریگا میری طرف سی مگر مین یا علی روایت کی
اسکو ترمذی نے اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جس سال مین کہ آنحضرت نے حضرت
ابو بکر کو امیر حاج کر کے طرف مکہ کے روانہ کیا تھا تو آنحضرت نے پیچھے سے حضرت علیؑ
کو بھیجدیا تاکہ نقض عہد مشرکون کا کرین اور سورہ برأت کو اونکے سامنے پڑھ کرکے ندا
کردین کہ مشرک لوگ جو نجس ہین بعد اس سال کے مسجد حرام کے پاس نجائین اور

سوا اسکے کچھ دوسرے احکام بھی تھے بہرحال اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ تعمیل ان سب مراتب کی یہ تجویز رسول علیہ السلام کے حضرت ابو بکرؓ سے نہین ہوسکتی تھی کہ حضرت رسول نے یہ فرمایا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون اور ہماری طرف سے آدائے حق نہین کوئی شخص کرسکتا ہی مگر کہ مین یا علی۔ اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی معنی بنانے مین کچھ کوشش نہین کی مگر جسقدر کہ اونسے ہوسکتا تھا سو واسطے ضعیف کرنے درجہ اور رتبہ اس حدیث کی یہ نکتہ لگادیا کہ عادت عرب کی تھی کہ جب اون لوگون مین کچھ گفتگو نقض اور اجرام اور صلح اور عہد وغیرہ کی ہوتی تو ان سب امر ان کو وہی شخص ادا کرتا کہ جو سردار قوم اور بہتر ان لوگون کا ہو یا کہ جو شخص اوس سردار کے قرابت قریب مین ہو اسواسطے حضرت رسول نے حضرت علی کو اس کام پر متعین کیا یعنی کہ یہ متعین کرنا علی کا مبنی اوپر عادت عرب کے تھا مگر درصورتیکہ حسب اعتقاد سنیون کے حضرت ابو بکر افضل حضرت علی سے اور توسل قرابت مین باپ حضرت عائشہ کے تھے تو باصول سنیون کے بھیجنا حضرت علی کا بعد حضرت ابو بکر کے کیا ضرور تھا مگر بات یہ ہی کہ الحق یعلو ولا یعلے یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس حدیث سے شرف منزلت اور خصوصیت حضرت علی کا بخوبی ظاہر ہے۔

فصل ۲

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کنت اذا سئلت رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدأنی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ جب ہم مانگتے تھے رسول سے کوئی چیز تو وہ رسول ہمکو عطا کرتے تھے اور جب ہم ساکت رہتے تھے تو آنحضرت

خود ابتدا کرتے تھے۔

فصل ۲۱

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا دار الحکمۃ وعلی بابہا
رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی اوس علی سے کہ کہا اوس علی نے
کہ فرمایا رسولخدا نے کہ مین گھر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اوس حکمت کا ہے
روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ عبدالحق صاحب کہتے ہین کہ مشہور بلفظ
انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کے ہے یعنے مین شہر علم کا ہون اور علی دروازہ اوسکا ہی
اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علم مخصوص علی مرتضی کو نہین ہی اور دوسری صحابون
کو بھی آنحضرت سے علم پہونچا ہے مگر یہ تخصیص باعتبار وسیع تر و مفتوح تر و عظیم تر
کے ہوگی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اقضاکم علی یعنے کہ قاضی ترتم لوگون کا علی
ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ یہ حدیث ابی الصلت عبد السلام بن صلاح
ہروی سے ہی کہ شیعی ہے مگر صدوق ہی اور تعظیم اصحاب مین تقصیر نہین کرتا تھا
فقط دیگر صحابیون مین بھی جو کچھ علم ہو سوا وسمین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی مگر بات
اسقدر ہی کہ حضرت علی بمقابلہ دیگر صحابیون کے عالم تر تھے چنانچہ ستر گین مورخ
انگریزی دہریہ لکھتا ہی کہ علی عالم اور شاعر اور بہادر اور ولی تھے مگر باوجود
اسکے سنی لوگ علی کو آخر درجہ مین قرار دیتے ہین یعنے کہ یہ مورخ شمار ہونے سے
حضرت علی کے درجہ آخر مین سنیون پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ اس حدیث مین
حضرت علی کے علم کا ذکر ہے اسواسطے جو کچھ مثالین آپکے علم کی اسوقت سرسری
مین یاد آئی ہین سو ہم اوسکو لکھتے ہین - ایک یہ کہ ایک شخص نے سوال
کیا کہ ہم لوگ تین آدمی بحساب نصف وسوم ونہم حصہ کے شریک سترہ اونٹ

کے ہین اور حساب تقسیم کا درست نہین بیٹھتا ہی تب حضرت علی نے فوراً واسطے تسکین
سائل کے ایک اونٹ اپنا ملا کرکے اٹھارہ اونٹ قرار دیا اور اوسمین سے نصفی حصہ دار کو
نو اونٹ اور سوم حصہ کے شریک کو چھ اونٹ اور نہم حصہ کے شریک کو دو اونٹ یعنی
کل سترہ اونٹ دیکر کے اپنا اونٹ پھیر لیا اور حساب تقسیم شتران کا اسطرح پر بخوبی درست
ہوگیا کہ ہر شخص نے سترہ اونٹ کی حساب سے اپنا حصہ زیادہ پایا اسواسطے کہ سترہ کا آدھا
ساڑھے آٹھ ہوتا تھا کہ بجاے اوسکے نو اونٹ پایا اور حصہ سیوم والے کو چھ سے کم
اور حصہ نہم والے کو دو سے کم سترہ کا نہم حصہ ہوتا تھا کہ بجاے اوسکے پورا چھ اور پورا
دو پایا اور وجہ اوسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے ماخذ مشترک کسرات نصف اور
ثلث اور تسع یعنے نہم کا اٹھارہ حساب کرکے تقسیم کردیا کہ مجموعہ ان سب کسرات کا
وہی سترہ ہوتا ہی اور یہ فیصلہ آپ کا از قسم معجزہ اور خرق عادت کے معلوم ہوتا ہی
کہ اس قصہ کو بارہ سو برس سے اوپر ہوا اگر اس قسم کا فیصلہ عین وقت پر کسی
دوسرے عالم کا دیکھا نہین جاتا ہی۔ دوم یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ مخرج مشترک
کسور تسعہ کا کیا ہی یعنے وہ کون عدد ہی کہ جس سے نصف سے لیکے نہم حصہ تک
سب عدد پورا نکلے تب آپ نے فوراً فرمایا کہ ضرب دو اپنے ہفتہ کے سات دن کو بارہ
مہینے مین اور اوسکو سال بھر کے تین سو ساٹھ دن مین اور اوسکو تقسیم کر دو یعنی
کہ ۱۵۱۲۰ مخرج مشترک کسور تسعہ کا ہی سوم یہ کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ
پر بعلت زنا کے حکم سنگسار کرنے کا دیا تب حضرت علی نے کہا کہ لڑکا جننے تک
مہلت دیجاے ورنہ ایک زانیہ کی سزا مین دو جانین تلف ہو جائنگین چنانچہ حضرت عمر
نے وہ حکم سنگسار کرنے کا تا پیدا ہونے لڑکا کے ملتوی رکھا اور یہ کہا لولا علی لہلک
عمر یعنی کہ اگر نہوتا علی تو ہر آئینہ ہلاک ہوتا عمر کہ اس قصہ سے صاف دلی حضرت عمر

کی ہی ظاہر ہی اور شاہ عبد الحق اپنی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہین کہ حضرت عمر بے مشورہ
حضرت علی کے کچھ کام نہین کرتے تھے اور اسی بنیاد پر یہ حدیث ہی کان عمر یتعوذ باللہ
من زمان لیس فیہ علی یعنی تھے عمر کہ خدا سے پناہ مانگتے تھے ایسے ایک زمانہ سے کہ
جسوقت مین علی نہون یعنی حضرت عمر کو آرزو تھی کہ حضرت علی عالم حیات مین اونکی
نہ مرین - چہارم یہ کہ کثرت علم اور کثرت قضا آپکی اس درجہ کی ہی کہ یہ قول قضیۃ و
لا اباحسن لھا ایک عربی ضرب المثل ہوگیا کہ قضیہ ہے مگر کوئی ابوالحسن
یعنی علی واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہین ہے پنجم یہ کہ ایک دہریہ منکر خدا کا حضرت
علی سے بحث کرنے لگا تب حضرت علی نے اوس سے کہا کہ ہم خدا کو مانتے ہین پس اگر
حقیقت مین خدا وجود نرکھتا ہو تو اس سے ہمارا کیا ضرر ہے اور تم خدا کے منکر ہو
پس اگر خدا وجود رکھتا ہے تو تمہارا کیا حال ہوگا سو اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ
وہ دہریہ فوراً ایمان لایا ششم یہ کہ امر بمقتضائے کمال علمی کے تھا کہ حضرت علی
زیادہ تر مصروف اور مشغول یاد الٰہی مین تھے اور خطبہ شقشقیہ آپکا جو ہی سو اس
بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ فی الحقیقت فنا فی اللہ کے درجہ مین تھے یعنی متصل بہ اللہ
ہوکرکے آپ نے اوس خطبہ مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرازق فی الا دھام
اور دیگر فقرات اوس خطبہ کے بھی اسی قسم کے ہین اور خدا کو معلوم ہے کہ آپکا درجہ
خداشناسی مین کس حد تک پہونچا تھا کہ آپ فرماتے ہین کہ لو کشفت الغطاء
لما ازددت یقینا یعنی اگر اوٹھ جاتا پردہ تو نہ بڑھتا میرا یقین فقط یعنی کوئی حالت
منتظرہ واسطے ترقی مدارج خداشناسی کے آپکو باقی نہین تھی اور یہ بات اوس
درجہ کی ہے کہ جسکو ہم لوگ نہین سمجھ سکتے ہین اور اسیواسطے بہ تمسک حدیث نبوی کے
ہم اس بات پر اکتفا کرتے ہین کہ حضرت علی وہ شخص ہین کہ جو خدا اور رسولخدا کو

دوست رکھتے تھے اور اونکو خدا و رسول خدا دوست رکھتے تھے اور حضرت علی خدا کے
پاس محبوب ترین خلائق تھے ہفتم کشف امورات غیبی کا آپکے یہ حال تھا کہ عین
زمان جنگ مین معاویہ کو حضرت علی کی زبان سے اس بات کا دریافت کرنا منظور
ہوا کہ حضرت علی پہلے مرینگے یا کہ خود معاویہ پہلے مریگا سو اس حیلہ سے متواتر تین
آدمی اوسکی طرف کی تین روز پیہم خبر لائے کہ معاویہ مرگیا اور دو روز تک ہمارے
علی نے اس بات پر کچھ التفات نہین کیا اور آخر تیسرے روز لوگون کے اصرار پر
صرف اسقدر فرمایا کہ معاویہ نہین مرسکتا ہے جب تک ڈاڑھی علی کے مخضب بخون ہو اور
شک نہین ہے کہ معاویہ کو اس جواب کی خبر پاکر کے ایک قسم کی خوشی ہوئی ہوگی
کہ حضرت علی اوسکے سامنے مرینگے مگر اسی بات سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اوسکو
آپکے علو درجہ اور مراتب کشف پر بخوبی اطلاع تھی اور یہی وجہ تھی کہ معاویہ نے
اپنے مرض الموت مین یزید اپنے بیٹا کو افسوس کرکے کہا تھا کہ ہمنے اپنی عاقبت
تیری محبت مین خراب کی ہشتم یہ کہ حال ترقیات کشف کا آپکے ایک اس بات
سے بھی ظاہر ہے کہ جب ابن ملجم آپکے پاس ایک تلوار نذر لایا تو آپ نے اوس
تلوار کو دیکھ کرکے اور متبسم ہو کرکے واپس دیا اور فرمایا کہ اس تلوار کو اپنے پاس
رکھو اسی تلوار سے تم ہمکو قتل کروگے تب اس بات پر ابن ملجم بہت گھبرایا اور
آخر بمقتضای تقدیر کے حب قطامہ مین مبتلا ہوکر اوسی تلوار سے آپکو ضرب
لگایا اور جب آپکے پاس لوگ شربت پینے کو لائے تب آپ نے اشارہ کیا کہ اول
وہ شربت اوس قاتل کو دیا جاے اور جب اوس قاتل نے انکار کیا تو آپ نے
اوسکے حال پر افسوس کھاکرکے کہا کہ اگر یہ قاتل اس شربت کو پیتا تو ہم اسکی
شفاعت کرلیتے اور بعد اسکے یہ فرمایا کہ اگر ہم مرجائین تو اس قاتل کو صرف ایک

ضرب لگاتا یعنی جیسا کہ اوسنے ایک ضرب لگایا ہی سو اوسیطرح پر ایک ضرب
بمقتضای عدل شرعی کے لگایا جاوے اور دو چار ضرب نہو کہ ایک ضرب سے
وہ قاتل نہ مرے سو اس قصہ سے حال درجہ کشف آپکا اور رحم بر دشمن آپکا
اور عدل آپکا اور صبر و رضا آپکا بخوبی تمام ظاہر ہوتا ہی اور کچھ شک نہین ہے
کہ حضرت علی اس اسلام مین تمامتر نمونہ حضرت مسیح کے تھے۔ تتمہ یہ کہ آپنے
ایک بار اپنی خلافت مین فرمایا کہ ہم ابو بکر اور عمر اور عثمان سے کسی طرح پر کم
رتبہ نہین ہین پس کیا وجہ ہی کہ ہماری خلافت مین اسقدر خلفشار ہی سو بجواب
اس بات کی ہماری عرض بحضور شاہ مردان علی کے یہ ہی کہ آپکے علم سے کوئی
بات مخفی نہین ہے مگر حیا اور وفاداری آپکی ایسی ہے کہ اوس سبب سی آپ اسبات
کو زبان پر نہین لاتے ہین کہ یہ سب فساد و فتور آپکی خلافت مین در اصل
بہ اہتمام خاص حضرت عائشہ کے تھا کہ بعلت دعوی بے بنیاد مطالبہ خون
عثمان کے طلحہ اور زبیر کو اپنی طرف ملا کر کے جنگ جمل مین آپ سی خود لڑین
اور صرف اسیر اکتفا نکر کے کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان کا دمشق مین معاویہ
کے پاس بھیج کر کے اوسکو برانگیختہ کیا اور تمام عمر آپکی اسی اختلافات خانگی
سے مکدر کٹی اور حال یہ ہی کہ حضرت عثمان سے حضرت عائشہ خود ملول اور
اونکی جان لینے کی فکر مین تھین اور اسی نظر سے جواب حضرت علی کا کیا خوب
تھا کہ خون عثمان کا تم لوگون کے دامن سے ٹپکتا ہی اور مطالبہ خون کا مجھسے
کرتے ہو۔ و تتمہ یہ کہ بذکر فضائل علمی حضرت علی کے اس بات کا بھی ذکر مناسب
مقام ہے کہ اشعار آپکے نہایت عمدہ خیالات کے ہوتے تھے اور ایک دیوان عربی
آپکا مرتب ہی اور اس مقام مین چند اشعار آپکے تیمناً و تبرکاً کتاب مجالس علویہ

تصنیف جناب مولوی سید علی صاحب ہی مع ترجمہ نقل کیئے جاتے ہین ۔ اشعار

فنصف العمر یمحوہ اللیالی	اذا عاش امرء ستین عاما

یعنی جب کوئی شخص دنیا مین ساٹھ برس زندہ رہی تو آدھی عمر اوسکی توراتون مین گذر جاتی ہی و نصف النصف یمضی لیس یدری لغفلتہ یمینا عن شمال اور آدھی کا آدھا یعنی پندرہ برس ایام نابلوغ کے اسطرح گذر جاتے ہین کہ بسبب نادانی کے داہنی اور بائین ہاتھ مین فرق نہین کرتا ہی ۔ وثلث النصف آمال وحرص وشغل بالمکاسب والعیال اور آدھے کی تہائی یعنی دس برس آرزو اور حرص مین اور کسب معیشت اور عیال داری مین گذرتے ہین ۔ وباقی العمر اسقام و شیب وھم بارتحال وانتقال اور باقی عمر بیماری اور پیری اور رنج کوچ و مرگ مین گذرتی ہے یحب المرء طول العمر جہلا وقسمتہ علی ھذا المثال دوست رکھتا ہی آدمی طول عمر کو بوجہ جہالت کی حالانکہ تقسیم اوسکی اس مثال پر ہے ۔ دیگر وفدت علی الکریم بغیر زاد × من الحسنات والقلب السلیم وارد ہوا مین دروازہ پر کریم کے اور کچھ زادمیرے پاس نہین ہے اور نہ کچھ حسنات ہی اور نہ قلب سلیم ہی فحمل الزاد اقبح کل شیء × اذا کان الوفود علی الکریم پس توشہ لیجانا قبیح تر ہر چیز کا ہی جبکہ ہو ایک آدمی مہمان اوپر دروازہ شخص کریم کے دیگر لک الحمد یاذالجود والمجد والعلی تبارکت تعطی من تشاء وتمنع تجکو حمد ہی اے صاحب جود اور مجد اور علا کا سبارک ہی تو اور عطا کرتا ہی تو جسکو چاہیے اور روکتا ہی تو جسکو چاہی الہی اجرنی من عذابک انی × اسیر ذلیل خائف لک اخضع ای اللہ میرے نجات دی مجکو اپنی عذاب سی اسلیئے کہ مین تیرا قیدی ہون اور ذلیل اور خوفناک ہون اور تیری سامنے زیادہ تر عاجزی کرنیوالا ہون ۔ الہی لئن عذبتنی الف حجۃ × فحبل رجائی منک لاینقطع

اے خدا میرے اگر تو ہزار برس مجھکو عذاب کریگا تو جب بھی رشتہ امید کا میرے
تجھسے قطع نہوگا الٰہی وانسنی بتلقین حجتی × اذا کان لی فی القبر مثوی ومضجع
بار الٰہا تو میرا مونس ہو تلقین کرنے مین میرے حجت اور دلیل کے جبکہ ہو میرے لیئے
قبر مین ٹھکانا اور لیٹنا الٰہی اذقنی طعم عفوک یوم لا × بنون ولا مال هنالک ینفع
اے میرے خدا چکھا تو مزہ عفو کا اپنے جس دن کہ نہ اولاد اور نہ مال وہان پر نفع
دیگا۔ دیگر تخیر خلیلاً من فعالک انما × قرین الفتی فی القبر ما کان یفعل
اختیار کر تو ایک دوست کو اپنے اعمال اور افعال سے اسواسطے کہ رفیق آدمی کا
بیچ قبر کے وہی ہے جو وہ کام کرتا ہی ولا بد بعد الموت من ان تعدّه لیوم
ینادی المرء فیه فیقبل اور ضرور ہی بعد مرنے کے یہ بات کہ حساب لیا جاے تجھسے بابت
اوس کام کے ایک دن کو کہ وہ مرد پکارا جایگا پس سامنے حاضر ہوگا وہ مرد
فان کنت مشغولا بشیء فلا تکن + بغیر الذی یرضی به الله تشغل پس اگر ہو
مشغول ساتھ کسی شی کے پس ہرگز مشغول ہو تو ساتھ غیر اوس چیز کے کہ جس سے
راضی ہوا اللہ۔ فلن یصحب الانسان من بعد موته × ومن قبله الا الذی کان یعمل
پس ہرگز نہ ہمراہ ہوگا انسان کو بعد مرنے کے اور قبل اوس موت کے مگر وہ جو کہ کام
کرتا تھا وہ آدمی الا انما الانسان ضیف لاهله یقیم قلیلا بینهم ثم یرحل
خبردار رہو کہ انسان ایک مہمان ہی اپنے گھر والون مین اور صرف تھوڑے روز
رہتا ہی اون لوگون مین تب کوچ کر جاتا ہی۔ یازدہم ایک بار صحابیون نے حضرت
رسول خدا کے پاس شکایت کی کہ کلام علی کا مقفی و مسجع ہوتا ہی یعنی کلام مین
تکلف کرتا ہی حالانکہ بول چال سیدھی اور بے تکلف چاہیی تب حضرت رسولخدا نے
حضرت علی اور دیگر صحابیون سے پوچھا کہ کس شخص کو کیا چیز مرغوب ہی سب صحابہ نے

اپنے اپنی پسند کو کہا اور جب حضرت علی کی باری آئی تب حضرت علی نے کہا کہ ہم
پسند کرتے ہین اکرام الضیف والسیف فی الصیف کو یعنی عزت مہمان اور تلوار
چلانے کو گرمی مین تب رسولخدا نے صحابیون کو کہا کہ یہ مقفی و مسجع بولنا علی کا براہ
تکلف نہین ہی۔ دوازدہم یہ کہ تحریرات نثر آپکی بھی اکثر صنعت تجنیس وغیرہ سے
خالی نہین ہوتی تھی چنانچہ حضرت علی نے معاویہ کو یہ نامہ لکھا جو کہ تاریخ الخمیس
عربی چھاپہ مصر مین ہی غرّک عزّک فصار قصار ذلک فاحش فعلک
فعلک تھدی بھذا یعنی مغرور کیا تجھکو عزت نے تیرے پس ہوگیا انجام اوس کا
کا یہ ڈر تو فاحش فعل کو اپنے پس شاید کہ ہدایت پاوی تو ساتھ اس نصیحت کے
اور یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ یہ نامہ تمام تر صنعت تجنیس مین ہے لکھا علی قدری
علی قدری یعنی اوپر قدر و منزلت میرے جوش کہا یا میرے دیگ نے۔ سو اگرچہ یہ دو
لفظ کا جواب معاویہ کا بھی اسی صنعت تجنیس مین ہے مگر این الدرم این اللحم
یعنی کہان درم اور کہان گوشت۔ اور پستی خیال معاویہ کی اس جواب سے بھی ظاہر
ہے اور یہ قول مفصلہ ذیل حضرت امیر علیہ السلام کا بھی کسقدر بلیغ و لطیف واقع ہی
الدین والدنیا کالمشرق والمغرب فاذا قربت الی احدھما بعدت عن الاخر یعنی دین و دنیا
مثل پورب و پچھم کے ہی پس جب تو نزدیک ہوا کوئی ایک سے اونکے تو دور ہوا
تو دوسرے سے فقط دیکھنا چاہیے کہ کیا تشبیہ حکیمانہ اور کیا عمدہ مقابلہ لف و نشر کا ہے

فصل ۲۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ وعن جابر قال دعا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم علیا یوم طائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال
رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ

رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ بولایا آنحضرت علی کو بروز غزوہ
طائف کی پس راز مین بات کیا ساتھ اوسکے پس کہا لوگون نے ہر آئینہ تحقیق کہ طول ہوا
راز مین بات کرنا اوس نبی کا ساتھ پسر عم اپنے پس کہا رسول اللہ نے کہ ہمنے راز مین
بات نہین کی اوس سے لیکن اللہ نے راز مین بات کی اوس سے روایت کی اوسکو
ترمذی نے فقط اسجگہ سے معاویہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور حضرت علی کے
اور چون وچرا کرنا لوگون کا خوب سمجھا جاتا ہے ۔

فصل ۲۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی لا یحل لاحد یجنب فی ہذا المسجد غیری وغیرک قال
علی بن المنذر فقلت لضرار بن صرد ما معنی ہذا الحدیث قال لا یحل لاحد یستطرقہ
جنبا غیری وغیرک رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے ابی سعید سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص جنب کے بیچ اس
مسجد کے سوائے میرے اور سوائے تیرے گذر کرنا کہا ابن منذر نے کہ پوچھا مین نے
ضرار ابن صرد سے کہ کیا معنی اس حدیث کے ہین تب کہا اوس ضرار نے کہ نہین
جائز ہے واسطے کسی شخص کے کہ راہ بناوے اوس مسجد کو درحالت جنب کی سوائے
میرے اور سوائے تیرے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب لکھتے ہین
کہ علی ابن منذر نے بحث حج کیا اور شیعی محض ہے ولیکن ثقہ اور صدوق یعنی نہایت سچے ہے

فصل ۲۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ام عطیہ قالت بعث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا فیہم علی قالت فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی تریئنی علیاً رواہ الترمذی ترجمہ
اور روایت ہی ام عطیہ صحابیہ سے کہ روانہ کیا پیغمبر خدا نے ایک فوج کو کہ اوسمین
علی تھے اور کہتے ہین ام عطیہ کہ ہمنے سُنا پیغمبر خدا کو دو ہاتھ کو اوٹھا کر کے کہتے ہوے
کہ ای میرے خدا ست مار مجھکو یہان تک کہ دکھلاوے تو مجھکو علی کو روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط یہ سب خصوصیت راز د نیاز مندرجہ فصل بالا کے اور یہ تعلق پیغمبر خدا
کا ساتھ حضرت علی کے اور دیگر حالات شرف مراتب حضرت علی کے صرف زمانہ
حیات رسول اللہ تک تھا ورنہ ابتدای مرض الموت پیغمبر خدا سے رنگ یاروں کا بدل گیا

فصل ۲۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یحبّ علیاً منافق ولا یبغضہ مؤمن رواہ احمد والترمذی
ترجمہ روایت ہی ام سلمہ زوجہ رسولخدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ
نہین دوست رکھیگا علی کو کوئی منافق اور نہین بغض رکھے گا اوس علی سے کوئی
مومن روایت کی اوسکو احمد و ترمذی نے فقط یہ حدیث بتائید حدیث مندرجہ فصل ۱۷
کے ہی کہ اوسکا مضمون یہ ہی کہ نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا
علی سے مگر منافق غرضکہ محبت علی کی شرط ایمان بلکہ عین ایمان ہے ـ

فصل ۲۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من سبّ علیاً فقد سبّنی رواہ احمد ترجمہ روایت ہے
ام سلمہ زوجہ پیغمبر خدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص نے کہ
گالی دی علی کو گالی دی اوس شخص نے مجھکو فقط روایت کی اوسکو احمد نے

اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین وجہ اسکی یہ لکھتے ہین کہ گالی دینے سے
حضرت علی کے گالی دینا خود پیغمبر خدا کو لازم آتا ہے یعنی کہ اس توجیہ کرنے سے
ایک بو اور کسر سنت کی بخوبی تمام پائی جاتی ہے کہ جس سے یہ بات مستنبط ہوتی
ہی کہ گالی دینا علی کا خود کوئی امر سنگین نہین ہی مگر چونکہ وہ گالی منجر بدشنام دہی
پیغمبر خدا بوجہ برادر عم زادہ ہونیکے ہوتی ہے سو اسواسطے گالی دینا حضرت علی کا
عین گالی دینا پیغمبر خدا کا ہے اور اگر شاہ صاحب کو جوش محبت با علی ہوتا تو کیا
یہ توجیہہ ممکن نہین تہی کہ علی و نبی مین کچھ فرق نہین ہے کہ حدیث مین لحمک لحمی
ودمک دمی وانت منی انا منک واقع ہے یعنی کہ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا
خون ہی اور تو مجھ سے ہی اور مین تجھ سے ہون اور سنیان زمانہ کیخدمت مین یہ عرض
ہے کہ ہرگاہ معاویہ اونکے خلیفہ برحق نے حضرت علی پر دشنام و لعن منبر پر جاری
کیا تو بوجہ تعمیل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے یہ سنیان بہی بر تکلف
حضرت علی پر گالی و لعن دے سکتے ہین اور سنی صاحبان خطای اجتہادی معاویہ کے
قائل ہین سو یہ نسبت اس بات کے کیا فرماوینگے کہ حضرت علی پر گالی اور لعنت بحکم معاویہ
کے منبر پر زمانہ دراز تک ہوتی رہی واہ واہ کیا خوب خطاے اجتہادی ہے اور
کیا معاویہ پر یہ الزام عائد نہین ہو سکتا ہی کہ بوجہ دشنام دینے علی کے معاویہ نے
دشنام دہی خود رسول پر کی اور اسوجہ سے معاویہ کیا کافر مطلق نہین ہوا اور کیا
مرتد ہونا کسی صحابی کا واقع نہین ہوا ہی جیسا کہ عبید اللہ بن جحش شوہر سابق
ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا اور افسوس ہے کہ کسی کتاب اہلسنت
مین بمقابلہ اس دشنام علی کے کچھ نفرت سنیون کی معاویہ سے پائی نہین جاتی ہی
اور حدیث ہذا اور حدیث ہای مندرجہ فصلون بالا کے جو کچھ کہ حضرت ام سلمہ سے

روایت ہی سو حال اس زوجہ رسول اللہ کا یہ ہی کہ یہ بی بی تمامتر راہ راست پر اور بطرف اہل بیت کی ہین اور حال انکا ساتھ حضرت عائشہ کے قیاس نہین کیا جا سکتا ہی

فصل ۲۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسی ابغضتہ الیہود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلک فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنأنی علی ان یبھتنی رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سی کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھ مین ایک مثل ہے عیسی کی کہ بغض رکھا اوس سے یہود نے یہانتک کہ بہتان دیا اوسکی ماں کو اور دوست رکھا اوسکو نصاری نے یہان تک کہ اوتار لائے اوسکو اوس درجہ تک کہ جو نہین ہے اوسکو اور بعد اوسکے فرمایا علی نے کہ ہلاک ہونگے ہماری وجہ سے دو مرد ایک محب مفرط کہ جو تعریف کرے ہماری ساتھ اوس بات کی کہ جو نہین ہے مجھ مین اور دوسرا بغض رکھنے والا کہ جو باعث ہوتی ہے عداوت میری اوپر بہتان کرنے میرے روایت کی اوسکو احمد نے فقط شاہ عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ سرمایہ سعادت دو چیز ہے محبت خاندان نبی اور تعظیم اصحاب اسطرح پر کہ یہ دونون باتین جمع ہون ساتھ اعتدال کے اور یہ راے شاہ صاحب کی بہت درست ہی اور یہ مثال حضرت علی کی ساتھ حضرت مسیح کے بہت واقعی ہے کہ جسطرح پر قوم نصاری نے حضرت مسیح کو درجہ خدا تک قرار دیا سو اوسیطرح پر اس امت محمدی مین بہی ایک فرقہ نصیری کا ہوا کہ جو حضرت علی کو خدا جاننے لگا اور حضرت علی کو جو تمام اطوار اور اخلاق مین مشابہت ساتھ حضرت مسیح کی ہی سو اس کتاب سی جابجا وہ مشابہت پائی جاتی ہی

فصل ۲۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن بریدۃ قال خطب ابو بکر وعمر فاطمۃ رضی اللہ عنہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علی فزوجہا منہ رواہ النسائی ترجمہ اور روایت ہے بریدہ سے کہ خواہش کی ابو بکر اور عمر نے فاطمہ کی تب فرمایا رسول اللہ نے کہ وہ فاطمہ چھوٹی ہے تب خواہش کی اوسکی علی نے پس بیاہ دیا رسول خدا نے اوس فاطمہ کو اوس علی سے روایت کی اوسکو نسائی نے فقط اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ روایت مین آیا ہے کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کسواسطے خواہش فاطمہ کی نہین کرتے ہو حالانکہ تم عم رسول خدا کے بیٹا ہو تب کہا علی نے کہ ہمکو شرم آتی ہے کہ ہم اس بات کو مقابلہ مین کہین تب پیغمبر خدا نے سنا اس بات کو اور راضی ہوے اور جب حضرت علی کو مرضی آنحضرت کی دریافت ہوئی تب حضرت علی نے اپنی خواہش کو ظاہر کیا اور آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے کر دیا فقط اور یہ صفت حیا کی حضرت علی مین ایک خصوصیات سے اونکی ہے کہ باوصف صلاح دینی ابن عباس کے حضرت علی نے بوجہ حیا کی مرض الموت مین رسول خدا کے آنحضرت سے اجازت خلافت کی طلب نہین کی اور حضرت عمر کو جو خواہش شادی ساتھ حضرت فاطمہ کے تھی سو انجام یہ ہوا کہ واسطے عقد اپنی ساتھ ام کلثوم دختر فاطمہ کے حضرت عمر نے بقوت خلافت اپنی بہت کچھ اصرار بعد وفات فاطمہ کے کیا کہ تصریح اسکی آئندہ اپنے مقام پر کیجا ئگی۔

فصل ۲۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی رواہ الترمذی ۔

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم دیا واسطے بند کرنے دروازون کے کہ جو بطرف مسجد شریف کے تھے سواے دروازہ علی کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ شرح اس حدیث کی اوس حدیث کی شرح مین بیان کیگئی کہ جو بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے ہی اور وہ حدیث حسب ذیل ہے لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر رض یعنے کسی شخص کے دیوار مین کوئی روزن بطرف مسجد کے نہین چھوڑا جاے سوے روزن دیوار ابوبکر کے سو ہمارے نزدیک ان دونون حدیثون مین کچھ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ حدیث نسبت علی کی بابت دروازہ کے ہی اور حدیث ابوبکر کی بہ نسبت روزن دیوار کے ہی تو درمیان دروازہ اور روزن کے کیا اختلاف ہوسکتا ہی اور سواے اسکے حدیث نسبت دروازہ علی کے اوس زمانہ کی ہی کہ جس وقت مین حضرت حمزہ زندہ تھے کہ جو جنگ احد مین شہید ہوے تھے اور حدیث روزن دیوار ابوبکر کی دو چار روز قبل انتقال حضرت پیغمبر خدا کے ہی۔

فصل ۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کانت لی منزلۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکن لاحد من الخلائق اتیتہ یا علی سحر فاقول السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرفت الا دخلت علیہ رواہ النسائی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اونھون نے کہ تھی واسطے میرے ایک منزلت رسول اللہ کے پاس کہ نہ تھی وہ منزلت واسطے کسی ایک شخص کے خلائق مین سے کہ جاتا تھا مین اوس رسول کے پاس تڑکے قبل صبح کے اور کہتا مین السلام علیک

یا نبی اللہ پس اگر کہا تسے کرتے آپ تو مین پھر آتا و اگر نہ مین آپکے پاس
حاضر ہوتا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین اقرار کرتے ہین کہ یہ مرتبہ
کسی شخص کو نہین تھا کسواسطے کہ حضرت علی قریب تھے آنحضرت سے مکان مین
اور اختلاط اور مصاحبت اور اخوت مین بجہت نسبت فاطمہ کے مگر ہم دیکھتے ہین
کہ زمان مرض الموت حضرت رسولخدا ؐ سے کچھ درجہ اور منزلت حضرت علیؑ کو
باقی نہین رہا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی۔

فصل ۳۱

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی وعنہ قال کنت شاکیاً فمر بی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اقول اللھم ان کان اجلی قد حضر فارحنی وان کان متأخراً
فارفغنی وان کان بلاء فصبرنی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف قلت
فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ وقال اللھم عافہ اذا شفہ شک الراوی فما
اشتکیت وجعی بعد رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی
حضرت علی سے کہ ہم بیمار تھے پس گذرے حضرت رسول میری طرف ہو کر کے
اور مین کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اگر میری موت پہونچی ہو تو راحت دی
مجھکو یعنی ہم مرجائین اور اگر اوس موت مین دیر ہو تو آسان کر زندگی میری
اور اگر وہ بیماری ایک امتحان ہو واسطے میرے پس صبر دی تو مجھکو پس پوچھا
آنحضرت نے کہ کیا کہا تو نے تب اعادہ کیا حضرت علی نے اوس بات کو جو کہ
کہا تھا پس مارا آنحضرت نے اوس علی کو اپنے پاؤن سے اور فرمایا کہ ای میرے خدا
عافیت دی تو اوس علی کو یا راوی شک کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شفا دے
تو اوس علی کو پس حضرت علی کہتے ہین کہ ہمکو وہ شکایت درد کی نہین ہوئی

بعد اسکے کبھو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علی اوس وقت
مین ایک ایسی کیفیت رضا اور تسلیم مین تھے کہ مرنا اور شفا اور امتحان ہر بات مین
راضی تھے مگر آنحضرت کی شفقت کا یہ حال تھا کہ تحمل خیال مرگ کا حضرت علی کے
بسبب کمال جوش محبت کی آپ کو نہین تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۴ سے ظاہر
کہ جب حضرت علی کو ایک لڑائی پر بھیجا تھا تو آنحضرت دونون ہاتھ اوٹھا کر دعا
مانگتے تھے کہ اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا یعنی نہ مار تو مجھکو بغیر اسکے کہ دکھلا دے
تو مجھے علی کو اور اس حدیث سے ایک تعلیم اس بات کی بھی معلوم ہوئی کہ بندہ کو
حالت بیماری مین صرف صحت اور شفا کی دعا مانگنی چاہیے۔

فصل ۳۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت ع وعن عائشۃ قالت کنا ازواج
النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخطی مشیتہا من مشیۃ رسول
اللہ فلما رآھا قال مرحبا یا بنتی ثم اجلسہا ثم سارھا فبکت بکاء شدیدا فلما
رای حزنہا سارھا الثانیۃ فاذا ھی تضحک فلما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم سالتہا عما سارک قالت ما کنت لافشی علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سرہ فلما توفی قلت عزمت علیک بما لی علیک من الحق لما اخبرتنی
قالت اما الان فنعم اما حین سارنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرئیل کان
یعارضنی القرآن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی بہ العام مرتین ولا اری الاجل الا قد
اقترب فاتقی اللہ واصبری فانی نعم السلف انا لک فبکیت فلما رای جزعی سارنی
الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ او نساء العالمین و فی روایۃ
فسارنی انہ یقبض فی وجعہ فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اھلبیتہ اتبعہ فضحکت متفق علیہ۔

ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ سی کہ کہا اونہنے کہ ہم لوگ بیبیان رسولخدا کی اوس رسول کے پاس تھین
کہ آئین فاطمہ جو کہ چال اونکی جدا و ممتاز نہ تھی چال سے رسول اللہ کے پس جب دیکھا اوس رسول
نے فاطمہ کو کہا رسول نے خوش ہوا مرحبا ہی بیٹی میری تب بٹھلایا حضرت رسول نے اوس فاطمہ کو اور کچھ
پوشیدگی سے بات کی اوس سے تب رونے لگین فاطمہ بہت رونا پس جب دیکھا پیغمبر خدا
نے حزن و ملال کو اوس فاطمہ کے تو راز مین بات کی اوس سے بار دوم تب انکا
ہنس پڑین جب کہ پیغمبر صاحب اوٹھ گئے اوس مجلس سے تو پوچھا ہمنے اوس
فاطمہ سے کہ کیا وہ بات راز کی پیغمبر صاحب نے تجھسے کی فاطمہ نے کہا کہ ہم
نہین ہین کہ راز نبی کو افشا کرین پس جب مر گئے رسولخدا تو ہمنے کہا فاطمہ سے کہ
تجھکو قسم ہے ہماری حق مادری کی کہ خبر دی تو مجھکو تب کہا فاطمہ نے ہان اب ہم
کہین گے سو بار اول جو پیغمبر خدا نے ہمسے سخن راز کہا تھا سو ہمسے یہ بات کہی
کہ جبرئیل ہمسے مقابلہ کیا کرتے تھے قرآن کو ہر سال ایک مرتبہ اور اس سال
مقابلہ کیا اونہنے دو مرتبہ اور ہم نہین دیکھتے ہین موت کو مگر یہ بات کہ تحقیق کہ وہ موت
نزدیک ہوگئی پس خدا سے تقوی کر تو اے فاطمہ اور صبر کر تو پس تحقیق ہم اچھے سلف
سے ہین واسطے تیرے تب ہم روئے اور جب دیکھا پیغمبر خدا نے بیقراری کو میرے
تب کہا پیغمبر خدا نے کہ اے فاطمہ کیا تم راضی نہین ہو اس بات سے کہ تم سردار ہوگے
عورتین اہل بہشت کی یا اور عورات تمام عالم کی اور ایک روایت مین ہے کہ
کہا فاطمہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے پوشیدگی مین کہ قبض روح اونکا ہوگا اوسی مرض
مین اور اوسی پوشیدگی مین ہمکو خبر دی کہ ہم اول اہلبیت کی ہین جو پیچھے جاینگے
اوس پیمبر کے تب ہنسے ہم متفق علیہ جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جہان پر کچھ
فضیلت اور خصوصیت علیؑ اور فاطمہؓ کی پائی جایگی تو وہان پر سنی لوگ اپنی حضرت

ابو بکرؓ اور عائشہ کو ضرور یاد کرینگے چنانچہ موافق اوسی عادت کے شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین فضل عائشہ کا بہی ذکر کیا مگر شکر ہے کہ کسی طرح پر افضلیت حضرت فاطمہ کو قبول کیا ہے۔

فصل ۳۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی وفی روایۃ یریبنی ما ارابہا ویؤذینی ما اذاہا متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے مسور ابن مخرمہ سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ فاطمہ پارہ گوشت ہی مجھسے پس جس شخص نے کہ غصہ دلایا اوس فاطمہ کو غصہ دلایا مجھکو۔ اور ایک روایت مین ہی کہ ناخوش کرتی ہے مجھکو وہ چیز کہ جو ناخوش کرتی ہے اوس فاطمہ کو یا ایذا دیتی ہی مجھکو وہ چیز جو کہ ایذا دیتی ہے اوس فاطمہؓ کو متفق علیہ فقط شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت علی نے عوزا دختر ابو جہل سے شادی اپنی چاہی تھی اور حضرت رسولخدا سے مشورہ چاہا تب آنحضرت نے یہ حدیث فرمائی اور حضرت علی نے معذرت کی رسول سے اور کہا کہ ہم ہرگز وہ کام نکرینگے کہ جس سے تو ناخوش ہوا ای رسولخدا لکے مگر شاہ صاحب نسبت اس امر کے کیا فرماوینگے کہ حضرت فاطمہؓ نے دعوی باغ فدک وغیرہ کا حضرت ابو بکرؓ کے پاس پیش کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے جو نوشتہ واگذاشت باغ مذکور کا حضرت فاطمہؓ کو دیا تھا سو حضرت عمر وہ کاغذ فاطمہ سے لیکر کے حضرت ابو بکر کے پاس لائے اور وہ کاغذ چاک کر دیا گیا کہ بعد اس قصہ کے حضرت فاطمہؓ نے عہد کیا کہ حضرت ابو بکرؓ سے تاحیات ابنی بات نکرینگے اور وصیت کی کہ اونکے جنازہ پر ابو بکر نماز کو نہ آوین اور ویسا ہی ہوا سو اس قصہ و ناراضی کی بجھہ

فاطمہ کا تمامتر عیان ہی اور علاوہ اسکے بہی جو جو حالات بےپروائی نسبت حضرت فاطمہ کے پیش آئے سو بمقام ذکر خلافت حضرت ابوبکرؓ کے مذکور ہونگے۔

فصل ۳۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن زید ابن ارقم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایھا الناس انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی وفی روایۃ کتاب اللہ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدی ومن ترکہ کان علی الضلالۃ رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اونے کہ اوٹھے رسول اللہ ہم لوگون مین خطبہ پڑھتے ہوی اوپر ایک مقام پانی کے کہ بولا جاتا ہی خم کرکے درمیان مکہ اور مدینہ کے پس حمد اور ثنا پڑھی آنحضرت نے خدا کی اور وعظ فرمایا اور یاد آلہی دلایا اور بعد اسکے فرمایا کہ بعد حمد وثنا کے خبردار ہو اے لوگو کہ ہم صرف ایک آدمی ہین کہ قریب ہی یہ کہ آوے ایک بھیجا ہوا ہمارے رب کا اور ہم قبول کرین اوس پیغام کو یعنی کہ ایک فرشتہ جان لینے کو آوے اور ہم انتقال کرین اور چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین دو بھاری اور نفیس چیزون کو کہ اول اون دونون کا کلام اللہ ہی کہ جسمین ہدایت و نور ہے پس لو تم لوگ کلام اللہ کو اور مضبوط پکڑو اوسکو اور برانگیختہ کیا رسول خدا نے اوپر کلام اللہ کے اور ترغیب دلایا اوسے اور بعد اسکے کہا رسول نے کہ دوسری چیز اہلبیت میری ہی کہ یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے کے

اور ایک روایت مین ہر کہ کلام اللہ وہ رسی خدا کی ہے کہ جو شخص تابعداری کرے اوسکی سو ہو گا وہ ہدایت پر اور جو شخص کہ ترک کرے اوس کلام اللہ کو سو ہوگا وہ شخص اوپر گمراہی کے اور روایت کی اوسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نے دو چیز بزرگ واسطے ہم لوگون کے چھوڑی ہے ایک قرآن شریف اور دوسرا اہلبیت سنی لوگ اس اہلبیت کی معنی بتانے مین کیا قصور کرینگے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہین کہ اہلبیت سے اشارہ واسطے اخذ سنت کی ہے سو یہ بات ہمکو صرف براہ اخذ سنیت کی معلوم ہوتی ہے ورنہ اصل معنی صرف اسقدر ہی کہ قرآن اور اہلبیت دونون ایک ساتھ ہین یعنے کہ اعمال و اخلاق اہلبیت سے معنی قرآن کا سمجھا جاتا ہے کہ جیسا اہلبیت اولاد رسول کے ہین تو وہی لوگ معنی قرآن کا بہی خوب سمجھتے ہونگے اور برخلاف اونکی دوسرے لوگون کا سمجھنا اور سمجھانا کوئی چیز نہین ہے۔

فصل ۳۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن البراء قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والحسن بن علی علے عاتقہ یقول اللھم انی احبہ فاحبہ متفق علیہ وعن ابی ھریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی طائفۃ من النہار حتے اتی خباء فاطمۃ فقال اثم لکع اثم لکع یعنے حسنا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منہما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم انی احبہ واحب من یحبہ متفق علیہ۔ ترجمہ اور روایت ہے براء سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو درحالیکہ حسنؑ ابن علی اوپر دوش اوس رسول کے تہے کہتے تہے وہ رسول کہ اے اللہ میرے تحقیق کہ مین دوست رکہتا ہون اوس حسنؑ کو پس دوست رکہ تو اوس حسنؑ کو متفق علیہ اور روایت ہے

ابوہریرہ سی کہ کہا اوسنے کہ نکلے ہم ساتھ رسول خدا کے ایک حصہ مین دن کے یہانتک کہ
پہنچے وہ رسول گھر کو فاطمہ کے پس پوچھا اوس سول نے ایا وہان ہی چھوٹا بیٹا ایا وہان ہی
یعنی حسنؑ پس دیر نہین ہوئی کہ آئے حسنؑ دوڑتے ہوئے یہانتک کہ گلے لگا لیا ایک نے
دوسرے کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ ای میرے خدا تحقیق کہ مین دوست رکھتا ہون اوسکو
پس دوست رکھ تو اوسکو اور دوست رکھ تو اوس شخص کو جو دوست رکھے اوسکو انتہی علیہ
فقط سنیون کو ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کے کچھ خصوصیت نہین ہی بلکہ ایک طرح پر
سنیون کو اونکی طرف سی فراغ خاطر ہے کہ امام حسنؑ نے خلافت اپنی معاویہ کو تسلیم کی مگر معاویہ
جسقدر کہ امام حسنؑ کو دوست رکھتا تھا سو یہی ایک امر سے ظاہر ہوگا کہ تاریخ الخمیس عربی
چھاپہ مصر مین ہے کہ جب معاویہ نے خبر فوت امام حسنؑ کی سُنی تو مارے خوشی کے اللہ اکبر
اللہ اکبر تکبیر خوشی کی کہنے لگا تب فاختہ اوسکی بی بی نے تعجب سی پوچھا کہ کیا تم فوت
پسر فاطمہ پر خوشی کرتے ہو تب معاویہ نے کہا ما کبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی
یعنے مینے تکبیر خوشی کی براہ شماتت نہین کی ہے ولیکن اس خبر سے دل کو میرے چین
ہوا یعنی دل کو ٹھنڈک ہوئی سبحان اللہ کیا دل ہے آپکا کہ فوت حسنؑ ابن فاطمہ زہرا سے
آپکے دل کو راحت پہونچی ہے تُف ولعنت ہے ایسے دل پر اور اوسوقت مین عموماً لوگون
کا دل اہلبیت کی طرف سی اسقدر پھر گیا تھا کہ حضرت امام حسنؑ نے بوقت مرنے کے
یہ وصیت کی کہ ہماری لاش کو روضہ رسولخدا کے پاس لیجائیو اور اگر لوگ خفی نہون
تو قریب اوس روضۂ مبارک کی دفن کرو ورنہ دوسری جگہ دفن کرو چنانچہ لاش امام
معصوم کی حسب وصیت کے قریب روضۂ مبارک کی رکھی گئی اور لوگون کی طرف سے
اوس لاش پر خوب بارش تیرون کی ہوئی اور آخر کار حضرت عائشہ کا فتویٰ براہ
عداوت وعدوی سابق ایام حیات امام حسنؑ کے یہ ہوا کہ زمین ملک اونکی ہی سو وہ

راضی نہین ہین کہ اوس جگہ ہین حسنؑ ابن علی دفن ہون اور انجام یہ ہوا کہ وہ لاش مبارک
وہانسے اوٹھاکر کے جنت البقیع مین دفن ہوئی واہ واہ کیا خوب تعمیل حکم دوستی حسنؑ ابن
فاطمہ کی ہوئی اور فن تاریخ سے کوئی دوسرا ایک قصہ ایسا پایا نہین جاتا کہ لاش پر بوچھار
تیرون کی ہوا اور حضرت امام حسنؑ کے حلم کا یہ حال ہے کہ جب آپ جعدہ بنت اشعث سے
زہر کھلائے گئے اور بار بار ہای دل وجگر آپکے ٹکڑے ہوکر نکلنے لگے تو حضرت امام حسینؑ نے
پوچھا کہ شبہہ زہر دینے کا آپکو کس شخص پر ہے تب آپ نے فرمایا کہ ہم اپنا شبہہ نہین کہہ سکتے
ہین کہ اگر میرا شبہہ نادرست ہو تو بار اوسکا ہمپر ہوگا اور اگر درست ہو تو معاملہ اوسکا
ساتھ خدا کے ہے اور ایک روز کی نقل ہے کہ آپ اپنے خادم کو پکارتے رہے مگر وہ خادم
نہین بولا تب آپ خود اوٹھکر کے اوس خادم کے پاس گئے اور وجہ نہین جواب دینے
کی پوچھی تب اوس خادم نے کہا کہ ہمکو آپکے حلم پر اعتماد تھا اسواسطے ہم نہین بولے
اور آپ نے یہ جواب سنکر کے کچھ نہین کہا اور اپنے مقام پر چلے آئے اور ایک روز کی
نقل ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے کھولتا ہوا گرم پانی آپکے بدن پر گر پڑا تب آپنے
نظر اوٹھاکر کے اوس غلام کی طرف دیکھا اور اوس غلام نے ایک ٹکڑا آیت قرآن کا
پڑھا والکاظمین الغیظ یعنی اور گھونٹنے والے غصہ کے تب آپ نے فرمایا کظمت یعنی
گھونٹا مینے غصہ کو تب غلام نے پڑھا دوسرا ٹکڑا آیت کا والعافین عن الناس
یعنی معاف کرنے والے آدمیون کے تب آپ نے فرمایا عفوت یعنی معاف کیا مینے اسپر اوس
غلام نے پڑھا ایک تیسرا ٹکڑا آیت کا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ دوست رکھتا ہے
احسان کرنے والون کو تب آپ نے اوس غلام کو آزاد کیا اور چارسو دینار دیا اور یہ تمام آیت
۱۲۸ سورہ آل عمران کی ہے کہ مسٹر جارج سیل اپنے ترجمہ انگریزی مین قرآن شریف کے
صفحہ ۵۱ مین لکھتا ہے کہ یہ ایک عمدہ مثال حلم و فیاضی حسنؑ کی ہے اور آپکی ایثار اور

سخاوت کا یہ حال ہی کہ آپ نے اپنی عمر مین تین بار تخلیہ کلی اپنے مال اور دولت سے کیا یعنی تین بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ بالکل مال اور اسباب اور گھر بار اپنا بہ راہ خدا دیکر کے فدا اگر ہوگئے سبحان اللہ کیا شان اہلبیت کی ہے اور جلد اول ترجمہ اردو تاریخ ابو الفدا حاکم حماۃ ملک شام صفحہ ۳۴۳ تا ۳۴۴ مین مذکور ہے کہ امام حسنؑ نے ماہ ربیع الاول اور بقول بعضے ماہ ربیع الثانی اور بقول بعضے ماہ جمادی الاول ۴۱ھ مین خلافت معاویہ کو تسلیم کیا اور بعد دریافت خبر انتقال حضرت امام حسنؑ کے معاویہ سجدہ شکر کا بجا لایا اور خوش ہوا اور تاریخ خمیس عربی چھاپہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۹۱ تا صفحہ ۲۹۲ مین مذکور ہی کہ بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ کے تسلیم خلافت معاویہ کے ہوئی اور حضرت عائشہ نے وعدہ دفن ہونے امام حسنؑ کا روضہ آنحضرت مین خود امام سے کیا تھا اور بعد وفات امام حسنؑ کے امام حسینؑ سے بھی اپنی منظوری بیان کی تھی مگر انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے بدلیل ملکیت اپنی بشمول مروان کے حضرت امام حسنؑ کو اوس روضۂ مبارک مین دفن ہونے نہ دیا۔

فصل ۳۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی بکر قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو اوپر منبر کے اور حسن ابن علی اوس رسولخدا کے پہلو مین تھے اور وہ رسول کبھو متوجہ ہوتے تھے آدمیونکی طرف اور فرماتے تھے کہ تحقیق کہ یہ بیٹا میرا سید ہی اور امید ہی کہ خدا اوسکی وسیلہ سے

صلح کرادے درمیان دو جماعت عظیم مسلمانون کے کہ خلافت میری تیس برس ہی روایت کی اسکو بخاری نے فقط شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس حدیث سے پیشین گوئی متفرق ہونے مسلمانون کی دو فرقہ مین ہے کہ ایک فرقہ بطرف امام حسنؑ اور دوسرا فرقہ بطرف معاویہ کے تھا کہ بوجہ باقی رہنے چھ مہینان بعد انتقال حضرت علی منجملہ تیس برس خلافت راشدہ کے حق بطرف امام حسنؑ کے تھا سو یہ بات واقعی درست ہی اسواسطے کہ انتقال پیغمبر خدا کا ماہ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری مین ہوا تھا کہ تیس برس کامل ماہ ربیع الاول ۴۱ھ مین ہوتا ہے اور انتقال حضرت علی علیہ السلام کا بماہ رمضان ۴۰ھ کے واقع ہوا پس اوس ماہ رمضان سے ماہ ربیع الاول تک تیس برس کامل ہونے کو فی الواقع پانچ چھ مہینان باقی تھا کہ وہ زمانہ طی کرکے حضرت امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا مگر شاہ صاحب یہ بات جو لکھتے ہین کہ صلح امام حسنؑ کا دلیل صحت امارت معاویہ کی ہے سو یہ بات صرف براہ تعصب سنیت کے معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ ہرگاہ معاویہ بعد تیس برس خلافت راشدہ کے ملک عضوض یعنے بادشاہ گزندہ ہوا تو اوسکی صحت امارت مین گفتگو کرنی فضول ہے اسواسطے کہ شقاوت معاویہ کی اس درجہ تک کی ہے کہ صلحنامہ خلع خلافت مین جو حضرت امام حسنؑ نے ایک شرط یہ چاہی تھی کہ حضرت علی اونکے باپ پر گالی دینا بند کیا جاے سو اس شرط کو معاویہ نے منظور نہین کیا اور آخر حضرت امام حسنؑ نے مجبور ہو کر یہ شرط چاہی کہ اونکے سامنے علی اونکے باپ پر گالی نہو سو تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو منظور کیا مگر اس شرط کو بھی معاویہ نے پورا نہین کیا اور دارابجرد کے خراج دینے کی شرط تھی سو معاویہ نے وہ خراج کبھو امام حسنؑ کے پاس نہین بھیجا اور شاہ صاحب جو یہ بات لکھتے ہین کہ دونون فرقون کا مسلمان ہونا ظاہر ہوتا ہی سو اس بات پر کیا نازش سنیون کو ہی کہ جب کوئی لڑائی نہین ہوئی تو دونون

فرقہ کے مسلمان ہونے مین کیا عذر ہوسکتا ہے مگر کاش اگر لڑائی واقع ہوتی تو اوسوقت
یہ بات قابل لحاظ کرنے کے تھی کہ فرقہ معاویہ پر اطلاق مسلمان ہونے کا باقی رہتا یا
نہین اور شاہ صاحب کو امارت معاویہ کی صحیح قرار دینی کیا مشکل ہے کہ خلافت دوازدہ گانہ
مین خود یزید کو بھی شاہ صاحب نے ایک خلیفہ قبول کیا ہے کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی

فصل ۳۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت عن جابر قال رایت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول
یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی واھلبیتی
رواہ الترمذی وعن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر
کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا
علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھا رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو حجۃ الوداع مین اپنے
بروز عرفہ کے وہ اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھ رہے تھے پس سُنا مینے اوس رسول کو کہتے
ہوے کہ اے لوگو مینے چھوڑی ہے تم لوگون مین وہ چیز کہ اگر پکڑو تم لوگ اوس چیز کو تو
ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم لوگ یعنی کلام اللہ اور عترت میری اور اہلبیت میری روایت کی
اسکو ترمذی نے اور روایت ہے زید ابن ارقم سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تحقیق
کہ ہم چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین اوس چیز کو کہ اگر مضبوط پکڑو اوسکو تو ہرگز نہ بھٹکو
گے بعد میرے کہ ایک اون دونون کا بزرگ تر ہے دوسرے سے یعنی ایک کتاب خدا کی
ایک رسّی ہے کھینچی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری اور اہلبیت میری اور ہرگز

دونون چیزین آپس سے کبہی جدا نہونگی یہانتک کہ پہونچین وے دونون اوپر حوض کے
اب س خیال رکھو کہ کسطرح سے معاملہ کروگے تم لوگ میرے ساتھ اون دونون امرون مین
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط لغت مین عترت کے معنی خویشان اور نزدیکان کے ہین
اور اہلبیت سی علیؑ اور فاطمہ وحسنؑ حسینؑ مراد ہین یعنی کہ عترت اور اہلبیت ایک چیز ہے
اور تفصیل اوسکی اوپر کی فصلون مین ہوچکی ہے مگر شاہ صاحب کی دلیری قابل
لحاظ کے ہے کہ باوصف اقرار کرنے معنی اولاد و ذریت رسول اس حدیث کی شرح
مین بہی اوسی بات کو اعادہ کرتے ہین کہ عترت اور اہلبیت اشارہ بطرف اخذ سنت
کے ہے پس جبکہ اہلبیت سی اخذ سنت مراد لیا تو اب بیچارے شیعہ لوگ کیا کرینگے۔

فصل ۳۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن زید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم قال لعلیؑ وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن
سالمہم رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے اوس
جابر سے کہ تحقیق کہ رسولخدا نے کہا واسطے علی اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کہ ہمکو
جنگ ہے اوس شخص سے کہ جو جنگ کرے اون لوگون سے اور ہمکو صلح ہے اوس
شخص سے کہ جو صلح رکھے اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط معاویہ
جو ساتھ حضرت علی کے برابر لڑتا رہا سو سُنّی صاحبان اس حدیث کو ملاحظہ
کرکے بہ نسبت معاویہ کے کیا فرماوینگے۔

فصل ۳۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عبد المطلب بن ربیعۃ
ان العباسؓ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مغضبًا وانا عندہ

فقال ما اغضبک قال یا رسول اللہ ما لنا ولقریش اذا تلاقوا بینہم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ
واذا لقونا لقونا بغیر ذلک فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی احمر
وجہہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب الرجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ
ثم قال ایہا الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ رواہ الترمذی
ترجمہ اور روایت ہی عبد المطلب ابن ربیعہ سے کہ تحقیق کہ عباس پہونچے رسول خدا کے
پاس غضب آلودہ اور ہم نزدیک اوس رسول کے تھے پس پوچھا حضرت رسول نے
کس چیز نے غصہ دلایا تجھکو تب کہا عباس نے ای رسول خدا کے کیا حال ہی درمیان
ہملوگ ہاشمیون کے اور درمیان قریش کے کہ جب ملاقات کرتے ہین وی قریش لوگ
آپسمین تو ملاقات کرتے ہین وے لوگ ساتھ خوش خوش چہرون کے اور جب ملاقات
کرتے ہین وے لوگ ہملوگ ہاشمیون سے تو ملاقات کرتے ہین وی لوگ ہم لوگ ہاشمیون
سے ساتھ غیر اوس چہرہ کے پس غضب مین آئے پیغمبر خدا یہانتک کہ سرخ ہو گیا
چہرہ آپکا تب فرمایا آپ نے کہ قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری اوسکے ہاتھہ مین ہے
کہ نہین داخل ہوگا دل کو آدمی کے ایمان یہانتک کہ دوست رکہی وہ شخص تم لوگون
کو واسطے خدا اور رسول اوس خدا کے بعد اسکے فرمایا آپ نے کہ اے لوگون جو شخص
ایذا دے چچا کو میرے پس تحقیق کہ ایذا دی اوسنے مجھکو کیونکہ چچا آدمی کا ایک
ہمشاخ اوسکے باپ کا ہی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط حضرت عباس اور ابن
عباس وغیرہ ہاشمیون سے سنیون کو کچھ خصوصیت نہین ہے مگر غرض نقل کرنے
اس حدیث کی یہ ہے کہ حال قریش وغیرہ کا دکھلایا جاے کہ اون لوگون کو کیا
معاملہ کشش اور تفرقہ کا ساتھ ہاشمیون کے تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۲
سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ جب حضرت رسول خدا نے کچھ دیر تک مشورہ راز ساتھ

حضرت علیؑ کے کیا تو لوگوں نے کہا کہ مشورہ رسولخدا کا ساتھ چچیرے بھائی اوسکے
طول ہوا کہ اوسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مشورہ ساتھ حضرت علی کے
ہمنے نہین کیا بلکہ خود خدا نے ساتھ اوسکے مشورہ کیا پس جب حالت قریش کی
ساتھ حضرت علی اور تمام بنی ہاشم کے یہ تھی تو بیعت خلافت کرنا اون وحوش عرب کا
اوپر حضرت ابوبکر ایک قریشی کے بلا انتظار موافقت رائے حضرت علیؑ کی خود قرین قیاس ہے

فصل ۲۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عمر رضی اللہ عنہ انہ فرض لاسامۃ فی ثلثۃ آلاف وخمسمائۃ وفرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثۃ آلاف فقال عبد اللہ بن عمر لابیہ لم فضلت اسامۃ علیّ فواللہ ما سبقنی الی مشہد قال لان زیدا کان احبّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منک فاثرت حُبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی حبی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہ اوسنے مقرر کیا واسطے اُسامہ
ابن زید کے تین ہزار پانچ سو درہم اور مقرر کیا واسطے عبد اللہ ابن عمر کے تین ہزار
درہم پس پوچھا عبد اللہ ابن عمر نے اپنے باپ یعنی حضرت عمرؓ سے کہ کسواسطے تفضیل
دی تو نے اُسامہ کو اوپر ہمارے حالانکہ قسم خدا کی نہین سبقت لیگیا اُسامہ اوپر
میرے کسی جہاد مین تب کہا حضرت عمر نے کہ بدینوجہ کہ زید باپ اُسامہ کا
محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس باپ سے تیرے یعنی ہمسے اور اُسامہ محبوب تر تھا
رسولخدا کے پاس تجھسے پس ترجیح دی ہمنے حُب رسول خدا کو اوپر حُب اپنی روایت کی
اسکو ترمذی نے فقط احادیث مندرجہ فصل ۲۲ سے ظاہر ہوا کہ محبوب ترین خلق خدا

کے حضرت علی تھے اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ باقرار حضرت عمرؓ کے زید باپ اسامہ کے محبوب تر رسول خدا کے حضرت عمرؓ سے تھے پس حضرت عمرؓ کو حضرت علی سے کیا مقابلہ ہے۔

فصل ۴۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی ذر قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا اوسنے در حالیکہ پکڑے ہوے تھا دروازہ کعبہ کو کہ سنا ہمنے حضرت نبی کو کہتے ہوے کہ خبردار رہو کہ تحقیق کہ مثل اہلبیت کے میرے تملوگون مین مثل کشتی نوح کے ہے کہ جو شخص چڑہا اوس کشتی نوح کو تو نجات پائی اوسنے اور جو شخص کہ سوار نہ ہوا اوس کشتی نوح مین تو ہلاک ہوا وہ فقط یہ حدیث بتائید حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ہے۔

فصل ۴۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ازواج النبیؐ وعن عائشۃ قالت ما غرت علی احد من نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما غرت علی خدیجۃ وما رایتھا ولکن کان یکثر ذکرھا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعھا اعضاء ثم یبعثھا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کانہ لم تکن فی الدنیا امرءۃ الا خدیجۃ فیقول انھا کانت وکانت وکان لی منھا ولد متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ ہمنے نہین رشک کیا اوپر کسی زوجات نبی کے جیسا کہ رشک کیا ہمنے اوپر خدیجہ کے حالانکہ ہمنے نہین دیکھا اوس خدیجہ کو اور لاکن رسول اللہ اکثر ذکر اوس خدیجہ کا

کیا کرتی تھے اور اکثر ذبح کرتے تھے بکری کو اور ٹکرے ٹکرے کرتے تھے اوسکو تب بھیجتے تھے
اون ٹکرون کو عورات دوستان خدیجہ کو تب اکثر ہم کہتے تھے رسولخدا کو کہ گویا نتھے
دنیا مین کوئی عورت مگر خدیجہ پس کہتے تھے وہ رسول کہ ہان وہ ایسی تھی اور ایسی تھی
اور ہمکو اوس سے اولاد ہوئی انتہی [illegible] فقط اول اور اصل بی بی حضرت پیغمبر خدا
کی خدیجہ بنت خویلد تھین کہ جنکی حیات مین آپنے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور
خدیجہ ایک بیوہ دولتمند تھین کہ اونکے کارخانہ تجارت مین حضرت پیغمبر خدا نوکر ہوے
اور مال تجارت کا اونکے پہنچانیکے ملک شام کو گئے اور واسطے اوس بی بی کے
فائدہ کثیر حاصل کیا اور رفتہ رفتہ آپکی دیانت اور ہوشیاری سے راضی ہوکر کے
حضرت رسول نے اسے نکاح بڑے تکلف سے کیا اور بہت کھانا لوگون کو کھلایا اور
اوسوقت مین اونکا سن چالیس برس کا اور پیغمبر خدا کا سن پچیس برس کا تھا اور
بہت روز تک زندہ رہکر کے تین سال قبل سنہ ہجری کے انتقال کیا اور اوسوقت
مین سن شریف حضرت رسول خدا کا درمیان پینتالیس اور پچاس برس کے تھا اور
حضرت خدیجہ کی زندگی تک آپنے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آپنے عنقریب سب
تمام مال اور دولت حضرت خدیجہ کا راہ خدا مین خرچ کر ڈالا اور اس مقام مین مستر گبن
وغیرہ مورخان انگریزی براہ انصاف تمام تر تعریف وفاداری حضرت رسولخدا صلعم
کی اسطرح پر کرتے ہین کہ باوصف اختلاف مقدور و اختلاف سن کے حضرت رسول نے
آخر عمر خدیجہ تک بڑے وفاداری سے کام کیا کہ حضرت خدیجہ کو کبھو اتفاق ملال کرنے
کا اپنی پسند پر نہین ہوا اور واقعی یہ معاملہ تا آخر عمر خدیجہ کا زیادہ از حد قیاس البشری
دیکھا جاتا ہی کہ ایسی وفاداری اور پاس شکر گذاری امکان عام البشری سی خارج ہی
اور بعد انتقال خدیجہ کے جو کثرت زوجات اور سراری یعنی لونڈیون کی ہوئی کہ [illegible]

شمار قطار بیبیون کا بڑھتا گیا اور حضرت رسول حضرت خدیجہ کو اور اونکے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہی سو اس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو تسکین آپ کو حضرت خدیجہ سے تھی سو وہ بات کسی بی بی سے حاصل نہین ہوئی اور یہ امر کسقدر نشان محبت و وفاداری کا ہی کہ خدیجہ ایک مری ہوئی بی بی کے یاد مین بکری ذبح کرکے گوشت اوسکا دریافت اون عورتون کو تقسیم کیا کرتے تھی کہ جن عورتون کو اوس مری ہوئی بی بی سے محبت تھی اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بیبیان جسقدر عدد مین بڑھین سو بڑہین مگر حضرت رسولخدا کے دل سے کبھو یاد اونکی محو سہو نہین ہوئی اور حضرت عائیشہ کو جو کچھ کہ رشک خدیجہ سے تھا سو اوسکو حضرت عائیشہ نے اپنی آخر عمر تک خوب نباہا اور مسٹر گبن مورخ دہریہ خوب لکھتا ہی کہ علی کو حصول خلافت مین بوجہ سازش کاری عائیشہ کے تین بار شکست ہوئی اور ظاہر ہے کہ اگرچہ خلافت حضرت علی کو درجہ چہارم مین ملی مگر اوسکا بھی انجام بوجہ سازش کاری عائیشہ کے یہ ہوا کہ حضرت عائیشہ طلحہ اور زبیر رض کو لیکر کے حضرت علی سے خود لڑین اور کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان غنی کا دمشق مین معاویہ کے پاس بھیجا اور حضرت امام حسن ع کو باوصف وعدہ سابق کے قریب روضہ مبارک حضرت رسول کے دفن ہونے نہین دیا مگر حیا اور وفاداری حضرت علی کی قابل یاد رکھنے کے ہی کہ جنگ جمل مین مقابلہ طلحہ اور زبیر کے حضرت علی نے فرمایا کہ تم لوگون کو شرم نہین آتی ہے کہ تم لوگون کی بیبیان تو پردہ مین ہون اور پیغمبر خدا کی بی بی میدان جنگ مین بے پردہ آوے اور آخر اوس لڑائی مین جب حضرت عائیشہ اونٹ پر سے اوتاری گئین تو حضرت عائیشہ کو عزت اور آبرو کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کردیا اور اس لڑائی مین جسقدر لوگ کہ بطرف عائشہ کے مارے گئے سو اون لوگون پر حضرت علی نے نماز بھی پڑھی سو اوسی طرح پر ہمکو بھی ادب ساتھ

حضرت عائیشہ

حضرت عائشہ کے ہو اور شک نہین ہو کہ حضرت عائشہ بھی ایک محبوب بی بی حضرت
رسولخدا کی تھین اور بنظر رفع وحشت مسلمانان انگریزی دان کے یہ بات بھی قابل ذکر
ہے کہ بعد حضرت خدیجہ کے جو اسقدر بیبیان اور لونڈیان ہوئین سو بلاحظہ دیگر حالات
اور صفات نبوت حضرت رسولخدا کے اس تعدد ازواج کو ویسا ہی سمجھنا چاہیے کہ جسطرح
حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰؑ اور داؤد اور سلیمانؑ کو تعدد ازواج اور لونڈیون
کا تھا مگر شک نہین ہے کہ یہ تعدد ازواج در اصل باعث جملہ فسادات خانگی کا ہوا
چنانچہ ایک حدیث مین خود حضرت عائشہ سے روایت ہو وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنَّ حِزْبَیْنِ فَحِزْبٌ فِیْہِ عَائِشَۃُ وَصَفِیَّۃُ وَحَفْصَۃُ
وَسُوْدَۃُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَۃَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ترجمہ اور روایت ہو عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ تحقیق
کہ بیبیان رسول خدا کی دو گروہ تھین کہ ایک گروہ مین عائشہ اور صفیہ و حفصہ
سودہ تھین اور دوسرے گروہ مین ام سلمہ اور باقی عورتین رسولخدا کی تھین پس حضرت
ام سلمہ کا بطرف اہلبیت کے ہونا بمقابلہ حضرت عائشہ کے عین قرین قیاس ہے
چنانچہ یہ حال آخر فصل ۲۶- مین بھی مذکور ہوا ہے اور ہرگاہ بعد انتقال حضرت
رسولخدا کے عائشہ بیٹی ابوبکر کی اور حفصہ بیٹی حضرت عمرؓ کی زمانہ مکان مین موجود
تھین تو خلیفہ قرار پایا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا برخلاف وصیت خم غدیر
نسبت حضرت علی کے کہ جنکی ساس خدیجہ قریب پندرہ برس پیشتر کے مرچکی تھین اور
اونکا وسیلہ ٹوٹ چکا تھا کچھ محل تعجب نہین ہے -

فصل ۳۴

بیت - ہی ضرورت کہ کرون ذکر عدو ۔۔۔ کہ جہان گل ہے وہان خار بھی ہے

یعنی کہ اس فصل مین بضرورت مقام کچھ ذکر معاویہ دشمن اہل بیت کا ہی اسطرح کہ فن
حدیث ایک بہت پریشان طور پر ہے کہ جسکی ترتیب درمیان ۱۴۰ھ او ۲۰۰ھ کے
بدین طور ہوئی کہ مثلاً فلان نے سنا فلان سے کہ اوسنے سنا مثلاً اپنے دادا سے کہ اوسنے
سنا حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولؐ نے کہ ان الحسنات یذھبن السیئات
[illegible] گردیتی ہین جدا ہونا کہ غرض کہ فن حدیث کی بنا بالکل سنی سنائی
باتون پر قریب [illegible] سو برس بعد حضرت رسولؐ کے ہی اور یہی وجہ ہی کہ کوئی
طریقہ معمولی پنج وقتی نماز کا بھی اوسوقت تک متعین نہین ہے اور اسیطرح پر کوئی
دوسرا مسئلہ بھی بوضع متعین کے نہین ہے کہ یہی امر باعث اختلافات ائمہ اربعہ
ابوحنیفہ و شافعی و مالک و حنبل وغیرہم کا ہوا یہانتک کہ تاریخ انتقال حضرت رسولؐ
کی بھی اسوقت تک صاف و بلا اختلاف طرح پر معلوم نہین ہے اور بمجرد انتقال حضرت
رسولؐ [illegible] حضرت ابوبکرؓ سے اختلاف شروع ہوا اور حضرت علیؑ و
[illegible] حضرت [illegible] گئے اور امارت معاویہ پر قائم کرکے نوبت قتل امام حسینؑ
[illegible] حکومت بنی امیہ و مروانیون کے زمانہ حکومت عباسیان
کا ہوا ایسی حالت مین جو کچھ احادیث کہ بشان معاویہ و یزید وغیرہ کے وضع
کیجائین سو بہت تھوڑا ہی اور حالت یہ پہونچی کہ نسائی محدث کو لوگون نے بعلت
روایت کرنے احادیث مناقب بشان علی علیہ السلام اور نہین روایت کرنے
کوئی حدیث بشان معاویہ کے خصیہ کوٹ کوٹ کرکے مار ڈالا مگر باوصف ان سب
حالات کے بہت غنیمت ہی کہ احادیث مناقب معاویہ کے بہت کم ہین اور جو کچھ
ہین سو بوضع حدیث موضوع کے ہین چنانچہ اونمین سے ایک حدیث موضوع
حسب ذیل ہے مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب

وعن عبد الرحمن ابن عمیرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ رواہ الترمذی وتمکن لہ فی البلاد ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن عمیرہ سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نبی نے بحق معاویہ کے کہ ای میرے خدا بنا تو اوس معاویہ کو ہادی اور مہدی یعنی راہ دکھلانے والا اور راہ پایا ہوا اور ہدایت کر تو لوگون کو بذریعہ اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے اور متمکن کر اوسکو شہرہای اسلام مین فقط سو اس حدیث کی موضوع ہونے مین کچھ شک نہین ہے چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا عبد الرحمن صحابیون مین ثابت نہین ہے اور اس راوی کو مضطرب الحدیث لکھا ہی اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعضون نے کہا ہی کہ یہ راوی ایک صحابی ہے کہ اوس سے ترمذی نے صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے اور شاہ صاحب بروایت سیوطی اور صاحب سفر السعادت کے لکھتے ہین کہ محدثون نے کہا ہی کہ فضل معاویہ مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے اور جامع الاصول مین مذکور ہے کہ معاویہ نے کتابت یعنی منشی گری پیغمبر خدا کی کی ہے مگر کتابت وحی یعنی لکھنا قرآن شریف کا ثابت نہین ہے اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ معاملہ معاویہ کا ساتھ حضرت علی اور امام حسن کے تمام مکر و فریب سے معمور ہے اور یہ شخص یقینی دشمن علی اور تمام اہلبیت کا ہی تو ایسے شخص کے حق مین ایسی دعا نہین ہو سکتی ہے اور اگر فی الحقیقت یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکی مثال ساتھ جودس اسقراطی کے بہت درست ہی کہ وہ ای [illegible] مین سے حضرت مسیح کے تھا کہ جن حواریون کو حضرت مسیح نے اپنا [illegible] مردہ جلانے وغیرہ کا دیا تھا کہ اونمین سے اس جودس اسقراطی نے [illegible]

صبح کو پکڑوا دیا پس اسیطرح پر معاویہ بھی لبطور ایک صحابی مرتد کے خیال کیا جاسکتا ہے جیساکہ عبد اللہ ابن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہوگیا ہی اور ہمکو معلوم نہین ہوتا کہ سُنی لوگ باوصف اقرار ہونے معاویہ بر سر ناحق کے کس مصلحت سے معاویہ کی حمایت کرکے صرف خاطی یاغی پر اکتفا کرتے ہین مگر شاید یہ مصلحت ہو کہ جب معاویہ پر زبان بند کی جاسے تو آگے بڑھکر خلفاء ثلثہ کا حال نہین کُھلیگا غرض تمام اہتمام اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاویہ بے شک ایک جد ریچھ انہونکا ہے اور یہ قول سنیون کا کہ معاویہ پر کف اللسان لیعنی زبان بند ہوا و مشاجرات لیعنی اختلافات صحابہ کا نہین دیکھا جاسے سو ظاہرا اسی مصلحت سے ہوگا کہ اندھے لغلے کیطرح پر بے دیکھے بھالے اصل حالات کے قول افضل البشر بعد النبی ابو بکر رض ثم عمر رض ثم عثمان رض ثم علی رض کو ہم لوگ لبطور آمنا و صدقنا کے مان لین اور مثنوی مولانا روم مین جو قصہ معاویہ کا لکھا ہی کہ شیطان نے اوسکو واسطے نماز صبح کے اوٹھا دیا سو خود ذات شریف راوی اس قصہ کے ہونگے اور اگر یہ قصہ درست ہو تو ایک لطف خاص اس قصہ مین یہ ہی کہ ہم لوگ معنی شیطان کے صرف اسقدر جانتے ہین کہ الذی یوسوس فی صدور الناس لیعنے وہ خناس جوکہ آدمیون کے دلون مین وسوسہ ڈالتا ہی سو معاویہ صاحب کو شیطان سے ہمچشمی کی ملاقات ہے اور لقب خال المومنین لیعنی مامون کا خطاب جو بوجہ بھائی ہونے حضرت ام حبیبہ مادر مومنین کے دیا جاتا ہی سو کیا ضرورت اس بات کی ہی اور اس رشتہ سے تو وہ یہودی باپ حضرت صفیہ کا بھی نانا ایسے لوگون کا ہوا اور شاید یہی مناسبت ہوگی کہ سنیان معاویہ شاہی کو بہت مشابہت صفات یہود کی ہے اور قوم سادات بنی فاطمہ بنت خدیجۃ الکبریٰ کو خصوصاً ایسے سوتیلے مامون سے پرہیز کرنا چاہیے

کہ سادات کے واسطے تو معاویہ صرف ایک سانپ ماموں کہا جا سکتا ہے۔

حکیم سنائی

پسر ہند اگرچہ خال من است	دوستی دیم بکارے نیست
ور نوشت او خطے زبہر رسولؐ	بر خطش نیز افتخارے نیست
در مقامے کہ شبیر مرد اند	از خط و خال اعتبارے نیست

الوزری

دوستدار پسر ہندہ نگر آگہ نیست	کہ از دوستی او بہ پیغمبر چہ رسید
پدر او لب و دندان پیغمبر بشکست	مادر او جگر عم پیغمبر بمکید
او بناحق حق داماد پیغمبر بگرفت	پسر او سر فرزند پیغمبر ببرید

مؤلف این رسالہ

معاویہ کہ نبود آن سوائے مکر و فریب	چرا روم پئے تاویل او دو بز ریب
زمن خطا نہ ز اجتہاد او گویم	بغاوت او است صریح و حیائے او بہ شیب

دیگر از مؤلف مذکور

عجب شاہ ولایت کہ حبیب او مقصود	ہزار بار بگویم معاویہ مردود

فصل ۴۴

مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ان لکل نبی سبعۃ نجباء و رقباء و اعطیت انا اربعۃ عشر قلنا من ہم قال انا و ابنای و جعفر و حمزۃ و ابوبکر و عمر و مصعب بن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ بن مسعود و ابو ذر و المقداد رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسول خدا

کہ تحقیق کہ واسطے ہر ایک نبی کے ہین سات نجیب اور رقیب لوگ اور دی گئے مجھکو چودہ نجیب اور رقیب تب ہم لوگون نے پوچھا کہ کون ہین وی لوگ تب فرمایا اوس رسول نے کہ ہم اور دو بیٹے میرے یعنی حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور عمر اور مصعب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ ابن مسعود و ابوذر و مقداد روایت کی اسکو ترمذی نے فقط غرض نقل سے اس حدیث کی یہ ہے کہ چودہ صحابہ کا جو منتخب ہونا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے سو اوس مین سے حضرت علی و امام حسن و امام حسین و جعفر و حمزہ و سلمان فارسی اور عمار ابن یاسر و ابوذر و مقداد وغیرہ کسان یقیناً شریک بیعت حضرت ابوبکر کے نہین تھے اور علاوہ انکے زبیر اور براء وغیرہم اجلہ صحابہ جو کہ شریک بیعت حضرت ابوبکرؓ کے نہین ہوسے تھے سو تفصیل اونکی ذکر بحث خلافت کے کیجائی گے۔

فصل ۴۵

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر وعمر واھتدوا بھدی عمار وتمسکوا بعھد ابن ام عبد وفی روایۃ حذیفۃ ما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ وتمسکوا بعھد ابن ام عبد رواہ الترمذی

ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اقتدا کرو تم لوگ ساتھ اون لوگون کے جو میرے بعد ہونگے اصحاب سی میرے یعنی ساتھ ابوبکر اور عمرؓ کے اور ہدایت پاؤ تم لوگ ساتھ ہدایت عمار کے اور تمسک پکڑو تم لوگ ساتھ قول و عہد ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے اور روایت من حذیفہ کے ہی کہ جو کچھ حدیث بیان کرے تم لوگون سے ابن مسعود پس تصدیق کرو اوسکو

اور تمسک پکڑو ساتھ عہد اور پیمان ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے روایت کیے
اسکو ترمذی نے فقط حضرت ابو بکر اور عمر رض کے فضائل خاص سے کچھ انکار نہین
ہوسکتا ہی مگر یہ حدیث بمقابلہ حدیث خم غدیر کے کچھ دلیل حقیقت خلافت بلافصل
کے نہین ہوسکتی ہے کہ اقتدا کرنا ساتھ ایک آدمی کے ایک بات ہی مگر مولی ہونا
دوسری بات ہی اور اقتدا ے تو لفظ ابتدا کی بڑھ کر گے ہی پس اگر لفظ اقتدا کی
دلیل حقیت خلافت ابو بکر و عمر رض کی ہو تو اس سے زیادہ تر دلیل خلافت عمار ابن
یاسر کی ہوسکتی ہے اور جو ارشاد راہ چلنے کا ہے سو عمار ابن یاسر شریک خلافت
حضرت ابو بکر کے نہین ہوے بلکہ بطرف حضرت علی کے ہوکر کے بمقابلہ معاویہ
شہید ہوے اور جب قاتل عمار نے اپنا افسوس معاویہ سے کہا کہ قاتل عمار کا
کافر ہے تو معاویہ نے اوسکو جواب مین کہا کہ قاتل عمار کا خود علی ہے کہ اوسنے
عمار کو لڑائی مین بھیجا اور اوسپر حضرت علی نے فرمایا کہ اگر ہم قاتل عمار کے ہون تو
حضرت رسول قاتل حضرت حمزہ کے ہونگے کہ جنکو حضرت رسول نے جنگ مین ابوسفیان
پدر معاویہ کے بھیجا تھا۔

فصل ۴۶

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن انس قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علیؑ وعمار وسلمان رواہ
الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا کہ تحقیقکہ رسول اللہ نے فرمایا
کہ تحقیقکہ جنت مشتاق ہی تین آدمی کی یعنے علی اور عمار اور سلمان کی روایت
کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ تینون آدمی کہ جنت مشتاق اونکی ہے شریک بیعت
خلافت حضرت ابو بکر رض کے نہین تھے۔

فصل ۴۷

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالی امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یا رسول اللہ سمہم لنا قال علی منہم یقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان امرنی بحبہم واخبرنی انہ یحبہم رواہ الترمذی —

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالے نے حکم دیا مجھکو محبت کرنے کو ساتھ چار آدمی کے اور خبر دی مجھکو اس بات کی کہ تحقیقکہ وہ اللہ دوست رکھتا ہی اون سبھوں کو تب پوچھا گیا حضرت رسول سے کہ آپ نام تبلائین اون لوگون کا واسطے ہم لوگون کے تب آپ نے فرمایا کہ علی اونمین سے ہی اور اس قول کو تین بار فرمایا اور کہا کہ ابوذر و مقداد و سلمان ہی سو اللہ نے حکم دیا ساتھ محبت اون لوگون کے اور یہ کہ وہ انکو دوست رکھتا ہی اون سبھون کو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ چار بزرگان شریک بعیت خلافت حضرت ابوبکرؓ کے نہین تھے اور نہ کچھ خصوصیت محبت حضرت علی کی بعد انتقال حضرت رسول کے دیکھی جاتی ہے —

فصل ۴۸

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن جابر قال کان عمر یقول ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالا رواہ البخاری — ترجمہ

اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونے کہ عمر اس بات کو کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ سید یعنی سردار ہم لوگون کا ہے اور آزاد کیا اونے سردار کو ہم لوگون کے یعنی بلال کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث سے جو حضرت عمرؓ کا سید سردار قبول کرنا حضرت بلال کا ظاہر ہوتا ہی سو یہ امر اوسپر خوبی مزاج حضرت عمرؓ کے دلالت کرتا ہی اور اس طرح سے

حدیث مندرجہ فصل ۴۸ کے بھی خوبی حضرت عمرؓ کی دکھلاتی ہے کہ جسمین حضرت عمرؓ نے قبول کیا ہے کہ زید باپ اسامہ کے محبوب تر نزدیک رسول خدا کے بہ نسبت خود اونکے تھے اور شک نہین ہے کہ حضرت عمر بہت ایک صاف اور پاک آدمی عام معاملات مین تھے مگر افسوس ہے کہ تفرقہ قریش اور ہاشمی کا جو کہ حدیث اوسکی فصل مندرجہ ۳۹ مین مندرج ہے سو یہ صفت تفرقہ کی حضرت عمرؓ کو جو ایک قریشی تھے حضرت علیؑ ہاشمی سے برابر رہی یعنے حضرت علی کو جو بروز خم غدیر کے مولی قبول کرکے مبارکباد دی تھی سو بعد انتقال حضرت رسول کے حضرت علی کو تمامتر بھول گئے اور کبھو انکو سید یعنی سردار اپنا قبول نہین کیا بلکہ درخصوص بیعت خلافت ابوبکر اور دعوے باغ فدک اور عقد ام کلثوم وغیرہ کے جو جو طرح سی کہ حضرت عمر نے بد رخی ساتھ حضرت علیؑ کے کی ہے سو یہ حال سب آیندہ اپنے اپنے مقام پر دکھلایا جائیگا۔ بیت

اے ابر تو مکہ و منا مین برسا	افسوس کہ تو نہ کربلا مین برسا

فصل ۴۹

بیت

حسن یوسف ید بیضا دم عیسیٰ داری	انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

ہم نہین سمجھتے ہین کہ واسطے اثبات حقیت خلافت خلفاء ثلاثہؓ کے سنیون کو اوپر احادیث مناقب قریش و مہاجرین و صحابہ و عشرہ مبشرہ کے کیا نازش ہے کہ یہ سب صفت تو حضرت علی مین بھی موجود ہے بخلاف صفات خاص حضرت علی کے کہ اونکی صفات ہاشمی ہونے مین واخوت بارسول و زوجیت بتول وغیرہ مین کوئی دوسری صحابہ شریک نہین ہین اور سنیان جو اصحاب کو بدلیل حدیث من سالت علی طریقہ فھوالی کے داخل آل سمجھتے ہین سو خود آل ہونا ایک بات ہی اور

بوجہ خوبی اعمال کے داخل آل ہونا ایک دوسری بات ہی اور کیا مفہوم آل اور داخل
آل کا کبھو ایک ہوسکتا ہی بلکہ خود اس بات سے کہ اصحاب بوجہ خوبی اعمال کے
داخل آل سمجھے جاءین کسقدر بزرگی خود آل کی ترقی کرتی ہے بہرحال اب کچھ احادیث
مناقب قریش وغیرہم کے مذکور ہوتے ہین کہ اوس شرف وکمال مین حضرت علی
بدرجہ اعلی داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش عن ابی ھریرۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمھم
تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابوہریرہ سے
کہ آدمی لوگ تابع ہین قریش کے اس امر مین مسلمان قریش کے تابع ہین مسلمان قریش کے
اور کافر قریش کے تابع ہین کافر قریش کے متفق علیہ فقط ۲۵ برس قبل اسکے
اس مقام مین شرح مشکوۃ شریف کے حاشیہ پر جو راے ہماری بقلم خاص ہمارے
حسب ذیل لکھی ہوئی ہے سو ابتک ہم ساتھ اپنی راے سابق کے متفق ہین ۔
حضرت علی علیہ السلام و امامین علیہما السلام درین شرف قریشی بودن نیز شریک اند
علاوہ دیگر صفات خاصہ آنہا کہ دیگرے شریک بدان نیست اور جب صحابی انصار
نے امیر منا و امیر منکم کہکر کے چاہا تھا کہ ایک خلیفہ انصار مین سے
اور ایک خلیفہ قریش مین سے ہو تو مہاجرین قریش بدلیل قرابت
قریشی ہونے کے انصار پر غالب آ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو خلیفہ قرار دیا تو کیا خوب قول معقول حضرت علی رض نے اپنی طلب حق خلافت مین
فرمایا کہ تم لوگون نے بمقابلہ انصار کے بدلیل قرابت قریشی ہونے کے انصاف
بنایا یا تو وہی انصاف ہمکو دو کہ علاوہ ہمارے قریشی ہونے کے ہمکو جزئیت
رسول سے ہی اور قرآن شریف ہمارے گھر مین نازل ہوا اور اوسکی احکام سے ہم عالم ترین

فصل ۵

بیت

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

اگر حضرت علی کو خلافت ظاہری سی سالہ کی بلافصل نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان آپکا نہین ہے کہ یہ خلافت دوازدہ گانہ دوازدہ امام کی جو ہی سو قیامت تک ہی اور اوسمین آپ اول امام ہین اور اوس سلسلہ مین کچھ فاصلہ اور دخل غیر لوگون کا نہین ہے اور اس سلسلہ مین حکومت آپکی دل وجان پر ہے کہ ایمان آپکی محبت مین منحصر ہے وعن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر رجلا کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال الدین قائما حتے تقوم الساعۃ او یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن سمرۃ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے حضرت رسولؐ کو کہتے ہوی کہ ہمیشہ رہیگا اسلام معزز بارہ خلیفہ تک کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہی کہ ہمیشہ رہیگا معاملہ آدمیونکا جاری جبتک کہ والی ہون اون لوگون کے بارہ آدمی کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ ہمیشہ رہیگا دین اسلام قائم جب تک کہ قائم ہو قیامت یا ہون اوپر اون لوگون کے بارہ خلیفہ کہ کل اونکے قریش سے ہون متفق علیہ فقط ہمارے نزدیک خلافت حقیقی دوازدہ امام کی اس حدیث سے بخوبی تمام ثابت ہی کہ جو حضرت علیؑ سے حضرت امام مہدی تک سلسلہ پہونچتا ہے — حسب ذیل حضرت علی۔ حضرت امام حسن۔ حضرت امام حسینؑ۔ حضرت امام

امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر۔ حضرت امام جعفر صادق۔ حضرت امام
موسی کاظم۔ حضرت امام علی رضا۔ حضرت امام جواد تقی۔ حضرت امام نقی حضرت
امام عسکری۔ حضرت امام مہدی علیہم السلام۔ چنانچہ مطابق اسی ترتیب دوازدہ
امام کے ایک درود بھی درمیان سنیون کے حسب ذیل جاری ہی کہ تقریبات عرس
وغیرہ مین پڑھا جاتا ہے اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد النبی
الامی الطاہر الذکی الذی کان علیا فی درجاتہ حسنا فی صفاتہ شہیدا فی
تجلیاتہ زین العابدین باقر علم الاولین والاخرین صادقا فی اقوالہ کاظما
فی جمیع احوالہ متمکنا فی مقام الرضاء جوادا کفہ عند العطاء ھادیا الی
سبیل النجاۃ عسکریا مع الغزات مھدیا الی طریق الفتن غیاث المستغیثین
صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور اگر یہ حدیث بشان دوازدہ امام کے قائم نہ کیجاے
تو پھر بنیاد اقرار دوازدہ امام کی سنیون کے نزدیک کیا چیز ہے مگر سنیون پر اس
حال مین ایک مصیبت یہ ہوگی کہ خلافت سی سالہ ظاہری حضرت ابوبکر سے چھ سات
مہینان زمانہ خلافت حضرت امام حسن تک ختم ہوئی اور اس حدیث سے خلافت
حقیقے حضرت مولی علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے تو اونکے معاویہ
کسی قسم خلافت مین شمار نہین ہوسے اور اونکے معاویہ بعد تیس برس خلافت
ظاہری کے صرف ایک ملک عضوض یعنی بادشاہ گزندہ باقی رہے اور دوسری
قباحت یہ ہی کہ حضرت علی خلافت سی سالہ مین خلیفہ چہارم اور خلافت باطنی تا قیامت
مین خلیفہ اول قرار پاتے ہین اور اس حال مین حضرت علی دونون قسم خلافت
مین وارد ہین سو خود سنی لوگ حضرت علی کو علاوہ رضی اللہ عنہ خطاب عام خلفاء
ثلثہ کے خطاب کرم اللہ وجہہ کا دیتے ہین پس جیسا کہ دوہرا خطاب دیتے ہین سو ایسا ہی بہ

اگر خلافت بھی دوسری ہوئی تو کیا مضائقہ ہی اور حدیث مین النظر الی وجہ علی
المحبۃ عبادۃ واقع ہی یعنے کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے محبت سی عبادت ہی پس جسکے چہرہ کو
محبت سی دیکھنا بروایت خود حضرت ابوبکر کے عبادت ہو تو دوسری خلافت کا ہونا ایسے
ایسے شخص کو کیا بیجا ہے اور سینون کو اس بات سی تحمل وتسکین کر لینا ضرور ہی کہ مجبوری
مین کیا کرنا ہوگا اسواسطے کہ جو کچھ کوشش علماء اہلسنت کی واسطے اس بات کی ہو کہ
تاویل اس حدیث کی کوئی دوسری طور پر کیجاے سو وہ تمام کوشش رائگان ہو گئے
ہے اور کوئی بات درست نہین بن پڑتی ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ اس حدیث مین
لفظ خلافت کی ہے کہ حکومت ظاہری اوسکی دوازدہ امام کو نہین تھی سو یہ خیال
بھی محض فضول ہے اسواسطے کہ بمقابلہ حکومت حقیقی متعلق ایمان کے جو کہ دوازدہ
امام کو حاصل ہے حکومت ظاہری معاویہ وغیرہ کی کیا چیز ہے اور کتب عہد عتیق
مین جو پیشین گوئی حضرت مسیح کی بہ نشان بادشاہ یہودان کے ہی تو کیا بوجہ
نہین ہونے حکومت ظاہری کے وہ پیشین گوئیان نسبت حضرت مسیح کے باطل
ہو سکتی ہین سو اوسیطرح پر یہ خلافت دوازدہ امام کی بھی کچھ محتاج حکومت ظاہری
کی نہین ہے۔ اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین جو کچھ بیچ وتاب
کھایا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہی کہ شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعض طرق مین آخر
حدیث کی آیا ہے ابوبکر لا یلبث الا قلیلا یعنی ابوبکر نہین ٹھہریگا مگر تھوڑے روز
مگر خود شاہ صاحب اس قول پر یہ اشکال وارد کرتے ہین کہ اس حدیث سی بارہ
خلیفہ ہونا چاہیے کہ جنسے امر دین مستقیم ہو سو اگر حضرت ابوبکر ان بارہ خلیفون مین
داخل ہوں تو امراے جور و فساد کے داخل ان بارہ خلیفون کے ہوتے ہین اور
حالانکہ حدیث مین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا واقع ہی یعنی

کہ خلافت بعد ہمارے تیس برس ہے اور بعد اوسکے بادشاہ گزندہ ہوگا اور اس
حدیث کے حاشیہ پچیس برس قبل اسکے جو ہمارا حاشیہ مفصلہ ذیل لکھا ہی سوا
راے پہونچی ہم اب تک قائم ہین ہرگاہ باجماع علماء اہل سنت مدار خلافت حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ بر اجماع است نہ بر نص پس عبارت و ابوبکر لا یلبث الا قلیلا
ضمیمہ حدیث نتوان شد۔ اگر باشد یزید ہم دران داخل خواہد بود اور شاہ صاحب
نے جو امراے جور و فساد کی مثال بنی مروان کی لکھی ہے تو اوسپر حاشیہ ہمارا اب
ذیل ہے ایا یزید وغیرہ از بنی امیہ از اہل خلافت نبودند کہ شارح رحمۃ اللہ علیہ
صرف بذکر بنی مروان اکتفا فرمودند۔ اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ توجیہ مین اس
حدیث کے چند قول ہے اول یہ کہ مراد بارہ آدمی سے ہی کہ جنکی سلطنت بے نزاع
اور اختلاف کے ہو سو اس حساب سے ولید ابن یزید ابن عبد الملک ابن مروان
بارہوان خلیفہ ہوتا ہی کہ اوسکے وقت مین فتنہ ہوا اور اوسکو مار ڈالا اور شاہ صاحب
اس توجیہ مین خارج ہونا بعض خلیفون کا دائرہ عدل و احسان سے روا رکھتے ہین
مگر یہ ایک عجب طرح کی توجیہ ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت مین ہزارون آدمی جنگ جمل
اور صفین اور نہروان مین مارے گئے مگر شاہ صاحب اسکو کچھ نزاع اور اختلاف
نہین سمجھتے ہین اور یہ ایک عجب حساب ہی کہ جس سے یزید بھی یکے از خلفاے
دوازدہ گانہ کے قائم ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام
کی ہوئی اور بجاے قائم کرنے دین کے ایک اتنا بڑا سردار دین کا قتل ہوا کہ اوسکی

تاریخ شہادت کی حسب ذیل ہے ؎

سال نقلش بگفت غمگینے ✦ ✦ ✦ سر دین را برید بے دینے ۶۱ھ

بہرحال چونکہ خود شاہ صاحب اس توجیہ کو نامعقول سمجھتے ہین تو اسواسطے کچھ

زیادہ تر حاجت تردید اس توجیہ کی نہین ہے دوم یہ کہ مراد خلفای عادل
وامراے صالح سے ہی کہ جو مستحق اسم خلافت کے ہون مگر شاہ صاحب نام
بتلانے سے ایسے خلفای باعدل کے تمامتر عاجز ہین - سوم یہ کہ بارہ خلیفہ بعد
موت امام مہدی کے ہونگے کہ اون بارہ مین سے پانچ اولاد امام حسنؑ کے اور
بعد اوسکے ایک اولاد امام حسین شہید کے اور بعد اوسکے پھر دو اولاد امام حسنؑ
کی ہین اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ اگر حدیث اس بات کی صحیح ہو تو یہ
توجیہ درست ہے مگر ظاہر سیاق اس حدیث کا ایسا نہین معلوم ہوتا کہ
بعد زمانہ حضرت امام مہدیؑ کے ایسے بارہ خلیفہ ہون - چہارم یہ کہ مراد بارہ
خلیفون سے یہ ہی کہ وہ بارہ خلیفہ ایک وقت مین ہون مگر شاہ صاحب کچھ نشان
نہین دیتے ہین کہ ایسے بارہ خلیفہ کس زمانہ مین اور کہان پر ہوے افسوس ہے
کہ اسقدر توجیہات پریشان شاہ صاحب نے لکھا مگر اس توجیہ سے برابر فرق رہے
کہ ان بارہ خلیفہ سے دوازدہ امام حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک مراد
ہین اور کیونکر اس توجیہ کی طرف شاہ صاحب مائل ہوتے کہ اس توجیہ مین مزید
فضیلت حضرت علیؑ اور اونکے اولاد کی ثابت ہوتی ہے مگر صاف بات یہ ہی
کہ ان بارہ خلفا سے یہی دوازدہ امام مراد ہین -

فصل ۵

مشکوة المصابیح باب مناقب قریش وعن عمران ابن حصین قال
مات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو یکره ثلثة احیاء ثقیف وبنی
حنیفة وبنی امیة رواه الترمذی ترجمہ اور روایت ہی عمران ابن حصین سے
کہ کہا اونسے کہ مرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم درحالیکہ کراہت رکھتے تھے تین قبیلہ

قبیلوں سے قریش کے لیے ثقیف و بنی حنیفہ اور بنی امیہ سے روایت کیا اسکو
شیخ [illegible] نے فقط معلوم ہو کہ حجاج ابن یوسف ظالم مشہور قبیلہ ثقیف میں سے
اور مسیلمہ کذاب [illegible] بنی حنیفہ میں سے تھا اور عمال بنی امیہ کی شارح
عبد اللہ بن زیاد کی ودی ہے کہ جو قاتل امام حسین علیہ السلام کا تھا [illegible]
اور میر شاہ عبد الحق صاحب کو تعجب ہے کہ اوس راوی نے یزید کو کس واسطے
شمار نہیں کیا اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ باقی بنی امیہ [illegible] بھی اوس کا نام [illegible]
قصور نہیں کیا یزید اور عبد اللہ بن زیاد [illegible] تعجب ہے کہ شاہ صاحب
نے صراحۃ معاویہ کو کیوں نہیں یاد کیا کہ معاویہ تو یزید کا باپ ہے اور
شاہ صاحب اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول نے خواب میں دیکھا
کہ بندر [illegible] منبر پر [illegible] آپ کے کھیل کر رہے ہیں اور آپ نے تعبیر اوس
بندروں کی بنی امیہ سے کی —

فصل ۵۲

اب کچھ حدیث مناقب صحابہ کی مذکور ہوتی ہے کہ اوسمین بھی حضرت علیؑ
داخل ہین مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ عن ابی سعید
الخدری قال قال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان
احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ متفق علیہ
ترجمہ اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ مت گالی دو تم لوگ اصحاب کو میرے کسواسطے کہ اگر یہ بات ثابت ہو کہ تحقیق کہ
کوئی ایک نے تم مین سے راہ خدا مین خرچ کیا سونا مثل پہاڑ احد کے تو نہین
پہونچا وہ شخص پیمانہ کو اون صحابیون کے اور نہ نصف اوس پیمانہ کو متفق علیہ

فقط مگر معاویہ نے اوپر حضرت علیؑ کے لعن وگالی بے تکلف جاری کیا اور
تاہم صاحب صحابی اوسکو کہتے ہین کہ جسنے صحبت پیغمبر علیہ السلام کی حالت
ایمان مین پائی اور مرا دین اسلام پر اگرچہ درمیان مین مرتد بھی ہوا ہو جیسا کہ
اشعث ابن قیس کو کہتے ہین اور ہمارے نزدیک بھی اصحاب کی یہ تعریف
درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ ایمان بغیر محبت اہلبیت کے نہین ہوسکتا ہے
اور اس تعریف مین اصحاب کی یہ دو شعر میر حسن دہلوی کا بہت درست اور بجا ہے اشعار

سلام اونپہ جو اونکے اصحاب ہین	وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اونسے راضی رسول اونسے خوش	علی اونسے راضی بتول اونسے خوش

ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص ایمان ظاہری اقرار رسالت کا رکھتا ہو اور اہلبیت
رسول سے عداوت رکھتا ہے تو وہ شخص درحقیقت منافق ہے کہ بتاکید محبت
اہلبیت کے بہت حدیثین اوپر مذکور ہوچکی ہین اور واقعہ کربلا مین جو ہزارون
آدمی نمازی اور حافظ اور قاری وغیرہ تھے تو بحالت اسقدر اہتمام قتل حسینؑ
کربلا کے کیا۔ وہی لوگ مسلمان باقی رہے اور اس مقام مین جو ہمارا حاشیہ
اوپر شرح مشکوۃ شریف کے ۲۵ برس قبل کا لکھا ہوا ہے سو حسب ذیل ہے
شارح رحمۃ اللہ علیہ خود بار تکاب رد نسبت اصحاب قائل است تا بارتکاب
صغائر وکبائر چہ رسد کہ انچہ تاویل آیت تطہیر اہلبیت گفتہ شود شک نیست کہ
حضرت علی علیہ السلام بہر معنی داخل آنست خصوص درین حال کہ حضرت رسول
صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر را اندرون گلیم آوردہ انحصار اہلبیت برانہا فرمودہ باشد
تا اینکہ بنظر طہارت مطلقہ اہلبیت بحالت جنب ہم ماذون بدخول مسجد بودند و دیگر
بسیارے احادیث درشان علی ست وخود اہلسنت نیز خلافت رابعہ علی راحق میگویند

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے حضرت نبی سے کہ فرمایا حضرت نبی نے کہ نہین چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ جسنے دیکھا مجکو یا کہ دیکھا اوسنے اوس شخص کو کہ دیکھا مجھکو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اگر یہ حدیث عموماً او پر اون لوگون کے جاری ہو کہ جسنے ساتھ اقرار رسالت کی دیکھا ہو اور کچھ محبت اہلبیت کی شرط ایمان نہو تو سنیون کو بڑی وسعت ہو کہ اگر چاہین تو یزید کو بھی داخل بہشتیان سمجھین اور اوسکو ایک تابعین مین سے شمار کرین کہ اس یزید نے بھی سعادۃ ایک صحابی کو دیکھا ہے۔ خاک پڑے ایسے صحابی پر اور ایسے تابعی پر۔

فصل ۵۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ وعن عمر بن الخطاب رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضہا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیء مما ہم علیہ من اختلافہم فہو عندی علی ہدی والد وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا میں نے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ سوال کیا مینے رب سے اپنے اختلاف ی صحابیون کے بعد میرے تب وحی کیا گیا طرف میرے کہ اے محمد تحقیقکہ اصحاب تیری نزدیک میرے بمنزلہ ستارہای آسمان کے ہین کہ بعض اونکا قوی تر ہے بعض سے اور واسطے ہر ایک کے نور پس جس شخص نے اخذ کیا ساتھ ایک شی کے کہ جسمین صحابی لوگ مختلف ہین لیس وہ شخص نزدیک ہمارے اوپر ہدایت کے ہی کہا اوس نے عمر نے

نے فرمایا [illegible] رسولخدا نے کہ اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین پس اونمین سی جسکے
[illegible] اقتدا کروگے تم لوگ ہدایت پاوگے تم لوگ روایت کی اسکو زرین نے فقط جب
یہ حدیث [illegible] حضرت عمر سے ہی تو شاید اسی بنیاد پر سبکے پروانہایان حضرت عمر کی سوا آنحضرت
حضرت [illegible] ہونگین مگر یاد رہے کہ یہ حدیثیں خود حضرت [illegible] کہ
خود شت بسر کرنے [illegible] ام کلثوم دختر حضرت علی کے روایت کیا تھا کل سبب ونسب
منقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وصہری یعنی فرمایا رسولخدا نے
کہ کل نسب اور سبب اور رشتہ وصل وپیوند کا منقطع ہوگا بروز قیامت کے مگر نسب
ہمارا اور سبب ہمارا اور وصل وپیوند ہمارا فقط اور ہم کہتے ہین کہ شرح مین اس
حدیث کے شاہ صاحب نے براہ راست بازی اس بات کو قبول کیا ہے کہ اگر
بعض مقام مین بجہت بشریت اور خطا کے کوئی صحابی اوپر راہ صواب کے نہو
جیسا کہ بغاوت اور خلاف امام برحق کا اختیار کیا ہو تو اقتدا ساتھ اوس صحابی
کے درست نہین ہے اور ہدایت ساتھ اوس صحابی کے درست نہوگی اور وہ
صحابی مستثنے اور خارج از بحث ہی پس صاف صاف یہ اشارہ طرف معاویہ کے
ہے اور ہرگاہ تشبیہ اصحاب کے ساتھ ستارون کے ہی تو ایک مسلمان آدمی کہ جسکو
[illegible] ہو البتہ خاصۃ ہدایت اپنی بذریعہ جناب مشکل کشا مولی علی ایک
آفتاب جہانتاب یعنی حیدر کرار غیر فرار کے چاہیگا اور اہل التصوف اولیاء اللہ جو
تمامتر دریوزہ گری درگاہ حضرت علی کی کرتے ہین سو البتہ یہ لوگ تمامتر راہ راست
پر ہین ہان ایک طریقہ نقشبندیہ کا ابوبکر رض سے تھا سو طریقہ فقرا مین وہ طریقہ
ایک سوختہ طریقہ کہلاتا ہے اور اسی سبب سے خاتمہ طریقہ نقشبندیہ کا بذریعہ
کسی خانوادہ کے حضرت علی تک ہوتا ہے ـــ

فصل ۵۵

اب کچھ بیان اصحاب عشرہ مبشرہ کا ہوتا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہی کہ حضرت
ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن
ابن عوف و ابو عبیدہ ابن الجراح و سعید ابن زید یہ دس شخص خاص کرکے عشرہ
مبشرہ کہلاتے ہین کہ جنکے واسطے بشارت جنت کی ہے (بقول شخصے [illegible] دہ یار
بہشتی اند قطعی) مگر کوئی بنیاد خاص اس بات کی نہین معلوم ہوتی ہی کہ کس سبب
سے یہ رتبہ ان آدمی تنہا [illegible] کو [illegible] ہین چنانچہ خود شاہ صاحب بھی
اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ یہ بشارت جنت کی خصوص ساتھ ان دس آدمیون کے
نہین ہے کہ بشارت جنت کی حق اہلبیت و اولاد و ازواج و دیگر صحابیون کے بھی ہے
مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن عمر رضی اللہ عنہ
قال ما احد احق بهذا الامر من هولاء النفر الذين توفي رسول الله صلعم وهو
عنهم راض فسمى عليا وعثمان والزبير وطلحة وسعد وعبد الرحمن رواه البخاری
ترجمہ اور روایت ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ نہین کوئی مستحق تر ہے
اس امر خلافت کو ان لوگون سے جو کہ انتقال کیا رسول اللہ نے درحالیکہ وہ
راضی تھے ان لوگون سے پس نام بتلایا عمر نے علی و عثمان و زبیر و طلحہ و سعد
ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف کا روایت کی اسکو بخاری نے فقط اور
پورا قصہ اس قول حضرت عمر رض کا یہ ہے کہ حضرت عمر رض نے قریب انتقال
اپنے نام ان چھہ شخصون کا بتلا کے یہ کہا کہ ان چھہ شخصون مین سے پانچ آدمی
جس شخص پر اتفاق کرین سو وہ شخص خلیفہ قرار دیا جاوے اور وہ چھٹا شخص جو
خلاف کرے قتل کیا جاوے یعنی مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تھا کہ خوب معلوم تھا

کہ یہ پانچ شخص قریش ہرگز حضرت علی ہاشمی کو اختیار نہین کرینگے تو اسی مین
حضرت علی کا کام بھی ختم ہو جاویگا چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اگرچہ حضرت
عمر نے ان چھ شخصون مین نام حضرت علی کا داخل کر لیا تھا مگر ساتھ اسکے حضرت
علی محروم ہو کر کے حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوے [illegible] ضرور یہ ہوا کہ حضرت علی
نے بھی بیعت کر لی [illegible] اونکے مارے جانے [illegible] کیا حاصل ہوتا اور یہ کیا مقام حیرت
کا ہے کہ یہ بات کہ حضرت رسول صلعم نے بحالت رضامندی [illegible] حضرت علی کو [illegible]
کیا تھا محتاج تصدیق حضرت عمر کے ہوا اور یہ حضرت عمر کو [illegible]
ماہ قبل انتقال حضرت رسول کے سبارکبادی وصیت خم غدیر کے حضرت علی کو
دیکر کے کہا تھا کہ انت مولی کل مؤمن ومؤمنة سوا [illegible] علی کی [illegible]
کہ تصدیق رضامندی حضرت رسول کی نسبت اونکے حضرت [illegible]
اور اگر یہ نام لیا علی کا سچے دل سے ہوتا تو جیسا کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو
استخلاف کیا تھا سو اوس سنت پر حضرت عمر کا استخلاف حضرت علی کا کرنا کیا دشوار
تھا اور اگر حضرت عمر رض بڑے سچے تھے تو بھول جاتا اپنے مبارکبادی روز وصیت
خم غدیر کا اور خلاف اوسکی امر خلافت کو درمیان چھ شخص کے نامزد کر کے حکم قتل
کرنے شخص ششم کا کیا معنی رکھتا ہی اور کیا اس حکم سے حضرت عمر کے خون اوس شخص کا
کہ جس سے حضرت رسول راضی مرے ہون حلال ہو جاتا۔ اور عبد اللہ بن عمر رض
اپنے بیٹے کو جو حضرت عمر رض نے استخلاف نہین کیا سو تقریر اوسکی حضرت عمر رض نے
جو کچھ کی ہو مگر اصل بات صرف اسقدر ہے کہ جس بہاو سے خلافت پایا تھا سو
اوسی بہاؤ سے خلافت سے رخصت ہونا بھی ضرور تھا اسواسطے کہ حضرت عمر رض
صدر مقام مدینہ مین تھے اور تمام قریش اہل قوت لوگ موجود تھے تو درحقیقت کچھ

موقع استخلاف اپنے بیٹا کا اونکو نہین تھا خلاف معاویہ کے کہ اوسکو سابق سے سلطنت مستقل دمشق کی حاصل تھی سو اوسنے بتکلف استخلاف یزید اپنے بیٹا کا کیا اور خلافت یزید کی بے تکلف جاری ہوکر کے استیصال خاندان نبوی کا کربلا مین بخوبی تمام ہو گیا کہ سواے امام سجاد حضرت امام زین العابدین کے کوئی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا۔

فصل ۵۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن ابن ابی ملیکۃ قال سمعت عائشۃ وسألت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستخلفا لو استخلفہ قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہے ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے عائشہ سے کہ پوچھا گیا عائشہ سے کہ کون شخص وہ تھا کہ جسکو حضرت رسول خلیفہ بناتے تب کہا حضرت عائشہ رض نے کہ ابوبکر رض تب پوچھا گیا کہ بعد ابو بکر رض کے تب کہا عائشہ نے کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر رض کے تب کہا عائشہ نے کہ ابو عبیدۃ بن الجراح روایت کی اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے خود کسی شخص کو خلیفہ نہین بنایا بلکہ یہ راے حضرت عائشہ رض کی ہے کہ اگر حضرت رسول کسی کو خلیفہ بناتے تو حضرت ابوبکر رض کو اور بعد اونکے حضرت عمر کو اور بعد اونکے ابو عبیدۃ بن جراح کو خلیفہ بناتے اور اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رض اور حضرت علی یہ دونون شخص بہ تجویز حضرت عائشہ رض کے قابل ذکر خلافت کے نہین تھے اور کیون نہو کہ یہ دونون شخص داماد حضرت خدیجۃ الکبری کے تھے پس حضرت عائشہ ان دونون

شخصین کو کیونکر یاد کر سکتی تھین مگر شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھے ہین
کہ حضرت ابوبکر اونکے باپ نے بوقت خلیفہ ہونے کے کہا کہ ہمکو خلافت سے
کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمر اور حق ابو عبیدہ کا ہے —

فصل ۵۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن عبدالرحمن ابن عوف
ان النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال ابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی
الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبدالرحمن بن عوف
فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابو عبیدۃ بن
الجراح فی الجنۃ رواہ الترمذی — ترجمہ روایت ہو عبدالرحمن ابن عوف
سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابو بکرؓ جنت مین ہی اور عمر جنت مین
ہے اور عثمانؓ جنت مین ہے اور علیؓ جنت مین ہے اور زبیر جنت مین ہے اور
عبدالرحمن ابن عوف جنت مین ہے اور سعد ابن ابی وقاص جنت مین ہی اور
سعید ابن زید جنت مین ہے اور عبیدہ جنت مین ہے روایت کی اسکو ترمذی نے
فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ ذکر خلفاے اربعہ کا احادیث
مین کلاً وجزءاً اسی ترتیب سے ہے کہ اسی امر سے ایک استیناس یعنی لگاؤ مذہب اہل السنت
کا پایا جاتا ہی مگر یہ تقریر شاہ صاحب کی درست نہین ہے کہ حدیث مین فصل ۵۵ اس
رسالہ کی نام حضرت علیؑ کا بالاے نام حضرت عثمانؓ کی ہے فقط اور ترتیب کا حال یہ ہے کہ فن حدیث کا
بعد سو ڈیڑھ سو برس کے ان خلافت اربعہ کے مرتب ہوا ہے پس جس طرح پر کہ ترتیب خلافت
کی ہو گئی سو اوسی ترتیب سے حدیث مین مذکور ہونا نام ان خلفاے اربعہ کا عین
قرین قیاس ہے جیسا کہ بحث انبیاء بنی اسرائیل مین البتہ ذکر حضرت موسیٰ و داود

وسلیمان وغیرہ کا اوپر ذکر حضرت مسیح کے مقدم ہوگا ہر چند کہ اون انبیا کو حضرت مسیح پر کچھ ترجیح و تفضیل نہو یعنی کہ مجرد ترتیب زمانی کچھ دلیل فضیلت ذاتی شخص مقدم الذکر کے نہین ہے بلکہ درجہ ہر شخص کا باعتبار الفاظ مخصوصہ اوس شخص کے سمجھا جاویگا جیسا کہ حدیث مین فصل ۹ کے نسبت حضرت علی کے ذکر اس بات کا ہی کہ حق ساتھ علی کے ہو اور اسیطرح پر تمام احادیث مین الفاظ بشان حضرت علی کے بمقابلہ خلفائے کرام ایک خاص قسم کے ہین کہ جس سے تمامتر ممتاز ہوتا حضرت علی کا خلفائے ثلثہ سے ظاہر ہوتا ہی بہرحال شاید یہی حدیث منشاء انحصار عشرہ مبشرہ کا ہو مگر یہ بات نہین معلوم ہوتی ہے کہ اسطرح پر جو کہ ایک ایک آدمی کا نام بلکہ لفظ فی الجنۃ ہر نام کے تکرار کیگئی سو کیا منشاء اس قسم تقریر کا ہی

فصل ۵۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ عن علی رضی اللہ عنہ قال قیل یا رسول اللہ من نومر بعدک قال ان تومروا ابا بکر تجدوہ امینا زاہدا فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ وان تومروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم وان تومروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ہادیا مہدیا یاخذ بکم الصراط المستقیم رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ پوچھا گیا اے رسول اللہ کس شخص کو ہم امیر بناوین بعد تیرے تب فرمایا رسولخدا نے کہ اگر امیر بناؤ تم لوگ ابو بکر کو تو پاؤگے تم لوگ اوسکو امین زاہد امور دنیا مین اور راغب طرف آخرت کے اور اگر امیر بناؤ تم لوگ عمر کو تو پاؤ تم لوگ اوسکو قوی اور امین جو کہ نہ خوف کرے امور خدا کے مین ملامت کو ملامت

کرنے والے ۔ اور اگر امیر بناؤ تم لوگ علیؓ کو اور ہم نہین دیکھتے ہین کہ تم لوگ اس
بات کو کروگے تو پاؤگے تم لوگ اسکو ہادی اور مہدی جولیجاے راہ مستقیم پر لیجاے
تمکو روایت کی اسکو احمد نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین
کہ حضرت رسولخدا نے تنصیص وتعیین خلافت کی کسی شخص کے حق مین نہین کی
سو یہ بات ہمکو بھی درست معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی
درحقیقت باعتقاد اہل سنت ازروے اجماع کے ہوئی تھی اور اس حدیث سے حال
انحراف لوگون کا حضرت علیؑ کی طرف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے فرمایا
کہ ہم نہین دیکھتے ہین تم لوگون کو کہ علی کو امیر بناؤگے۔

فصل ۵۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن انس ان النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ارحم امتی بامتی ابوبکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم
حیاء عثمان وافرضھم زید بن ثابت واقرءھم ابی بن کعب لم یکن الذین کفروا
من اھل الکتاب واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین
ھذہ الامۃ ابوعبیدۃ بن الجراح رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح وروی عن
معمر بن قتادۃ مرسلا وفیہ واقضاھم علی ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحیم تر میری امت کا ساتھ امت میرے ابوبکرؓ ہے اور شدید تر
انکا امر خدا مین عمرؓ ہے اور صادق تر ان لوگون کا ازروی حیا کے عثمانؓ ہے
اور عالم تر علم فرائض کا زید بن ثابت ہے اور قاری تر ان لوگون کا ابی ابن کعب
ہے کہ آیت لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب کی حضرت رسول نے ابن ابی کعب کے
پاس پڑھی اور عالم تر ان لوگون کا ساتھ حلال وحرام کے معاذ ابن جبل ہے اور

ہر امت کو ایک امین ہی اور امین اس امت کا ابو عبیدہ ابن الجراح ہے روایت کی اسکو احمد ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت ہی معمر بن قتادہ سے لطور مرسل کے اور اوس روایت مین ہی کہ قاضی تر اون لوگون کا علیؓ ہے انتہا اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا سب کے آخر مین ہے بہرحال شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے مشاورت حضرت علیؓ کے حکم نہین دیتے تھے اور اگر حضرت علی حاضر نہوتے تو حضرت عمرؓ توقف کرتے اور کہتے کہ قضیۃ ولا ابا حسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے مگر ابو الحسن یعنی علیؓ واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہین ہین اور شک نہین ہے کہ حضرت علی کو بوجہ اصابت رائے و قوت علمی کے حضرت عمر کے پاس بہت دخل تھا کہ وہ حضرت علیؓ کو اپنے کام کا آدمی جانتے تھے مگر افسوس ہے کہ صراحتہً حضرت علی کو اپنا خلیفہ نہین بنایا۔

فصل ۶۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الہجرۃ وصحبنی فی الغار واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکہ الحق وما لہ صدیق رحم اللہ عثمان یستحییہ الملائکۃ رحم اللہ علیا اللہم ادر الحق معہ حیث دار رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی اوس انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ رحم کرے اللہ ابو بکرؓ پر جو کہ بیاہ دیا ساتھ میرے اپنی بیٹی کو اوٹھا لیگیا مجکو دار الہجرہ تک اور ساتھ دیا میرا غار مین اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے اور رحم کرے اللہ عمرؓ پر کہ بولتا ہی وہ حق بات کو اگرچہ تلخ ہو اور امر حق نے چھوڑ دیا ہی اوسکو اس حال

ہین کہ اوسکو کوئی دوست نہین ہے اور رحم کرے اللہ عثمانؓ پر کہ اوس سے
شرم کرتے ہین فرشتہ لوگ اور رحم کرے اللہ علیؓ پر اے میرے خدا گردش دے
حق کو ساتھ اوسکے جہان پر کہ وہ پہرے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ
حدیث غریب ہی فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین بروایت جمع الجوامع
سیوطی کے لکھتے ہین کہ القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی کہ قرآن ساتھہ
علیؓ کے ہے اور علیؓ ساتھ قرآن کے ہی۔

فصل ۶۱

بیت - کہے یون جو چاہے کوئی ابیر کی * یہ نسبت علیؓ کو نہین غیر سے
اب کچھ احادیث مناقب حضرت ابو بکرؓ کے بیان ہوتے ہین سو اس بات مین
کچھ شک نہین ہی کہ حضرت ابو بکرؓ ایک نہایت عمدہ اور بزرگ اور نیک صفات
آدمی اور حضرت رسولخدا کے ایک یار غار تھے اور ساتھ حضرت رسول کے اونکو
اپنی جان و مال تک کچھ دریغ نہین تھا اور حدیث مندرجہ فصل ۵۸ مین جو براءت
حضرت علی سے زاهداً فی الدنیا راغباً الی الآخرۃ اونکی شان مین واقع ہی سو یہ بات
بسبب حب سال ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ اونکو ساتھ حضرت علیؓ و فاطمہؓ و اماماین
علیہم السلام کے بہت ادب تھا غرضکہ اونکے فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر
نہین ہے مگر بات یہ ہی کہ بقول رشتہ دیگر جگر جگر است کے اونکے فضائل کو
ساتھ فضائل حضرت امیر علیہ السلام کے کچھ مقابلہ نہین ہے کہ حضرت علی اونکے مولی
اوسطرح پر تھے کہ جسطرح پر خود حضرت رسول اونکے مولی تھے اور خطبہ ہای جمعہ و عیدین
مین جو ذکر حضرت ابو بکرؓ کا بعبارت افضل الصحابہ بالصدق والتحقیق کے ہوتا ہے
سو ہماری اعتقاد مین یہ بات ایکطرح پر بہت درست ہی کہ بیشک حضرت ابو بکرؓ تمام

صحابہ سے افضل تھے اسواسطے کہ حضرت علی اوس قسم صحابہ مین داخل نہین ہین
بلکہ ایک قسم جداگانہ از قسم اہلبیت وآل وعترت کے تھے اور یہی وجہ ہو کہ حضرت
رسول نے جو مواخات اور بھائی چارا درمیان اصحابون کے لگا دیا سو اوس برادری
صحابہ سے حضرت نبی نے حضرت علی کو علیحدہ رکھہ کر کے کہا کہ تو میرا بھائی ہے
دنیا و آخرت مین اور خلافت کا ملجا او نکو بعد انتقال حضرت رسول کے ایک
قضیہ اتفاقی ہے کہ حضرت عائشہ بیٹی اونکی زمانہ مین لبطرف اونکے تھین اور
ہر باہر مین حضرت عمرؓ خاص کر کے اونکے خلیفہ بنانے مین معروف ہوی ورنہ
فصل ۶۵ مین اس رسالہ کے ذکر ہو چکا ہے کہ ابو بکر نے وقت خلیفہ ہونے کے
کہا تھا کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمرؓ اور حق ابو عبیدہؓ
کا ہے اور مثال اونکے خلیفہ قرار پانے کی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے سپاہیان
سرکاری نے لغاوت سرکار کر کے دہلی مین شاہ ابو الظفر ایک گوشہ نشین دہلی کو زبردستی
سے بادشاہ بنالیا مگر فرق اسقدر ہے کہ انجام بادشاہ بنانے ابو الظفر کا بخیر نہین تھا
اور انجام اس خلافت حضرت ابو بکرؓ کا بخیر ہوا کہ خود حضرت علی نے بیعت کرلی اور
اجراے دین بخوبی ہوا اگر یاد رہے کہ جیسا کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی چل گئی سو
اوسیطرح بہت سی احادیث مبالغہ التعریف کے بھی موضوع ہوسے چنانچہ شاہ صاحب
بھی موضوع ہونے سے احادیث بشان ابو بکرؓ کے مقر ہو کر کے چند موضوع حدیثین
اپنی شرح مشکوۃ مین حسب ذیل نقل کرتے ہین۔ اول ان اللہ یتجلی للناس عامۃ
ولابی بکر خاصۃ یعنی تجلی خدا کی آدمیوں پر عموماً ہوتی ہے اور ابو بکر پر خاص
کر کے دوم ماصب اللہ فی صدری الا وصببتہ فی صدر ابی بکر یعنی حضرت
رسول نے فرمایا کہ نہین ڈالا خدا نے ہمارے سینہ مین مگر یہ کہ ڈالا ہمنے اوسکو

سینہ مین ابوبکرؓ کے ۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اشتاق الی
الجنۃ قبل شیبۃ ابی بکر یعنی کہ جب رسولخدا مشتاق جنت ہوتے تھے تو بوڑھاپے
کو ابوبکر کے بوسہ دیتے تھے - ہاں آنحضرتم ان اللہ لا اختنا وکلا دراجع اختاد روح ابی بکر
ہے یعنی تحقیق کہ حبیب خدا سے ... کیا اور ... کر تو اختیار کیا مین ابوبکرؓ کو خلیل
اور یہ امر بھی قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ ہرگاہ حضرت رسولخدا نے برخلاف حدیث
غدیر خم لشان علیؑ کے یقیناً کسی دوسرے شخص کو خلیفہ نہین بنایا تو جو کچھ حدیث
مشعر خلیفہ بنانے کے ہو سو بے شک وہ حدیث بھی موضوع ہے چنانچہ فصل ۵
مین اس رسالہ کے ذکر اسباب کا ہو چکا ہے کہ شاہ صاحب بھی اپنی شرح مین
اس بات سے مقر ہین کہ حضرت رسول نے کچھ تنصیص وتعیین بحق کسی شخص کے
نہین کی ہے مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابی سعید
الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر
وعند البخاری ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام
ومودتہ لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر وفی روایۃ لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی
لاتخذت ابابکر خلیلا متفق علیہ ترجمہ روایت ہے ابوسعید خدری سے
حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے کہ تحقیق کہ معتمد علیہ ترین آدمیون مین سے
اوپر ہمارے بیچ صحبت اپنے اور مال اپنے ابوبکرؓ ہے اگر ہم بناتے کسی کو دوست
خالص تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص ولیکن برادری اسلام کی اور دوستی
اسلام کی ہے اور نہ باقی رہے مسجد مین کوئی روزن دیوار کا مگر روزن دیوار ابوبکرؓ
کا اور ایک روایت مین ہے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل یعنی دوست خالص
تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص متفق علیہ فقط اس حدیث کی صحت مین ہمکو

کچھ عذر نہین ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ ایک نہایت دوست دلی حضرت رسولؐ
کے تھے اور فصل ۲۹ مین ذکر ہوچکا ہے کہ سب دروازہ جو بطرف مسجد کے تھے بند
کیے گئے سوائے دروازہ مکان علیؑ کے اور یہ حکم زمان حیات حضرت حمزہ کا ہی اور یہ حکم
روزن دیوار چہوڑنے کا حضرت ابوبکرؓ کے وقت مرض الموت کا ہی پس کجا
دروازہ اور کجا روزن یعنی کہ اس حدیث مین اور حدیث فصل ۲۹ مین کچھ مخالفت
نہین ہے مگر حضرت عمرؓ جو ایک بڑے حوصلہ کے آدمی تھے سو شاہ صاحب اس
حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ جب حضرت رسول نے اپنی مرض الموت مین روزن
دیوار ابوبکرؓ کے چہوڑنیکا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے بہی درخواست کی کہ اونکی دیوار
مین بہی روزن چہوڑا جاے مگر آنحضرت نے فرمایا کہ بقدر ایک ناکہ یعنی سوراخ
سوئی کے بہی نہین چہوڑا جاے اور اس حدیث کے حاشیہ پر ایک حاشیہ ہمارا
۲۵ برس سابق کا فارسی [illegible] بہ ذیل ہے کسی از اصحاب در آیت تطہیر اہلبیت
و حدیث ثقلین و مثل سفینہ نوح و من کنت مولاہ و غیر ذلک از قسم زوجیت و تولد
ہاشمیت وغیرہ شریک علی علیہ السلام نمیتوان شد و آنکہ حضرت ابوبکرؓ را خلافت
با جماع شد ہیچ مضائقہ نیست در آن چہ مضائقہ کہ بنظر بعض مصالح ملکی آن وقت
و بزرگی و نیک خوئی حضرت ابوبکرؓ را اختیار کردند بالجملہ چون خلافت حضرت شان
را حضرت امیر علیہ السلام خود روا داشتند ما را چہ میرسد کہ گفتگو در آن کنیم۔

فصل ۶۲

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عبداللہ بن مسعود عن النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی
فی الدین وصاحبی فی الغار وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی عبد اللہ ابن مسعود سے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل تو بناتے ہم ابوبکرؓ کو خلیل
لاکن وہ ابوبکرؓ بھائی میرا اور ساتھی میرا ہے اور روایت مین احمد کے ہے بھائی
میرا دین مین ہے اور رفیق میرا غار مین ہے اور تحقیقکہ بنایا خدانے رفیق کوتم لوگو
یعنی ہمکو اپنا خلیل روایت کی اسکو مسلم نے فقط اور یہ حدیث بتائید فصل بالا کے
ہے اور اسمین ہمکو کچھ عذر نہین ہے۔

فصل ۶۳

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ والہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف
ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر رواہ مسلم وفی کتاب
الحمیدی انا اولی بدل انا ولا ترجمہ اور روایت ہی عائشۃ سے کہا اوسنے کہ فرمایا مجھکو رسول خدا
نے اپنی بیماری مین کہ بلا تو میرے لیئے ابوبکرؓ اپنے باپ کو اور بھائی کو تاکہ لکھون
مین ایک نوشتہ کسواسطے کہ تحقیقکہ مین خوف کرتا ہون اس بات کو کہ آرزو کرے
کوئی آرزو کرنے والا کہ مین مستحق ہون اور نہ کوئی دوسرا اور انکار کرتا ہی اللہ اور
مسلمان لوگ مگر ابوبکرؓ کو روایت کی اسکو مسلم نے اور کتاب حمیدی مین ہے
کہ انا اولی یعنے مستحق تر ہون بجاے انا ولا کے ہی فقط مقدمہ خلافت مین ہم
حضرت عائشہ کو خوب پہچانتے ہین سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے
اسواسطے کہ جب قریب دو ماہ قبل انتقال اپنے حضرت رسولخدا کے از روے
وصیت خم غدیر کے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دے چکے تھے تو خلاف اوسکے
کوئی نوشتہ بحق حضرت ابوبکرؓ کے کرنا کچھ معنی نہین رکھتا اور اگر فی الحقیقت کوئی

نوشتہ بحق ابوبکرؓ کے کرنا منظور ہوتا تو حضرت عمرؓ کسواسطے عذر کرتے کہ یہ بات تو خود اونکے مطلب کی تہی اور یہ بات بہی قابل ملاحظہ اور غور کے ہی کہ اس حدیث سے صرف تیاری حضرت ابوبکرؓ پدر عائشہ کی یقین ہے بلکہ ایک تیاری واسطے برادر عائشہ کے بہی پائی جاتی ہے۔

فصل ۶۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن جبیر ابن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرءۃ فکلمتہ بشئ فامرھا ان ترجع الیہ قالت ارایت ان جئت ولم اجدک کانھا ترید الموت قال فان لم تجدینی فاتی ابابکر متفق علیہ

ترجمہ

اور روایت ہے جبیر ابن مطعم شاگرد حضرت ابوبکرؓ سے کہ آئی حضرت رسول کے پاس ایک عورت پس کچھ بات کی اوسنے حضرت رسول سے کسی چیز مین پس فرمایا رسولخدا نے اوسکو کہ پہر دوسری دفعہ آنا تب کہا اوس عورت نے یا رسول اللہ آیا دیکھا تو نے کہ ہم آوین اور نپاوین تجھکو گویا کہ وہ ارادہ کرتی ہے موت کو تب فرمایا رسولخدا نے کہ اگر نپاوے تو مجھکو پس آتو ابوبکرؓ کے پاس متفق علیہ فقط اس راوی شاگرد حضرت ابوبکرؓ نے اپنے جانتے خوب حق شاگردی کا ادا کیا ہے کہ جس سے خلیفہ بنانا حضرت ابوبکرؓ کا نکلتا ہے مگر یہ حدیث بہی صریح موضوع ہے اسواسطے کہ کیا قرینہ اس بات کا ہی کہ ایک عورت کسی بات کے واسطے آوے اور حضرت پیغمبر خدا اوس سے کہین کہ دوسری بار آنا اور ابہی وہ عورت ذکر موت حضرت رسولؐ کو واسطے ایک ایسی امر خفیف کے درمیان مین لاوے کہ یہ بات بالکل بے معنی اور بیہودہ ہی اور شاہ صاحب بہی اس حدیث کی شرح مین

اقرار کرتے ہین کہ خلافت ابو بکرؓ کی بذریعہ اجماع کے ہے نہ بذریعہ نص قطعی استخلاف کے

فصل ۶۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمرو ابن العاص ان النبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلت من الرجال قال ابوھا قلت ثم من قال عمر فعدّ رجالا فسکتّ مخافۃ ان یجعلنی فی اٰخرھم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے عمرو ابن العاص سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اوس عمرو عاص کو اوپر لشکر ذات السلاسل کے اور کہا اوس عمرو عاص نے کہ آئے ہم اوس رسول کے پاس اور پوچھا ہمنے کون شخص آدمیون کا محبوب تر ہے تیرے پاس تب کہا اوس نبی نے کہ عائشہؓ تب ہمنے پوچھا مردون مین سے تب فرمایا نبی نے باپ اوس عائشہ کا تب پوچھا ہمنے اوسکے بعد کون محبوب تر ہے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ عمرؓ اور اوسکے بعد گنا چند مردون کو پس چپ رہے ہم بخوف اس بات کے کہ ٹھہراوے وہ نبیؐ مجکو آخر مین اون لوگون کے متفق علیہ فقط سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ راوی اسکے عمرو ابن عاص ہین کہ جو مقابلہ مین حضرت امیر علیہ السلام کے بطرف معاویہ کے یہ ایک فریب کا بندوبست کیا تھا کہ معاویہ کی طرف سے حکم مقرر ہو اور حضرت امیر کی طرف سے حضرت موسیٰ اشعری حکم ہون اور اونکو اپنے سازش مین لاکرکے فریب کیا کہ ابو موسیٰ اشعری نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی نکالکے کہا کہ اسیطرح ہمنے علی اور معاویہ دونون کو خلافت سے نکالا تب عمرو عاص نے انگوٹھی اپنی انگلی مین پہناکرکے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے معاویہ کو خلافت مین قائم کیا

اور اسیوقت ابو موسیٰ اشعری نے غل و فساد کیا کہ فریب کیا فریب کیا غرضکہ اس راوی نے معاویہ کے پاس اختیار پاکر کے مالک اشتر وغیرہ بہت لوگون کا خون ناحق کرایا پس ایک ایسے آدمی کی روایت حدیث کی ہرگز قابل التفات کے نہین ہے خصوص اس حال مین کہ یہ حدیث صحیح مخالف حدیث مندرجہ فصل ۱۴ کے ہی کہ جسمین زبانی حضرت عائشہ رض کے حضرت فاطمہ اور حضرت علی ع محبوب ترین خلائق کے تھے۔

فصل ۶۶

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض وعن محمد ابن الحنفیۃ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمر رض وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی محمد ابن حنفیہ یعنی ایک پسر حضرت علی سے کہ کہا اونہے کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے کہ کون شخص بہترین مردم ہے بعد نبیؐ کے تب کہا اوس باپ نے کہ ابو بکر رض ہے تب کہا اوس راوی نے کہ پوچھا ہمنے کون شخص اوسکے بعد ہے تب فرمایا حضرت علی نے عمر رض ہے اور ڈری ہم اس بات کو کہ کہینگے حضرت علی حضرت عثمان ع کو تب پوچھا ہمنے کہ بعد عمر رض کے تم ہو تب فرمایا حضرت علی نے کہ ہم تو اور کچھ نہین ہین مگر یہ کہ ایک مرد ہین مسلمانون مین سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط حضرت علی کا یہ کہنا کہ ہم ایک آدمی ہین مسلمان مین سے کسقدر راوپر بزرگی اونکے دلالت کرتا ہی کہ اپنے کو کسی درجہ مین نہین لگایا اور یہ ایک امر واقعی بھی ہے کہ حضرت علی ایک جزو رسول کو موازنہ ساتھ اصحاب کے کیا ہو سکتا ہے اور حدیث ہذا اور حدیث مندرجہ

فصل بالاسے کسقدر تفاوت مزاج درمیان عمرو ابن عاص اور حضرت علی کے ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو ابن عاص نے باقرار اپنے پوچھنا پنج درجہ کا حضرت سے چھوڑ دیا باین خوف کہ وہ عمرو ابن عاص کہین آخر درجہ مین نہین کیا جاتا اور یہان حضرت علیؑ کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے منھ سے کچھ درجہ اپنا نہین لگاتی ہین

از مردمک دیدہ بباید آموخت ❊ دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

اور چونکہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے ہین سو یہ کہنا حضرت علیؑ کا کہ ہم ایک آدمی ہین مسلمانون مین سے کسقدر مشابہ ساتھ اوس قول حضرت مسیح کے ہے کہ جب شاگردون نے حضرت مسیح کو کہا اچھا استاد تب حضرت مسیحؑ نے کہا کہ ہمکو مت کہو اچھا کہ اچھا وہ ایک خدا ہے ۔

فصل ۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابن عمرؓ قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا نفاضل بینہم رواہ البخاری و فی روایۃ لابی داؤد قال نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضؓ

ترجمہ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ تھے ہم لوگ زمانہ حیات مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر ٹھہراتے تھے ہم لوگ ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے کسیکو اور اوسکے بعد عمرؓ کو اور بعد اوسکے عثمانؓ کو سمجھتے تھے کہ اونکے برابر کوئی نہین ہے تب چھوڑدیتے تھے ہم لوگ اصحاب نبیؐ کو کہ نہین فضیلت دیتے ہم لوگ کسی ایک صحابی کو دوسرے پر روایت کی اسکو بخاری نے اور روایت

ابو داؤد مین ہے کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ ہم لوگ اس بات کو بزبان حیات
حضرت رسول کے کہتے تھے کہ افضل امت نبی کے بعد اوس نبی کے ابو بکرؓ ہین
اور بعد اوسکے عمرؓ اور بعد اوسکے عثمانؓ فقط حضرت رسولؐ نے جو دو ماہ قبل انتقال
اپنے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دیکر کے فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ
یعنے کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علیؑ ہین سو خلاف اوسکے بمجرد انتقال حضرت
نبیؐ کے جب تک کہ حضرت علی و ابن عباس کفن و دفن مین حضرت رسولؐ کے مصروف
تھے باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور اوسی بنیاد
پر خلافت حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ہوتی گئی تو اب سنیون کو بضرورت
اثبات حقیت خلافت ثلثہؓ کے حاجت اس بات کی ہوئی کہ کسیطرح سے حضرت علی
کا مرتبہ گھٹا یا جاوے چنانچہ یہ حدیث بھی بہ تیاری اوسی بات کی ہے اور یہ تمام
بلیغ قابل ملاحظہ کے ہے کہ اس حدیث مین مطلق ذکر حضرت علیؑ کا نہین ہے
اور اس حدیث کی رو سے حضرت علیؑ تو ایک عوام صحابی مین داخل ہین کہ اس
حدیث کی رو سے تو معاویہ پر بھی اونکو کچھ فضیلت نہین ہے مگر خیریت یہ ہے کہ اس
حدیث مین کچھ قول خود حضرت نبی کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ حدیث صرف ایک
قول ابن عمرؓ پسر حضرت عمرؓ کا ہے تو متروک ہونا ذکر حضرت علی کا ایک ایسے
صاحبزادہ سے حضرت عمرؓ کے عین قرین قیاس ہے اور یہ حدیث صریح خلاف
حدیث مندرجہ فصل ۵۶ کے ہے کہ اوسمین بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بروایت
حضرت عائشہ کے ابو عبیدہ جراح مذکور ہین بہر حال شاہ عبد الحق صاحب اس
حدیث کی شرح مین خود اسی ابن عمرؓ سے بروایت اہل بدر وغیرہ کے روایت کرتے
ہین کہ ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے کہا کہ ہم لوگ خیر الناس ابو بکرؓ کو اور اوسکے

بعد عمرؓ کو جانتے تھے اور نسبت حضرت علیؑ کے کہا کہ علیؑ کو تین باتین ایسی تھین کہ اگر
اونمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی تو ہم اوسکو تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر سمجھتے
ایک یہ کہ حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو ساتھ حضرت علیؑ کے بیاہ دیا دوم یہ کہ
حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سوائے دروازہ علیؑ کے سوم یہ کہ حضرت
رسولؐ نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا اور اوسکے بعد
ابن عمرؓ۔ راوی اس حدیث نے کہا کہ نسبت علیؑ کے ہمسے کچھ مت پوچھو اور کسی
شخص کو علیؑ پر قیاس مت کرو کہ حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا
سوائے دروازہ علی کے سو یہ بات ابن عمرؓ کے مُنھ سے آخر کو ایسی نکلی کہ جسکو کہتی
ہین حق بر زبان جاری اور سوای اسکے یہ گستاخی ابن عمرؓ کی قابل لحاظ کرنے کے
ہے کہ اوسنے اپنی تین آرزؤن مین سے ذکر تزویج حضرت علیؑ با فاطمہ کا بھی کیا ہے
اور یہ کیا رذالت حوصلہ ابن عمرؓ کی ہے کہ یہ تینون حوصلہ اپنا اسطرح پر ذکر کرتا ہے
کہ اگر ان تین باتون مین سے کوئی ایک بات بھی اوسکو حاصل ہوتی تو اوسکو تمام
دنیا ما فیہا سے بہتر سمجھتا پس معاملہ و حوصلہ اس شخص کا صرف دنیوی امورات
تک معلوم ہوتا ہے اور بہتری عاقبت کی طرف اس شخص کا خیال نہین جاتا ہے
حالانکہ محبان و غلامان علی کے پاس تو تمناے حصول دنیا کی کوئی چیز ہی نہین ہے
اور یہ حال حضرت علیؑ کا اس مقام مین زیادہ اس سے کیا لکھین کہ یہ ایک عجب شان
حضرت مولی علی کی ہے کہ قبائل بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سی جو حضرت رسولؐ
کراہت حسب حدیث مندرجہ فصل ۱۵ کے رکھتے تھے سو حضرت علی ان تینون قبیلے
سے علیحدہ تھے اور خلاف اوسکے تمام اوصاف محامد مین داخل ہین جیسے اگر خلفائے
ثلثہ داخل اوصاف قریش و اصحاب عام و عشرہ مبشرہ و خلفا اربعہ یعنی چاریار کے

۱۹۱

تھے تو ان سب صفتون مین حضرت علیؑ بھی داخل ہین اور علاوہ اوسکے صفات خاص
جو حضرت علیؑ کے ہین سو اوسمین خلفاے ثلثہ رضؓ داخل نہین ہین جیسے ہاشمی ہونا
اور پوتا عبد المطلب کا ہونا کہ اس صفت مین حضرت علی شامل حضرت نبی کے ہین
اوراسیطرح لقب پنجتن پاک اہلبیت یعنی نبیؐ و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت امام حسنؑ
و حضرت امام حسینؑ کا جو ہی سو اوسمین بھی حضرت علیؑ شامل حضرت نبی کے ہین اور
لقب دوازدہ امام کا جو ہے سو حضرت علی اوسمین اول امام ہین اور چہاردہ معصوم
کا لقب جو کہ یہ بارہ امام اور حضرت نبی اور حضرت فاطمہ ملاکر کے ہی سو اوس لقب مین
حضرت علیؑ شریک حضرت نبی کے ہین پس باوصف ان سب حالات کی جو سنی لوگ
حضرت علیؑ کو بدلیل خلافت ظاہری کے ایک آدمی اخیر رتبہ کا سمجھتے ہین یہ کیسا ایمان ہے

فصل ۶۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضؓ عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول الله
صلے الله علیہ والہ وسلم ما لاحد عندنا یدٌ الا وقد کافیناہ ما خلا ابی بکر فان له
عندنا یدًا یکافیہ الله بہا یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قطّ ما نفعنی
مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل
الله رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا
رسول خداؐ نے کہ ہمپر نہین نیکی اور احسان کسی شخص کا ہے کہ جسکا بدلا ہمنے نہین دیا ہو
سواے ابوبکر رضؓ کے کہ اوسکو ہمارے ساتھ نیکی ہے کہ جسکا بدلا اوسکو خدا دیگا روز قیامت
کے اور ہمکو نہین نفع دیا مال نے کسی شخص کے ابتک جیسا کہ نفع دیا مجھکو مال نے ابوبکرؓ
کے اور اگر ہم بناتے کسی شخص کو دوست تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خبردار رہو
کہ ساتھی تملوگون کا (یعنی کہ مین) دوست خدا کا ہی فقط اس حدیث کی صحت مین کچھ

عذر نہین ہوسکتا ہی کہ فی الواقع حضرت ابو بکرؓ بڑی جان نثار اور یار غار حضرت نبی کے تھی

فصل ۶۹

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمرؓ قال ابو بکر سیدنا و خیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونہی کہ ابو بکرؓ سردار ہمارے ہین اور نیک ترین ہمارے ہین اور محبوب ترین ہمارے رسول اللہ کے پاس روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث مین کوئی قول حضرت رسولؐ کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ ایک مجرد راے حضرت عمرؓ کی ہے اور یہ راے اونکی تو ضرور ہونی چاہیے کہ اونہین کے اہتمام خاص سے تو حضرت ابو بکر خلیفہ بنائے گئے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا موافق اوس مثل مشہور کے ہے کہ من تراحاجی بگویم تو مراحاجی بگو۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا سو اوسکا انعام بھی حضرت ابو بکرؓ سے پایا کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا ورنہ احادیث مندرجہ فصل ۱۴ سے محبوب تر ہونا حضرت علیؑ کا رسولخداؐ کے پاس بروایت انس اور خود حضرت عائشہ کے ثابت ہو چکا ہی

فصل ۷۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن ابن عمرؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تو ساتھی میرا ہے غار مین اور ساتھی میرا ہے حوض کوثر پر روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ اس حدیث مین گفتگو کرنا کچھ زیادہ تر ضرور نہین ہے مگر یہ امر قابل ذکر کے ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۳۷ سے ظاہر ہو چکا ہی کہ حضرت رسولخدا نے دو چیز بھاری چھوڑی

ایک قرآن - اور دوم اہلبیت اور فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں آپس سے جدا نہونگین تا وقت وارد ہونے اوپر حوض کوثر کے سوا اسی تو پیر ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے ظاہر حضرت ابو بکرؓ کو حوض کوثر تک پہونچایا ہے اور اگر اس ابن عمرؓ سے عبد اللہ ابن عمر مراد ہو تو یہ وہ ذات بزرگ ہین جو کہ بطرف معاویہ کے ہو کر کے مالک اشتر جانب حضرت علی سے لڑے تھے -

فصل ۱۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینبغی لقوم فیھم ابو بکر ان یؤمھم غیرہ رواہ الترمذی ھذا حدیث غریب - ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہین سزاوار ہے واسطے ایک قوم کے کہ جسمین ابو بکرؓ ہو یہ بات کہ امامت کرے اوس قوم کی کوئی شخص سوائے اوس ابو بکرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ہرگاہ حضرت ابو بکرؓ سن مین زیادہ تر اور سنا کے خوا اور بزرگ تر قبیلہ قریش کے تھے اور حضرت علی اوسوقت کچھ اوپر تیئس برس کے تھے تو امامت نماز کرنا حضرت ابو بکرؓ کا خود بجا ہے مگر یہ اجازت امامت کی ہماری نزدیک کوئی دلیل خلافت کی نہین ہو سکتی ہے کہ اگر حضرت علیؓ خلیفہ اول ہوتے تو اوس حالت مین بھی امامت نماز حضرت ابو بکرؓ کی بطور موذنی حضرت بلال کے روا ہوتی جیسا کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۲ سے ظاہر کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو تشبیہ حضرت ہارون کی دیکر کے بوقت جانے غزوہ تبوک کے خلافت خبرگیری اہل وعیال کی اور اجازت امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی تو اگر ابن مکتوم کو بذریعہ امامت نماز کے حضرت علی پر تفضیل نہو تو اوسیطرح پر یہ اجازت امامت نماز ابو بکرؓ کی بھی دلیل تفضیل کی

افضلیت حضرت ابوبکرؓ کی نہین ہوسکتی ہے اور شاہ صاحب جو اس مقام مین
قول حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہین کہ جب حضرت رسول نے ابوبکرؓ کو امر دین مین ترجیح
دیا ہے تو کون شخص ہے کہ امر دنیا یعنی خلافت مین ترجیح نہین دیگا سو یہ روایت
صریح خلاف مطلب خلافت کرنے حضرت علیؓ کے ہے چنانچہ خود شاہ صاحب نے بھی
اس قول کو ایک مقام مین بطرف عبداللہ ابن مسعود کے منسوب کیا ہے۔

فصل ۳ ے

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمر قال امرنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان نتصدق ووافق ذلک عندی مالا فقلت الیوم
اسبق ابابکر ان سبقتہ یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ما ابقیت لاھلک فقلت مثلہ واتی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یا ابابکر ما ابقیت
لاھلک فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ قلت لا اسبقہ ابدا رواہ الترمذی وابو داود

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونسے کہ حکم دیا ہم لوگون کو رسولخدا
نے کہ خیرات کرین ہم لوگ اور موافق اس بات کے تھا میرے پاس مال پس
کہا ہمنے دلمین کہ آج کے روز ہم سبقت لیجاینگے ابوبکرؓ پر اگر کوئی روز ہم سبقت کر سکینگے
اوپر کہا اوس عمرؓ نے کہ لائے ہم آدھا مال اپنا پس پوچھا رسولخدا نے کہ کیا باقی
چھوڑا تو نے واسطے اہل وعیال اپنے کے تب کہا ہمنے کہ برابر اوسکے یعنی آدھا مال ہم لائے
اور آدھا مال واسطے اہل وعیال کے چھوڑ دیا اور لے آئے ابوبکر کل مال اپنا جو
اونکا تھا تب پوچھا رسولخدا نے کہ اے ابوبکرؓ چھوڑا تو نے واسطے اہل وعیال اپنے
تب کہا ابوبکرؓ نے کہ باقی چھوڑا ہمنے واسطے اون لوگون کے خدا اور رسولخدا کو تب
ہمنے اپنے دل مین کہا کہ ہم کبھو سبقت نکرینگے ابوبکر پر روایت کی اسکو ترمذی اور

ابی داؤد نے فقط البتہ یہ خیرات دونوں بزرگوں کی اوپر فضل اور بزرگی اون
لوگوں کے گواہ ہیں مگر اس خیرات کو کیا مقابلہ ہے ساتھ خیرات حضرت علیؑ کے کہ جو
تین روزہ بتقریب شکریہ صحت امامین علیہما السلام کے رکھا تھا اور حضرت علیؑ کے
پاس واسطے افطار کرنے روزہ کے کچھ نہیں تھا تو حضرت علیؑ ایک صاع جو شمعون
یہودی سے قرضہ لائے اور حضرت فاطمہ اور حضرت فضہ لونڈی نے اوس جو کو
کوٹ پیسکر کے شام تک پانچ ٹکیری روٹی کی بحساب پانچ آدمی گھر والوں اپنے
حضرت علی اور حضرت فاطمہ بی بی اور حضرت فضہ لونڈی اور دو صاحبزادگان
یعنی امام حسنؑ و امام حسینؑ کے تیار کی مگر اتفاق یہ ہوا کہ عین افطار کے وقت ایک
سکین سائل پہونچا اور حضرت علیؑ نے وہ پانچوں ٹکیری روٹی کی اوس سائل سکین
کو دیا اور خود آپ مع تمام گھر والے پانی سے روزہ افطار کرکے فاقہ رہے اور باقی
دو روز بھی یہی اتفاق ہوا کہ ایک روز ایک یتیم آیا اور دوسرے روز ایک
قیدی آیا اور اوسیطرح پر وہ دونوں روز پانچوں ٹکیری روٹی کی دے دیا غرض
اسطرح سے تین روزہ برابر تین فاقہ کا رکھا کہ جسکی شکرگذاری قرآن شریف مین
بآیت ۸۔ سورۃ الانسان وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا کے
مندرج ہے اور ظاہر ہے کہ اسطرح کا تین تین روزہ فاقہ کا گھر بھر کے اور ہر روز
ساتھ ایک امتحان تازہ کے اور قرضہ کی روٹی فقیروں کو دیکر کے فاقہ اختیار کرنا
صرف خیرات و روزہ ہائے حضرت مسیحؑ سے مشابہ ہوسکتا ہے مگر بات یہ ہی کہ حضرت
عمرؓ وغیرہ راویان حدیث اہل سنت کو کیا ضرورت اس بات کی ہے کہ فضل اہلبیت کو یاد کرین

فصل ۳۷

اس فصل مین مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ سے تین حدیثین

یکجائی مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین —

حدیث نمبر ۱ — وعن عائشۃ ان ابابکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا رواہ الترمذی
ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیقکہ ابوبکرؓ آئے حضرت رسولخداؐ کے
پاس پس فرمایا رسولخداؐ نے کہ تو آزاد کیا ہوا خدا کا ہے آگ سی پس اوس دن سے
نام حضرت ابوبکرؓ کا عتیق ہوا روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث
بحق ابوبکرؓ بروایت حضرت عائشہ خود بیٹی اونکی ہے مگر اس حدیث مین جاے
عذر نہین ہے اور شاہ صاحب جو اس حدیث کی شرح مین بروایت بعض لوگون
کے لکھتے ہین کہ نام عتیق کا رکھا ہوا اونکی ماے کا ہے سو بطرف اس روایت کے
کچھ التفات کرنا ضرور نہین ہے —

حدیث نمبر ۲ — وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اول من تنشق
عنہا الارض ثم ابوبکر ثم عمرؓ ثم اتی اھل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اھل مکۃ
حتی احشر بین الحرمین رواہ الترمذی
ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہم اول
اون لوگون کے ہین کہ زمین پھٹ کر لوگ نکلینگے تب ابوبکرؓ اوٹھینگے تب عمرؓ
تس پیچھے ہم آوینگے مردگان اہل بقیع کو پس اوٹھائے جاوینگے وہ لوگ ساتھ
میرے تب انتظار کرینگے اہل مکہ کو یہانتک کہ اوٹھائے جائین ہم درمیان دونون
حرم مکہ و مدینہ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث صریح موضوع اور اسلئے
ہے اسواسطے کہ انبیاء سابق کا کچھ ذکر نہین ہے کہ اونکا حشر کس ترتیب سی ہوگا اور
اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا بھی نہین ہے اور خصوصا حضرت علیؑ کا ذکر چھوڑ دینا

عین قرین قیاس ہے اسواسطے کہ یہ ابن عمر اگر عبد اللہ ابن عمر مراد ہون تو یہ وہ
ذات شریف ہین کہ جو بطرف معاویہ کی ہوکرکے جنگ صفین مین مقابلہ حضرت علیؑ کی کرتے تھے
حدیث نمبر ۵۰ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتانی جبرئیل
فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل منہ امتی فقال ابو بکر یا رسول اللہ وددت
انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما انک یا ابا بکر
اول من یدخل الجنۃ من امتی رواہ ابو داؤد
ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ آئے ہمارے
پاس جبرئیل پس پکڑا ہاتھ کو میرے اور دکھلایا مجکو وہ دروازہ جنت کا کہ جس دروازہ
ہوکرکے داخل ہوگی اُمت میری پس کہا ابو بکرؓ نے کہ اے رسولخدا کے ہم چاہتے
ہین کہ ہم ہوتے ساتھ تیرے کہ دیکھتے ہم اوس دروازہ کو پس فرمایا رسولخدا نے
کہ خبردار رہو اے ابو بکرؓ کہ تم اول اون لوگون کے ہو کہ جو داخل ہونگے جنت کو
میری اُمت سے روایت کی اسکو داؤد نے فقط یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
کی نہین ہے اور سوائے اسکے راوی اس حدیث کے ابو ہریرہ ایک راوی ضعیف
ہین اور مضمون اس حدیث کا بے سیاق اور بے ربط ہے اسواسطے کہ از روی اس
حدیث کے تمنا حضرت ابو بکرؓ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ساتھ حضرت رسول کے
وہ دروازہ جنت کا دیکھتے کہ جس دروازہ ہوکرکے مسلمان لوگ داخل ہونگے پس
یہ جواب کہ تم اول ہماری اُمت کے ہو کہ تم داخل ہوگے جنت کو بالکل خارج از سوال ہے

فصل ۴۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن عمر ذکر عندہ ابو بکر فبکی
وقال وددت ان عملی کلہ مثل عملہ یوما واحدا من ایامہ ولیلۃ واحدۃ

من ليالیہا اما الليلۃ فليلۃ سار مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی الغار فلما انتھیا
الیہ قال واللہ لاتدخلہ حتی ادخل قبلك فان کان فیہ شیٔ اصابنی دونك
فدخل فکسحہ ووجد فی جانبہ ثقبا فشق ازارہ وسدھا بہ وبقی منھا اثنان
فالقمھما رجلیہ ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ادخل فدخل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ووضع راسہ فی حجرہ ونام فلدغ ابوبکر فی رجلہ
من الجحرۃ ولم یتحرك مخافۃ ان ینتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال مالك یا
ابا بکر قال لدغت فداك ابی وامی فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فذھب ما یجدہ ثم انتقض علیہ وکان سبب موتہ واما یومہ فلما قبض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارتد العرب وقالوا لا یؤدی زکوۃ
فقال لو منعونی عقالا لجاھدتھم علیہ فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ
تالف الناس وارفق بھم فقال لی اجبار فی الجاھلیۃ وخوار
فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی وتم الدین
اینقص وانا حی رواہ رزین

ترجمہ روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ ذکر ہوا اونکے پاس ابوبکرؓ کا پس روئے عمرؓ
اور کہا کہ ہم یہ بات چاہتے ہین کہ کل عمل ہمارا ہوتا مثل عمل اونکے بابت ایک دن
کے اونکے روزون مین سے اور بابت ایک رات کے اونکی راتون مین سے لیکن
رات اونکی پس وہ ایک رات ہی کہ گئے وہ ابوبکرؓ ساتھ حضرت رسولخدا کے غار تک
پس ہرگاہ پہونچے وہ دونون آدمی اوس غار کو تب کہا اوس ابوبکرؓ نے حضرت رسول
کو کہ قسم خدا کی مت اندر جاتو اوس غار کے جبتک کہ در آوین ہم اوس غار مین پہلے تجھ سے

کہ اگر ہو اوسمین کوئی چیز تو اوسکا نقصان ہمکو پہونچے نہ تجھکو پس اندر گئے ابوبکرؓ
اور جھاڑو دیا اوس غار کو اور پایا اوسکے کنارہ مین سوراخون کو پس پھاڑا اپنے
پایجامہ کو اور بند کیا اوس کپڑے سے اون سوراخون کو اور باقی رہ گئی دو سوراخ
پس ڈالدیا ابوبکرؓ نے اپنے پاؤن کو اون دو سوراخون مین تب کہا حضرت رسول
کو کہ اندر آئیے تب اندر گئے حضرت رسول اور رکھا اپنے سر کو اوس ابوبکرؓ کے
گود مین اور سو گئے حضرت رسول تب کاٹے گئے ابوبکرؓ اپنے پاؤن مین اوس
سوراخ سے اور نہین جنبش کی اوس ابوبکرؓ نے بخوف اس بات کی کہ کہین جاگ
اوٹھین حضرت رسول تب آنسو سب ابوبکرؓ کے گرے اوپر چہرہ حضرت رسول کے
تب کہا حضرت رسول نے کیا ہوا تجھکو ای ابوبکرؓ کہا اوس ابوبکرؓ نے کہ کاٹے گئے
ہم فدا ہون تجھپر باپ اور مای میرے پس تھوک لگا دیا حضرت رسول نے اور چلا گیا
وہ درد جو حضرت ابوبکرؓ اپنے مین پاتے تھے اور بعد اوسکے وہ زخم پھر لوٹ گیا اور
وہی زخم سبب موت ابوبکرؓ کا ہوا اور لیکن عمل ایک دن کا اوسکے یہ ہے کہ جب
انتقال کیا حضرت رسول نے تو مرتد ہو گئے عرب لوگ اور کہا اون لوگون نے کہ
نہین دینگے ہم لوگ زکوٰۃ کو تب کہا ابوبکرؓ نے کہ اگر روک رکھین وی لوگ زکوٰۃ کو
ایک بکری یا ایک سالہ اونٹ کے تو ہر آئینہ اوس بات پر ہم جہاد کرینگے اون
لوگون سے پس کہا ہمنے ای خلیفہ رسول خدا کے تالیف قلوب کرو اون آدمیون سے
اور نرمی کرو ساتھہ اون لوگون کے تب جواب دیا ابوبکرؓ نے مجکو ای جبّار تھی جاہلیت
مین اور ذلیل رہو گے اسلام مین تحقیقکہ بات یہ ہو کہ منقطع ہوئی وحی اور پورا
ہوا دین سو کیا ناقص ہو گا وہ دین درحالیکہ مین زندہ ہون روایت کی اسکو
زرین نے فقط شک نہین کہ یہ قصہ حضرت ابوبکرؓ کے رفاقت غار کا ایک امر عظیم

ہے اور ایک تصرف عجیب اس قصہ کا ابتک موجود ہی کہ راقم کو منشی اشرف عالم مرحوم
و شیخ بشارت اللہ وغیرہ چند آدمیون سے اطلاع ہے کہ وہ لوگ اسی قرب و جوار
منیر وغیرہ کے رہنے والے تھے اور وہ لوگ صدیقی شیخ لبعد غاری کہلاتے ہین
سو اونکو اثر سانپ کاٹنے کا کچھ نہین ہوتا ہے اور اونکا چھوٹا چھوٹا لڑکا بھی سانپ
سے نہین ڈرتا ہے مگر فصل ۱۶۱ سے اس فصل ۱۷۶ تک جو سولہ حدیثین مناقب
خاص حضرت ابوبکرؓ کی ذکر ہوئین سو اوس سے کچھ مقابلہ حضرت ابوبکرؓ کا ساتھ
حضرت علی کے نہین پایا جاتا ہے اور حال یہ ہے کہ عمرو ابن عاص اور ابن عمرؓ
اور حضرت عمرؓ اکثر راویان احادیث مناقب لبشان ابوبکرؓ کے وہی لوگ ہین کہ
جنکے اہتمام سے برخلاف وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارونؑ و سفینہ نوح و حدیث
ثقلین وغیرہ کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے مصرعہ خود کوزہ و خود کوزہ
گر و خود گل کوزہ * اور عرب لوگ جو مرتد ہو کر زکوۃ نہین دیا چاہتے تھے اور حضرت
ابوبکرؓ نے نہیہ لڑائی کرنے کا ظاہر کیا سو البتہ یہ بات اونکے عزم اور بزدلی کو کہلاتی
ہے مگر یہ عزم و استقلال بمقابلہ اوس عزم و استقلال حضرت علی کے کیا چیز ہے
کہ جنگ احد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئے تھے اور صرف حضرت علی اور دوسرے
دو آدمی ساتھ حضرت رسول کے رہ کر کے لڑتے رہے کہ اوسی روز سے لقب حضرت علیؑ
کا کرار غیر فرار ہوا اور قول لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا اونکی شان مین
کہا گیا اور اگر یہ کہا جاوے کہ سنی کا اصل مذہب یہ ہی کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ
قطعاً اور حضرت عثمانؓ ظناً حضرت علیؓ سے افضل تھے اور یہ کہ معاویہ و یزید وغیرہ
تا ولید ابن عبد الملک خلفاے دوازدہ گانہ کے لوگ ہین اور یہ کہ اصل سنی کوئی
شخص نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ حضرت علی اور اولاد فاطمہ سے کچھ عداوت نہین

رکھتا ہو اور یہ کہ سنی پر لازم ہے کہ جہانتک ہوسکے توہین شان علی مین کوشش کرے تو اوسکے جواب مین ہم یہ کہینگے کہ ایسا سنی ہونا اور روح پاک نبی سے روز قیامت مین شرمندگی لینا ہمکو منظور نہین ہے اور باظہار جوش اعتقاد ساتھ حضرت علی کے اس مقام مین ایک غزل راقم کی لکھی جاتی ہے۔

غزل منقبت حضرت علی علیہ السلام لراقمہ

علی المرتضی داری ازین بہتر چہ میخواہی
وصی مصطفی داری ازین بہتر چہ میخواہی

محبت مرتضی ہستی ز جام فیض او ستی
گذشتی از ہمہ پستی ازین بہتر چہ میخواہی

دلت بر مرتضی مائل شدہ از غیر او غافل
ترا ایمان شد کامل ازین بہتر چہ میخواہی

علی باشد ترا رہبر رساند او بہ پیغمبر
بگیرد دست در محشر ازین بہتر چہ میخواہی

علی افضل دہم اولی الیقین ان از ہمہ اعلی
کہ او شد بر ہمہ مولی ازین بہتر چہ میخواہی

بحب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم
برین سیرے ہمین الم ازین بہتر چہ میخواہی

تو آزادی چہ آسایش گوئی قول بالاتر
علی باشد بہ بخشایش ازین بہتر چہ میخواہی

فصل ۵

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عمر رض کے مذکور ہوتے ہین مگر قبل نقل کرنے اون حدیثون کے اس بات کا ذکر مناسب ہے کہ احادیث مندرجہ فصل ۴ سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ثابت ہو چکا ہے اور شاہ عبد الحق صاحب اون حدیثون کے شرح مین لکھتے ہین کہ درمیان احب خلق اللہ ہونے اور افضلیت بنظر کثرت ثواب کی کچھ منافات نہین ہے یعنی کہ علمای اہل سنت کو بڑا تکیہ اس بات پر ہے کہ ہرچند حضرت علی احب خلق اللہ ہون مگر

حضرت ابوبکر و عمر بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی سے افضل ہین سو احادیث
متعلق مناقب حضرت ابوبکرؓ سے کچھ افضلیت حضرت ابوبکر کی پائی نہین جاتی ہے
پس افضل ہونا حضرت عمرؓ کا جو یقیناً درجہ اونکا بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہے کیونکر ثابت
ہوگا اور یہ دعوی افضلیت بنظر کثرت ثواب کا محض ایک تہمید باطل ہے اسواسطے
کہ افضلیت اون لوگون کی جو حضرت علی پر ہو سو واسطے اوس بات کی کچھ اسباب
ضرور ہے مثلاً نسب کا عالی ہونا سو اوس نسب کا حال یہ ہی کہ یہ دونون صاحب
اگر قریشی تھے تو حضرت علی کو اوس قریشی ہونے مین خصوصیت زیادہ تر یہ ہے
کہ حضرت علی ہاشمی بھی تھے اور مثلاً اسباب افضلیت مین سے قرابت با رسولؐ
البتہ ایک شرف خاص ہے سو اوس شرف مین حضرت علیؑ تمام صحابہ سے مخصوص تر
تھے کہ حضرت علی اپنے چچازاد بھائی حضرت رسولؐ کے تھے اور حضرت فاطمہؑ دختر
عزیز رسولؐ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے ہوا اور ایک سبب عمدہ افضلیت کا علم
بھی ہے کہ اسمین حضرت علی از روی حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابھا مندرجہ فصل ۲
کے دیگر تمام صحابی سے تمام تر ممتاز تھے اور اسباب افضلیت مین سے مثلاً عبادت
و روزہ و نماز اور صبر و حلم و سخاوت و شجاعت وغیرہ اوصاف ذاتی ہے سو ان
اوصاف ذاتی مین کون شخص مقابل علیؑ کا ہوسکتا ہے پس افضلیت خیالی بنظر
کثرت ثواب کے جو ایک مضمون طبعزاد سنیون کا ہے کس جانور کا نام ہے اور
کیا قصور حضرت علیؑ کا دیکھا گیا کہ وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و موسی اور سفینہ
نوح اور آیت تطہیر اور آیت مباہلہ و حدیث ثقلین وغیرہ کی تہ و بالا کردی گئی اور ہم
چاہتے ہین کہ اس مقام مین ایک کیفیت مجمل حضرت عمرؓ کی لکھی جاے کہ جس سے معلوم
ہو کہ دراصل وہ کس قسم کے آدمی تھے سو اس بات کی لکھنے مین ہم بہت متحیر ہین

کہ کیا لکھین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سختی اور خودسری اونکی ایک صفت خاص ہے
جیساکہ روزۂ رمضان پر نماز تراویح کو لازم کردیا سو اگرچہ بقول مشہور رمضان نباشد
تراویح نباشد کے یہ التزام تراویح کا سختی سے خالی نہین ہے مگر اس فعل سے ایک
رغبت خاص عبادت کی پائی جاتی ہے اور یہ امر باعث رواج حفظ قرآن کا ہوا
کہ اسی سبب سے حفاظ قرآن عموماً درمیان سنیون کے پائے جاتے ہین اور اسیطرح
حرام کرنا متعہ کا بھی بلفظ وانا احرمہا کے کہ بہ نسبت اوسکے قرآن مین کوئی آیت
ناسخ نہین ہے خالی از سختی نہین ہی اسواسطے کہ خود حضرت عمرؓ کو درحقیقت کچھ اختیار
حلال کرنے حرام کا اور حرام کرنے حلال کا نہین تھا اور بات یہ معلوم ہوتی ہے
کہ بنظر حضر اور سفر مجاہدین عرب کی جو متعہ یعنی نکاح موقت ومیعادی جائز ہوا تھا
سو وہ ضرورت حضرت عمرؓ کے وقت مین باقی نہین رہی ہوگی اور البتہ ایسے نکاح
میعادی کا مسدود ہونا کہ جسمین کچھ حد چار عورت مثنیٰ وثلاث ورباع کی بھی نہین ہے
بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور کاش اگر اسیطرح پر بدلیل آیت فان خفتم الا
تعدلوا فواحدۃ کے یعنی کہ اگر خوف کرو کہ عدل نہ کرسکوگے تو ایک جورو کرو وبدلیل
آیت خلقنا کم ازواجا کے یعنی کہ خدا نے بنایا جوڑا جوڑا حضرت عمر تعدد ازواج
کو بھی حرام کردیتے تو بہت خوب ہوتا کہ درحقیقت تعمیل عدالت درمیان متعدد
جورؤن کے بہت دشوار ہے اور اگر ایسا ہوتا تو تمام فسادات خانگی سے نجات
ہوجاتی اور نسل اُمرائے مسلمانان کی پست ہمت وتنگ حوصلہ نہین ہوتی اور
حضرت عمرؓ کی خودسری سے یہ امر بھی کچھ دور نہین تھی اور کتب خانہ اسکندریہ مصر
کا جلا دینا بھی ایک فعل وحشیانہ ہے کہ اگر بعد اوسکے بزمان خلافت عباسیہ کے
عربی مین زبان لاطینی ویونانی سے علم نہین پہونچتا تو کیا حال جہالت مسلمانون کا

ہوتا اور اسیطرح پر دیگر احکام حضرت عمرؓ سے بہی اپنے اپنے موقع پر سختی پائی جاتی ہی اور زیادہ تر یہ ہو کہ زمان مرض الموت حضرت نبی سے حضرت عمر تمام تر اہلبیت نبی سے علیحدہ و سرخود ہو گئے کہ جب حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالباً وہ وصیت واسطے تحریر کردینے وصیت زبانی خم غدیر نسبت حضرت علی کے ہوگی کہ اوس بات کو حسبکم کتاب اللہ کہکے ٹال دیا اور اگر حضرت عمرؓ بڑے سچے تھے تو صرف حسبکم کتاب اللہ نہین کہتے بلکہ حسبکم کتاب اللہ وعترة الرسول کہتے اسواسطے کہ قرآن و عترت اہلبیت ازروے حدیث مندرجہ فصل ۲۷ کے ایک ساتھ ہین اور جبتک حضرت علی کفن و دفن مین حضرت رسول کے مصروف تہے تو اسی عرصہ مین فرصت پاکر حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنادیا اور بہ تحکم حضرت علی کو واسطے بیعت کرنے کے طلب کیا اور رسم تعزیت ماتم پرسی کی ساتھ دختر رسولؐ کے کچھ بجا نہین لائے اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابو الفدا حاکم شام کے کہ جسپر کچھ احتمال شیعی ہونے کا نہین ہوسکتا ہی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ واسطے جلانے گھر فاطمہؓ کے ہاتھ مین آگ لیکر کے گئے تہے اور حضرت ابوبکرؓ سے یہ حکم پایا تہا کہ اگر علی بیعت نکرین تو علی اور ہمراہیان کو اونکے فاطمہ کے گھر سے نکالدیا جاے تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے زن و شو مین جدائی کراتے تھے اور سب سے زیادہ تر یہ بات ہو کہ واسطے عقد کلثوم ششش سالہ دختر حضرت علی کے بہت جبر کیا اور کلثوم کو ہوا کرکے اپنے زانو پر بٹھلایا اور بوسہ لیا اور اوس چھ برس کے لڑکی کو سکھلایا کہ وہ یہ بات کہے کہ وہ واسطے بیاہ کے عمرؓ سے راضی ہے اور اس بات کا بھی بندوبست ہوا کہ باوصف موجود رہنے حضرت علی باپ اوس دختر شش سالہ کے ابن عباس چچیرے چچا اوس لڑکی کے

ولی بنکر کے اپنی وکالت سے نکاح اوس لڑکی کا پڑھا دین اور علاوہ اسکے حضرت ابوبکر نے جو ایک نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا حضرت فاطمہ کو دیا تھا سو وہ کاغذ بھی حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ سے لیکر کے چاک کرا دیا غرض اگر ایسی ہی اعمال پر فضلیت بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی پر ہو تو اس بات کا کیا جواب ہے مگر بات اسقدر ہے کہ جب حضرت علی نے طوعاً وکرہاً بیعت حضرت عمرؓ کی کسی طرح پر کر لی اور خلافت عمرؓ مین مشیر و وزیر رہے اور اونکے پیچھے نماز پڑھا کیے اور تقیہ ہمارے نزدیک درست نہین ہے تو خاص صحت خلافت حضرت عمر مین ہمکو کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے کہ یہ خلافت درحقیقت واسطے اجرای دین وجہاد و اخذ زکوٰۃ وغیرہ کے تھی سو فی التحقیق حضرت عمرؓ واسطے اس کام کے بہت موزون تھے کہ فتوحات دہ سالہ اونکے وقت تک شام و مصر و ایران وغیرہ ملکوں میں ایسی ہوے کہ جو باقرار مورخان انگریزی کے رومیون نے پانچ سو برس مین بھی ایسے فتوحات متواتر و وسیع حاصل نہین کیے تھے اور حضرت علی بنمونہ حضرت مسیحؑ کے اگر خلیفہ ہوتے تو رائے مستر گبن مورخ دہریہ کے بہت درست معلوم ہوتی ہے کہ دین اسلام عرب کا تھوڑے روز مین عرب ہی مین ختم ہو جاتا اسواسطے کہ حضرت علیؑ پر کیفیت فقر و ریاضت وغیرہ کی بہت غالب تھی اور علاوہ اسکے وحوش عرب جو کہ زیر حکم خالد سیف اللہ و ابو عبیدہ بن جرّاح کے حضرت عمرؓ کو ہاتھ لگے سو یہ سب لوگ جو قبیلہ ہاشمی سے بالطبع گریزان تھے حضرت علی ہاشمی سے حسب تصریح مندرجہ فصل ۳۹ کے علیحدہ ہو جاتے۔ بیت

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ٭ کبوتر با کبوتر باز با باز ٭

اور سب دروازے اور لوگون کے بند ہو کر کے صرف دروازہ مکان حضرت علی جانب مسجد نبوی کا کھلا رکھا گیا اور حضرت ابوبکرؓ کو اجازت کھلے رکھنے ایک

روزن دیوار کے ہوئی اور حضرت عمرؓ کی درخواست کرنے پر حکم نبوی ہوا کہ دیوار عمرؓ
مین ایک روزن بقدر ایک ناکہ سوئی کے بہی نہین چہوڑا جاوے تو اس حال سے
بہی فرق مراتب ہر ایک شخص کا ظاہر ہوتا ہے اور اصل حال یہ ہی کہ اگر ہم شیعی
ہوتے تو سخن‌ہا دیگرہ حالات حضرت عمرؓ کر دکھلا کرکے اونکی سب بے حقیقتی ثابت کرنے
ہمیں بہت آسان ہوتی مگر مشکل یہ ہی کہ اونکی خلافت کو باوصف ان سب سختیون کے
ہم تسلیم کیا چاہتے ہین اور اس بات کی معذرت مین سواے اسکے ہم کیا کہسکتے ہین
کہ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو - سو حال اوسکا یہ ہی کہ حضرت عمرؓ بغیر مشورہ
حضرت علی کے کوئی فصل خصومات نہین کرتے تہے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا ہی
کہ قضیۃ ولا ابا حسن لہا یعنی کہ مقدمہ ہے اور ابو الحسن یعنی علی واسطے فیصلہ اوسکے
نہین ہے اور یہ بہی ایک قول حضرت عمرؓ کا ہے لولا علی لہلک عمر یعنی اگر نہوتے
علی تو ہلاک ہوتا عمرؓ اور ایک قول یہ ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہ من زمان لیس فیہ علی
یعنے پناہ مانگتے تہے عمر ایسے ایک زمانہ سے کہ جسمین علی نہون اور حضرت علی کا ہم عجب
حال دیکہتے ہین کہ طلب حق خلافت اپنا بخوبی کیا جو شرعی حکم ہے اور جب لوگون نے
اوس طلب حق کو ٹال ٹول دیا تو حضرت علی اپنے کار عبادت مین مصروف ہو گئے اور
ابو سفیان نے جو وعدہ بہر دینے وادی عرب کا حمایت علی مین سواران و پیادہ سے کیا
تو حضرت علیؓ نے صاف کہدیا کہ تم ایام جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب
اسلام مین بہی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو سو ہم ابو بکرؓ کو شائستہ اس کام کا جانتے ہین
اور بعد قتل حضرت عثمان کے طلحہ و زبیر سے کہا کہ تم دونون مین سے جو کوئی چاہے
خلیفہ ہو کہ ہمکو خلافت سے کچھ غرض نہین ہے بہرحال اب چند احادیث بشان
حضرت عمرؓ حسب تفصیل ذیل مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین -

حدیث نمبر ۱

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر متفق علیہ

ترجمہ روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا اوس ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ تحقیق کہ امتہاے سابق مین محدث لوگ یعنی الہامی لوگ تھے پس اگر کوئی شخص محدث ہو میری امت مین تو وہ عمرؓ ہے متفق علیہ فقط البتہ حضرت عمرؓ ایک بڑے صاحب حوصلہ آدمی تھے مگر ہر بار راے صایب کا ہونا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ حدیث مندرجہ فصل ہٰذا سے ظاہر کہ جب عرب لوگ نے ابتداے خلافت حضرت ابوبکرؓ مین مرتد ہو کر زکوٰۃ کا ادا کرنا بند کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے صلاح دی کہ تالیف قلوب کیجاے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر عقال یعنی گوسپند یا شتر ایک سالہ کی بھی زکوٰۃ نہین ادا ہوگی تو جہاد کیا جائیگا اور اتفاقاً وہی راے حضرت ابوبکرؓ کی صواب پر تھی کہ اوسی تقریب مین استیصال مسیلمہ کذاب وغیرہ تمام سرکشان عرب کا ہوگیا۔

حدیث نمبر ۲

وعن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم وعندہ نسوۃ من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃ اصواتہن فلما استاذن عمر قمن فبادرن الحجاب فدخل عمر ورسول اللہ یضحک فقال عمر اضحک اللہ سنک یارسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فقال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم عجبت من ہولاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب قال عمر یاعدوات انفسہن اتہبننی ولا تہبن رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم

قلن نعم انت افظ واغلظ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایہ یا ابن الخطاب
والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک متفق
علیہ وقال الحمیدی زاد البرقانی بعد قولہ یا رسول اللہ ما اضحکک

ترجمہ اور روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اونے
کہ اجازت چاہی عمر ابن خطاب رضؓ نے حضرت رسول کے پاس آنے کی
اور اوس رسول کے پاس عورتین تھین قریش کی جو کہ بات کر رہی تھین اوس رسول
سے اور زیادہ مانگتی تھین حضرت سے بلند کئے ہوے اپنی آوازون کو پس جبکہ
اندر جانے کو چاہا عمرؓ نے تو اوٹھ کھڑی ہوئین وہ عورتین اور دوڑ گئین اندر
پردہ کے پس پہونچے عمرؓ اور حضرت رسولؐ ہنس رہے تھے پس کہا عمرؓ نے خندان
رکھے اللہ تیرے دانتون کو اے رسول اللہ پس کہا حضرت نبی نے کہ ہمکو تعجب
ہوا ان عورتون سے جو کہ میرے پاس تھین کہ جب سُنا اونھون نے تیری
آواز کو تو بھاگ گئین پردہ مین تب کہا عمرؓ نے ای دشمنان اپنی ذاتون کی آیا
ہیبت رکھتی ہو تم سب مجھسے اور نہین ہیبت رکھتی ہو رسول سے تب کہا اون
عورتون نے کہ ہان کہ تو درشت خو تر اور سخت تر ہے پس کہا رسول خدا نے ہان
زیادہ کر اے ابن خطاب قسم ہے اوس شخص کی کہ جان ہماری اوسکے ہاتھ مین ہے
کہ نہین ملاقات کیا تجھسے شیطان نے کہ جاتا ہو تو ایک رستے کو اب تک مگر یہ کہ چلا
گیا شیطان ایک راستے کو تیرا رستا چھوڑ کر متفق علیہ اور کہا حمیدی نے کہ زیادہ
کیا برقانی نے بعد قول عمرؓ یا رسول اللہ کے ما اضحکک کو یعنی کس چیز نے ہنسایا تجھکو
فقط اس حدیث سے کوئی بات فضیلت حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے
بلکہ ایک درشت خوئی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر اس فصل مین مذکور ہوا اور اگر حضرت

رسول کے ایام صحت تک حضرت عمرؓ تمامتر راہ راست پر ہون تو عین قرین قیاس ہے
اسواسطے کہ تغیر حضرت عمرؓ کا زمان مرض الموت حضرت نبی سے دیکھا جاتا ہے

حدیث نمبر ۲۰

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من ھذا قالوا ھذا بلال ورایت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا قالوا لعمر بن الخطاب فاردت علیہ ان ادخل فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی انت وامی یا رسول اللہ اعلیک اغار متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ داخل ہوے ہم جنت مین پس ناگاہ ملاقات ہوئی رمیصا زن ابو طلحہ سے اور سنا ہمنے ایک آواز پاؤن کو پس پوچھا ہمنے یہ کون شخص ہے لوگون نے کہا یہ بلال ہے اور دیکھا ہمنے ایک کوٹھے کو کہ جسکے صحن مین ایک لونڈی تھی پس پوچھا ہمنے کہ کسکے لئے یہ مکان ہے تب لوگون نے کہا کہ واسطے عمر ابن الخطابؓ کے ہے پس چاہا ہمنے کہ اندر جائین اوس مکان کے اور دیکھین اوس مکان کو پس یاد کیا ہمنے غیرت یعنی رشک کو تیرے پس کہا عمرؓ نے میرے ماباپ سے تجھپر فدا ہون اے رسول اللہ کیا تجھپر ہم رشک کرتے متفق علیہ

فقط اس حدیث سے صرف بشارت جنت کی واسطے حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتی ہے مگر اس سے کوئی فضیلت حضرت عمر کی حضرت علیؑ پر پائی نہین جاتی کہ حدیث مندرجہ فصل ۲ ہم سے تو مشتاق ہونا خود جنت کا واسطے حضرت علیؑ اور عمار اور سلمان کے معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث سے بھی رشکی مزاج ہونا حضرت عمرؓ کا ظاہر ہے۔

حدیث نمبر ۴

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بینما انا نائم رایت الناس یعرضون علی وعلیہم قمص منہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما دون ذالک وعرض علی عمر ابن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا فما اولت ذالک یا رسول اللہ قال الدین متفق علیہ۔ ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا کہ دیکھا مین نے آدمیون کو پیش کیئے جاتے ہمارے پاس اور اون لوگون پر قمیص ہے کہ بعض اونکے سینہ تک پہونچتے ہین اور بعض اونکے اوس سے نیچے ہین اور پیش کیئے گئے میرے پاس عمر ابن الخطاب اور اونپر قمیص تہی کہ جو زمین تک کھنچی ہتی تب لوگون نے پوچھا کہ کیا تاویل کی آپ نے اس بات کی اے رسولخدا ص کے تب فرمایا اوس رسولخدا نے کہ دین متفق علیہ فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۵

وعن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول بینما انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر رض سے کہ کہا اوسنے کہ سُنا مین نے رسولخدا ص کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا دیا گیا مجھکو ایک پیالہ دودھ کا پس پیا ہمنے اوس دودھ کو یہانتک کہ دیکھتا ہون مین سیرابی کو نکلتے ہوے میرے ناخنون تک تب عطا کیا ہمنے فاضل دودھ کو اپنے عمر ابن الخطاب رض کو تب پوچھا لوگون نے کہ کیا تاویل اوسکی آپ نے کی اے رسولخدا کے تب فرمایا آپ نے کہ علم متفق علیہ فقط یہ حدیث

ابن عمر

ابن عمرؓ یعنی پسر حضرت عمرؓ سے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہی بہر حال اس حدیث کے صحت مین کچھ جاے عذر نہین ہی مگر یہ بات قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ یہ حدیث نسبت علم حضرت عمرؓ کی مقابل حدیث علم نسبت حضرت علی بعبارت انا مدینۃ العلم و علی بابہا و حدیث القران مع علی و علی مع القران کے نہین ہے۔

حدیث نمبر ۶

وعن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول بینما انا نائم رایتنی علی قلیب علیہ دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذہا ابن ابی قحافہ فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین و فی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ ثم استحالت غربا فاخذہا ابن الخطاب فلما ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن و فی روایۃ ابن عمر ثم اخذہا ابن الخطاب من ید ابی بکر فاستحالت فی یدہ غربا لم ار عبقریا یفری فریہ حتی روی الناس و ضربوا بعطن متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سے ہے کہ کہا اوسنے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تھا دیکھا مین نے اپنے کو اوپر ایک کوئے کے کہ اوپر اوسکے ایک دلو یعنی ڈول تھا پس نکالا مین نے اوس کوئے سے جسقدر کہ چاہا خدا نے تب لیا اوس ڈول کو ابن ابی قحافہ نے پس نکالا اوسنے اوس کوئے سے ایک ڈول یا دو ڈول پانی درحالیکہ اوسکے پانی نکالنے مین ایک ضعف تھا اور اللہ معاف کرے اوسکے ضعف کو تب ہوگیا وہ ڈول ایک موٹ پانی کھینچنے کا تب لیا اوسکو ابن خطابؓ نے پس نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی کو کہ پانی کھینچتا ہو بطور پانی کھینچنے عمرؓ کے یہانتک کہ لوگ درست بیٹھے گھاٹ پر اوس کرنے سے اور روایت مین ابن عمر کے ہی کہ بعد اوسکے لے لیا اوس ڈول کو ابن خطاب نے ہاتھ سے ابو بکرؓ کے پس ہوگیا

وہ ڈول ہاتھ مین اوس ابن خطاب کے ایک موٹ ڈول نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی کو کام کرتے ہوئے مثل کام کرنے اوس ابن خطاب کے یہانتک کہ سیراب ہوئے آدمی لوگ اور درست بیٹھے آب خور یعنی گھاٹ پر اوس کو اونٹ کے متفق علیہ فقط حدیث نمبر ۳ - سے اس حدیث نمبر ۶ - تک سب روایات خواب حضرت رسولخدا کے ہین اور راوی حدیث ہذا کے ابوہریرہ ایک راوی ضعیف او رابن عمر خود صاحبزادہ حضرت عمرؓ کے ہین اور ان احادیث سے کچھ فضیلت ذاتی حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر ظاہر نہین ہوتی ہے مگر صرف یہ امر کہ حضرت عمر بالطبع قوی المزاج تھے سو بملاحظہ حالات زمانہ خلافت اونکی اس بات مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہی اسواسطے کہ اونکی خلافت مین ظاہری دین اسلام خوب قوی ہوا اور ایران اور مصر اور شام تک ظاہری دین اسلام خوب پہیل گیا اور قید ظاہری دین اسلام کی بدین غرض ہے کہ نو مسلمان لوگون نے مصر اور عراق اور شام کے جو کچھ فسادات کہ قتل عثمان اور جنگ جمل اور صفین وغیرہ مین کیا سو خود کفار مطلق سے بھی وہ فسادات نہین ہوسکی

حدیث نمبر ۷

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان اللہ جعل الحق علے لسان عمر وقلبہ رواہ الترمذی وفی روایۃ ابی داود وعن ابی ذر قال ان اللہ وضع الحق علے لسان عمر یقول ــــــ ترجمہ روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے جاری کیا حق کو اوپر زبان عمر اور دل اوس عمرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت مین ابوداؤد کے ابوذر سے ہی کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے رکھا حق کو اوپر زبان عمرؓ کے جو خدا بات کرتا ہے ساتھ اوس زبان عمرؓ کے فقط ہرچند یہ حدیث بروایت ابن عمر

پسر خود حضرت عمرؓ کے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہی مگر چونکہ اس کتاب سے صرف غرض
اسقدر ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کچھ تفضیل حضرت علی پر نہین ہے اور فضائل
خاص حضرت ابوبکر و عمرؓ سے کچھ انکار نہین ہو سکتا اسواسطے صحت مین اس حدیث
کے کچھ حاجت عذر کرنے کی نہین ہے مگر اسقدر قابل یاد رکھنے کے ہی کہ حدیث
مندرجہ فصل ۶۰ سے دعا حضرت رسولؐ کی بحق حضرت علی کے اس بات کی ہے
کہ اے اللہ گردش دے حق کو ساتھ علی کے جہان پر کہ وہ پھرے اور حدیث
فصل ۵۰ مین حدیث النظر الی وجہ علی المحبۃ عبادۃ بروایت حضرت ابوبکرؓ
واقع ہے یعنی کہ محبت سے نظر کرنا بطرف چہرہ علیؑ کے عبادت ہی پس کسی فضیلت
دیگر صحابی کو حضرت علیؑ سے کچھ مقابلہ نہین ہو سکتا اور حسب فحوائے اس حدیث کے

شعر ناسخ کا کیا خوب ہے **بیت**

ہم اوس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد	خدا کا جسپہ بشر اشتباہ کرتے ہین

	حدیث نمبر ۸	

وعن علی رضی اللہ عنہ قال ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر رواہ
البیہقی فی دلائل النبوۃ ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ
کہا اونسے کہ نہین دور سمجھتے تھی ہم لوگ اس بات کو کہ کلمہ تسکین کا نطق کرتا ہی
اوپر زبان عمرؓ کے روایت کی اسکو بیہقی نے دلائل النبوۃ مین فقط اگر یہ حدیث
حضرت علی سے صحیح ہو تو اس بات کے تسلیم کرنے مین کیا عذر ہے کہ ہمکو تقلید جملہ
اقوال و افعال حضرت علیؑ کی واجب ہی اور حضرت عمر عام معاملات مین جو درست رو
تھے سو اس بات مین کچھ عذر نہین ہو سکتا مگر درشت خوئی بھی ایک صفت خاص
اونکی تھی یہانتک کہ جب حضرت علیؑ نے ابوبکرؓ کو بعد انتقال حضرت فاطمہ کیواسطے

بیعت لینے کے گھر مین بلایا تو ساتھ اونکے یہ بات بھی کہلا بھیجی کہ ساتھ ابوبکر کے
عمرؓ نہ آوین کہ اوس عمرؓ سے ہمکو کراہت ہے سو اوس سطح پر تھا۔ حضرت علیؓ کے
ارشاد کراہت کا بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور ہر گاہ حدیث بین اصحابی کالنجوم
بایہم اقتدیتم اہتدیتم واقع ہے یعنی کہ اصحاب رسولخدا کے مثل ستارون کے ہین
کہ جس سے اقتدا کیجاے سو اوس سے روشنی مل سکتی ہے پس اگر راقم حروف کو
تمامتر اقتدا ساتھ حضرت علیؓ کے ہے تو کچھ سنیون کو جاے تعرض ہمسے نہین ہے
اور شعر ناسخ کا بہت موافق اعتقاد راقم کے ہے۔ **بیت**

اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ ؎ ایک سے کام ہے دو چار سے کچھ کام نہین

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللهم اعز الاسلام بابی جهل بن
هشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاسلم
ثم صلی فی المسجد ظاهرا رواه احمد والترمذی ترجمہ ہے اور روایت ہے
ابن عباس سے حضرت نبی سے کہ فرمایا اوس نبی نے کہ ای میرے اللہ عزت دے
تو اسلام کو ساتھ ابی جہل ابن ہشام کے یا ساتھ عمر ابن خطابؓ کے پس صبح کی
حضرت عمرؓ نے اور سویرے آئے حضرت نبی کے پاس اور مسلمان ہوئے تب نماز پڑھی مسجد
مین ظاہر طور پر روایت کی اسکو احمد و ترمذی نے فقط حضرت عمرؓ بالطبع ایک قوی دل
آدمی تھے اور شک نہین ہے کہ اونکے اسلام سے قوت دین اسلام کی بڑھنے لگی۔

حدیث نمبر ۱۰

وعن جابر قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

يقول ما طلعت الشمس على رجل خير من عمر رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اوسنے کہ کہا عمرؓ نے ابوبکر کو اے بہترین
آدمیان بعد رسول خدا کے تب کہا ابوبکرؓ نے خبردار رہ کہ تحقیق کہ اگر تو اس بات کو
کہتا ہی تو ہمنے سُنا ہی پیغمبر خدا کو کہتے ہوے کہ نہین طلوع کیا آفتاب نے اوپر کسی
ایک مرد کے کہ جو بہتر ہو عمرؓ سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
غریب ہی فقط چونکہ خود ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے تو کچھ حاجت
زیادہ رد وکد کرنے کی اس حدیث مین نہین ہے ورنہ اصل حال یہ ہی کہ جب
حضرت عمرؓ نے کود کر کے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا اور لطرف کفن دفن حضرت رسول
کے متوجہ نہین ہوے اور حضرت عمر کو خلیفہ ابوبکرؓ نے اوسکے عوض مین اپنے بعد
خلیفہ کیا تو اسطرح سے ایک کا دوسرے کے حق مین کلمہ خیر کا کہنا عین قرین قیاس ہے
حسب قول مشہور تو مرا حاجی بگو من ترا حاجی بگویم اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون
قول حضرت ابوبکرؓ کا کہ آفتاب نے کسی ایک آدمی پر طلوع نہین کیا کہ جو حضرت عمر
سے بہتر ہو صریح ایک قول لغو ہے کہ تمام انبیاء مرسلین سے بھی بہتر ہونا حضرت عمرؓ
کا ظاہر ہوتا ہے اور جب وصیت حضرت علی کی محو سہو کر کے خلافت لے لیگئی تو
واسطے بناء اوس بات کے ثنا خوانی ایک کی دوسرے کو تو خود ضرور ہی اور البتہ
احادیث مناقب شان ابوبکرؓ و عمر کے بہت کچھ ترتیب دی گئے ہین مگر خود افعال
و اقوال حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے کچھ ایسے نہین دیکھے جاتے ہین کہ جس سے کچھ تفضیلت
ذاتی اون لوگون کی حضرت علی پر ظاہر ہو اور شملہ بمقدار علم زیبا ہوتا ہی اسواسطے
یہ سب احادیث مبالغہ کی زیبندہ نہین ہین اور افسوس ہی کہ اوپر لفظ احب خلق الله
مندرجہ فصل ۱۴ انسبت حضرت علیؑ کے شاہ عبدالحق صاحب نے بہت کچھ جرح ہائی کی

مگر اس حدیث کی شرح مین شاہ صاحب نے اوپر لغویت اس حدیث کی کچھ التفات نہین کیا
کہ اصل معنی اس حدیث کو کیا ہین یعنی ان حدیث کو سنکے تو یہ ہین کہ جبسے آفتاب نکلا ہی
کوئی آدمی بہتر حضرت عمر سے نہین ہوا حالانکہ کوئی آدمی ایک امت کا کسی ادنیٰ
نبی کے بھی برابر نہین ہوسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لو کان بعدی نبیًّا لکان
عمر بن الخطاب رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اونسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اگر کوئی
شخص نبی ہوتا بعد میرے تو وہ عمر ابن خطاب ہوتا روایت کی اسکو ترمذی نے اور
کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کی نہین ہے
اسواسطے کہ خود سری حضرت عمر کی اسی قسم کی دیکھی جاتی ہے کہ جس سے نبی ہونا یا
دعوی نبی ہونے کا کرنا کچھ دور نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن بریدۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی بعض مغازیہ فلما انصرف جاءت
جاریۃ سوداء فقالت یا رسول اللہ انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحًا ان اضرب
بین یدیک بالدف واتغنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کنت نذرت
فاضربی والا فلا فجعلت تضرب ثم دخل ابو بکر وھی تضرب ثم دخل علی
وھی تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استہا
ثم قعدت علیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان الشیطان لیخاف
منک یا عمر انی کنت جالسًا وھی تضرب ثم دخل ابو بکر وھی تضرب

ثم دخل علی و ھے تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب فلما دخلت انت یاعمر القت الدف رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث صحیح حسن غریب

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اوسنے کہ باہر گئے رسولخدا بعض جہادون مین اپنے پس جبکہ پھرے وہ رسول تو آئی اونکے پاس ایک سیاہ لونڈی اور کہا کہ اے رسولخدا ہمنے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر خدا تجھکو خیریت سے پھیر لاوے تو تیرے سامنے ہم دف بجائین اور گیت گائین تب جواب دیا رسولخدا نے کہ اگر تو نے نذر مانی ہو تو دف بجاؤ ورنہ نہین ایسا راویون نے کہا پس دف بجانے لگے وہ عورت پس آپہونچے ابوبکرؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے علی اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے عثمان اور وہ باجا بجاتی رہی تب آئے عمرؓ تب پھینک دیا اوس لونڈی نے اوس دف کو نیچے چوتڑ اپنے اور بیٹھ گئی اوس دف پر تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ شیطان ہر آئینہ خوف کرتا ہے تجھسے اے عمر کہ ہم بیٹھے تھے اور بجا رہی تھی تب آئے ابوبکر اور وہ بجا رہی تھی تب آئے عثمان اور وہ بجا رہی تھی پس جبکہ تو داخل مجلس ہوا اے عمر تب گرادیا اوس عورت نے اوس دف کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہی فقط اس حدیث سے تو مکارم اخلاق حضرت نبیؐ و ابوبکرؓ و علیؑ و عثمانؓ کے اور درشت خوئی کا معلوم عام ہونا نسبت حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتا ہی اور جبکہ باقرار ترمذی کے یہ حدیث غریب ہی تو کچھ حاجت ردو کد کی نہین ہے ورنہ یہ نسبت اس بات کی کہ شیطان حضرت عمرؓ سے خوف کرتا ہے یہ بات قابل تحقیق تھی کہ بوقت طلب ہونے کاغذ و قلم از طرف حضرت رسول واسطے لکھنے وصیت کے جو کہ اوس بات کو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور بوقت ارادہ جلانے گھر حضرت فاطمہؑ کے اور بوقت

عزیمت نکال دینے حضرت علیؑ کے فاطمہ کے گھر سے اگر یہ روایتیں درست ہون تو شیطان کی مدد و رفاقت ساتھ حضرت عمرؓ کے ثابت ہیں ۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبيان فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة تعالى فانظرى فوضعت لحيى على منكب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فجعلت انظر اليها ما بين المنكب الى رأسه فقال لى اما شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا لانظر منزلتى عنده اذ طلع عمر فارفض الناس عنها قالت فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انى لانظر الى شياطين الجن والانس قد فروا من عمر قالت فرجعت رواه الترمذى وقال هذا حديث حسن صحيح غريب

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ حضرت رسول خدا بیٹھے ہوی تھے کہ سنا ہم لوگون نے شور و غل کو اور آواز کو لڑکون کے پس اوٹھے حضرت رسول پس ایک ناگاہ حبشیہ عورت تھی کہ ناچ رہی تھی اور لڑکے لوگ گرد اوس عورت کے تھے پس کہا حضرت رسول نے کہ اے عائشہ آؤ اور دیکھو پس گئے ہم اور رکھا ہم نے اپنی ٹھڈیون کو اوپر کاندھے پیغمبر خدا کے پس دیکھنے لگے ہم اوس عورت حبشی کو کہ کاندھے پر سے حضرت رسول کے سر تک اوسکی پس پوچھا حضرت رسول نے مجھسے کہ کیا آسودہ نہوئی تو کیا آسودہ نہوئی تو اور ہم کہنے لگے کہ نہین بدین غرض کہ دیکھون مین اپنے مرتبہ کو نزدیک اوس رسول کے کہ ناگاہ پہونچ گئے عمرؓ اور متفرق ہو گئے آدمی لوگ خوف سے پس فرمایا رسولخدا نے کہ ہم دیکھ رہے ہین شیطانون کو جن اور آدمی کے کہ بھاگ گئے وہ لوگ عمرؓ سے کہا عائشہ نے کہ ہم پھر گئے گھر کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح

غریب ہے فقط اس حدیث سے بھی خوبی اخلاق حضرت رسول اور وحشت لوگون کی
حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوتی ہے ورنہ اصل حال یہ ہے کہ شیطان کا بھاگنا حضرت
عمرؓ سے اور نہیں بھاگنا حضرت نبی سے خود ایک بے معنی بات ہے اسواسطے کہ جب
حضرت رسول اصل شارع اس دین اسلام کے تھے تو سب فعل اونکا شروع تھا اور
شیطان سے کچھ علاقہ نہیں تھا بہرحال اس حدیث غریب کو خود ترمذی نے غریب قبول کیا ہے

حدیث نمبر ۱۴

عن انس وابن عمر قال وافقت ربی فی ثلث قلت یارسول اللہ لو اتخذنا من مقام
ابراھیم مصلی فنزلت اتخذوا من مقام ابراھیم مصلی وقلت یارسول اللہ یدخل
علی نسائک البر والفاجر فلو امرتھن ان یحتجبن فنزلت ایۃ الحجاب واجتمع نساء
النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی الغیرۃ فقلت عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا
خیرا منکن فنزلت کذلک وفی روایۃ لابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث فی مقام ابراھیم
وفی الحجاب وفی اساری بدر متفق علیہ ترجمہ روایت ہے انس اور ابن عمرؓ سے کہ
تحقیق کہ عمرؓ نے کہا کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین بات مین اول یہ کہ
کہا ہمنے ای رسولخدا کاش لیتے ہم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے پس اتری یہ آیت کہ
لو تم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے کو دوم یہ کہ کہا ہمنے ای رسولخدا آتے ہین تیری عورتون
کے پاس نیکوکار اور بدکار لوگ پس کاش حکم کرتا تو اون عورتون کہ حجاب کرین
وے عورتین پس اوتری آیت پردہ کی اور تیسری بات یہ کہ اتفاق کیا بیبیون
نے حضرت نبی کے بیچ غیرت یعنی بیچ قصہ کھانی شہد کے پس کہا ہمنے قریب ہے
کہ رب اوس نبی کا اگر طلاق دے تم عورتون کو یہ بات کرے کہ بدل دیوے رب
واسطے اوس نبی کے جورؤن کو جو بہتر ہون تم سبھون سے پس اوتری ایک آیت

ویسہی اور ایک روایت مین ابن عمرؓ کے ہے کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ کہا عمرؓ نے کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین باتون مین مقام ابراہیم مین اور پردہ مین و قیدیان بدر مین متفق علیہ فقط حضرت عمرؓ کے صاحب رای ہونے مین کیا عذر ہوسکتا ہے اور قیدیان بدر کا قصہ یہ ہے کہ حضرت رسول نے بمشورہ حضرت ابوبکرؓ کے قیدیون کو فدیہ لیکر کے رہا کیا مگر حضرت عمرؓ کی راے یہ تھی کہ وہ قیدی سب قتل کیے جائین غرض سختی مزاج عمرؓ کی ہر جگہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵

وعن ابن مسعود قال فضل الناس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ باربع بذکر الاساری یوم بدر امر بقتلھم فانزل اللہ تعالی لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم وبذکر الحجاب امر نساء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یحتجبن فقالت لہ زینب وانک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل اللہ واذا سألتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب وبدعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم اید الاسلام بعمر وبرأیہ فی ابی بکر کان اول ناس بایعہ رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا اوسنے کہ تفضیل دی گئی آدمیون پر عمر ابن الخطاب کو چار باتون سے اول ساتھ ذکر قیدیان بدر کے کہ حکم کیا اوس عمرؓ نے واسطے قتل اون قیدیون کے پس اوتاری خدانے یہ آیت کہ اگر نہین کتاب خدا کی پہلے آتی تو مس کرتا تم لوگون کو اوس بات مین جو کہ لیا تم لوگون نے ایک عذاب عظیم اور دوم ساتھ ذکر حجاب عورتون کے کہ حکم کیا عمرؓ نے بیبیون کو حضرت رسولؐ کے وہ لوگ پردہ کرین پس کہا عمرؓ کو زینب نے کہ کیا تو حکم چلاتا ہے اوپر ہم سبھون کے اے ابن خطاب حالانکہ وحی اوترتی ہے ہم لوگون کے گھرون مین پس اوتاری

خدا نے یہ آیت کہ جب مانگو تم لوگ اون عورتون سے کوئی چیز تو مانگو تم لوگ اون عورتون
سے پردہ کی اوٹ سے۔ سوم ساتھ دعا نبی کے کہ اے اللہ میرے تائید دے تو اسلام
کو ساتھ عمرؓ کے اور چہارم ساتھ رائے اوسکے دربارہ ابو بکرؓ کے کہ تھے وہی عمرؓ اول
اون آدمیون کے کہ جو بیعت کی ابو بکر پر روایت کی اسکو احمد نے فقط چوتھا امر
یعنے خلیفہ بنانا عمرؓ کا ابو بکر کو ایسا امر عظیم ہے کہ جسکی تفصیل بحث خلافت مین
کیجائیگی کہ کسطرح پر حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے۔

حدیث نمبر ۱۶

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ذلک الرجل ارفع
امتی درجۃ فی الجنۃ قال ابو سعید واللہ ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر ابن الخطاب
حتی مضی بسبیلہ رواہ ابن ماجۃ ترجمہ اور روایت ہے ابو سعید سے کہ کہا
اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ وہ مرد بلند ترین است کا میرے ہے از روی درجہ کے
جنت مین کہا ابو سعید نے کہ قسم خدا کی نہین دیکھتے ہم لوگ اوس مرد کو مگر عمرؓ
ابن خطاب کو یہانتک کہ گذر گیا وہ عمرؓ اپنے راستے کو روایت کی اسکو ابن ماجہ نے
فقط اس حدیث سے ظاہر کہ خود حضرت رسولؐ نے نام اوس شخص کا جو بلند تر ہو از روے
درجہ کے نہین ذکر کیا مگر یہ قول ابو سعید راوی کا ہے کہ ہم لوگ یعنی صحابی لوگ اوس
شخص سے عمر ابن خطاب کو مراد لیتے ہین اور اگر یہ مراد لینا صحیح ہو تو حضرت عمرؓ کا
بلند تر ہونا درجہ مین حضرت ابو بکرؓ سے بھی لازم آتا ہے چنانچہ یہ تردد خود شاہ صاحب
کو بھی اس حدیث کی شرح مین ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷

وعن اسلم قال سالنی ابن عمر عن بعض شانہ فاخبرتہ قال ما رایت احدا قط

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حین قبض کان اجد واجود حتی انتہی من عمر رواہ البخاری سے ترجمہ اور روایت ہی اسلم سے کہ کہا اونے کہ پوچھا مجھسے ابن عمرؓ نے بعض حالات عمرؓ کو بس خبر دی ہمنے اوس ابن عمرؓ کو کہا اوس نے اسلم نے کہ نہیں دیکھا مین کسی شخص کو ہرگز بعد رسول اللہ کہ انتقال کیا اوس رسول نے زیادہ کوشش اور نیک تر انتہائے عمر تک عمرؓ سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث مین بھی کوئی قول خود حضرت رسولؐ کا نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۸

وعن المسور ابن مخرمۃ قال لما طعن عمر جعل یالم فقال لہ ابن عباس وکانہ یجزعہ یا امیر المومنین ولا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاحسنت صحبتہ ثم فارقک وھو عنک راض ثم صحبت ابا بکر فاحسنت صحبتہ ثم فارقک وھو عنک راض ثم صحبت المسلمین فاحسنت صحبتھم ولان فارقتھم لتفارقنھم وھم عنک راضون قال اما ما ذکرت من صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضاہ فانما ذلک من من اللہ من بہ علی واما ما ذکرت من صحبۃ ابی بکر ورضاہ فانما ذلک من من اللہ من بہ علی واما ما تری من جزعی فھو من اجلک ومن اجل اصحابک واللہ لو ان لی طلاع الارض ذھبا لافتدیت بہ من عذاب اللہ قبل ان اراہ رواہ البخاری سے

ترجمہ اور روایت ہی مسور ابن مخرمہ سے کہ کہا اونے کہ جب زخمی کئے گئے عمرؓ تو بیصبری کرنے لگے عمرؓ پس کہا اوسکو ابن عباس نے درحالیکہ حالت جزع مین سمجھتے تھے اوس عمرؓ کو کہ اے امیر المومنین یہ سب بیصبری کرنی نہین چاہیے کہ ہر آئینہ صحبت اوٹھائی تونے حضرت رسولؐ کی پس نیک ہوئی تجھکو صحبت اوس رسول کی تب مفارقت کی اوس رسول

نے تجھسے درحالیکہ وہ رسول تجھسے راضی تھے تب اوسکی بعد صحبت ہوئی تجھکو ابوبکرؓ سے
پس نیک ہوئی صحبت تیری اوس ابوبکر سے تب مفارقت کی اوس ابوبکرؓ نے تجھسے
اور وہ تجھسے راضی تھے تب صحبت ہوئی تجھکو مسلمانون سے پس نیک ہوئی صحبت
تیری اون لوگون سے اور اگر مفارقت کرے تو اون لوگون سے تو ہر آئینہ مفارقت
کریگا تو اون لوگون سے درحالیکہ وہ لوگ تجھسے راضی ہین کہا اوس عمرؓ نے کہ جو کچھ
ذکر کیا تو نے صحبت رسول سے اور رضامندی سے اوسکے سو یہ بات احسانات خدا سے
ہے کہ جو احسان کیا مجھپر ساتھ اوسکے اور لیکن جو ذکر کیا تو نے صحبت ابوبکرؓ اور رضامندی
کو اوسکے پس یہ بات احسانات سے خدا کے ہے جو احسان کیا اوسنے مجھپر ساتھ اوسکے
اور لیکن جو کہ تو دیکھتا ہے جزع یعنی بیقراری کو میرے سو وہ بیقراری واسطے تیری ہے
اور واسطے اصحاب تیرے قسم خدا کی اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو ہر آئینہ فدیہ
کرتے ہم اوسکو بدلے مین عذاب خدا کے قبل اس بات کی دیکھتا مین اوس عذاب
کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط شک نہین ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بڑی مصاحب
خاص حضرت رسول کے تھی مگر جب حضرت رسولؐ نے کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے
مانگا تو اوس بات کو حضرت عمرؓ نے حسبکم کتاب اللہ کہکے ٹال دیا یہانتک کہ
حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ ہمکو اس بات کا خوف نہین ہے کہ تم لوگ شرک کروگے بعد
میرے ولیکن خوف یہ ہے کہ رغبت کروگے تم لوگ دنیا کی طرف اور اوٹھ جاؤ تم لوگ
میرے پاس سے اور چھوڑدو مجھکو کہ جس حال مین کہ مین ہون وہ بہتر ہے اوس حال سے
کہ جسمین تم لوگ ہو فقط اور تفصیل اس قصہ کی بذکر وفات حضرت رسولؐ کیجائیگی
بہرحال یہ تمام اٹھارہ ۱۸ حدیثین جو بشان حضرت عمرؓ کے مذکور ہوئین سو اس سے
بھی کچھ افضلیت حضرت عمر کی حضرت علی سے پائی نہین جاتی ہے بلکہ ادنی توجہ سے

بطرف احادیث حضرت علی و ابوبکر و عمر کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسیکو کچھ مقابلہ حضرت
علی سے نہیں ہے اور یہ کہ حب علی و اہلبیت کا عین ایمان ہے چنانچہ موافق اسکے
ایک غزل راقم کی اس مقام میں لکھی جاتی ہے۔

غزل منقبت حضرت امیر علیہ السلام المؤلفہ

حب علی بیگمان ماحی عصیان من — اشک پُر از درد او باعث غفران من
آنکہ بہ مسکین بداد سرور عالی نژاد — فاقہ او ہست یا واین سر و سامان من
جود و کرم شان او عفو بدامان او — بود مرا نان او کاش بدامان من
حیدر کرار ما صفدر جبار ما — شاہ علم دار ما والی ایمان من
شان علی لافتی آیت او انما — جملہ مرض را شفا عیسی دوران من
ہادی عرش برین کیست جز او بر زمین — حب علی بالیقین حاصل عرفان من
بندہ آزادہ ام راست رو و سادہ ام — داد محب دادہ ام حب علی جان من

فصل ۶

اب احادیث مشترکہ باب مناقب ابی بکر و عمر کے مشکوۃ المصابیح سے مذکور ہوتی ہیں

حدیث نمبر ۱

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بینما رجل یسوق بقرۃ اذ اعیی
فرکبہا فقالت انا لم نخلق لہذا انما خلقنا لحراثۃ الارض فقال الناس سبحان اللہ
بقرۃ تکلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانی اومن بہ انا وابوبکر وعمر وما ہما
ثم وقال بینما رجل فی غنم لہ اذ دخل الذئب علی شاۃ منہا فاخذہا فادرکہا
صاحبہا فاستنقذہا فقال لہ الذئب فمن لہا یوم السبع یوم لا راعی لہا غیری فقال
الناس سبحان اللہ ذئب یتکلم فقال اومن بہ انا وابوبکر وعمر وما ہما ثم متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ سے حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے درحالیکہ
ایک آدمی ہانکے لئے جاتا تھا ایک گای کو جبکہ تھک گیا تھا وہ آدمی پس سوار ہوا اوس
گای پر پس کہا اوس گای نے کہ تحقیق کہ ہم لوگ نہین پیدا کئے گئے ہین واسطے سواری کے
اور صرف پیدا کئے گئے واسطے جوتنے زمین کے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ ایک گای بات کرتی ہے
تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ مین ایمان لاتا ہون ساتھ اس بات کے اور ابوبکر اور
عمر درحالیکہ نہ تھے وے لوگ وہان پر اور ایک دوسرا قصہ کہا کہ درحالیکہ ایک
مرد اپنی بکریون کے گلہ مین تھا کہ ناگاہ آ پہونچا ایک بھیڑیا اور پر ایک بکری کے
اوس گلہ مین سے اپس پکڑ لیا اوسکو تب پیچھے سے پہونچا مالک اوس بکری کا اور
چھوڑایا اوس بکری کو تب کہا اوس بھیڑیے نے پس کون شخص چرواہا اوس
بکری کا ہے روز سبع کا یعنی وہ روز کہ چرواہا ہوا یا درندہ ہے کہ نہین کوئی چرواہا
اوس بکری کا ہوتا ہے سوائے میرے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ بھیڑیا بات کرتا ہے
پس کہا رسولخدا نے کہ ایمان لاتا ہون مین اور ابوبکر اور عمر ایمان لاتے ہین ساتھ
اوسکے درحالیکہ نہتھے وے سب اوس جگہہ پر متفق علیہ اس سے صرف یہ بات معلوم
ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر بڑے تصدیق کرنے والے کلام حضرت رسول کے
تھے اور اسطرح کی خراج داری مین اونکے کیا عذر ہو سکتا ہے ۔

حدیث نمبر ۲

وعن ابن عباس قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرہ اذا رجل
من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول یرحمک اللہ انی لارجو ان یجعلک اللہ مع
صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول کنت
وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت وابوبکر

وعمر وخرجت وابوبکر وعمر فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا اونسے کہ تحقیقکہ مین کھڑا تھا ایک قوم مین
کہ دعا کرتے تھی وے لوگ خدا سے واسطے عمر کے اور تحقیقکہ رکھی ہوئے تھی عمر اوپر تختے کے
اپنے واسطے غسل لاش اونکے کہ ناگاہ ایک مرد ہمارے پیچھے سی تحقیقکہ رکھا اونسی کہنی
کو اپنے اوپر کاندھے ہمارے کہتا ہوا اس بات کو کہ رحم کرے اللہ تجھپر تحقیقکہ ہم
ہر آئینہ امید کرتے ہین اس بات کو کہ کرے وہ اللہ تجھکو ساتھ دونوں ساتھیون
تیرے ہو واسطے کہ ہم بیشتر سنتے تھی رسول اللہ کو کہتے ہوی کہ تھے ہم اور ابوبکر اور عمر اور
کیا ہمنے اور ابوبکر اور عمر نے اور چلے ہم اور ابوبکر اور عمر اور پہونچے ہم اور ابوبکر اور
عمر اور باہر نکلے ہم اور ابوبکر اور عمر اور پیچھے دیکھا ہمنے تو ناگاہ وہ شخص تھے علی ابن
ابی طالب متفق علیہ فقط اس حدیث سی صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر اور
عمر بڑے مصاحبان خاص مین سے حضرت رسول کے تھی اور اس بات مین کیا عذر
ہو سکتا ہے مگر اسی حدیث سی ایک درجہ خاص ملکی صفات ہونے حضرت علی کا ظاہر
ہوتا ہے کہ وہ واسطے حضرت عمر کے دعا کرتے ہین حالانکہ حضرت عمر سے بہت کچھ
بدسلوکی پائی ہوے تھے اور کیون نہو کہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے تھے

اور یہ شعر اس مقام مین بہت حسب حال ہے ؎

دوستانرا کجا کنی محروم ✤ توکہ با دشمنان نظر داری

اور جیسا کہ حضرت علی نے بھی حضرت عمر کے فرمایا کہ وہ امید کرتے ہین کہ حضرت عمر ساتھ
اپنے دونون ساتھیون کے کئے جائین سو ویسا ہی اتفاق ہوا کہ متصل مزار شریف
حضرت رسولخدا کے قبر حضرت ابوبکر کے اور متصل اوسکے قبر حضرت عمر کی ہوئی کہ اونکے
پیشین گوئی مین کیا فرق آسکتا ہی کہ حضرت کی شریک نبوت مثل ہارون و موسی کے تھے جیت

نہین ہمسر اوسکا کوئی جز علی ٭ کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

حدیث نمبر ۳

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم قال ان اھل الجنۃ لیتراون اھل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابا بکر وعمر منھم وانعما رواہ فی شرح السنۃ وروی نحوہ ابوداود والترمذی وابن ماجۃ

ترجمہ روایت ہی ابی سعید خدری سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت کی لوگ ہرآئینہ دیکھتے ہین علیین کو جیساکہ دیکھتے ہو تم لوگ ستارہ کو ہر دار کو بیچ کنارہ آسمان کے اور تحقیقکہ ابو بکر اور عمر ہین اون لوگون مین سے اور اس سے بھی زیادہ ہین روایت کی اسکو شرح سنت مین اور روایت کی مثل اوسکے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے صرف اہل جنت ہونا حضرت ابو بکر و عمر کا ظاہر ہوتا ہی مگر کچھ فضیلت اونکی حضرت علی پر نہین پائی جاتی ہے کہ بہ نسبت حضرت علی کے تو ایک حدیث فصل ۲۶ مین یہ مذکور ہوئی ہے کہ جنت مشتاق ہے تین شخصون کی علی اور عمار ابن یاسر اور سلمان کی۔

حدیث نمبر ۴

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ابوبکر وعمر سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن علی رضی اللہ عنہ ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ابو بکر اور عمر دو سردار سیانہ عمر والی اہل جنت کے ہین اولین اور آخرین مین سے سوا انبیا اور مرسلین کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فقط اس حدیث کی معنے صرف اسقدر ہین کہ ادھیڑ یعنے میانہ عمر کے

لوگ جو اہل جنت مین سو حضرت ابوبکر اور عمر اونکے سردار ہین اور یہ حدیث اسیطرح کی ہی
کہ جیسا حدیث مین وارد ہی کہ الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ یعنی کہ حسنؑ اور حسینؑ
سرداران نوجوانان اہل بہشت کی ہین مگر چونکہ سنیون کو ایک کجبختی اس بات کی ہے
کہ جہان تک ہوسکے توہین و تنقیص شان اہلبیت کی کیجاسے سو شاہ عبدالحق صاحب
نے بمقتضاے شان تعصب اور کسرشیت کے اس حدیث مین یہ نکتہ لگا دیا کہ جب ابوبکر اور
عمر سردار بوڈھون کے ہون تو سردار جوانون کے بھی ہونگے غرضکہ اہتمام سے وہ
حدیث امام حسنؑ حسینؑ کی خرد برد ہوگئے حالانکہ یہ حدیث کہ ابوبکر اور عمر دو سردار
کہن سالان اہل جنت کے ہین صحیحین یعنے صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور
اس حدیث کا مبالغہ بھی قابل ملاحظے کے ہی کہ ابوبکر اور عمر کو سرداران اہل جنت کا
اولین سے لیکے آخرین تک بنا دیا حالانکہ زبیدی اور پطرس اور شمعون وغیرہ
حواریان حضرت مسیحؑ کے اس درجہ اعلی کے ہوئے ہین کہ اونکے صفات عمدہ صبر وغیرہ
کے کتاب اعمال حواریان ضمیمہ اناجیل اربعہ سے معلوم ہوسکتے ہین کہ حضرت ابوبکر و
عمر کو اونسے کیا مقابلہ ہے مگر یہ شان دوازدہ امام کی حضرت امام عسکری تک البتہ ہے
کہ یہ لوگ بھی واسطے برداشت ظلم کے پیدا ہوئے تھے خصوصاً صبر اور حلم اور سکون و وقار
حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایسا ہوا کہ اونکے حق مین یہ کلام البتہ راست ہوسکتا ہی
کہ کوئی شخص اولین مین سے برداشت ظلم مین مقابل حضرت امام حسینؑ کا نہین ہوا
اور نہین ہوگا اور اس حدیث کو بروایت ابن ماجہ کے جو حضرت علی کیطرف منسوب
کیا سو سنیون کو اسطرح کی نسبت لغو کر دینا کچھ مشکل نہین ہے ورنہ حضرت علیؑ
کے منھ سے ایسا کلام مبالغہ کا بلفظ اولین و آخرین کے نہین نکل سکتا ہی۔

حدیث نمبر ۵

وعن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اني لا ادري ما بقائي فيكم
فاقتدوا بالذين من بعدي ابي بكر وعمر رواه الترمذي ترجمہ اور روایت ہے حذیفہ
سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ مین نہین سمجھتا ہون کہ کسقدر بقا ہمارا
تم لوگون مین ہی پس اقتدا کیجیو تم لوگ بعد ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر کے روایت کی
اسکو ترمذی نے فقط [illegible] یہ حدیث مندرجہ فصل ۴۵ کے ہی مگر اوس حدیث
مین ذکر عمار یاسر [illegible] ہی ہے اور یہ دونون حدیثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم
سے باہر ہین اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ حدیث خم غدیر کی بحق حضرت علی کے ہو چکی
تھی تو خلافت اونکی کوئی دوسری حدیث بحق کسی شخص آخر کے نہین ہو سکتی تھی
اور لفظ اقتدا سے تو لفظ اہتدا کی [illegible] عمار یاسر کے بڑھ کر ہے۔

حدیث نمبر ۶

وعن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا دخل المسجد لم يرفع
احد راسه غير ابي بكر وعمر كانا يتبسمان اليه ويتبسم اليهما رواه الترمذي وقال هذا حديث
غريب ترجمہ اور [illegible] کہ تھے رسولخدا کہ جب داخل مسجد ہوتے تھے
تو نہین کوئی شخص سر اوٹھاتا تھا سوا ابوبکر اور عمر کے کہ جب رسولخدا کا یہ حال تھا
کہ اونکو دیکھ کر کے [illegible] ابوبکر اور [illegible] تبسم کرتے تھے اور اون دونون کو دیکھکر کے
حضرت رسولخدا تبسم [illegible] روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی
فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہی مگر [illegible] حدیث کی صحت مین کچھ جائے عذر نہین ہے
کہ فی الواقع حضرت ابوبکر اور حضرت عمر [illegible] خاص سے حضرت رسول کی تھی

حدیث نمبر ۷

وعن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم خرج ذات يوم دخل المسجد وابوبكر وعمر احدهما

عن یمینہ والاخر عن شمالہ وھو اٰخذ بایدیھما فقال ھٰکذا نبعث یوم القیامۃ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ تحقیقکہ حضرت نبی باہر نکلے ایک روز اور داخل ہوے مسجد شریف مین اور ابو بکر اور عمر ساتھ تھے کہ ایک اونمین سے داہنی طرف اوس رسول کے تھا اور دوسرا بائین طرف اوس رسول کے اور انحضرت ہاتھون کو اون دونون کو پکڑے ہوے تب کہا حضرت رسول نے کہ اسیطرحسے اوٹھائے جائینگے ہم لوگ بروز قیامت کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہی فقط ہرگاہ یہ حدیث خود ایسا حدیث غریب ہے تو کچھ حاجت زیادہ عذر کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۸

وعن عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم رای ابابکر وعمر فقال ھذان السمع والبصر رواہ الترمذی مرسلاً ترجمہ اور روایت ہے عبد اللہ ابن حنطب سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے دیکھا ابو بکر اور عمر کو پس کہا کہ یہ دونون کان اور آنکھ ہین روایت کی اسکو ترمذی نے بطور حدیث مرسل کی یعنے کہ اس حدیث کا سلسلہ درمیان سے منقطع ہے فقط یہ تشبیہ حضرت ابو بکر اور عمر کی ساتھ کان اور آنکھ کے اوسیطرح پر ہی کہ جیسا کہ تشبیہ حضرت علی کی ایک دوسری حدیث مین ساتھ دل وجان کے دیگئی ہے اور بہر حال یہ حدیث مقابل حدیث دمک دمی ولحمک لحمی وانت منی وانا منک کے نہین ہوسکتی ہے کہ جسمین بحق حضرت علی کے ارشاد ہوا ہی کہ خون تیرا میرا خون اور گوشت تیرا میرا گوشت ہی اور تو مجھسے ہی اور مین تجھسے ہون۔

حدیث نمبر ۹

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما من نبی الا ولہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل الارض فاما وزیرای من اھل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابو بکر و عمر

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ نہین کوئی نبی ہے مگر حال یہ ہی کہ ہین اوسکے دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر اہل زمین سے پس لیکن دو وزیر ہمارے اہل آسمان سے پس جبرئیل اور میکائیل ہین اور دو وزیر میرے اہل زمین سے ابوبکر اور عمر ہین روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے مگر اسکی صحت مین کچھ کلام نہین ہی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بیشک لبطور وزراے حضرت رسول کے تھے مگر حضرت علی ایک دوسری چیز ہین

بیت

خدا نفس پیغمبرش خوانده است　　دگر را فضیلت بکس مانده است

حدیث نمبر ۱

وعن ابی بکرۃ ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رایت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابو بکر فرجحت انت ووزن ابو بکر وعمر فرجح ابو بکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یوتی اللہ الملک من یشاء رواہ الترمذی وابو داود

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکرہ سے یہ بات تحقیق کہ ایک مرد نے کہا پیغمبر خدا سے کہ دیکھا مین نے گویا کہ ایک ترازو اوتری آسمان سے تب تولا گیا تو اور ابوبکر پس وزن تیرا بھاری ہوا اور تولے گئے ابوبکر و عمر پس بھاری ہوے ابوبکر اور تولے گئے عمر اور عثمان پس بھاری ہوے عمر تب اوٹھا لیا گیا ترازو پس برا لگا یہ قصہ پیغمبر خدا کو پس کہا پیغمبر خدا نے کہ یہ قصہ خلافت نبوت کا ہی اور اوسکے بعد دیگا خدا ملک کہ جسکو چاہی روایت کی اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے فقط یہ حدیث بھی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم ... باہر ہے اور یہ حدیث صراحۃً موضوع اور غیر اصلی ہی اسواسطے
کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو سنیون کو کیا حاجت اس بات کی ہوتی کہ خلافت حضرت
ابوبکر کو بہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے اور پریشانی اس حدیث کی قابل ملاحظہ کے ہے
کہ ابوبکرہ کوئی صحابی نامی سے نہیں ہے اور کچھ نہیں کہتا ہی کہ کس شخص نے یہ خواب
دیکھا تھا مگر خیریت یہ ہی کہ اس خواب مین حضرت عثمان اور حضرت علی وزن نہین
کیئے گئے اور اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل راوی اس حدیث نے قبل زمان خلافت
حضرت علی کے یہ حدیث بیان کی ہوگی ۔

حدیث نمبر ۱۱

عن ابن مسعود ان النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ
فاطلع ابوبکر ثم قال یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ فاطلع رواہ الترمذی و قال
ھذا حدیث غریب ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبیؐ
نے فرمایا کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد اہل جنت سی پس پہونچے ابوبکر بعد اوسکے
فرمایا حضرت رسول نے کہ آویگا تم لوگون کے پاس ایک مرد جنت سی پس پہونچے عمر
روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے
مگر اسکی صحت مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے اسواسطے کہ اس حدیث سی کچھ فضیلت حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۴ کی
اس حدیث پر بہت غالب ہی کہ جسکا منشا یہ ہی کہ پیغمبر خدا کے پاس ایک مرغ بریان
رکھا ہوا تھا کہ آپ نے یہ دعا کی کہ بار خدایا لا میرے پاس ایک شخص کو جو محبوب ترین
خلق ہو تیرے پاس کہ آکر کے وہ اس مرغ کباب کو میرے ساتھ کھاتا پس آگئے
علی ؑ اور کھایا اوس کباب کو ساتھ حضرت رسول کے ۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن عائشۃ قالت بینا راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حجری فی لیلۃ ضاحیۃ اذ قلت یارسول اللہ ھل یکون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ درحالیکہ سر پیغمبر خدا کا ہمارے گود مین تھا ایک چاندنی رات مین کہا مینے کہ اے رسول اللہ آیا ہی واسطے کسی کے حسنات بہ تعداد ستارہ ہاے آسمان کے تب کہا حضرت نبی نے کہ ہان وہ شخص عمر ہے مینے کہا کیا ہو گے حسنات ابوبکر کے تب فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ سب نیکیان عمر کی مثل نیکی واحد کے ہے نیکیون سے ابوبکر کے روایت کی اسکو رزین نے فقط اگرچہ ہمکو اس بات سے کچھ کام نہین ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے افضل تھے یا نہین مگر یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ حضرت عائشہ نے بہت کچھ قول حدیثا انکے لشان حضرت ابوبکر کے بیان کیا ہے اور اس مقام تک جو سولہ حدیثین لشان حضرت عمر اور بارہ حدیثین مشترک ان دونون صاحبون کی کل چھیالیس حدیثین مذکور ہوئین سو ان سب حدیثون سے کچھ فضیلت ان لوگون کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے اور جو کچھ کہ عقیدہ ہمارا ساتھ حضرت علی کے ہی سو تماتر بتائید اسکے اشعار مفصلہ ذیل ہین جو کہ قصیدہ حضرت خواجہ حافظ شیراز لسان الغیب سے انتخاب کیے جاتے ہین –

اشعار خواجہ حافظ شیراز لشان حضرت علی ع کرم اللہ وجہہ

مقدرے کہ ز آثار صنع کرد اظہار	سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار
بدوستی نبی و ولی اساس نہاد	جہان و ہر چہ درو ہست خالق جبار
نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا	نبی رسول و ولی عہد حیدر کرار

امام تبی والنبی علے بود کہ علے
علاوہ ازان جہ محمد زہر چہ ہست ہست
کہ نیست دین ہدی را بقول پاک رسول
تنہا سمنان نشین حافظا تو آکن
حرام زادہ و بد فعل و شوم ولی نیاد
شتابہت بمنافق چہ بیلنے بگذر
زکل خلق فزون است از صغار و کبار
اگر تو مومن پاکے بکن برین اقرار
امام غیر علے بعد احمد مختار
نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار
بمدح شاہ کجا کے نماید اوقرار
زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار

فصل ۷

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عثمان رض کے مذکور ہوتے ہین سو ہمارا حال ساتھ اونکے یہ ہے کہ اگرچہ وہ بنی امیہ مین سے ہین مگر ہمکو خاص ادب ساتھ اونکے اس بات کا ہے کہ وہ بھی بطور حضرت مولی علی ع کے داماد حضرت خدیجۃ الکبری کے ہین کہ دو بیٹیان اونکی یکے بعد دیگرے ساتھ اونکے بیاہی گئین اور اسیوجہ سے لقب اونکا ذوالنورین ہوا اور بکے سنیون کیطرف سے اونکی فضیلت اسطرح پر کہی جاسکتی ہے کہ اگرچہ وہ داماد حضرت خدیجۃ الکبری کے ہین مگر غنیمت ہے کہ وہ بنی امیہ سے ہین کہ جو تائید اور حمایت بنی امیہ کی سنیون پر لازم ہے غرض کہ اونکے بزرگی اور فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے ہر چند افضلیت اونکی حضرت علی پر نہو اور ہم دیکھتے ہین کہ خود بکے سنیون کو بھی کچھ اہتمام خاص فضلیت حضرت عثمان کا نہین ہے اور احادیث مناقب اونکی اس رسالہ مین حسب ذیل ہین

حدیث نمبر ۱

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضطجعا فی بیتہ کاشفا فخذیہ او ساقیہ فاستاذن ابوبکر فاذن لہ وھو علی تلک الحال

فتحدث ثم استاذن عمر فاذن لہ وھو کذ لک فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسوّی ثیابہ فلمّا خرج قالت عائشۃ دخل ابو بکر فلم تھتش لہ ولم تبالہ ثم دخل عمر فلم تھتش لہ ولم تبالہ ثم دخل عثمان فجلست وسوّیت ثیابک فقال الا استحیی من رجل تستحیی منہ الملائکۃ وفی روایۃ قال ان عثمان رجل حیّی وانی خشیت ان اذنت لہ علی تلک الحالۃ ان لا یبلغ الیّ فی حاجتہ رواہ مسلم ترجمہ روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ تھے رسول خدا لیٹے ہوے اپنے گھر مین کہولے ہوی اپنی رانون یا دونون ٹانگون کو اپنے پس اذن چاہا ابو بکر نے واسطے اندر آنے کے اور اذن دیا آپ نے اونکو اور خود آپ اوسی حال پر رہی اور بات چیت کرتے رہے ابو بکر اور بعد اسکے اندر آنے کو چاہا عمر نے پس اذن دیا آپ نی اوس عمر کو اور خود آپ اوسیطرح پر رہے اور بات چیت کرتے رہے عمر تب اذن چاہا عثمان نے پس اوٹھ بیٹھے رسول خدا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس جب حضرت عثمان باہر گئے تو پوچھا عائشہ نے کہ اندر آئے ابو بکر اور نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوسکی اور اوسکے بعد پہونچے عمر پس نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوس کی تب پہونچے عثمان اور تو اوٹھ بیٹھا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس کہا حضرت رسول نے کہ کیا مین حیا نکرون ایک ایسی آدمی سے کہ حیا رکھتے ہین اوس سے فرشتہ لوگ اور ایک روایت مین ہی کہ تحقیقکہ عثمان ایک مرد حیا دار ہے اور مین اس بات کو ڈرا کہ اگر مین اجازت آنے کی دون اوسکو اوسی حال مین تو شاید نہ پہونچے وہ مجھ تک اپنی حاجت مین یعنی شاید عرض حال اپنا نکری روایت کی

اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے کامل الحیا ہونا حضرت عثمان کا ظاہر ہوتا ہے
اور یہ بات واقعی بھی ہے کہ حضرت عثمان بڑے صاحب حیا تھے مگر کچھ تعجب نہین ہے
کہ یہ حدیث فضیلت عثمان کی حضرت عائشہ نے بعد قتل اونکے بیان کی ہوگی کہ جب
یہ بہانہ مطالبہ ناحق خون عثمان کے ساتھ حضرت علیؓ کے فساد مچایا تھا ورنہ عثمان
سے تو حضرت عائشہ خود ملول تھین اور ایک قرینہ قوی اس بات کا یہ ہے کہ حدیث
فضیلت حضرت عثمانؓ کی بروایت طلحہ کے ہے کہ جو اوس فساد عائشہ مین بڑے سرغنہ تھے

حدیث نمبر ۲

عن طلحۃ بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل نبی رفیق ورفیقی
یعنی فی الجنۃ عثمان رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ وقال الترمذی
ھذا حدیث غریب ولیس اسنادہ بالقوی وھو منقطع

ترجمہ روایت ہے طلحہ ابن عبد اللہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ہر نبی
کو ایک رفیق ہے اور رفیق ہمارا یعنے جنت مین عثمان ہے روایت کی اسکو ترمذی
نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ ایک
حدیث غریب ہے اور اسناد اس حدیث کا قوی نہین ہے اور وہ اسناد منقطع ہے
فقط اس حدیث مین کچھ جاے عذر نہین ہے اور اس حدیث کو جو ترمذی نے اسقدر
ضعیف کر دیا ہے سو ظاہرا یہ امر بنظر حفظ درجہ شیخین یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر
کے ہوگا کہ سنیون کو بیان فضیلت حضرت عثمان مین کچھ بڑا اہتمام نہین ہے —

حدیث نمبر ۳

وعن عبد الرحمن بن خباب قال شہدت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یحث
علی جیش العسرۃ فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی مائۃ بعیر باحلاسہا

واقتابہا فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی مائتا بعیر باحلاسہا
واقتابہا فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی ثلث مائۃ
بعیر باحلاسہا واقتابہا فی سبیل اللہ فانا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ینزل علی المنبر وھو یقول ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ

رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن خباب سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوا مین حضرت
نبی کے پاس اور وہ ترغیب دے رہے تھے اوپر فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کے
تب اوٹھے عثمان پس کہا اوسنے کہ اے رسول اللہ ہمارے ذمہ سو اونٹ ہے
ساتھ کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت نبی نے
اور طیاری لشکر کی تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے دو سو اونٹ ساتھ
کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت نبی نے اوپر
طیاری لشکر کے تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے تین سو اونٹ ساتھ
کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب مین نے دیکھا حضرت رسول کو
اوترتے ہوے منبر سے اور فرماتے تھے کہ نہین جوابدہی بذمہ عثمان کے
ہے جو کام کہ وہ کرے بعد اوسکے نہین جوابدہی بذمہ عثمان کے ہی جو کام کہ وہ
کرے بعد اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ جنگ عسرت یعنی تکلیف کا
وہی غزوہ تبوک ہی کہ جسمین حضرت نبی تشبیہ ہارون اور موسی کی حضرت علی کو
دیکرکے اور حضرت علی کو اہل و عیال پر اپنے خلیفہ بناکرکے اس لڑائی مین خود
آپ تشریف لیگئے اور حدیث اوسکی فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور
اس حدیث سے نہایت سخاوت حضرت عثمان کی ظاہر ہوتی ہے اور اسی وجہ سے
شہرت کتب اونکی ساتھ عثمان غنی کی بہت درست ہی اور یہ ارشاد حضرت رسول

بحق حضرت عثمان کے کہ کوئی جواب ہی آئندہ عثمان کو نہین ہوگی اپنے مقام پر عقلاً
بہت درست ہی اس اعتبار سے کہ ایک شخص جو اس درجہ کی سخاوت رکھتا ہو سو آئندہ
پر ایسے شخص سے کیا برا کام ہو سکتا ہے اور سوا اسکے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے
کہ یہ بحق سخاوت کا ... راہ خدا مین دینا کفارہ ہی دوسری برائیون کا۔
ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی کہ نیکیان دفع کرتی برائیون کو بیت
سخاوت مس حبیب را کیمیاست سخاوت ہمہ دردہا را دو است

حدیث نمبر ۴

وعن عبد الرحمن بن سمرۃ قال جاء عثمان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالف دینار فی
کمہ حین جھز جیش العسرۃ نثرھا فی حجرہ فرایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقلبّھا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن سمرہ سے کہ کہا اونے کہ لائے حضرت
عثمان نبی کے پاس ایک ہزار دینار اپنی آستین مین کہ جسوقت حضرت رسول طیاری
کررہی تھے فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کی پس حضرت عثمان نے پھیلا دیا اون دینارون کو
گود مین اوس حضرت رسول کے پس دیکھا ہمنے حضرت نبی کو اولٹ پلٹ کررہی تھے
اون دینارون کو اپنی گود مین اور کہ رہی تھے کہ نہین ضرر کریگا عثمان کو کہ جو کام کہ
وہ کرے بعد آج کے اور اس بات کو فرمایا دو مرتبہ روایت کی اسکو احمد نے فقط
یہ حدیث اور حدیث بالا قریب یکدیگر اور متعلق جنگ تبوک کے ہین۔

حدیث نمبر ۵

وعن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ببیعۃ الرضوان کان
عثمان رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی مکۃ فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فضرب باحدی یدیہ علی الاخری فکانت
ید رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لعثمان خیرا من ایدیھم لانفسھم
رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ کہا اوس انس سے
کہ جب حکم دیا حضرت رسول نے ساتھ بیعت رضوان حدیبیہ کے تو تھے عثمان اوس وقت
مین فرستادہ رسولخدا کے طرف مکہ کے پس بیعت کی حضرت رسول نے آدمیون
کو تب کہا حضرت رسول نے کہ تحقیق کہ عثمان حاجت خدا اور حاجت رسولخدا مین
ہے پس مارا حضرت رسول نے ایک ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر پس تھا ہاتھ
رسولخدا کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھون سے اون صحابیون کے واسطے خود اون
لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ
حضرت رسولخدا نے حضرت عثمان کی طرف سے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی —

حدیث نمبر ۶

وعن ثمامۃ ابن حزن القشیری قال شھدت الدار حین اشرف علیھم عثمان فقال
انشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم قدم المدینۃ
ولیس بھا ماء یستعذب غیر بیر رومۃ فقال من یشتری بیر رومۃ یجعل دلوہ مع
دلاء المسلمین بخیر لہ منھا فی الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی وانتم الیوم تمنعونی
ان اشرب منھا حتے اشرب من ماء البحر فقالوا اللھم نعم فقال انشدکم
اللہ والاسلام ھل تعلمون ان المسجد ضاق باھلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم من یشتری بقعۃ آل فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منھا فی
الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیھا رکعتین فقالوا
اللھم نعم قال انشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون انی جھزت جیش العسرۃ من

مالی قالوا اللهم نعم قال نشدکم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم کان علی ثبیر مکه ومعه ابو بکر وعمر وانا فتحرک الجبل حتی تساقطت حجارته بالحضیض فرکضه برجله قال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشهیدان قالوا اللهم نعم قال الله اکبر شهدوا ورب الکعبة انی شهید ثلاثا رواه الترمذی والنسائی والدار قطنی

ترجمہ اور روایت ہی ثمامہ ابن حزن قشیری سے کہ کہا اونسے کہ حاضر ہوی ہم اوس مکان کو جسوقت کہ اوپر سے جھانکا اوپر اون مفسدان مصری کے عثمان نے پس کہا اوس عثمان نے یاد دلاتا ہون تمکو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ تحقیقکہ رسولخدا آئے مدینہ کو اور اوس مدینہ مین نہین تھا کوئی میٹھا پانی سوائے چاہ رومہ کے پس کہا اوس رسول نے کون شخص مول لیگا کنوان کو رومہ کے کہ کرد ے وہ شخص ڈول کو اپنے ساتھ ڈولون مسلمانون کے بدلہ مین ایک نیکی کے جو کہ اوسکو اوس کوے سے حاصل ہوگی جنت مین پس مول لیا مینے اوس چاہ رومہ کو خاص مال سے اپنے حالانکہ تم لوگ آج کے روز منع کرتے مجھکو اس بات سے کہ پیون مین اوس چاہ رومہ سے یہانتک پیتا ہون مین آب شور دریا کو پس کہا اون ہنگامہ کرنے والون نے کہ بارخدایا ہان تب کہا عثمان نے یاد دلاتا ہون مین تم لوگون کو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ مسجد نبوی تنگ تھی لیئے لوگون کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ کون شخص مول لیگا جگہہ کو آل فلان انصار کے اور بڑھا وے اوس جگہہ کو مسجد مین بدلے مین ایک نیکی کے جو اوسکو ملیگی بعیوض اوسجگہہ کے جنت مین کہ جو مول لیا مینے اوسکو خالص مال سے اپنے پس تم لوگ آجکے روز منع کرتے ہو مجھکو اس بات کو کہ نماز پڑھون مین اوسمین دو رکعت پس کہا اون

ہنگاسیون نے کہ بار خدایا ہان کہا اوس عثمان نے کہ یاد دلاتا ہون مین تم لوگ کو خدا
کو اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ کہ رسولخدا تھے اوپر پہاڑ ثبیر مکہ کے اور ساتھ اوس
رسول کے ابوبکر اور عمر تھے اور مین تھا پس جنبش مین آیا پہاڑ یہانتک کہ گری پتھر
اوسکے پستی زمین کو پس مارا رسولخدا نے اوس پہاڑ کو ایک پانون سے اپنے اور کہا
کہ قرار پکڑ اے ثبیر کہ تجھپر اور کچھ نہین مگر یہ کہ ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید
ہین تب کہا اون بلوائیون نے کہ بار خدایا ہان تب کہا عثمان نے کہ اللہ اکبر گواہی
دی ان بلوائیون نے قسم ہے رب کعبہ کی اس بات کی کہ تحقیقکہ مین شہید ہون
اور اس بات کو کہا حضرت عثمان نے تین دفعہ روایت کی اسکو ترمذی اور نسائی
اور دار قطنی نے فقط یہ حدیث اوسوقت کی ہے کہ جب بلوائیان مصر نے حضرت
عثمان کے گھر کو محاصرہ کر لیا تھا اور آخرکار حضرت عثمان کو عین تلاوت قران شریف
مین شہید کیا اور سر خون آلودہ آپکا اوپر آیت فسیکفیکھم اللہ کے گرا کہ جو پوری
آیت اوسکی ۱۳۱ و ۱۳۲ - سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فان امنوا بمثل ما
امنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم
صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون پس اگر ایمان لاوین
وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیقکہ راہ
پائی اون لوگون نے اور اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوائے اسکے نہین کہ وے لوگ
ایک پھوٹ مین ہین پس قریب ہی کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ
سنتا جانتا ہی رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سی اور
ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور مخفی نہین کہ یہ سب فساد بلوائیان
مصر کا بسبب [illegible] اتی اور مکر و فریب مروان کے ہو کہ جو بوقت حضرت ابوبکر اور حضرت

عمرؓ کے مردود تھا اور حضرت عثمانؓ کے وقت مین سرفراز ہوا اور اوسکی معذرت مین
شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو کچھہ کہ تحفہ اثنا عشریہ مین عذر حملہ رحم وغیرہ کا کیا ہے
سو وہ سب عذر ناکافی ہے اور اصل بات اسقدر ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی
مگر ضعیف الراے تھے کہ حضرت علی کی راسے پر اگر مروان کو حضرت عثمان نکال دیتے
تو فساد دب جاتا مگر بوجہ ضعیف الراے ہونے کے مروان کو نہین نکال سکے
اور آخر اوسی فساد مین شہید کیے گئے۔

حدیث نمبر

وعن مرۃ بن کعب قال سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وذکر الفتن فقربہا فمر رجل مقنع فی ثوب فقال ھذا یومئذ علی الھدی فقمت الیہ فاذا ھو عثمان بن عفان قال فاقبلت علیہ بوجھہ فقلت ھذا قال نعم رواہ الترمذی و ابن ماجہ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح ترجمہ اور روایت ہی مرہ ابن کعب سے کہ کہا اوسنے کہ سُنا مینے رسولخدا کو درحالیکہ ذکر کرتے تھی فتنون کو پس نزدیک ٹھہرایا اوس رسول نے اون فتنون کو پس گذرا ایک مرد کہ سر پر سے ایک کپڑا اوڑھے ہوسے تھا پس کہا حضرت رسول نے کہ یہ شخص اوسدن ہدایت پر ہوگا پس کہا اوس راوی نے کہ اوٹھہ کر گئے ہم اوس شخص کے پاس پس ناگاہ وہ عثمان ابن عفان تھے کہا اوس راوی نے کہ ہمنے سامنے کردیا چہرہ عثمان کا اور کہا ہمنے کہ یہ شخص ہوگا ہدایت پر تب کہا حضرت رسول نے کہ ہان روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی فقط اس حدیث مین کچھہ حاجت اوسکے دینے کی نہین ہے

حدیث نمبر

وعن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال انہ لعل اللہ یقمصک قمیصا فان

ارادوك على خلعه فلا تخلعه لهم رواه الترمذى وابن ماجه وقال الترمذى فى
الحديث قصة طويلة ترجمه اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیقکہ حضرت رسولؐ نے
فرمایا کہ اے عثمان شاید کہ اللہ پہراوے تجھکو ایک قمیص پس اگر چاہین لوگ تجھکو
اوپر نکال دینے اوس قمیص کے پس مت نکال تو اوس قمیص کو واسطے اون لوگون
کے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث مین
ایک قصہ طویل ہے فقط قیاس ہوتا ہی کہ حضرت عائشہ نے یہ حدیث بعد شہادت
عثمان کر بیان کی ہو اسواسطے کہ شہادت حضرت عثمان تک تو حضرت عائشہ کو حضرت عثمان سے خود
ملال تھا اور حضرت عائشہ کو حسب مصلحت وقت کر ایک حدیث بیان کرنے مین خوب مشاقی ہے

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عمر قال ذكر رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فتنة فقال يقتل
فيها مظلوما عثمان رواه الترمذى وقال هذا حديث حسن غريب
ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ذکر کیا رسولخدا نے ایک فتنہ کو
پس کہا اوس رسول نے کہ قتل کیا جائیگا یہ شخص اوس فتنہ مین مظلوم اور کہا
اس قول کو حق مین عثمان کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
حسن ہی کہ غریب ہی اسناد اوسکا فقط ہرگاہ راوی اس حدیث کے ابن عمر ہین
تو اسناد اس حدیث کا غریب ہونا کچھ بعید از قیاس نہین ہے -

حدیث نمبر ۱۰

وعن ابى سهلة قال لى عثمان يوم الدار ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
قد عهد الى عهدا وانا صابر عليه رواه الترمذى وقال هذا حديث حسن صحيح
ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ سے کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو عثمان نے بروز حاضرہ

گھر اوسکے یہ بات کہ تحقیقکہ رسولخدا نے عہد کیا مجھسے ایک عہد کو درحالیکہ میں صابر ہون اوپر اوس عہد کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اس حدیث مین کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عثمان ابن عبداللہ بن موھب قال جاء رجل من اھل مصر یرید حج البیت فرئی قوما جلوسا فقال من ھولاء القوم قالوا ھولاء من قریش قال فمن الشیخ فیھم قالوا عبداللہ بن عمر قال یا ابن عمر انی سائلک عن شئ فحدثنی ھل تعلم ان عثمان فر یوم احد قال نعم قال ھل تعلم انہ تغیب عن بدر ولم یشھدھا قال نعم قال تعلم انہ تغیب عن بیعۃ الرضوان قال نعم قال اللہ اکبر قال ابن عمر تعال ابین لک اما فرارہ یوم احد فاشھد ان اللہ عفا عنہ اما تغیبہ عن بدر فانہ کان تحتہ رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وکانت مریضۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان لک اجر رجل من شھد بدرا وسھمہ واما تغیبہ عن بیعۃ الرضوان فلو کان احد اعز ببطن مکۃ من عثمان لبعثہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عثمان الی مکۃ وکانت بیعۃ الرضوان بعدما ذھب عثمان الی مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیدہ الیمنی ھذہ ید عثمان فضرب بھا علی یدہ وقال ھذہ لعثمان ثم قال ابن عمر اذھب بھا الآن معک رواہ البخاری

ترجمہ روایت ہی عثمان ابن عبداللہ ابن موہب سی کہ کہا اوسنے کہ آیا ایک مرد اہل مصر سے کہ ارادہ کرتا تھا حج بیت اللہ کا پس دیکھا اوسنے ایک قوم کو بیٹھے ہوے تب پوچھا اوسنے کون ہین یہ لوگ لوگون نے کہا کہ یہ لوگ قریش سے ہین کہا اوس مرد نے کہ کون سردار ہے اون لوگون مین لوگون نے کہا کہ عبداللہ ابن عمر تب کہا

اوس مرد نے کہا اے ابن عمر مین کچھ پوچھا چاہتا ہون تجھسے پس بیان کر تو مجھسے اوس بات کو آیا تو جانتا ہے اس بات کو کہ عثمان بھاگے تھے بروز اُحد کے کہا اوس ابن عمر نے کہ ہان کہا اوس مرد نے آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ غایب رہے عثمان جنگ بدر سے اور نہین حاضر ہوے اوس لڑائی کو کہا ابن عمر نے کہ ہان تب کہا اوس مرد نے کہ آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ عثمان غایب رہے بیعۃ الرضوان سے کہا ابن عمر نے کہ ہان تب کہا اوس مرد نے اللہ اکبر کہا ابن عمر نے کہ آگے آ تو میرے پاس کہ حال بیان کرون مین تجھسے سو بھاگنا عثمان کا بروز احد کے پس گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ تحقیق کہ اللہ نے معاف کیا اوس عثمان سے اور غایب رہنا اوس عثمان کا بدر سے اسواسطے تھا کہ رقیہ بیٹی رسولخدا کی اونکے علاقہ مین تہین اور بیمار تہین سو فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ تجھکو مزدوری ایک آدمی کی ہوگی اون لوگون مین سے جو حاضر ہون بدر کو اور حصہ ملیگا اوس شخص حاضر کا اور لیکن غایب رہنا عثمان کا بیعۃ الرضوان سے سو اگر ہوتا کوئی شخص عزیز تر عثمان سے اندر مکہ کے تو بھیجتے رسولخدا اوس شخص کو پس بھیجا رسولخدا نے عثمان کو طرف مکہ کے پس فرمایا رسولخدا نے اپنے داہنے ہاتھ سے کہ یہ ہاتھ ہی ہاتھ عثمان کا پس ضرب دیا ساتھ اوس ہاتھ کے اپنے ہاتھ پر اور کہا کہ یہ ضرب بیعت ہی عثمان کی طرف سے تب کہا ابن عمر نے کہ لیجا تو ان کلمات کو اب ساتھ اپنے روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ قصہ جنگ اُحد کا اسطرح پر ہے کہ یہ جنگ اُحد ۳ھ ہجری مین بعد فتح جنگ بدر کے واقع ہوا اور حضرت رسولخدا نے ایک پچھلی گھاٹی پر پچاس آدمی تعینات کیا کہ بغیر حکم حضرت نبوی کے اپنے جگہ سے نہ ہٹین اور کچھ آثار فتح مسلمانون کے نمود ہوے مگر بطمع مال لوٹ کے

لوگ اپنی جگہہ پر نرہے اور یہ موقع پاکر کے کفار قریش نے پہر حملہ کیا یہانتک کہ سب
صحابی لوگ بہاگ گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ایک کونے مین جاکر چہپے
اور تین روز کے بعد یہ صاحب لوگ حضرت رسول کے پاس حاضر ہوے اور
حضرت عثمان بہی بہاگ کر تین روز کے بعد حاضر ہوے اور جب یہ سب لوگ
بہاگے تہے تو اوسوقت حضرت رسول کے پاس سولے حضرت علی اور ابو وجانہ اور
سہل ابن ابو حنیف کل تین شخصون کے کوئی چوتھا آدمی باقی نہین تہا سو
ابو وجانہ اور سہل ابن ابی حنیف حضرت رسول کے حفاظت مین تہے اور حضرت
علی حضرت رسول کے پاس سے میدان معرکہ مین جاکر کے ایک ایک نامی کافر
قریش کو قتل کر کے حضرت رسول کے پاس اطلاع دینے کو آتے تہے اور اوسی لڑائی
مین ایک آواز غیب کی سُنی گئی کہ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار یعنی نہین
کوئی جوانمرد ہے مگر علی اور نہین کوئی تلوار ہے مگر ذوالفقار اور حضرت نبی نے حضرت
علی سے کہا کہ یہ آواز حضرت جبرئیل فرشتہ کی ہے اور لقب آپکا حیدر کرار غیر فرار
اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اوسی روز سے ہوا غرض اس لڑائی مین
حضرت علی نے بہت بہادرانہ کام کیا اور حق وفاداری کا انجام تک پہونچایا اور
حضرت ابوبکر وغیرہ صحابی لوگ جو بہاگ گئے تہے سو اونپر اصل مین کچہ الزام نہین
ہوسکتا ہے اسواسطے کہ جب لڑائی بگڑ جاتی ہے تو اوسوقت پانون ٹہرجانا
بہت مشکل ہے اور معاف ہونا قصور ان سب بہاگنے والون کا براہ انصاف
بہت درست ہے اور حضرت علی جو اکیلے لڑتے رہے سو یہ ایک دوسری بات ہے
اسواسطے کہ حضرت نبی اور علی ایک جان دو قالب تہے یہانتک کہ جب حضرت علی
نے عین لڑائی مین سُنا کہ حضرت نبی مارے گئے تو حضرت علی نے کہا کہ اگر حضرت

مارے گئے تو یہی بہتر ہے کہ ہم بھی مارے جائین اور اس تقریر پر حضرت نبی ؐ نے فرمایا کہ
انا منک و انت منی یعنے کہ ہم تجھسے نکلے ہین اور تو مجھسے نکلا ہے مگر خیریت ہی کہ اوپر
سنیان متعصبین کے کہ بمقابلہ حضرت علی ایک بہادر اور جان نثار ابن عم و داماد و
وصی رسول کے پھر بھی اپنی ٹر بکے جائینگے کہ حضرت ابوبکر رض اور عمر رض اور عثمان رض حضرت
علی رض سے افضل ہین مگر ہم پوچھتے ہین کہ کیا بھاگنے والا لڑنے والے سے بہتر
ہوسکتا ہے اور سنی کا ایک مذہب ترتیبی یعنے ترتیب دیا ہوا معلوم ہوتا ہے
یعنی جیسا کہ خلافت لے لیگئی سو اوسی بناہ کے واسطے بہت حدیثین بھی ترتیب
دیگئین کہ جس سے افضلیت اونکی ظاہر ہو مگر ایسی گھڑ بھوسیل اور لوٹی پھالی
حدیثون سے کیا ہوتا ہے اور کسی شخص کو دربارہ معاف ہونے قصور صحابیان
فراری جنگ احد کے کچھ عذر نہین ہوسکتا ہے کہ آیت ۱۴۹ سورہ آل عمران
پارہ ۴ لن تنالوا البر کی واسطے اوس معافی کے حسب ذیل ناطق ہے —
ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا
ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور رحیم اور ترجمہ اردو اوسکا
شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے حسب ذیل کیا ہے جو لوگ تم مین ہٹ گئے
جسدن بھڑین دو فوجین سو اونکو ڈگا یا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے
اور اونکو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہی تحمل رکھتا فقط اور یہ جنگ احد اور تنبیہ
معافی قصور فراریون کی ایک بڑے امتحان کی چیز ہے اور گویا ایک محک یعنی ایک
کسوٹی ہے کہ جس سے بہت حالات ظاہر ہوتے ہین ایک یہ کہ حضرت نبی ؐ
نے جا ابودجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصابہ یعنی سربند دیا تھا تاریخ خمیس
عربی چھاپہ مصر صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ مین ہے کہ اس تلوار سے ایک گناہ

یہ شعر کھدا ہوا تھا۔ شعر

فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ ؛ والمرء بالجبن لا ینجو من القدر

یعنے کہ نامردی مین ننگ ہی اور سامنا کرنے مین عزت ہی اور حال یہ ہے کہ مرد بسبب نامردی کے نہین نجات پاتا ہی تقدیر سے اور اوس عصا کے ایک طرف مین لکھا تھا الجبانۃ فی الحرب عار یعنے کہ نامردی مین ننگ ہے اور دوسری طرف لکھا تھا ومن فر لم ینج من النار کہ جو شخص بھاگا لڑائی سے سو نہین نجات پائی اوسنے آتش دوزخ سے اور واقعی ابو دجانہ نے اپنی بہادری ووفاداری کو خوب نباہا کہ ایسی بلا کے وقت مین کہ سب لوگ بھاگ گئے تھے ابو دجانہ برابر حفاظت رسولخدا مین مصروف رہی۔ دوم یہ کہ اس آیت سعافی سے قصور فرار کے حال ساختگی چند حدیثون کا خوب ثابت ہوتا ہے اسواسطے کہ اس آیت مین صاف یہ عبارت ہی کہ بھاگنے والے صحابیون کو شیطان نے بسبب بعض شامت گناہ اونکے ڈیگا دیا تھا سو پھر اون احادیث پر کیا اعتماد ہو سکتا ہی کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا تھا اور اس حدیث کا کیا حال ہو کہ ما طلعت الشمس علے رجل خیر من عمر یعنی کہ آفتاب نے کبھو طلوع نہین کیا اوپر ایک ایسے آدمی کے جو کہ بہتر ہو عمر سے سو اس جنگ احد مین تو ابو دجانہ بھی حضرت عمر سے بہتر نکلے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن ابی سھلۃ مولی عثمان قال جعل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یسر الی عثمان ولون عثمان یتغیر فلما کان الیوم الدار قلنا الا نقاتل قال لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عھد الی امرا فانا صابر نفسی علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ غلام عثمان سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت نبی چپکے راز مین بات کرتے تھے عثمان سے

اور رنگ عثمان کا متغیر ہوتا تھا پس جبکہ ہوا وہ روز محاصرہ خانہ عثمان کا تب ہم
لوگون نے کہا کہ کیا ہم لوگ قتال نہ کرینگے تب حضرت عثمان نے کہا کہ نہین اسواسطے
کہ حضرت رسولخدا نے عہد کیا ہے مجھسے ایک بات کو پس مین صبر کرونگا اپنی ذات کو اوسبات پر

حدیث نمبر ۱۳

وعن ابی حبیبۃ انہ دخل الدار و عثمان محصور وانہ سمع ابا ھریرۃ یستاذن
عثمان فی الکلام فاذن لہ فقام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول انکم ستلقون بعدی فتنۃ واختلافا اذ قال
اختلافا و فتنۃ فقال لہ قائل من الناس فمن لنا یا رسول اللہ او ما تامرنا بہ قال
علیکم بالامیر واصحابہ وھو یشیر الی عثمان بذلک رواھما البیہقی فی شعب الایمان ترجمہ
اور روایت ہے ابی حبیبۃ تابعی سے کہ وہ اندر گیا اوسی گھر مین عثمان کے اور اوسنے سنا کہ ابوہریرہ اجازت
مانگتے ہین عثمان سے بات کرنے کی پس عثمان نے اجازت دی ابوہریرہ کو بات کی تب
اوٹھ کھڑے ہوے ابوہریرہ اور حمد و ثنا پڑھی خدا کی تب کہا ابوہریرہ نے کہ مین نے
سنا رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تم لوگ ڈالے جاؤگے ہماری بعد ایک فتنہ اور اختلاف
مین یا کہ حضرت رسول نے کہا کہ ایک اختلاف و فتنہ مین ڈالے جاؤگے تب
لوگون مین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تب کون سردار ہم لوگ کا ہوگا اے
رسول خدا یا کیا تو حکم کرتا ہے ہم لوگون کو ساتھ اوس بات کے تب فرمایا حضرت
رسولخدا نے کہ تم لوگون کو تابعداری چاہیے امیر کی اور اصحاب کی اوسکے اور وہ
ابوہریرہ اشارہ کرتے تھے عثمان کیطرف ساتھ اس لفظ امیر کے روایت کی ان دونون
حدیث ہذا اور حدیث بالا کو بیہقی نے شعب الایمان مین فقط تماشا ظاہر کہ تمام ان
۱۳۔ حدیثون سے جو اس مقام تک مذکور ہوئین کوئی فضیلت حضرت عثمان کی حضرت

علی پر پائی نہین جاتی بلکہ افضلیت حضرت علی کی بہ سبب مقابلہ کے خوب عیان تر ہوتی جاتی ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت نبی اور حضرت علی اور حضرت فاطمہؓ اور امام حسن اور امام حسینؓ یہ پانچ آدمی پنجتن پاک کہلاتے ہین اور موافق اسی اعتقاد کے ایک شعر عربی کا بحق پنجتن پاک کے اکثر وبا وغیرہ مین لکھ کر کے دروازہ پر سانٹا جاتا ہے۔

شعر

لی خمسۃ اطفی بہا حرّ الوباء الحاطمۃ	المصطفی والمرتضی وابناہما والفاطمۃ

ترجمہ ہمارے واسطے پانچ آدمی ہین کہ جنکے نام سے حرارت وباے سوزندہ کی ہم منع کرتے ہین اور وہ پانچ آدمی مصطفٰے ومرتضٰی و دو لپسران اونکے اور فاطمہ ہین اور اس شعر کے وزن پر راقم نے بھی دو شعر تیمناً و تبرکاً اپنی طرف سے موزون کیا ہین

لراقمہ

یا مصطفٰی یا مرتضٰی یا ملجئے آل العبا	انتم قبلتم جودکم کاسا لحسن الخاتمۃ

ترجمہ اے مصطفٰے اے مرتضٰی اے جاے پناہ میرے آل عبا امیدوار ہون جو دے تم لوگون کے ایک پیالہ کو واسطے نیکی خاتمہ کے۔ ایضاً

انی لعبد مذنب استغفر اللہ العلی	من شر سوء الخاتمۃ من خوف نار لازمۃ

ترجمہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ ایک بندہ گنہگار ہون طالب مغفرت کا ہون مین اللہ یعنے خداے عالی سے فساد سے بدی خاتمہ کے اور خوف سے آتش لازم کے۔

فصل ۸۷

اب کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح متعلق مناقب مشترک خلفاے ثلثہ کہ مذکور ہوتے ہین

حدیث نمبر ۱

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد احدا وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بہم

فضربہ برجلہ فقال اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان رواہ البخاری ترجمہ روایت ہی انس سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی چڑھے اُحد پہاڑ کو اور ابو بکر اور عمر اور عثمان پس جنبش مین آیا وہ پہاڑ بسبب اون سبھون کے پس مارا اوس پہاڑ کو حضرت رسول نے اپنی پانؤن سے اور کہا کہ ثابت رہو اے اُحد اسواسطے کہ نہین تجھپر ہے مگر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کی اسکو بخاری نے فقط ظاہرا یہ حدیث حدیث نمبر ۲- مناقب عثمان فصل ۲ سے مختلف ہی اسواسطے کہ اوس حدیث مین یہ قصہ پہاڑ چڑھنے کا اور پہاڑ کے لرزنے کا اور حضرت رسول کے کہنے کا بہ نسبت پہاڑ ثبیر کے ہی جو مکہ کے پاس ہے اور یہ حدیث بہ نسبت پہاڑ اُحد کے ہی جو کہ مدینہ کے پاس ہے اور درمیان دونون پہاڑون کے چودہ پندرہ منزل کا فرق ہے اور راوی حدیث اول کے ثمامہ ابن حزن ہین کہ جو ایک تابعی دوسرے طبقہ کے ہین اور حضرت رسول کو نہین دیکھا تھا اور سوائے اسکے ایسا ایک قصہ پہاڑ کے لرزنے کا چار آدمی کے چڑھنے سی محض ایک خیال شاعرانہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر معجزہ کے واسطے ایک سبب خاص اور فرمائش اظہار معجزہ کی چاہیے اور کوئی سبب خاص یا فرمائش ایسے معجزہ کی کچھ مذکور نہین ہے -

حدیث نمبر ۳

وعن ابی موسی الاشعری قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حائط من حیطان المدینۃ فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم افتح لہ وبشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ابو بکر فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فاذا عمر فاخبرته بما قال النبی صلی الله علیه واله وسلم
فحمد الله ثم استفتح رجل فقال لی افتح له وبشره بالجنة علی بلوی تصیبه
فاذا عثمان فاخبرته بما قال النبی صلی الله علیه واله وسلم فحمد الله ثم قال
الله المستعان متفق علیه ترجمہ روایت ہی ابو موسی اشعری سے کہ کہا اوسنے کہ
مین تھا ساتھ حضرت نبی کے ایک باغ مین باغون مین سے مدینہ کے پس
آیا ایک مرد پس چاہا کہ دروازہ کہولے پس فرمایا حضرت نبی نے کہ کہول
دروازہ اوسکے واسطے پس کہول دیا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ
وہ مرد ابوبکر تھے پس خوشخبری دی ہمنے اوس ابوبکر کو ساتھ اوس چیز کے
جو فرمایا رسولخدا نے پس حمد کیا ابوبکر نے خدا کو تب آیا ایک مرد اور دروازہ
کہولنے چاہا اور فرمایا حضرت نبی نے کہ دروازہ کہولدو اوسکے واسطے اور خوشخبری
دو اوسکو ساتھ جنت کے پس کہولا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ
وہ عمر تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے
خدا کو تب اوسکے بعد دروازہ کہولنے چاہا ایک مرد نے تب فرمایا حضرت نبی نے
مجھکو کہ دروازہ کہول دو اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے اوپر اوس مصیبت
کے کہ جو پہونچیگی اوسکو پس ناگاہ وہ مرد عثمان تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو
ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے اللہ کو اور بعد اوسکے کہا اللہ المستعان
متفق علیہ فقط اس حدیث مین کچھ حاجت رای دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۳

عن ابن عمر قال کنا نقول ورسول الله صلی الله علیه واله وسلم حی ابوبکر وعمر
وعثمان رضی الله عنهم رواه الترمذی ـــــ ترجمہ روایت ہے

ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ہم لوگ کہتے تھے درحالیکہ حضرت رسول خدا زندہ تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم یعنے راضی ہوا اللہ اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ایک دوسری حدیث بھی قریب قریب اس مضمون کے اسی ابن عمر سے روایت ہی کہ جو فصل ۷ ۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی ہے اور اوسکی شرح مین کچھ حال اس ابن عمر کا لکھا گیا ہی اور یہ ذات شریف خوب شخص ہین کہ حیات رسول مین ان تینون صحابیون کو رضی اللہ عنہم بھی کہتے تہی کہ جو یہ فقرہ دعائیہ بعد مرنے کے استعمال ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اری اللیلۃ رجل صالح کان ابابکر نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نیط و نیط عمر بابی بکر و نیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واما نوط بعضہم ببعض فہم ولاۃ الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رواہ ابو داؤد ترجمہ روایت ہی جابر سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت رسول نے فرمایا کہ آجکی رات کو ایک مرد صالح کو خواب مین دکھلایا گیا اسطرح پر کہ گویا کہ حضرت ابوبکر لٹکائی ہوئے تھے ساتھ حضرت رسول کے لٹکائی کرکے اور لٹکائی گئے عمر ساتھ ابوبکر کے اور لٹکائی گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے کہ جب ہم لوگ اوٹھے رسولخدا کے پاس سے تو ہم لوگون نے کہا کہ اوس مرد صالح سے خود حضرت رسول مراد ہین اور لٹکنا بعض کا ساتھ بعض کے پس وہ لوگ والیان ہین اوس امر کے کہ جسکے واسطے خدا نے اپنے نبی کو بھیجا روایت کی اسکو ابوداؤد نے فقط بڑی خیریت کی بات ہی کہ بارے اس حدیث مین حضرت علی ساتھ عثمان کے نہین لٹکائی گئے۔

غرض یہانتک ۱۲ حدیثین خاص حضرت عثمان کی اور چار حدیثین مشترک خلفاے ثلثہ کی کل ستر
حدیثین اس فصل ۷۷ و ۸۷ مین علاوہ ۷۶- حدیثین متعلق حضرت ابوبکر و عمر کے کل ۶۳
حدیثین ان خلفاے ثلثہ کی مذکور ہوئین - اور اوسی پر اکتفا کیا جاتا ہی اور اب آیندہ آیات
قرآن بہ نسبت حضرت علی اور خلفاے ثلثہ اور حالات بیماری حضرت رسولخدا وغیرہ
امور متعلق خلافت وغیرہ کے مذکور ہونگے سو اس جگہ پر لکھا جاتا چند امور ونکا مناسب معلوم ہوتا ہی

اول

یہ کہ بیان مناقب مین حضرت علی اور خلفای ثلثہ کے شروع احادیث سی کیا گیا ہو واسطے
کہ سنیون کو بڑا تکیہ حدیثون پر ہے اور حدیثین مشکوۃ المصابیح کی بدین نظر اختیار
کی گئین کہ یہ کتاب حدیث کی سنیون مین لبعد صحاح ستہ صحیح بخاری وغیرہ کے مرتب
ہوئی ہے سو تمام حدیثین اصل الاصول سنیون کی اس مشکوۃ المصابیح مین موجود
ہین اور یہ کتاب مشکوۃ المصابیح کی مقبولہ سنیون کی ہے اور ہمنے کوئی حدیث
یا قول کسی کتب شیعون سے نقل نہین کی ہے کہ نقل کتاب شیعون سی کچھ
اتمام حجت اوپر سنیون کے نہین ہوتا اور علاوہ اسکے جو کچھ تنقیص شان حضرت علی
وغیرہ کی پیش کیجاے سو وہ محض لچ و لچر ہے اور کچھ قابل استدلال کسی فرقے کے
نہین ہے -

دوم

یہ کہ بملاحظہ ۶۳- حدیثین خلفاے ثلثہ کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ لغرض ثابت
کرنے افضلیت خلفاے ثلثہ اوپر حضرت علی کے بڑا اہتمام کیا گیا ہی اور ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ مکڑی کا جالا بہت سا پھیلا رکھا ہی مگر ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت
یعنی کمزور ترین گھرون کا سر آئینہ گھر مکڑی کا ہے اور اس قسم کے احادیث طیار ہوے
ہین کہ اگرچہ سنیان خلافت ابوبکر کی خاص مین بہ شیاور جماع کے قرار دیتے مین مگر یہ سب

حدیثین اگر صحیح ہون تو کچھ حاجت اجماع کی نہین ہے بلکہ یہ خلافت خلفاے
ثلثہ کی خود از روے نص صریح کے ثابت ہوگی اور سنیون کو ان حدیثون
جو کچھ دلجمعی ہو مگر ایک آدمی حق جو کی تلاش مین یہ سب حدیثین افضلیت خلفاے
ثلثہ کی صرف ایک بندش اور بندوبست کی حدیثین معلوم ہونگی اسواسطے
اکثر حدیثین یہ بنیاد خواب اور تعبیر خواب کی ہین اور اکثر ایسی حدیثین ہین کہ
راوی اونکے وہی حضرت عائشہ اور ابن عمر اور عمر ابن عاص وغیرہ ہین کہ
اہتمام سے یہ سلسلہ خلافت خلفاے ثلثہ کا قائم ہوا اور کتنی حدیثین غریبہ
ہین اور اسناد اونکا منقطع ہے اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ حضرت علی از روی
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے وصی رسول قریب دو ماہ قبل انتقال حضرت نبی کے
مقرر کئے گئے اور اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا گیا تو اب اوسکے خلاف
مین جو کچھ حدیث ہو سو وہ حدیث صریح موضوع اور ساختہ ہے اور سواے اسکے
آیت تطہیر و آیت مباہلہ و عطاے علم بروز جنگ خیبر اور ثبات قدمی حضرت علی
بروز جنگ اُحد و تشبیہ سفینہ نوح و تشبیہ ہارون با موسی و حالت جنب مین مجاز
ہونا حضرت علی کا بدخول و استطراق مسجد نبوی اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین
اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور سب دروازہ دوسرے لوگون کا بند
ہوکر کے دروازہ مکان حضرت علی کا کھلا رکہنا اور حضرت ابوبکر کو اجازت روزن
رکھنے کی اور حضرت عمر کو بقدر ناکہ سوئی کے بھی اجازت نہوئی اور دیگر تمام صفات
ذاتی حضرت علی کے ایسے ہین کہ کیا کسی دوسرے شخص کو مقابلہ ساتھ اونکے ہوسکتا ہے

سوم

یہ کہ اب آیندہ فصلون مین مناقب حضرت علی وغیرہ جو از روی قرآن کے مذکور ہونگے

سو قران بطور میدان جنگ اُحد و خیبر کے ایک میدان خاص حضرت علی کا ہے کہ اوسمین کوئی شخص مقابل حضرت علی کا نہین ہو سکتا ہی اور نہ اوسمین روایات حضرت عائشہ و عمر ابن عاص وغیرہ کو دخل ہے بلکہ یہ حدیث بہت بجا و درست ہے کہ القران مع علی و علی مع القران یعنی قران ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ قران کے ـ

چہارم

یہ کہ ہمارے نزدیک مغز اسلام کا سلسلہ اولیاء اللہ مقامات شریعۃ اجیرہ وغیرہ وغیرہ کا ہے کہ قصہ زید و بکر سے فارغ رہکر یاد الٰہی و محبت اہلبیت مین غرق ہین اور نجات اپنی بذریعہ دامن عاطفت حضرت مولی مشکلکشا علیؑ کے چاہتے ہین نقل ہی کہ ایک شخص نے کسی صاحبدل سے پوچھا کہ حضرت علی کو علیہ السلام کہسکتے ہین یا نہین جواب دیا کہ جواز ناجواز کو مولویون سے پوچھو کہ ہم فقرا ہین تو حضرت علی کو جل اللہ کہتے ہین اور بعد سلسلہ تصوف کی ہمارے نزدیک شیعہ لوگ اقرب الی الاسلام ہین کہ قران و اہلبیت پر فدا ہین اور جب حضرت علی نے اس خلافت ثلثہ کو قبول کرلیا تو پھر خلفاے ثلثہ کے ساتھ کاوش کرنی وہی بات ہی کہ مدعی سُست اور گواہ چست اور سنیان متعصب تو البتہ البعد عن الاسلام معلوم ہوتی ہین کہ رسول کو ماننا اور ذریات رسول سے فرق رہنا خود اسلام سے باہر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ شعر مولانا روم کا بہت حق و واجب ہے ـ

تو بتاریکی علی را دیدۂ ❊ زین سبب غیرے برو بگزیدۂ

اور اس راہ سے وہی لوگ واقف ہین کہ جنکو مزہ فقر کا دیا گیا ہی آنراکہ سیدہ سیدہ ہند و آنراکہ نمی دہند ازو می ستانند ـ

اشعار مولانا روم

علم ظاہر سر بسر قیل است و قال	نہ درو کیفیتے حاصل نہ حال
پاے استدلالیان چوبین بود	پاے چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بُدے	فخر رازی رازدار دین بُدے

پنجم

یہ کہ اصل اسلام ایک بہت عمدہ دین توحید کا ہے اور آیت مفصلہ ذیل سے صرف فرمایش ہر نوع شرک کی معلوم ہوتی ہے پارہ ۳- تلک الرسل سورۃ النساء آیت ۶۳ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ ترجمہ کہہ تو اے رسول کہ اے اہل کتاب آگے آؤ ایک کلمہ کیطرف جو برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے اس بات پر کہ نہ عبادت کرین ہم لوگ مگر خدا کو اور نہین شریک ٹھہرا دین ساتھ اوسکے کسی شی کو اور نہ قبول کرے کوئی ہم لوگون کا کسیکو ارباب سوائے خدا کے فقط مگر سُنّی شیعہ کے مولویون نے تعصب کرکے اس دین مین بہت خرابی ڈالی اور متقدمین کا حال یہ تھا کہ شیعہ لوگ سُنی کے پیچھے اور سنی لوگ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ علی ابن المنذر کہ جسنے پچپن حج کیا تھا اور ابو الصلت یہ دونون بزرگوار شیعے مذہب کے تھے مگر ان لوگون سے مشکوۃ المصابیح مین حدیثین مروی ہین اور شاہ صاحب نے بھی ان لوگون کو ثقہ و عدول قبول کیا ہے مگر ہوتے ہوتے اب تو فرق کفر و اسلام کا ہوگیا کہ طرفین کے مولویون نے درمیان سُنی و شیعہ کے نکاح بھی حرام ٹھہرا دیا حالانکہ ان مولویون کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہرگاہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح بلا تبدیل مذہب جائز ہے تو درمیان زن و شوہر سنی و شیعہ کے کیون جائز نہوگا کہ تکفیر اہل قبلہ کی کسیطرف سے نہین ہوسکتی ہے

ہان اگر بنظر اختلاف طریقہ سنی و شیعہ کے لحاظ ناموافقت باخود ہا اذان وشو کا ہو تو وہ دوسری بات ہی۔

ششم

یہ کہ تعصب کا یہ حال ہوا ہے کہ سنیون مین طریقہ آمین بالجہر و رفع یدین دو ہابیت کا اسطرح پر پھیلا ہی کہ وہ بھی گویا ایک دوسرا مذہب ہوگیا حالانکہ ہمکو اونکے پیچھے نماز پڑھنے مین یا شیعون کے پیچھے نماز پڑھنے مین کچھ عذر نہین ہے کہ غرض عبادت سے ہے اور چنے کا لڈو ہر شکل کا میٹھا ہوتا ہے اور شیعہ کے مولویون نے امامت نماز مین اسقدر شرائط قربانی لغز عیار کے مقرر کیے کہ نماز جماعت کی ملنی دشوار ہوگئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ کی مسجد گو امیر آدمی کی ہو مگر جمعہ و جماعت سے حسب خواہ آباد نہین ہوسکتی ہے اور تاکید قرأت کی جو کچھ درمیان طریقہ شافعی و شیعون کے ہے سو حتی الوسع قرأت کا درست ہونا بہت مناسب ہی مگر نہ اس شدت سے کہ بلا صحت قرأت کے نماز آیات نماز کی درست نہو سو یہ سب زیادتی بہ سبب تعصب کے ہے ورنہ حضرت بلال کا اشہد بجای اشہد کے تھا۔

ہفتم

یہ کہ قطع نظر احادیث ترتیب وار وادہ سنیون کے ہمارے نزدیک واسطے اثبات مجرد فضیلت و بزرگی حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے یہ بات خود کیا کم ہے کہ قبران دونون بزرگون کی متصل مزار شریف حضرت رسول کے ہوئی ہرچند کہ یہ امر بتوسط حضرت عائشہ کے ہو مگر شک نہین کہ یہ قریب مزار مبارک کی ایک بڑے شرف کی بات ہے کہ اگر یہ لوگ کسی طرح پر عنداللہ مردود ہوتے تو یہ قرب روضہ مبارک کی ممکن نہوتی کہ ایک ہی روضہ نبی کا مورد ثواب عظیم و مطرح عقاب الیم کا تصور کرنا خود ایک سخت بے ادبی ہی اور یہ قربت روضہ نبوی کی وہ شرف ہی کہ جسکی آرزو حضرت امام حسن علیہ السلام کو تھی پس صاف بات یہ ہی کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر جسطرح پر کہ حیات حضرت رسول مین

سے صاحبان خاص سے تھے سو اوسیطرح پر بعد مہمات کے بہی ایک ساتھ ان صحابیون کو کچھ سود نہین ہی ہر چند کہ حضرت علی رضہ سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہو۔

لراقمہ

عداوت با صحابہ گو مرا نیست ❊ لقین دان جز علی با کس ولا نیست

حاصل کلام یہ ہی کہ خلافت حضرت ابو بکر کی جو بر خلاف وصیت خم غدیر کے لے لیگئی سو اوس سے کئی طریقے نکلے ایک یہ کہ خلفاے ثلثہ از قسم منافق و دشمن اہلبیت کی سمجھے جائین اور یہ طریقہ شیعہ لوگون کا ہے مگر یہ امر تماتر خلاف انصاف ہی کہ حضرت ابو بکر کا یار غار ہونا اور عاشق رسول اور تماتر مرد نیک اور سخی اور عابد اور زاہد ہونا اونکا فراموش کیا جاے اور حضرت عمر کو کہ جنکے جد و جہد سے ایران وشام و روم و مصر مسلمان کیا جاے سو خود اونکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا بالکل بے انصافی ہے اور حضرت عثمان کو جو کہ ایک شہید مظلوم اور بذات خود ایک نیک اور سخی مرد تھے اور ساتھ اہلبیت کی کچھ انحراف اونکو نہین تھا خارج از اسلام سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے دوم یہ کہ واسطے بناء اس بات کی کہ یہ خلافت ثلثہ حق تھی فضیلت خلفاے ثلثہ اور تنقیص و توہین شان علی مین اہتمام کیا جاے سو یہ مذہب اصل سنیان متعصب کا ہی مگر اس طریقہ مین مشکل یہ ہے کہ آفتاب کی مقابلہ مین کچھ روشنی ستارون کی ٹھہر نہین سکتی ہے اور اسیوجہ سے تمام اہتمام سنیون کا رائگان ہو جاتا ہے۔ سوم یہ کہ بمقابلہ رفعت شان حضرت علی رضہ کے اصل خلافت ظاہری کا درجہ فروتر سمجھا جاے سو یہ طریقہ اہل تحقیق اولیاء اللہ و علماے درست فہم کا ہے اور راقم اسی طریقہ مین ہے اور یہ امر واقعی بہی ہے کہ اس خلافت ظاہری سے جو واسطے اجراے دین ظاہری کے تہی فضیلت ذاتی کسی شخص کی نہ بڑہ سکتی ہے

اور نہ کچھ گھٹ سکتی ہے اور راہ نجات کی جو محبت علی و تمام اہلبیت اور تمسک مین ساتھ عترت رسول کے منحصر ہے سودہ شرت اپنی جگہہ مین بجال و قائم ہے اور اس مقام مین ایک غزل ہماری حسب ذیل ہے - لمؤلفہ

بتحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا
کنون معلوم کردم از فضائل تارذہلہا

ابو بکر و عمر عثمان صفات عمدہ مید ارند
ولے باشد علی آن کو رساند تا بمنزلہا

علی مرتضےٰ باشد وصی مصطفےٰ برحق
تو مرشد دان علی را بگذر از دیگر وسائلہا

چہ مشکل روزہ و افطار سہ روزہ علی را بود
کہ او را فاقہ باید شد زبان دادن بسائلہا

اگرچہ بر خطر باشم ز موج بحر عصیانہا
علے کشتی رساند تا سبکباران ساحلہا

خدا داری چہ غم داری نبی داری چہ غم داری
علی داری چہ غم داری برون آئی ز مشکلہا

چو قرآن و علی با ہم مثال لفظ و معنی اند
قناعت شد برین توام و بر بندند محملہا

علے چون جان نبی را بود و حب او بشد ایمان
تولاے علیؑ مارا المودہ نقل محفلہا

کنارہ گیر از دنیا بشو آزاد چون حافظ
اگر باشد ترا کافی دع الدنیا و اہلہا

فصل ۹ے

اس فصل مین چند آیات قرانی نسبت حضرت علی اور تمام اہلبیت کے مذکور ہوتے ہین اور مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی شیعہ اثنا عشری نے باب ششم مین اپنی کتاب مجمع البحرین کے بہت آیات کو مع نقل تفاسیر و احادیث اہل سنت کے خوب جمع کیا ہے اور اس کتاب سے ہمکو اسوقت انتخاب کرنے مین آیات کے بہت سہولت ہوئی کہ جس جس آیت کا انتخاب کرنا مناسب معلوم ہوا انتخاب کیا گیا -

آیت ۱

سورۃ الشوریٰ قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبیٰ ترجمہ

تو کہہ مین مانگتا نہین تمسے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہنی ناتے مین فقط تفسیر بیضاوی اور معالم التنزیل اور تفسیر کشاف وغیرہ سے حسب نقل عبارت ذکر کردہ مولوی صاحب موصوف کے کہ جسپر ہمکو کچھ جاے شک نہین ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب یہ آیت اوتری تو لوگون نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ وہ قرابت دار آپکے کون لوگ ہین کہ جنکی محبت ہم لوگون پر واجب ہوئی تب حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ وہ قرابت دار علی اور فاطمہ اور دونون بیٹے اونکے ہین۔

آیت ۲

سورہ تحریم وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین ترجمہ اور اگر تم چڑھائی کرو اوسپر تو اللہ اوسکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان والے فقط از روے تفسیر مجمع البیان کے اس صالح المومنین سے حضرت علی مراد ہین کہ جو حضرت رسولخدا نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑکے صحابیون سے کہا ایہا الناس ہذا صالح المومنین یعنے اے لوگون یہ شخص صالح المومنین ہے۔

آیت ۳

سورہ مجادلہ یاایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجویکم صدقۃ ذلک خیر لکم واطہر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم ترجمہ اے ایمان والو جب تم کان مین بات کہو رسول سے تو آگے بڑھا دو بات کہنے سے پہلے خیرات کو یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ فقط فصل ۲۲ مین نجوی یعنی مشورہ متعلق اس آیت کے مذکور ہے کہ جب دیر تک حضرت رسول ساتھ حضرت علی کے سرگوشی کرتے رہے تو لوگون نے کہا کہ ہر آئینہ طول ہوا مشورہ حضرت رسول کا

ساتھ ابن عم اوسکے تب کہا جاب مین حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنے ساتھ
حضرت علی کے مسورہ نہین کیا ولیکن خدا نے اوس سے مشورہ کیا اور ہمین نظر

یہ شعر خوب حسب حال ہے ۵

علے [illegible] دار خ [illegible] او [illegible] وار [illegible] خفی و جلی

آیت ۱

سورہ آل عمران پارہ [illegible] فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و
نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی
الکاذبین ترجمہ پس کہہ آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتین
اور تمہاری عورتین اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کرین اور لعنت ڈالین
اللہ کی جھوٹوں پر فقط یہ ایک آیت مباہلہ کی ایک مشہور آیت ہے کہ جسمین
حضرت رسولخدا خود آپ اور حضرت علی اور فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم
السلام ایک ساتھ نصاریٰ کے مقابلہ مین واسطے قسم کھانے نسبت حقیت
دین اسلام [illegible] گئے تھے اور اسی بنیاد پر یہ شعر ہے۔ شعر
خدا نفس پیغمبر [illegible] است ؎ دگر را فضیلت بکس ماندہ است

آیت ۵

سورۃ المائدہ انما ولیکم اللہ و رسوله والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰة
و یؤتون الزکوٰة وھم راکعون [illegible] تمہارا رفیق وہی اللہ ہے اور اوسکا
رسول اور ایمان والے جو قائم کرتے نماز کو اور دیتے ہین زکوٰۃ اور وہ نوے
ہین فقط از روے تفسیر معالم التنزیل اور نیشاپوری اور محی الدین عربی وغیرہ
کے منشار نزول اس آیت کا یہ [illegible] حضرت علی مسجد مین بحالت رکوع نماز کے

تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا اور حضرت علی نے اوسی حالت مین اپنی کنگولیا
بطرف سائل کے کردی کہ جسمین انگوٹھی تھی اور سائل نے اوس انگوٹھی کو حضرت
علی کے کنگولیا سے نکال لی سواسی خیرات پر یہ آیت اوتری۔

آیت ۶

سورہ رعد انما انت منذر و لکل قوم هاد ترجمہ تو ڈر سنانے والا ہے
اور ہر قوم کو ہوا ہے راہ بتانیوالا فقط بیان مطلب مین اس آیت کے حضرت
رسول نے یہ حدیث فرمائی انا المنذر و علی الهادی یا علی بک یهتدی
المهتدون یعنے مین ڈرانے والا ہون اور علی ہادی ہے اور ساتھ تیرے راہ
پاوینگے راہ پانے والے لوگ اس سے حضرت علی سب کے ہادی ہین

آیت ۷

سورۃ الحاقہ آیت ۱۲ و تعیها اذن واعیة ترجمہ اور سنتی یعنے
جمع کرے اوسکو سننے والا فقط منشاء نزول اس آیت کا از روے کتاب
عوارف کے یہ ہے کہ حضرت رسولخدا نے دعا مانگی کہ علی کوئی بات فراموش
نہین کرے سو برکت اس دعا کے لیا ہوا کہ تمام ارشادات حضرت رسول کے
حضرت علی کو یاد رہتے تھے — بیت

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ؛ ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام

آیت ۸

سورہ احزاب انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت
و یطهرکم تطهیرا ترجمہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تمسے گندی باتین
اس گھر والون سے اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی سے فقط یہ آیت تطہیر کی

ایک مشہور آیت ہی اور حدیث متعلق اس آیت کے فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے
مذکور ہے بروایت حضرت عائشہ کے ایک روز حضرت نبی کالے کمل اوڑھی ہوے
باہر نکلے تب آئے حسن ابن علی پس لیلیا اونکو اپنے کمل مین تب آئے حسین اور
وہ بھی آئے کمل مین اور اوسکے بعد آئین فاطمہ اور لیلیا اونکو اوس کمل مین
تب آئے علی اور لیلیا اونکو تب پڑھی اس آیت تطہیر کو اور فصل ۱۵ مین
اس رسالہ کے بروایت سعد ابن ابی وقاص کے وہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت
نبیؐ نے حضرت علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو بلا کرکے کہا کہ یہ لوگ میرے اہلبیتؑ
ہین اور شہرت گلیم سیادت کے بہ بنیاد اسی آیت تطہیر کے ہے —

آیت - ۹

سورہ مائدہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم
الکافرین ترجمہ ای رسول پہونچا جو کچھ اوتارا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو نے کچھ
نہ پہونچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگون سے اللہ راہ نہین دیتا منکر
قوم کو فقط تفسیر کبیر مین ہے کہ منشار نزول مین اس آیت کے دس باتین بیان
کیگئی ہین اور اونمین سے دسوین بات یہ ہے کہ جب حضرت نبی حجۃ الوداع سے
خم غدیر کو پہونچے تو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو فرمائی اور وہ حدیث
فصل ۱۱ مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور یہ امر بھی کسقدر قابل لحاظ کے
ہے کہ حضرت رسولؐ نے کس تاکید الٰہی پر حضرت علی کو وصی مقرر کرکے اقرار عام
اس بات کا صحابیون سے لیا تھا اور مولوی سید احمد حسین صاحب نے اپنے
مجمع البحرین مین یہ بیان مطلب اس آیت کے چند باتین خوب لکھی ہین کہ

اوسکا نقل کیا جانا بھی اس مقام مین مناسب معلوم ہوتا ہے۔
اول یہ کہ شواہد النبوت ملا عبد الرحمن جامی صفحہ ۲۰۸ - مین مذکور ہی کہ ایک روز حضرت علی نے لوگون سے بہ نسبت من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے گواہی طلب کی اور اوسوقت بارہ کسان انصار حاضر تھے اور سب نے گواہی دی مگر ایک شخص نے گواہی نہین دی تب حضرت علی نے پوچھا کہ کس سبب سے تم گواہی نہین دیتے ہو اوسنے کہا کہ ہم بوڑھے ہوگئے ہین سو ہمکو یاد نہین ہے تب حضرت علی نے کہا کہ بار خدایا اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اوسکے چہرہ پر سفیدی ظاہر کر کہ عمامہ سے چھپ نہین سکے راوی کہتا ہے کہ واللہ ہمنے اوس شخص کو دیکھا کہ سفیدی درمیان دو آنکھین اوسکے نکلی تھی۔ دوم یہ کہ زید ابن ارقم نے کہا کہ اوس مجلس مین ہم بھی حاضر تھے اور حضرت رسول سے وہ حدیث ہمنے سنی تھی مگر ہمنے مخفی رکھا سو روشنی ہماری آنکھون کی جاتی رہی اور یہ افسوس زید ابن ارقم کو ہمیشہ رہا۔
سوم یہ کہ اشعار چند مولوی صاحب نے حسب ذیل لکھا ہے۔

از دیوان حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

وفی القران الزمھم ولائی ÷ واوجب طاعتی فرضا بعزم
اور قرآن مین لازم کیا ہے مسلمانون پر دلا یعنی محبت ہماری اور واجب کی اطاعت میری بطور فرض کے اور بالقصد۔

کما ھارون من موسی اخوہ ÷ کذلک انا اخوہ وذاک اسمی
جیسا کہ ہارون موسی کے بھائی تھے ویسے ہی ہم بھائی اوس نبی کے ہین اور یہ نام میرا ہے

کذلک اقامنی لھم اماما ÷ واخبرھم بہ بغدیر خم
اسی لئے اوس نبی نے قائم کیا مجکو امام اونکے واسطے اور خبر دی اوسنے لوگون کو اوس بات کی غدیر خم مین

وویل ثم ویل ثم ویل ؛ لجاحد طاعتی ومرید هضمی
اور افسوس ہے اور افسوس ہے اور پھر افسوس ہے واسطے منکر تابعداری میری اور واسطے ارادہ کرنے والے میرے ہضم کرنے کے -

وویل للذی یشقی سفاھا ؛ یرید عداوتی من غیر جرمی
اور افسوس ہے واسطے اوس شخص کے جو کہ شقاوت کرتا ہے بیوقوفی سے اور ارادہ کرتا ہے میرے عداوت کا بغیر جرم میرے -

ایضًا - از دیوان مذکور و تاریخ ابو الفدا وغیرہ

سبقتکم الی الاسلام طرًا ؛ غلامًا ما بلغت اوان حلمی
ہم سابق ہوے تم لوگون سے اسلام مین اپنی رغبت سے درحالیکہ ہم ایک لڑکا تھے کہ ہم نہین پہونچے تھے زمان بلوغ کو اپنے -

واوجب لی ولایته علیکم ؛ رسول اللہ یوم غدیر خم
اور واجب گردانا واسطے میرے ولایت یعنے محبت کو اوپر تم لوگون کے رسول اللہ نے بروز غدیر خم کے

واوصانی النبیؐ علی اختیار ؛ لامته رضی منکم بحکمی
اور وصیت کی نبیؐ نے اپنی پسند سے واسطے اپنی امت کے تسلیم و رضا کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے

الا من شاء فلیومن بھذا ؛ والا فلیمت کمدا بغم
آگاہ رہو کہ جو شخص چاہے سو ایمان لاوے ساتھ اوس کے وگرنہ پس چاہیے کہ وہ مرے اندوہناک بسبب غم کے -

از مثنوی شاہ بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ

بہر دین دل کند از دنیا علیؑ	آن علی والئے ملک بنیؐ
آن وصی مصطفےٰ شیر خدا	آن علی زوج بتول پارسا

زال دنیا را ازان زو پشت پا	تا نیاید در نگاه اولیا

از مثنوی مولانا روم علیه الرحمۃ دفتر ششم

او چو انداخت بر روے علیؑ	افتخار ہر نبی و ہر ولی
زین سبب پیغمبر با اجتہاد	نام خود نام علی مولے نہاد
گفت ہر کس را منم مولے و دوست	ابن عم من علی مولاے اوست
کیست مولے آنکہ آزادت کند	بند رقیت ز پایت بر کند
چون بہ آزادی نبوت ہادی است	مومنان را از ہمہ آزادی است
اے گروہ مومنان شادی کنید	ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

اور تفسیر ثعلبی سے نقل ہے

کہ جب حضرت رسولخدا نے یہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو حسان ابن ثابت شاعر مدح خوان حضرت رسولؐ نے عرض کی کہ ہمکو اجازت ہو کہ بحق علی کے ہم کچھ اشعار سناوین تب حضرت رسول نے فرمایا قل علی برکۃ اللہ یعنے کہہ ساتھ برکت اللہ کے تب اوٹھے حسان اور کہا یا معشر مشیخۃ قریش اسمعوا قولی شہادۃ من رسول اللہ فی الولایۃ الثابتۃ یعنے اے گروہ مشائخ قریش کے سنو میرے قول کو از روے گواہی کے از جانب رسول اللہ دربارہ ولایت ثابتہ کے۔

اشعار حسان بن ثابت

ینادیھم یوم الغدیر نبیھم ٭ بخم واسمع بالرسول منادیا

ندا کرتا ہے نبی اون لوگون کو بروز غدیر خم کے اور سنو ساتھ رسول کے منادی کو

بانی مولاکم نعم وولیکم ٭ وقالوا ولم یبدوا ھناک التعامیا

ندا ہوئی کہ مین اچھا مولی اور ولی تم لوگون کا ہون اور کہا لوگون نے اور نظاہر

ہوئی یہان پر کچھ چشم پوشی -

اللّٰہ مولانا و انت ولیّنا ؛ ولا تجدنّ فی الخلق للامر عاصیاً

کہ خدا تیرا مولا ہملوگون کا ہے اور تو ولی ہم لوگون کا ہی اور تو ہر گز نہین پاویگا خلق مین سے کسی شخص کو واسطے اوس حکم کے سرکشی کرنے والا -

فقال لہ قم یا علی فاننی ؛ رضیتک من بعدی اماماً وہادیاً

پس کہا اوس علی کو رسول نے کہ اوٹھ اے علی کہ مینے پسند کیا تجھکو بعد اپنے امام وہادی

آیت ۱۰

سورۃ الانسان یوفون بالنذر ویخافون یوماً کان شرہ مستطیراً ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً ترجمہ پوری کرتے ہین نیت اور ڈرتے ہین اوس دن سے کہ اوسکی برائی پھیل پڑیگی اور کھلاتے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور بن باپکے لڑکے کو اور قیدی کو ف شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے ایک ترجمہ اردو کلام اللہ کا مع حواشی فواید ضروری کی خوب لکھا ہے مگر افسوس ہے کہ بسبب کسرنفسی کسی مقام تک حاشیہ مین کسی آیت کے کچھ ذکر حضرت علی علیہ السلام کا نہین کیا اور کسقدر افسوس کی بات ہی کہ مستر جارج سیل مترجم انگریزی قرآن شریف نے جو کہ ایک غیر مذہب کا آدمی ہے اس آیت کے حاشیہ مین بحوالہ تفسیر بیضاوی کے اس آیت کو بہت وضاحت سے بطرف حضرت علی کے منسوب کیا ہی مگر شاہ عبد القادر صاحب مسلمان ہوکے بالکل اس قصہ کو کھا بدے اور تمام قصہ کو الغٹ ہضم الہیج کر گئے مگر امر حق یہ ہی کہ علماے دہلی مین سے شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین بہت اچھی طرح سی تایید وحمایت حضرت علی وتمام اہلبیت کے ہین بہر کیف مستر جارج سیل نے انگریزی ترجمے کے حاشیہ مین شان نزول اس آیت کے حسب ذیل بیان کی ہے یہ امر بیان کیا گیا ہی کہ حسن و

حسینؑ نواسے محمدؐ کے کسی وقت دونون بیمار ہوگئے پیغمبر مع دیگر کسان واسطے عیادت
اونکے گئے اور لوگون نے حضرت علی سے چاہا کہ واسطے صحت پسران اپنی خدا سی کچھ
عہد کرین او سپر طبق اوسکے علی و فاطمہ و فضہ اونکی لونڈی نے ایک عہد تین روزہ کا
کیا درصورتیکہ وے لوگ صحیح ہوجائین اور جب یہ اتفاق ہوا تو اون لوگون نے
تعمیل کی اور یہ عہد ساتھ اس صداقت کے پورا کیا گیا کہ اول روز بوجہ نہین موجود رہنے
کچھ خوراک اندر مکان کے علی نے مجبور ہوکر تین پیمانہ جو کا شمعون ایک یہودی خیبر کے
قرضہ لیا اور اوسمین سے فاطمہؑ نے ایک پیمانہ جو کو اوسی روز کوٹ پیس کرکے پانچ
روٹی اوسکی کھانے کو پکائی اور وہ روٹیان اون سب کے سامنے واسطے افطار بعد
غروب آفتاب کے رکھی گئین مگر ایک غریب سائل اون سب کی پاس آیا اور تمام وہ
روٹیان اوسکو دیڈالین اور خود اون سبھون نے تمام رات فاقہ سے صرف پانی
پی کرکے طے کیا اور دوسرے دن فاطمہ نے دوسرے پیمانہ جو کی اوسیطرح روٹیان بنائین
مگر یتیم سائل آیا اور اوسے دیڈالنے کو ترجیح دیکر اپنی رات بطور شب اول کے کاٹی
اور تیسرے دن بھی اوسیطرح سے تمام خوراک اپنی ایک قحط زدہ قیدی کو دیڈالی
بر طبق اس واقعہ کے جبرئیل اوترے ساتھ اس سورہ انسان کے اور محمدؐ سے کہا
کہ اس پارسائی اہل بیت پر اوسکی خدا اوسکو مبارکباد دیتا ہے فقط اور مخفی نہین ہے
کہ اس قصہ سے تین روزہ کے کسقدر حالات بزرگی و علو مرتبہ تمام اہلبیت رسول
کے ظاہر ہوتے ہین - ایک یہ کہ مرتبہ صدق و یقین حضرت علی کا کس درجہ کا ثابت
ہوتا ہی کہ جو نیت تین روزہ کی کی تھی سو کس خوبی سے اس عہد کو پورا کیا دوم یہ کہ
اللہ اکبر صبر کس درجہ کا ہے کہ فاقہ پر فاقہ ہوا مگر وہ تینون روزہ برابر رکھتے گئے اور
صرف اسی قدر صبر نہین ہے کہ خود آپ تحمل کیا بلکہ امامین حسنؑ و حسینؑ چھوٹے چھوٹے

انپے بچون کا بہی فاقہ تین تین روزہ کا تحمل کیا اور درجہ کمال ریاضت کا بھی کسقدر ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صرف معاملہ با خدا اور نہایت درجہ اتصال مع اللہ تھا۔ سوم یہ کہ سبحان اللہ سخاوت کا کیا حال تھا کہ بوقت طلب سوال مسکین یتیم و قیدی کے کچھ خیال اپنا و زن و فرزند و حضرت فضہ لونڈی کا نہین رہا اور کیا یہ بات ممکن نہین تھی کہ اون پانچون روٹیون مین سے ایک ایک ٹکڑا سائلین کو دیتے اور باقی کو حضرت خود اہل و عیال اپنے در لاتے اور کیا یہ بات ممکن نہین تھی کہ صرف روٹی اپنے حصہ کی دیڈالتے مگر بات یہ ہے کہ بسبب جوش ایثار کے پانچون روٹیان کمبارگی اوٹھا دین چہارم یہ کہ البتہ تین روزہ حضرت علیؑ کا چالیس روزون سے حضرت مسیح کے عدد ایام مین کمتر ہے مگر ان تین روزون مین ایک امر امتحان کا اوس چالیس روزون سے زائد تھا کہ حضرت مسیح نے جو چالیس روزہ رکھا سو ایک بات روزہ رکھنے کی تھی اور حضرت مسیح کی وہ شان تھی کہ چالیس روزہ پر کیا حصر ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ایسا روزہ برسون کا بے تکلف رکھ سکتے تھے کہ اونکے یقین مین حیات صرف مرضی الٰہی سے متعلق تھی اور یقین ہے سب کچھ ہے مگر اس تین روزہ مین حضرت علی کے ایک قصہ امتحان کا ایسا تھا کہ دن بھر کا روزہ رکھ کر کے عین بوقت افطار کے ایک سائل ہر روز آیا اور سب کھانا اوسکو دیدیا حالانکہ وہ روٹی خود قرضہ کی تھی پنجم یہ کہ اس قصہ سے فتوت و مروت و حیا حضرت علیؑ کی کس درجہ کی ظاہر ہوتی ہے کہ تین روزہ کا فاقہ قبول کیا مگر اپنے حال سے کچھ اطلاع حضرت نبی کو باوصف اتصال مکان کے نہین دی سبحان اللہ واقعی جو شخص ایسا خود کریم ہو تو وہ منت کش اور سائل دوسرے کے پاس کیونکر ہو سکتا ہے ششم یہ کہ حضرت فاطمہ بی بی اونکی اور حضرت فضہ لونڈی اور حسنینؑ لڑکے اونکی کیسے تھی کہ حال مع

شریک حضرت علی کے رہی مگر حضرت نبی اپنے باپ یا اپنی نانا کو کچھ مطلع نہین کیا
ہفتم یہ کہ امامین حسنین علیہما السلام جو چوتھے روز حضرت نبی کے پاس آئے
سو متواتر فاقہ ہاے سہ روزہ سے اونکے ضعف کا یہ حال تھا کہ تھرتھرا رہے ہوے
گئے تھے اور ان فاقون سے حضرت سیدہ فاطمہ کا یہ حال تھا کہ مارے فاقون کے
پیٹ اونکا سٹ گیا تھا اور آنکھین اونکی اندر حلقۂ چشم کے جا رہی تھین غرض تمام
اس قصہ کا حال یہ ہے کہ واسطے اثبات افضلیت حضرت علی اور ہونی مولاے
کل اصحاب وغیرہ الا انجام وہی امورات نبوت حضرت نبی ابن عم اونکے کچھ حاجت
کسی دوسری حدیث یا آیت قرآنی کی نہین ہے۔

بیت

من چہ گویم از علی بو تراب ؛ آفتاب آمد دلیل آفتاب

اور سبیل ظہور عظمت اس قصہ کی یہ ہے کہ غور کرنے والا یہ سارا قصہ روزہ وغیرہ کا
اپنے اوپر فرض کرے تو مطلب اس قصہ کا اوسکو معلوم ہو سکتا ہے مگر یہ کام
مولویون کا نہین ہے کہ دوسرے کا قصہ اپنے اوپر فرض کر سکین بلکہ یہ کام
صرف فقرا اور طالبان حق کا ہے کہ جب لوگون مین تعلیم و مشق توحید کی برابر جاری ہے
اور خدا نے وہ درجہ عالی فقر کا بنایا ہے کہ برکت مشق توحید و فقر کے یہ قصہ اور
تمام معاملہ معاویہ و کربلا وغیرہ کا گویا خود اونکی جان پر گذرتا ہے اور ہمکو بہت
افسوس ہے کہ ہم مطلب کو پوری طرح سے قلمبند نہین کر سکتے ہین اور جو کچھ تھوڑا بہت
لکھا جاے سو وہ فہم ظاہر بینون سے باہر ہے۔

بیت

مردم اندر حسرت فہم درست ؛ اینکہ میگویم بقدر فہم تست

غزل اردو از مولف این رسالہ

رسول آخرین گو یار و آخر تھے وکھاتا ہے	علی کو جو گھٹاتے ہین سو اونکو کیا ٹھکانا ہے

این منصب عالی بحسن مجتبیٰ و بعد از وی بہ حسین شہید دشت کربلا پسترا بامام
زین العابدین پستر بہ محمد باقر و بعد ازان بجعفر صادق پستر بموسی کاظم پستر
بعلی رضا پستر بہ محمد التقی پستر بعلی نقی پستر بحسن عسکری علیہم السلام این منصب اعلیٰ
مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری تا ظہور محمد مہدی این منصب معلق باشد

آیت ۱۵

سورہ آل عمران وَاعتصمُوا بحبل اللّٰہ جمیعًا ترجمہ اور چنگل مارو تم لوگ
ساتھ رسی خدا کے سب کے ف اس رسی خدا سے اہل بیت مراد ہین اور
حدیث اسکی فصل ۴۳ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی کہ جسکا حاصل مطلب یہ ہے
کہ رسولخدا نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز چھوڑے جاتے ہین - ایک قرآن
دوسرے اہلبیت ہمارے یہ خدا کی رسی ہین غرض یہانتک جو پندرہ آیتین متعلق
حضرت مولی مشکلکشا علی کے بیان ہوئین سو اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ تمام
آیات قرآن متعلق حضرت امیر کے جمع کرنے سے یہ کتاب بہت طویل ہوجایگی

فصل ۸۰

آیات قرآنی متعلق خلفائے ثلثہ کی کہ بعض اونمین سے درحقیقت بالتخصیص متعلق
اون لوگون کے نہین ہے -

آیت - ۱

سورۃ الفتح محمّد رسولُ اللّٰہِ والّذین معہ اشدّآء علی الکفّار رحماء بینھم
تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللّٰہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود
ترجمہ محمد بھیجے ہوئے خدا کے ہین اور جو لوگ کہ ساتھ اوسکے ہین سو وہ لوگ سخت تر
ہین اوپر کافرون کے اور رحیم تر ہین آپسمین اور تو دیکھیگا اونکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوے

اور تلاش مین فضل و انعام از طرف خدا کے اور تلاش مین اوسکی رضامندی
کے اور اونکے چہرون مین موجود ہین آثار سجدہ کے ف تفسیر بیضاوی وغیرہ
سے کچھ شان نزول اس آیت کی خاص کرکے بہ نسبت کسی صحابی کے پائی نہین
جاتی اور صرف معنی اسقدر ہین کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رسولخدا کے
ہین اور جو لوگ کہ اونکے ساتھ ہین سو اونکا طور یہ ہی کہ مخالفان دین اسلام کے ساتھ
سخت و شدید ہین اور باخود با مسلمانون پر رحیم ہین اور سجدہ اور عبادت مین
لگے ہوے ہین اور اونکے چہرون پر آثار سجدہ کے نمایان ہین سو یہ ایک تصویر
اصل مسلمان کامل کی ہے اور کچھ شک نہین ہے کہ تمام خلفاے ثلثہ وغیرہ جسقدر
لوگ کہ ساتھ حضرت رسولخدا کے رہتے تھے سو وہ سب لوگ بفرق مراتب اسی
قسم کے لوگ تھے اور یہ خیال غلط العام سنیّون کا محض ایک مغالطہ ہے جو
عوام مین مشہور ہے کہ اس آیت سے نشان خلفاے اربعہ و حقیت ترتیب
خلافت اربعہ کی ظاہر ہوتی ہے سو اوسکے جواب مین یہی شعر کہا جائیگا ؎
چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ÷ الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا
یعنے یہ خیال بالکل غلط و بے ربط ہے اسواسطے کہ نشان اول اس آیت کا اگر
بطرف حضرت ابوبکر کے منسوب کیا جاے تو نسبت شدید المزاج ہونے کے اونکی
طرف درست نہین ہو سکتی ہے اسواسطے کہ حضرت ابوبکر پر صفت نرمی اور ملائم
مزاج ہونے کی غالب تھی اور اسیطرح نسبت رحیم المزاج ہونے کی بطرف حضرت
عمر کے ایک بے وجود بات ہی اور انکا مزاج تو ہر وقت سخت اور تند تھا اور
نشان سوم رکوع اور سجدہ کا اگر بطرف حضرت عثمان کے منسوب کیا جاے تو پھر
چوتھا نشان واسطے حضرت علی کے کہان ہے غرض یہ آیت مع تمام نشانات

لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کے کیا خوب یہ بات کہی ہے وکفی شرفا لال رسول اللہ و فخرا ختم التشہد بذکرھم والصلوٰۃ علیہم فی کل صلوٰۃ یعنے آل رسول کے واسطے یہ بات شرف اور فخر کی کفایت کرتی ہے کہ کلمہ تشہد ساتھ ذکر اون لوگون کے ختم ہوتا ہے اور ہر نماز مین اون لوگون پر درود بھیجا جاتا ہے اور یہ شعر قصیدہ فرزدق کا بھی کیا خوب ہے مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم فی کل بدء والکلام بہ مختتم یعنی مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان دوازدہ امام کا ابتدائے ہر کام مین اور ساتھ ذکر اون لوگون کے سب کام ختم ہوجاتا ہے او یہ وہ قصیدہ ہے کہ جو فرزدق شاعر نے مدح مین امام چہارم زین العابدین علیہ السلام کے عین خانہ کعبہ مین بمخالفت ہشام ابن عبد الملک بادشاہ مروانی کے پڑھا تھا

آیت ۱۲

سورہ عم یتساءلون عم یتساءلون عن النبأ العظیم الذی ہم فیہ مختلفون ترجمہ کس چیز سے لوگ آپس مین پوچھ بات کرتے ہین کہ جسمین وہ لوگ اختلاف کرتے ہین ف حسب تفسیر محی الدین عربی کے اس خبر عظیم سے حضرت علی مرتضیٰ

آیت ۱۳

سورہ بقر الذین ینفقون اموالہم باللیل والنہار سرا وعلانیۃ ترجمہ وہ لوگ جو راہ خدا مین خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو رات مین اور دن مین پوشیدگی سے اور ظاہر ف تفسیر معالم التنزیل ونیشاپوری وغیرہ مین ہے کہ حضرت علی کے پاس کل چار درہم تھے کہ اوسمین سے حضرت علی نے دن کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے اور رات کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے دیا

کہ اسی خیرات پر یہ آیت اوتری اور یہ خیرات جو وقت حضرت علی سے کیونکہ ہوئی

کہ حضرت علی نے تو روزہ رکھکر کے اپنے افطار کی روٹی تین روز پیہم فقیرون کو

دی اور خود آپ مع اہل وعیال برابر فاقہ رہے اور حضرت علی کی ایک سخاوت

یہ بھی ہے کہ عین نماز مین اپنی کنگولیا کی انگوٹھی سائل کو دیدی۔

آیت ۱۴

سورہ نحل وعلامات وبالنجم هم یهتدون ترجمہ نشانیان ہین

ستارون کی کہ جس سے وے لوگ راہ پاتے ہین ف جامع الصغیر سیوطی جلد

اول مین یہ حدیث ہے النجوم امان لاهل السماء واهلبیتی امان لامتی

یعنی فرمایا رسولخدا نے کہ ستارے سبب امان ہین واسطے اہل آسمان کے اور اہلبیت

ہمارے امان ہین واسطے ہماری امت کے ۔ اور شاہ تراب علی صاحب ساکن

کاکوری نے اپنی کتاب مطالب رشیدی مین یہ تحریر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی

سیف المسلول سے حسب ذیل نقل کی ہے کہ بعضے اولیاء است را بکشف صحیح

کہ یکے از اسباب علم است ظاہر گشتہ کہ فیوض و برکات کہ از جناب الٰہی بہ اولیاء

اللہ باشد بے توسط فیض او نمیرسد وکسی از مردان خدا بیوسیلہ او درجہ ولایت

نمی یابد اقطاب جزئی و اوتاد جزئی و اوتاد و ابدال ونجبا ونقبا وجمیع اقسام

اولیاء خدا بوے محتاج می باشند و صاحب این منصب عالی را امام گویند و قطب الارشاد

بالاصالۃ نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک

حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از نشأ عنصری آنحضرت ہم در امم

سابقہ ہرکرا درجہ ولایت میرسید توسط روح پاک آنحضرت و بعد وجود عنصری

تا وقت [illegible] حلت او

علی داماد و ابن عم وصی حضرت نبی کے ہین — خلافت کرنے کو برحق تیرا رتبہ گھٹاتا ہی
خلافت کو نہین گر مان لیتے وہ تو کیا کرتے — کہ اونکا ظلم سہنے کو بنا سارا گھرانا ہے
اوسی ڈھب سے تو ہم بھی مان لیتے ہین خلافت کو — ہوا اسلام شایع واقف اس سے اک زمانہ ہے
صحابی گر قریشی ہین ستارے ہین صاحب ہین — یہ سب باتین علی مین ہین پہ رہنے مین کیا بہانا ہے
سیادت مین شجاعت مین سخاوت مین عبادت مین — علی کا کون ہمسر ہے اور اوسکو کیا چھپانا ہے
علی و فاطمہ فضہ وبھی حسنین ہون فاقہ — غریبون کے کھلانے سے عجب کھانا کھلانا ہے
احد سے بھاگ جائین لوگ بھاگین سے وحیدر ہوز جانین — علی حاضر ہین اونکا کام دشمن کا بھگانا ہی
رہو آزاد حب پنجتن مین غرق تم ہر دم — یہی عمدہ عبادت ہے یہی بہتر دوگانا ہی

اشعار بطرز مثنوی از مولف این رسالہ بطور بیان آیت ویطعمون الطعام علی حبہ

سن چہ گویم از علی بو تراب — آفتاب آمد دلیل آفتاب
از پئے نیت سہ روزہ قصد کرد — بہر افطارش نبودہ جنس و نقد
پیش شمعون رفت و قرضہ ہر سہ روز — کرد صاعے جو و آورد ش بسوز
فاطمہ رض فضہ و آن حسنین ہم — روزہ دارے را شریک او بہم
داد آن جو فاطمہ را بہر خوان — فاطمہ نمود آن را پنج نان
روز اول وقت افطارش رسید — ناگہ مسکینے علی ع اور اشنید
دست از نان برکشید و جملہ نان — داد مسکین را و خود با خانمان
جرعۂ آبے فرو بردہ بحلق — کرد افطار و نہان حالش ز خلق
شب بفاقہ برد جملہ خاندان — روز دوم پیشش آمد پنج نان
آن یتیمے را بداد و اُف نگفت — روز سوم قیدیئے را داد و خفت

ذات باری زامتحان کردن بری — زانکہ بود شہ علم کلی با علی

لیک بود این امتحان از بہر خلق — تا عیان شد زور شاہ فقر و دلق

روز چارم سورة الانسان رسید — مرتضی را شکر خو یزدان رسید

ہر سہ روزش بود ممکن بیگمان — حصہ کردے درمیان پنج نان

حصّہ دادن بفرزندان و اہل — حصّہ دیگر بسایل بود سہل

لیک ایثارش نبودی بر کمال — تا نبودی غفلت از اہل و عیال

این صفت از غلبۂ توحید بود — کاحتیاج دیگران بر خود فزود

نان زجو کردن و روزہ داشتن — شب بفاقہ بردن و برخاستن

روز دوم روز سوم ہمچنین — سیّدہ را امتحانے بود این

سیّدہ وان جاریہ وان بچّہ ہا — مبتلاے روزہ ہا و فاقہ ہا

خود بشر بودند انہا یا ملک — کے شنیدہ مثل شان گوش فلک

ہیچ یک زانہا نکردہ راز فاش — سہل بودے گر نبی بشنیدی کاش

این قناعت این رضا و این حیا — کس ندیدہ جز باین آل عبا

حضرت عیسی چہ خوش تعلیم ساخت — ہر شجر را از ثمر باید شناخت

واد آزادی بدادم از ولا — مدح خوان مرتضی گشتم بجا

آیت ۱۱

سورہ رعد من عندہ علم الکتاب ترجمہ وہ شخص کہ اوسکے پاس علم کتاب ہی حدیث مین ہے علی مع القرآن والقرآن مع علی یعنی کہ علی ساتھ قرآن کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے ہی کہ اسوجہ سے حضرت علی کے ساتھ علم قرآن زیادہ تر مخصوص ہے اور تفسیر نیشاپوری مین ہے بیان آیتہ سورہ شوری

متعلق عام مسلمانان کامل کے ہے کہ اسوقت تک یہ صفت وہابی وغیرہ مین موجود ہے
کہ غیر مذہب والون کے ساتھ بڑے سخت ہین اور آپسمین خوب موافق اور
ملایم ہین اور جہان پر کوئی وقت نماز کا آپہونچا تو اوسیوقت شطرنجی اور گلوبند زمین
پر رکھ کرکے اپنے نماز مین مصروف ہو جاتے ہین اور اونکی پیشانیون پر گھٹا
سجدہ کا دیکھا جاتا ہے —

آیت ۲

سورۃ التوبہ الا تنصروہ فقد نصرہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما
فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ترجمہ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول
کی تو اوسکی مدد کی ہے اللہ نے جسوقت اسکو نکالا کافرون نے دوجان سے
جب دونون تھے غار مین جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے
ساتھ ہے **ف** یہ آیت متعلق حضرت ابوبکر کے ہے کہ جو ساتھ حضرت رسول کے
غار مین چھپے تھے اور یہ ایک اتنا بڑا امر عظیم واقع ہوا کہ اسوقت تک جو دو آدمی
مین بڑی دوستی ہوتی ہے تو اون دونون کو کہتے ہین کہ یہ دونون آدمی آپسمین
بڑے یار غار ہین اور اس آیت سے جو کچھ اضطراب کرنا حضرت ابوبکر کا اور
تسلی فرمانا حضرت رسولخدا کا معلوم ہوتا ہے اور شیعہ لوگ جو اوس جزع وفزع
حضرت ابوبکر کو طول دیتے ہین سو کچھ التفات ان باتون پر ضرور نہین ہے کہ
خذ ما صفا ودع ما کدر مناسب ہے اور ظاہر ہے کہ ایمان اور استقلال حضرت
نبی کے ایسا حضرت ابوبکر وغیرہ سے امید کرنا فضول ہے ہان اگر اس غار مین جناب
حضرت امیر علیہ السلام ہوتے تو بیشک صبر اور استقلال اونکا بطور جنگ احد
[illegible] کے قدم بقدم برابر حضرت رسول کے [illegible] احسن

اس آیت کا متعلق حضرت ابوبکر کا ہونا حاشیہ مین بخوبی بیان کیا مگر کسی آیت
کا حوالہ شان نزول بہ نسبت حضرت علی کے بیان نہین کیا کہ سنیان بالطبع حضرت
علیؑ کے نام سے گریزان ہین اور بیان آیات قرآنی مین نسبت خلفائے ثلثہ کے
قدر متذکرہ صدر پر اکتفا کیا گیا اسواسطے کہ ہمکو اور کوئی دوسری ایسی آیت پر
اطلاع نہین ہے کہ جو خاص کر کے شان مین خلفائے ثلثہ کے ہو مگر اسقدر کہ
حدیث نمبر ۱۴ اور نمبر ۱۵ ۔ فصل ۵ ۷ ۔ سے اس رسالہ کے یہ بات
ظاہر ہوتی ہے کہ قیدیان بدر اور حجاب عورات اور مصلیٰ کرنے مین مقام
ابراہیم کے آیات قرانی حسب راے حضرت عمر کے نازل ہوی اور علاوہ
اسکے ایک آیت حدیث نمبر ۱۱ ۔ مین فصل ۷۷ ۔ اس رسالہ کی حسب ذیل
مذکور ہے ۔ آیت ۱۴۵ ۔ سورۂ آل عمران پارہ ۴

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ
بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ

یعنی جو لوگ تم مین ہٹ گئے جس دن کہ بھڑین دو فوجین سوا ونکو ڈگایا
شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور بخش چکا اللہ اللہ بخشنے
والا ہے تحمل رکھتا یعنی حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جنگ احد مین
سواے حضرت علی اور ابو دجانہ اور سہل ابن حنیف کے جو حضرت ابوبکر
وغیرہ تمام صحابی بھاگ گئی تھے سو یہ قصور اون سب صحابیان فراری کا معاف
ہوا مگر یہ زیادتی سنیون کی قابل لحاظ کے ہر کہ صحابیان فراری مین سے
خلفاے ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دیتے ہین حالانکہ بھاگنے والا کبھو لڑنے
والے کے برابر نہین ہو سکتا ہے اور ذکر اوس ایک آیت کا بھی اسجگہ پر مناسب ہے

کہ جو حدیث نمبر ۹ میں فصل ۷۷ - اس رسالہ کے مذکور ہی کہ آیت ۱۳۱ - اور ۱۳۲
سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ
تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ
اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ یعنی اگر ایمان لاوین وے لوگ ساتھ مثل اوسکے
جوکہ ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیق کہ راہ پائی اون لوگون نے اور
اگر رو گردان ہون وہ لوگ پس سوائے اسکے نہین ہے کہ وے لوگ ایک پھوٹ
مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ
سنتا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے
رنگ سے اور ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور غرض اس
آیت کی ذکر سے اس مقام مین یہ ہے کہ حضرت عثمان کا سر خون آلودہ اوپر
لفظ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ کے گرا اور کچھ شک نہین ہے کہ موافق اوس لفظ کے
نتیجہ خون ناحق حضرت عثمان کا یہ ہوا کہ بسبب فسادات حضرت عائشہ اور
طلحہ وغیرہ کے جنگ جمل وغیرہ مین ہزارون مسلمان مارے گئے -

فصل ۸۱

فصل ۸۰ مذکورہ بالا تک احادیث اور آیات قرآنی نسبت اہل بیت و دوازدہ
امام علیہم السلام اور اصحاب وغیرہ کے بقدر ضرورت ذکر کئے گئے اور اب آیندہ
حال بیماری حضرت رسول خدا اور عنوان خلافت وغیرہ کا ذکر کیا جائیگا مگر
خاص اس فصل مین یہ بات منظور ہے کہ خصائص سُنی اور شیعی کے حتی الوسع
راست راست طور پر لکھے جائین کہ جس سے کچھ جدا گانہ حال اون
دونون فرقون کا معلوم کیا جاوے اور یہ بات ظاہر ہو کہ کون فرقہ کسقدر حق پسند

ہے اور وہ باتین حسب ذیل ہین -

اول

یہ کہ اس رسالہ کا نام جو حد تحقیق بالمشرب سُنی ہے سو اسکی معنی یہ نہین ہین کہ
ہمکو کوئی حق و منصب اس بات کا ہے کہ اپنے کو اہل تحقیق فرض کریں
اپنی تحقیق اہل دنیا پر تمام کرین اسواسطے کہ سُنی اور شیعی دونون فرقون
مین بڑے بڑے اہل تحقیق ہوگئے ہین اور ابتک اہل کمال لوگ موجود
ہین کہ ہمکو ازروے علم اور فہم نے کچھ مقابلہ اون لوگون سے نہین ہے
بلکہ معنی اس نام حد تحقیق کے صرف اسقدر ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے
ہم خبر دیے جاتے ہین کہ ہماری تحقیق اوس حد تک پہونچی ہے کہ جو اس
رسالہ مین لکھا گیا -

دوم

یہ کہ ہمکو کچھ ادعا علم کا نہین ہے اور نہ ہمکو کہان سے ہو سکتا ہے کہ
گویا تمام عہد ہماری تو دنیا طلبی تو نہ گئی ہے مگر پریشان ضرور ہے کہ چہ حالات
متقدمین اور متاخرین اکے نظر سے گذرے تا سو اوس سے بالیقین یہ بات
ثابت ہوئی کہ اس دین اسلام مین جو دوازدہ امام عجب نہج سے علم دین اور
خدا شناسی مین گوے سبقت لے گئے اور اس بات کا ہزار ہاری دل سے
پوچھا جاے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے تمام عمر جو کی روٹی پر بسر کی ہوئی
اور اس بات کو ہم کیونکر دل سے بھولا سکتے ہین کہ حضرت علی کے بیٹے
بہ ایک گرم روٹی جو کی آئی تو اوسکے ساتھ شہد بھی لیا
پیش کیا گیا آپ نے فرمایا کہ روٹی ہے اور اوس

کچھ حاجت شہد کی نہین ہے اور قتل امام حسینؑ کو جو قاتل مستعد ہوا تو آپ نے
فرمایا کہ ہمکو عصر کی نماز کی مہلت دو اور اوسی نماز مین اپنا کام تمام کرو چنانچہ
ویساہی ہوا اور صحیفہ کاملہ حضرت امام چہارم زین العابدینؑ کا جو کہ زبور ہم لوگ مسلمانون کا ہی
اوپر علم و فضل و تعلق باخدا اونکی ایک گواہ قوی ہی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
اسقدر علم اور فضل کے آدمی ہوے کہ حسب فحواے علماے امتی کانبیاء
بنی اسرائیل کے ایک قسم کے نبی تھے اور امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام
اسدرجہ تک پہونچے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی جو ایک ولی کامل ہین یکے از
مستفیضان بارگاہ امام ہشتم کے ہین اور امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام
سے تو ایک تفسیر قرآن کی موجود ہے غرض این خانہ تمام آفتاب است بیت
بدشمنان منشین حافظا تو لاکن ✦ نجات خویش طلب کن بیجان ہشت و چہار
اور بہترین شرف ہمارے واسطے یہ ہے کہ سعادت بخت سے یہ مضمون مصرعہ
سودا کا مطابق ہمارے حال کے ہوجاے ع مداح امامون کا ہی اور مرثیہ خوان ہے
اور شک نہین ہے کہ مضمون الکلم الطیب یصعد الی السماء والکلمۃ الطیبۃ
خیر من صلاۃ کا بہت درست ہی یعنی کلام پاک آسمان کو پہونچتا ہے اور کلمہ پاک بہتر
خیرات سے ہے سو ہم اپنے خیال مین کچھ تالیف کتاب کی نہین کرتے ہین بلکہ
مداحی کو ان بزرگان کے ہم ایک عبادت سمجھتے ہین اور ایک بڑی حسرت
دل مین یہ ہے کہ اگر محبت اہل بیت دوازدہ امام کی ہماری راستی سے ہو
تو ہمارے اطوار اور اعمال بھی ان بزرگون کے روش پر ہو جائین سو خدا سے
ہم ان امامون کو دل و جان سے مانتے ہین سو اوسی نمونہ
اعمال بھی درست ہو جائین —

سوم

یہ کہ رسومات سے بھی خوب حال ظاہر ہوتا ہے کہ اصل طریقہ قدیم اور آبائی
کیا تھا مثلاً شادیات میں جو لا ہے و دُھنیے تک ہر فرقہ مسلمان میں نیاز
کنڈوری ہمارے خاوند اور سیدہ بی بی فاطمہ علیہا السلام کا ہوتا چلا آتا ہے
اور یہ رسم اسوقت تک سنیان خارجی کے گھر سے بھی موقوف نہیں ہوئی
اور کبھو کسی کے گھر میں نیاز کنڈوری حضرت عائشہ کا نہیں سنا گیا اور
اسیطرح فاتحہ اور نیاز اور حاضری و دسترخوان پنجتن پاک اور دوازدہ امام
اور چہاردہ معصوم اور حضرت عباس کا ہوا کرتا ہے اور نیاز سہمنی شاہ
بو علی قلندر اور توشہ شاہ عبد الحق اور نیاز گیتی بڑے پیر کا اور اقسام
نیازات اور فاتحہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مگر کبھو کچھ فاتحہ خلفائے ثلثہ کا
نہیں سنا گیا اور سنیان خارجی کے گھروں میں بھی اب تک فاتحہ خلفائے
ثلثہ کا جاری نہیں ہوا ہے اور اسیطرح یہ ایک روزہ سوا چہر یا - یا دن بھر
کا روزہ حضرت مولا مشکلکشا علی کا عورات میں جاری ہے اور عشرہ محرم
میں رسم بدھی و ناڑا و کفنی و سیلی و طوق و زنجیر و بیکہ اور سپاہی و بہشتی
واسطے حضرت خامس آل عبا امام حسین کے و رسم روپیہ باندھنے کی واسطے
امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام کے جاری ہے مگر کوئی ایسی رسم واسطے
اولاد خلفاء ثلثہ کے نہیں ہے اور ہمکو ان رسومات کے مشروع اور غیر مشروع
ہونے میں کچھ گفتگو نہیں ہے مگر اس بیان رسومات سے غرض یہ ہے
کہ ان رسومات سے بھی گرویدگے عام بطرف حضرات اہل بیت اور
اولاد انکی پائی جاتی ہے ـــ

چہارم

یہ کہ سنیون کی طرف سے جو توہین اور تنقیص شان علی مین کوشش کیجاتی ہے
سو ظاہرا یہی امر شاید باعث رواج تبرا کا شیعون مین ہوا ہوگا اسواسطے
کہ مجھسے چند معزز شیعون نے کہا کہ اونکو تبرا خلفاے ثلثہ کا ناپسند ہے اور
ہمارے جوش عقیدت کو دیکھکر کے یہ بات بھی کہی کہ اگر سنی مین اسطرح
پر محبت اہل بیت کی ہو تو سنی ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہے اور ایک معزز
شیعے نے مجھسے کہا کہ ابوبکر صدیق ایک نیک آدمی تھے اور ایک عالم شیعی نے
اپنے خط مین لکھا کہ وہ صحابہ ثلثہ کو خارج از اسلام نہین سمجھتے ہین ۔

پنجم

یہ کہ عشرہ محرم گذشتہ مین چند سنیون کی طرف سے پٹنہ مین بڑا اہتمام تھا
کہ علم حضرت عباس کا شہر مین نکلنے پاوے اور آخر وہ علم بحراست صدہا
کانشٹبلان و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے کسی طرح پر نکلا اور مزاحمت
سنیون کی بلحاظ نامشروع ہونے کے نہین تھی کہ فعل شیعون کا مشروع
یا نامشروع ہو تو اوسمین سنیون کو کیا دخل ہے اور کمال تشرع یہ ہوتا کہ اپنے
گھرسے نکل کرکے اوس علم کا تماشا نہین دیکھتے بلکہ یہ بات صرف براہ تعصب
کے تھی اسواسطے کہ اس ہولی گذشتہ مین یہ اہتمام کیا گیا کہ سوانگ اوس علم
کا نکالا جاوے مگر بوجہ احتمال دنگہ و فساد کے انسداد اس امر لغو احداث کا
از طرف حکام کیا گیا سو یہ امر سنیون سے پوچھنے کے قابل ہے کہ یہ اہتمام اور
شرکت ہندوون کی اور اوسمین ارادہ تفضیح رسم مذہبی ایک فرقہ مسلمان کا بوجہ
تعصب کے تھا یا نہین اور اس حالت کشاکشی مین شیعہ لوگ اگر تبرا و عام

کرین تو الزام اسکا خود سنیون پر ہوگا یا نہین ۔

ششم

یہ کہ فریقین مین بڑے بڑے عالم لوگ افراط سے ہو گذرے ہین جیسا کہ
ائمہ اربعہ ابو حنیفہ کوفی و شافعی و مالک و حنبل وغیرہ اور امام محمد غزالی
و فخر الدین رازی اور مولانا روم اور ملّا جامی وغیرہ بہت لوگ اگر سنیون مین
ہین تو اونکے مقابلہ مین بطرف شیعی کے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
و جناب سید مرتضی و سید رضی دو برادران و شاگردان ملّا شیخ مفید
علیہ الرحمہ کے اور ملّا بہاء الدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور شاعر
فردوسی وغیرہ بہت لوگ موجود ہین کہ ہمکو کچھ رتبہ اس بات کا نہین ہے کہ کچھ اندازہ لیاقت
اور رفعت مرتبت علمائے فریقین کا کرسکین اور زمانہ حال مین بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر شاہ
عبد العزیز صاحب دہلوی وغیرہ بطرف سنیون کے ہین تو مولانا سید دلدار علی صاحب وغیرہ بطرف
شیعون کے دیکھے جاتے ہین اور اگر صواعق محرقہ و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ
واسطے استحکام بند و بست اہلسنت کی ہے تو صوارم و صمصام وغیرہ جواب مین
اوسکے موجود ہے پس ہم کیا کہسکتے ہین کہ کون فرقہ حق پر ہے مگر ہمنے اپنی
عمر بھر کی تلاش مین صرف اسیقدر سمجھا ہے کہ شیعے لوگ جسقدر عظمت اور
بزرگی حضرت مولی مشکلکشا علی علیہ السلام اور باقی دوازدہ امام کا اقرار کرتے
ہین سو اس بات مین شیعی لوگ تمامتر حق پر ہین کہ حدیث مین وارد ہے
کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بھاری چھوڑے جاتے ہین
ایک قران اور دوسرے عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپس سے ہرگز
جدا نہونگے تا پہونچنے حوض کوثر تک اور حدیث مین ہے کہ حق ساتھ علی کے ہے

اور یہ کہ عترت ہماری ایک رسی خدا کی ہے جسکو مضبوط پکڑو یعنی کہ نجات آدمی کی محبت اور پیروی مین اون لوگون کے منحصر ہے اور حضرت رسول نے فرمایا کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علی ہین مگر شیعے لوگ جو اصحاب ثلثہؓ کو خارج از اسلام سمجھتے ہین سو یہ بات تعصب کی معلوم ہوتی ہے اور سُنی لوگ جو اصحاب ثلثہ کو حضرت علی کے برابر یا اونسے بڑھکر کے قرار دیتے ہین سو نتیجہ اس بات کا سوائے رنجیدہ کرنے روح حضرت نبی کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ اصحاب یعنی حالی محالی کے واسطے فدیات رسول کو بھول جانا کیا منشا اس بات کا ہے اور یہ کیسا ایمان ۔

ہفتم

اصل مذہب سُنی کا جس طرح پر کہ ترتیب دیا گیا ہے سو اوس سی سوائے اہتمام استیصال عظمت اہل بیت نبی اور دوازدہ امام کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا ہے اور منجملہ اوسکے یہ بات بھی داخل اوسی اہتمام کے ہی کہ لقب امام کا جو در اصل دوازدہ امام کے واسطے موضوع ہوا ہے اور اونکے واسطے موزون بھی ہی سو اس لقب امام کو بھی اوپر امام ابو حنیفہ کوفی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام حنبل اور امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام محمد غزالی اور امام فخر الدین رازی وغیرہ کے جاری کرکے ارزیا زار کردیا ورنہ صرف لقب مجتہد کا اون لوگون پر کیا کافی نہین ہوتا مگر اس بندوبست سے بھی عظمت لقب امام دوازدہ امام کی کچھ کم نہین ہوسکتی ہے **بیت**

صد ہزاران اینچنین اشباہ مین ۔۔۔ فرق شان ہفتاد سالہ راہ مین

ہشتم

یہ کہ حال مین شاہ علی حبیب صاحب سجادہ نشین پھلواری نے جو تاریخ
۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ روز دوشنبہ مطابق یکم اپریل ۱۸۷۸ء کے انتقال کیا
سو بروز سوم اوسکے پسر اکبر شاہ صاحب کو جو دس گیارہ برس کی عمر مین تھے
لوگون نے ایک داماد سے شاہ صاحب کے مرید کرا کے بروز فاتحہ چہارم
کے سجادہ نشین بنایا اور یہ امر حق بھی معلوم ہوتا ہے مگر سنیون سے یہ بات
قابل پوچھنے کے ہے کہ لم تقولون ما لا تفعلون یعنے کسواسطے وہ بات ایسی کہتے ہو
کہ جو موافق اوسکے کام نہین کرتے ہو یعنی کسواسطے اس سجادہ نشینی مین حق
فرزندی کا لحاظ کیا گیا اور کیا کوئی دوسرا مرید و رشتہ اس قابل نہین تھا کہ
جو بطور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے یہ گدی پاتا اور کیا حضرت علی کو قابلیت
گدی پانے کی بقدر اس بچہ دہ یازدہ سالہ کے بھی نہین تھی مگر بات یہ ہے کہ
خاص ایک امر حق سے جو بوجہ کسی غرض کے چشم پوشی کیجاے سو ہر جگہ پر
وہ چشم پوشی نہین ہوسکتی ہے بلکہ حق دوسرے مواقع پر بالضرور اپنا زور دکھاتا ہے
اور حضرت علی اگرچہ ظاہر مین خلیفہ بلا فصل نہین ہے مگر از روی حقیقت کے
حضرت علی ع تمامتر جانشین بلا فصل حضرت نبی کے ہین — بیت
ہوئی جو نبوت سے نبی پر تمام ٭ ہوئی نعمت اوسکے وصی پر تمام

نہم

یہ کہ خلاصہ مرام اس رسالہ حد تحقیق کا یہ ہے کہ خلافت ثلثہ رض منظور ہے اور
یہ کہ خلفاے ثلثہ بھی اپنے اپنے طور پر اچھے لوگ تھے مگر حضرت مولا مشکلکشا علی ع
سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہے بلکہ ہمارے مولا علی اوسیطرح پر خلفاے ثلثہ رض
کے مولی ہین کہ جسطرح پر حضرت نبی اون خلفاے ثلثہ رض کے مولی ہین پس ابتداے

تالیف مین اس رسالہ کے یہ قیاس ہوسکتا تھا کہ سُنی لوگ بوجہ اظہار محبت با علی
اور شیعہ لوگ بوجہ اقرار خلفاے ثلثہ کے اس ہماری تحریر کو بنظر التفات نہین
دیکھینگے سو یہ قیاس بہ نسبت سنیون کے درست بر آیا کہ سنیان زمانہ نے عموماً
ملاحظہ کرنے سے اس کتاب کے آنکھین بند کرلین اور نوبت یہ پہونچی کہ سُنیان
ذی وجاہت کر سامنے نام بھی حضرت علیؑ کا ہم زبان پر بے تکلف نہین لاسکتے
ہین یعنی ہمکو پورا تجربہ ہوا کہ یہ سُنی لوگ درحقیقت حضرت علی سے گریزان ہین
اگرچہ ظاہر مین کچھ اقرار محبت کا بھی کرتے ہون مگر سنیان صوفی مشرب نے
بشوق تمام اس کتاب کو جہان تک کہ چھپی ہے طلب کی ہے اور چند سُنیان
صوفی مشرب نے لکھا کہ وہ لوگ اس کتاب کو اپنے گھرون مین واسطے ہدایت
اولاد اپنے رکھین گے سو اس تحریرات سے تجربہ ہوا کہ یہ سنیان صوفی
مشرب البتہ محبان علی سے ہین اور قلم یہانتک پہونچا تھا کہ ایک خط مولوی
محی الدین صاحب متین تخلص اور وکیل منصفی سیوان ضلع سارن کا
جوکہ ایک سُنی اور لایق آدمی ہین تمامتر بتائید اور تصدیق ہماری تحریر کے
پہونچا اور معلوم ہوا کہ وہ مثل انگریزی کے درست بر آئی کہ دنیا مین کوئی
چیز بغیر استثنا کے نہین ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف بے تکلف قوم
سنیان سے ایک استثنا معلوم ہوتے ہین اور چونکہ یہ خط جوش محبت اہلبیت سے
معمور ہے اسواسطے اس جگہ بجنسہ بترک اداب والقاب معمولی کے نقل کیا جاتا ہے

نقل خط مولوی محی الدین صاحب

امروز بمقام سیوان ضلع سارن کہ بذریعہ شغل وکالت قیام دارم نزد منشی
سلطان حسین وکیل اینجا نسخہ حد تحقیق بمشرب سُنی تصنیف حضور والا دیدم
بلکہ تا دیر اتفاق معائنہ آن شد - ہرچند با تمام نرسید مگر آنچہ کہ دیدم از ابدال دجان

پسندیدم الحق درین کتاب انچه مندرج شده همه حق وقرین صدق و انصاف است
بنظر استیصال بیان مدعیان قایلان تفضیل من جمیع الوجوه که بهمه جهت آماده تنقیص
مراتب مرتضوی اند و همین را بخیال خود جزو ایمان پنداشته در قبها هیچو روی خود
سیاه کرده اند اشد ضرورت تالیف این رساله بود و گویا این فیصله منصفانه
درمیان قوم صادر کرده شد اہل انصاف بیشک قدر دانی آن خواهند نمود و بر حقیقت
خلافت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم با وجود موجود بودن احادیث خم غدیر وغیرہ
ایمان را انکاری نیست لیکن ازان رو اعتقاد تنقیص شان جناب مرتضوی
اہلبیت باعث ضلالت است و با وجود همچون حدیث فضائل جناب امیر زبانی
دربان بجواب رسالہ جناب حضرت منشی سید محمد نجم الدین صاحب قبلہ (برادر
کلان مؤلف این رسالہ حد تحقیق و خود مصنف مصابیح الظلام و فضل صفدری
وغیرہ) اعتقاد خود بہ نسبت مفضول بودن جناب امیر بجمیع الوجوہ از اصحاب ثلثہ
ظاہر میکند و بقول دروغ گویم برروے تو میگوید کہ همین مسلک علمائے و متصوفین
متقدمین و متاخرین است لعنۃ اللہ علے الکاذبین این بی نصیب کتاب
صراط المستقیم تصنیف مولوی محمد اسمعیل سر حلقہ طائفہ خود را ہم ندیدہ است کہ
محض بفیض مرتضوی حق برزبانش جاری شدہ در باب ہدایت ثانیہ افادہ
خود نمبر ا-ی نویسد کہ حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل بر شیخین ہم ثابت است
و این تفضیل بجہت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت است
من قطبیت و غوثیت و ابدالیت و غیرہا و این عطیہ الہیہ بمقابلہ آنست کہ
گاہی انتظام خلافت و مملکت و سلطنت و در آن اظہار ایشان صورت نہ بستہ و
اکثر سلاسل ولایت ہم منتسب بجناب مرتضوی است پس روز محشر بسبب کثرت اتباع

که اگر غیرے در اینها صاحب شانهائے بلند مراتب ارجمند خواہند بود و موکب
مرتضوی را آن ہیبت و جلال جلوه ظهور باشد که تماشائیان آن مقام و نظارگیان
آن مجمع بے نظیر را موجب تعجب بسیار خواہد شد لهٰذا ظہور ہمین مقام بر بعضے صوفیان
و خفای مقام شیخین رضی الله عنہ باعث آن گردیده که در تفضیل جناب شیخین رضی الله عنهما
ترددی بهم رسانیده از عقیده راسخه اہلسنت متزلزل شده اند پس این شهادت
مولوی محمد اسمعیل صاحب بلا شبهه قاطع دلایل آن باشد انعقاد ظاہری بذریعه
اجماع بمقابله خلافت حقه رتبه ندارد حیرانم که آن ناصبی چه خواہد گفت بحق صاحب
غیاث اللغات که سُنّی مذہب است و در کتاب غیاث اللغات صاف نوشته که
ثقیفه بنی ساعده مکانے بود در عرب و در آن برائے مشوره ہائے بیہوده و باطله
قوم عرب جمع میشدند حالانکه انعقاد خلافت ہم در آن مقام گردیده است و در آن کسی را
انکارے نیست و چه گوید در حق مولوی عبدالحق محدث دہلوی خود که در تکمیل الایمان نوشته
یعنی از محمد حنیفه پرسیدند که سبب عدم اجماع است بر خلافت جناب امیر چه بود گفت
زاہد بود و زاہد را با دنیا و اہل دنیا مبالاتے نباشد شریف بود و شریف را پروای کسی
نبود و شجاع بود و شجاع را آزار کسی نبود پس بتسلیم ہمان محدث گویا این خلافت ظاہری
باجماع دنیاداران قائم گردید رساله مقالة الوضیة فی النصیحة و الوصیة تصنیف شاه
ولی الله صاحب دہلوی قابل دیدنی ست مینویسد که صحابه معصوم نبودند و ممکن که
از ایشان چیزے بوجود آمده که اگر از دیگران میشد موجب رد و قدح میگشت اما
ماموریم بکف لسان از تنازع ایشان و ممنوعیم از سب و طعن در حق ایشان لعبد ابرای
مصلحتے از مصلحت ہائے دینی و از مصلحت جز غرض استحفاظ معاویه دیگر نیست حقیقت این ست
که ہر کرا محبت جناب امیر و دیگر اہلبیت نیست بلا شبهه کافرست بقول حافظ شیراز—

اشعار حافظ

انرا کہ دوستی علیؑ نیست کافر است	گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش
امروز زندہ ام بولاے تو یا علیؑ	فردا بروح پاک امامان گواہ باش
قبر امام ہشتم سلطان دین رضاؑ	ازجان ببوس و بر در آن بارگاہ باش

حضرت امام شافعی بمنقبت جناب امیرؑ عجب رباعی گفتہ

رباعی

کفانی فضل مولانا علی	وقوع الشک فیہ انہ اللہ

ترجمہ کفایت کرتا ہے ہمکو دربارہ فضل علےؑ کی واقع ہونا شک کا اس بات کی وہ اللہ ہے

ومات الشافعی ولیس یدری	علیٌ ربہ ام ربہ اللہ

ترجمہ اور مر گئے شافعی و نہیں دریافت کیا کہ علی رب اوسکے ہیں یا کہ خدا تعالی رب اوسکا

این رباعی در مناقب مرتضوی دیدم و جاے قول شان این است رباعی

من مات علی حب آل محمد	[illegible]

ترجمہ جو شخص کہ مرا وہ اوپر حب آل محمدؐ کے و مراد وہ اہلسنت و جماعت مغفور

سابق بمقتضاے این قول ــ

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم ؛ از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

ہیچیک توجہ بجانب جواب این فرقہ دور از صواب ننمودند حالا بوجہ پرسش
این قوم ضرورت تالیف این کتاب گردید و کتاب حضور در جواب دندان شکن
است معلوم نہ کہ جلد دیگر ہم طبع شدہ یا نہ ہر دو جلد را مطالعہ کردن میخواہم ــ
غزلے کمترین در منقبت جناب امیر علیہ السلام براے ملاحظہ حسب ذیل از
دیوان خود نقل کردہ میفرستم ــ

غزل

بے تولاے علی دل را صفائے مشکل است
غیر مہر او بہ عرفان رہنمائی مشکل است

فتح باب علم احمد زان وصی مصطفےٰ
غیر عشقش تا در احمد رسائی مشکل است

آن قسیم حوض کوثر حاکم باغ جنان
غیر استمداد او مشکل کشائی مشکل است

تا نہ سازی طوطیا از خاکپاے بوتراب
چشم ایمان ترا خود روشنائی مشکل است

گر نہ عارف از دل وجان والہ حیدر بود
کشف گردد بر دلش سر خدائے مشکل است

المدد اے بادشاہ ہل اتےٰ جز فضل تو
رستن ولہا ز بند ماسوائے مشکل است

عمر ہا ضائع شد ایدل گہ نکردی با نیاز
بر در آن شاہ مردان جبہہ سائے مشکل است

قوت از شاہ نجف باشد بحال تو یقین
نفس روبہ را ز سنج ورآزمائی مشکل است

اور حال شیعون کا یہ ہے کہ ہمنے رسالہ حد تحقیق صفحہ ۲۵۶ تک جو چھپا تھا چند سنیان وشیعون کے پاس بلا تحریر خط کے ڈاک پر بھیجدیا اور جیسا کہ قیاس تھا سنیون نے کچھ رسید کتاب سے اطلاع نہین دی مگر شیعون نے بڑے تپاک سے خطوط لکہے اور دعائین دین کہ اونمین سے نام چند صاحبون کا بطور شکر گذاری اور بنظر یادگار کے اس مقام مین لکھا جاتا ہے۔

اول

جناب سید عشرت علی صاحب رئیس بھاگلپور کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا بھی ہے اور اونکا یہ فقرہ دعائیہ ہمکو بہت پسند ہوا کہ انشاء اللہ تعالےٰ حشر ہمارا بزمرۂ شیعیان محبان علیؑ کے ہوگا۔

دوم

جناب سید محمد تقی خان صاحب رئیس مظفرپور کہ رشتہ مین وہ ہمارے بزرگ

ہوتے ہین اور جناب موصوف نے بڑے تپاک سے پندرہ نسخہ تحقیق کا ہمسے طلب کیا

سوم

جناب نواب شعار الدولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر رئیس فیض آباد
کہ ایک بڑے لائق شخص ہین اور ہمکو از راہ عنایت بلقب صدر نشین محفل محققین
زیب وزین ارائکہ مدققین یکہ تاز معرکہ انصاف سالک مسالک خالی از اعوجاج
و اعتساف عارف روشنضمیر صاحبدل باتنویر کے یاد کرکے اپنے خط مین لکھا
کہ فی الواقع در مدح کمال تحقیق و انصاف ملازمان زبان بیان لال است
چہ مساعی جمیلہ در جمع و بیان احادیث فرمودہ اند وچہ ہا داد انصاف دادہ
اند ولائق بفر لقین اہل اسلام آن ست کہ اعتقاد بآن آرند واز اعتساف
گذشتہ طریقۂ انصاف را اختیار فرمائند تا از ہلاکت دارین نجات حاصل سازند
سعیکم مشکور باد برب العباد اور یہ وہ بزرگ ہین کہ جو ایک کتاب باسم
کتاب عجیب فی اخبار السید الذبیح الغریب - تالیف فرماکر کے پیشین گوئی
واقعہ کربلا کی کتاب اشعیا نبی متعلق توریت سے بہت طرح سے ثابت کی ہے
اور پانچ نسخہ اوسکا براہ عنایت ہمارے پاس بھی بھیجا ہے -

چہارم

جناب راجہ سید باقر حسین صاحب رئیس اکبرپور ضلع فیض آباد کہ ایک بڑے
لائق شخص ہین اور اپنے خط مین براہ عنایت یہ فقرہ حسب ذیل لکھا ہی الحاصل
آنکہ یک نعمت غیر مترقبہ یافتم ولقین دانم کہ اکثر صاحبان کہ منصف مزاج اندبدولت
آنجناب ہدایت کافی یابند -

پنجم

جناب سید محمد صاحب مدرس نارمل اسکول آگرہ کہ اوپر کمال لیاقت اونکی کتاب

تفرز الفرقان من وساوس الانسان گواه ہے کہ کس خوبی ولیاقت علمی سے
فصاحت وبلاغت قرآن شریف کی باستدلال اشعار واقوال فصحای عرب کے
ثابت کی ہے اور اپنے خط مین اس رسالہ حدتحقیق کو ایک محاکمہ بطرز جدید کے
قرار دیتے ہین مگر ایک شکایت اونکو یہ ہر کہ اس کتاب مین بہت جگہہ پر اختصار
ہوا ہے سو یہ شکایت اونکی درست معلوم ہوتی ہے -

ششم

جناب سید شہامت علیصاحب ساکن موضع بالی ضلع پٹنہ کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا ہی
اور وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ عالیجناب نے بزور علم عربی وفارسی وانگریزی ملاحظہ
تواریخ کتب ہای صحیح ہر فرقون کے اصول مذہب کی کتابون کو کمال تامل و
غور سے ملاحظہ فرمایا کہ اونھین کتابون سے دلائل فضائل فضل وکرم وافضلیت
جناب امیر علیہ السلام ایک نسخہ عام فہم کمال توضیح وتشریح کے ساتھ تصنیف فرماکر
شائع فرمایا ہے —

ہفتم

منشی سلطان حسین وکیل منصفی سیوان ضلع سارن خلف جناب منشی حشمت حسین صاحب
مرحوم کہ وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ سبحان اللہ خاتمہ تحقیق وتدقیق فرمودہ عدالت
نوشیروانی رابکار بردہ اند خداوند کریم بہ تصدق ائمہ معصومین باین اعتقاد وا توفیق
جزاء خیر دہد ماشاء اللہ عجب اعتماد واخلاص با جناب امیر علیہ السلام دارند و یہ عجیب
عنوان باستدلال احادیث وآیات این فرقہ معتقدین معاویہ مردود را ذلیل و
خوار ساختہ اند بجدے لم یزل کہ بر حسن اعتقاد جناب اکثر محبان اہلبیت را غبطہ میشود —

ہشتم جناب سید مہدی حسین صاحب خان تخلص ساکن حسن پورہ ضلع سارن کہ
وہ ہمارے ایک عزیز باجدار قریب ہین اور جناب صوفی نے خط مین ہمکو براہ عنایت بلقب سید

المومنین حق پسند و حق بین کے یاد کرکے لکھا کہ کار نمایان کردہ اند و بلاحجاب بمیدان عدالت در احدہ داد ایمان دادہ اند اور موصوف الیہ فی مادہ تاریخ وصول اس کتاب کا حسب ذیل لکھکرکے بھیجدیا۔ منقبت حیدر کرار کی نہم سید احمد رضا صاحب بلگرامی کہ وہ اپنی خط مین نسبت اس رسالہ حد تحقیق کے لکھتی ہین کہ ذو الفقار قاطع بدست محبان ائمہ اظہار افتاد۔

دہم جناب آغا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقامی بھاگلپور کہ نسبت اوصاف و بزرگی انکی اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ عمدہ پیدائش اس شخص کے ہی جو کہ انکے مکارم اخلاق خدمت خلق اللہ اور صبر و رضا و عبادت و ایمان و تقوی و زہد سی متصف ہو اور جناب ممدوح نے جو ایک قصیدہ ہماری حق مین بدست خاص اپنی لکھا ہی سو اشعار اُس قصیدہ کی حسب ذیل ہین

تشنہ کام ازلی یافت بکف ما معین	آفرین باد برین عدل و برین علم یقین
حق زہرا تو بدادی و علی را منصب	اجر باد ات ز درگاہ خدا اندر برین
حاد انصاف ہمین است کہ از رای تو شد	سنۂ خصم عیان شد بہمہ چون و چنین
از ستم پردہ نکند بنور خورشید	کشف تو فاش نمود عقدہ اسرار مبین
در کلک تو شدہ رہبر ہر گمراہی	لیک شرطش بالست و برحم و حث چنین
حضرت جد تو خورسند و غلامان لیشاد	چشم امید برین است کہ آیندہ چنین
اصطلاحات ضروری سبب راحت جان	از احادیث صحیحش ہمگی زار و حزین
فخر دارم ز ثری تا بہ ثریا ہر دم	کہ مرا یاد نمودی بچنین گنج مکین
آرزو دارم اگر تحفہ شود چون مشکوہ	چونکہ تصنیف تو زیبندہ بود چون تلقین
جد و آبای تو فی حق و بحق و با حق	چون شد ایران است بہ بخت کرکر چنین

دست دار دبدعا احمد مسکین شب و روز ❊ پنجتن بر تو مددگار و خدا یار و معین

یازدہم جناب مولوی فقیر حسین صاحب عظیم تخلص و رئیس حسین گنج ضلع سارن کہ بذات خود ایک بڑی لائق آدمی ہین اور موصوف الیہ نے بہی چند اشعار حسب ذیل براہ عنایت ہماری حق مین لکھکر کے بہیجدئے

اشعار

ستایم ترا ای غریق ولا
سرائیدہ منقبت برملا

زجام ولاے جناب امیر
گرفتی می صاف خم غدیر

نداری باہل خلاف آشتی
نشان ولا را برافراشتی

نہ پیرو ای عمر ہست و نی بکر و زید
شدی اینک آزاد از بند و قید

گل از خار چیدی درین بوستان
کزان شد شگفتہ دل دوستان

رہ صاف گیرند اہل نظر
کہ خذ ما صفا ہست دع ما کدر

زآلودگیہا بپرداختے
مس قلب را کیمیا ساختے

ولی کاندران نور حب علی است
دران ظلمت سایۂ غیر نیست

بنازم بر انصاف آزادگان
کہ ہستند بر آل دلدادگان

کسی کو ید اللہ را دل دہد
چرا دست بر دست غیری نہد

چو نامت وحید از بزرگان سید
بتحقیق درین ہم شدی توحید

عجب خندہ و قہقہہ شد بزور
چو خواندیم تشبیہ جرمن سیلور

خدایا کدام است ان روز عید
شنیدند عظیم حزین با وحید

دوازدہم جناب ارتضی حسین صاحب بہاگلپور کہ ایک خط فارسے کمال جوش عنایت سے حسب ذیل لکہا اور ایک تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب

مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پٹشنمار بھاگلپور کی بھیجی اور ایک طریقہ خاص اُنکے امام باڑہ کا ہمکو بہت پسند ہوا کہ علاوہ مرثیہ کے پانچ سات حافظ لوگ تمام عشرہ بہر شب روز ختم قران شریف کرتے ہین

نقل خط جناب ارتضیٰ حسین صاحب بھاگلپور

بتنکی از آنکہ فضل و کمال متوسد و سادہ حشمت و اقبال وحید زمان فرید دوران ام مجدکم و زاد اقبالکم و حشمتکم پس از الوف تحیات و صنوف اسلمہ مصادقت آیات و وفور اشواق و شدت غرام و غلبہ اشتیاق و توررت پیام کہ از مدتی محبت دیرینہ در کانون سینہ الفت گنجینہ ہیجو دریتیم در صدف رلنون و مخزون و آتش مودت و محاب باہم اندر مدخنہ فواد مثل فولاد در کورہ حداد مجبول و محقون ہست منقار منطق مقصود وا مینماید و لبہا بترانہ مدعامی کشاید درین آوان خجستہ توامان و زمان مسرت اقتران کتاب مستطاب بلاغت نصاب ملقب بہ تحقیق کہ فی الحقیقت طالبان حق را بسر حد تحقیق میرساند و برای ناظرین نصفت قرین نقاب از عرائس مطالب و کنوز دقائق بر داشتہ بہرہ تازہ و فائدہ بی اندازہ بخشودہ بساحل مراد میگزرانند کہ بنا بر مراسم قدیمہ و مرابط دیرینہ آن گنج فوائد و خوان موائد باین مخلص بی ریا محب باصدق و صفا ہدیۃً فرستادہ اند سرفراز بہا و سرور و حبور نامحصور بخشید در اوقات مختلفہ و جلسات متعددہ تمام و کمال حصہ کتاب را مطالعہ نمودم و شبہا در التقاط لآلی تحقیقات انیقہ و مطالب شیقہ اش سر بزیر آوردہ گوہر مقصود بر داشتم و روزہا در خوض الفاظ و غوص لجہ معانی و حسن ملاحظہ مبانی و لطافت بیانی اش در رفتہ حظی وافر و تہیج خاطر بہم رسانیدم و للہ الحمد علی ذلک وہو یرشد الی احسن المسالک حقا کہ درہا سفتہ اند وچندین عرائس مقاصد در ذیل بیان نہفتہ اند

وچگونہ خار و خس شبہات باطلہ و اوہام از حقیقت عاطلہ بدلائل واضحہ و حجج قاطعہ برفتہ اند گلی ہست از ریاض تحقیق و سنبلی ہست از چمنستان تدقیق بحر لیست مواج و فلکی ہست ذات ابراج آفتاب در آب و تاب و علم ساطع برای سالک راہ صواب قمری است در صفا و زہرہ الیست در ضیا ریحانہ الیست کہ استشمامش دماغ ایمان را تقویت می نماید و از جواہر احادیث و آیات کہ در شان ولایت مآب و اہلبیت معصومین ماثور ہست عقدی ترتیب دادہ اند کہ آویزگی گردن عروس دین را شاید و از طوطیای اخبار صداقت آثار و فضائل عترت اطہار کحلہ ساختہ اند کہ دیدہ رمدرسیدہ را روشن سازد و از فولاد باب ادلہ محکمہ مصیقلہ بر داختہ اند کہ آئینہ بواطن را از زنگ تشکیکات شیطانی و تخیلات نفسانی می زداید الا الذین ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ و دوستداران آل عباس سر بہ تسلیم خم کردہ اند بار غبت و رضا واما الذین فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا خلاصہ کار نمایان کردہ اند و کتاب عجیب در قالب تحریر در آوردہ اند شکر اللہ سعیکم و احسن د عیکم ترقب از الطاف مرعیہ و اخلاق مرضیہ آنکہ چہار پنج نسخہ ازین کتاب دیگر برای این اخلاص مند و دو تا نسخہ بخدمت عالی جناب فضائل مآب و کمالات انتساب مقدس لقاب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پیشنماز دام ظلہ العالے ہدیۃ باقیمۃ مرحمت فرمایند و از قیمت آن اعلان بخشند و حقائق پناہ دقائق آگاہ مولانا سید ضیاء اللہ صاحب ممدوح تقریظی برین کتاب زیب تحریر فرمودہ اند مصحوب عریضہ ایصال خدمت است اگر مطبوع طبع شریف گردد مطبوع گشتہ باصل کتاب ملحق کردہ اید نواب سید اعظم علیخان صاحب مہتمم البرٹ پریس

بھاگلپور خواستگار اند کہ اگر اجازت فرمایند این کتاب لاجواب را در مطبع
مذکور طبع سازند والسلام خیر ختام —

نقل تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب

پیشنماز بھاگلپور بسم اللہ الرحمن الرحیم الذ کلام ینطق بہ اللسان واطرب
بیان یتحرک لہ اطراف البنان وابھی درر یشنف بھا الاذان وازھر زھر
تنشر فی اردان الاذھان واعلی مرقاۃ یعرج بھا الانسان من حضیض خطوط
النفس البھیمیۃ الی اوج العرفان واحسن ما یترنم بہ العنادل علی رؤس
الاغصان واحری ما یعقد علیہ القلب فی الجنان ویجتنی بہ ازھار الجنان
ویجنب بہ النعم ویزاد بہ الکرم حمد المفضل المنعم باری النسم خالق اللوح
والقلم الذی علم الانسان ما لم یعلم وافضل الصلوۃ علی اشرف الموجودات
علۃ وجود العالم واسطۃ خلقۃ آدم الصادع بالشریعۃ القائمۃ جعل
ملتہ لسائر الملل عن ارتفاع ثری البقاء فاطمۃ عقمت بمثلہ ام الزمن
لیس لہ صنو ولا نظیر ولا کفو ولا وزیر غیر ابن عمہ ابی الحسن فھو تلوہ
وتبیتہ وزوج ابنتہ وابو ذریتہ والخلیفۃ علی امۃ سید العرب والعجم
الامیر علی سائر الامم المنعوت علی لسان سید الابرار علی قسیم الجنۃ
والنار کرار غیر فرار اعان النبی المختار حین اختار الاغیار الفرار ورکبوا
العار والشنار علیہ وعلی سائر اصحاب الکساء وعترتہ النجباء المعصومین
المیامین الغر رحمۃ اللہ واحد العدد احد الی الامام الثانی عشر الغائب
عن الابصار والحاضر فی الامصار الذی بیمنہ رزق الوری وببقائہ تثبت
الارض والسماء ینتفع بہ کل الانام کاشراق الشمس تحت الغمام فیومنہ

کل مؤمن الا من اعرض عن جادة الانصاف وسار الی الخلاف وما
یضر بالشمس ان لم یرها الخشاف فاما من خاف مقام ربه ونهی النفس
عن الهوی فان الجنة هی الماوی ومن برکات مولنا صاحب العصر
علیه السلام عجل الله فرجه وسهل مخرجه وقبسات مشکوة وجوده
ولمعات انوار فیوضه وجود ظهور هذا العقد الثمین والمعجز المتین
والسحر الحلال والبحر الذی لیس له ساحل والکتاب العجیب والتقریر
الغریب والتحریر الرشیق المسمی بجد التحقیق فهی درّه بیضاء لا بل معجزة
غراء وجوهر مضی او کوکب دری وتحقیقات انیقه والحاث رشیقة
کیف لا وهو من نتائج افکار وحید العصر فرید الدهر البالغ من الفنون
اعلاها والفائز من المراتب اقصاها عالی الکعب فی العلوم النقلیة طویل
الباع فی الکمالات العقلیة صاحب الفطنة الوقادة والقریحة النقادة سالک
مسالک اهل الحق والتحقیق محرز قصبات السبق فی مضمار التدقیق کلامه
ملیح وبیانه فصیح ان اوجز اعجز ومتی اخترع خرع الفائق علی الاتراب کاشف
طرق الحق والصواب جناب المولوی السید وحید الدین خان بهادر دامت
معالیه وبورکت ایامه ولیالیه فامعنت فیها نظری وجلیت بها بصری
فوجدتها موعظة شافیة ولهدایة من عمیت قلوبهم کافیة حریة
بان تکتب بالذهب علی صفحات البلور لا بل ان یزبر بالنور علی وجنات
الحور دلیل واضح لمن عدل وانصف لا من عدل عن الحق واعتسف
الفاظها کالدر الغرر فی البهاء ومعانیها کازهار الورد فی الرونق والصفاء
فقلت متعجبا هذا البحر الرائق ونهر فائق حیاضه اترعت للشاربین وریاضه تسر الناظرین ؎

ففی کل لفظ منہ روض من المنے ؛ وفی کل سطر منہ عقد من الدر

عسی لم یوصف مثل الکتاب فی غایۃ المتانۃ و الانصاف فی الاطراف
والاکناف روضۃ یرقص الطواویس علے اغصان معانیہما
یترنم الاطیار علی اشجار مبانیہا فلا ادری اہی خیرات حسان ام الیاقوت
والمرجان ﷲ در فارس ہذا المیدان وہل جزاء الاحسان الا الاحسان
لمولفہ طالعت منہا حصۃ فوجدتہا بحرا عمیقا عرضۃ لا لمخبرا و راقہا تذری باوراق
الذہب فی سطورہا کشعاع شمس تسطر احسنت احسنت لہ الا ح فی ﷲ فما
اذکی رائک الصائب وما اجود ذہنک الثاقب حیث شمرت عن ساق
الجد وغاص طبعک النقاد فی دامار التحقیق علے تلک الجواہر الفرائد
شکر ﷲ سعیک بالجزاء الاوفی وجعل الاخرۃ خیرا لک من الاولی
ونفع ﷲ بہا سائر المسلمین بحق محمد و آلہ المعصومین صلوات ﷲ
علیہم اجمعین وعلیک باتمام ہذا الکتاب فانہ تذکرۃ لاولی الالباب
وعلیکم ایہا الاخوان فی الدین ان لا تتخذوہ شیئا فریا لانہ متاع ثمین
والنظروۃ لعین الانصاف ولا تجعلوہ وراءکم ظہریا لانہ بضاعۃ
غالیۃ للحفظ قمین واخر دعوانا ان الحمد ﷲ رب العالمین
ہذا ما تیسر لقریحتی الجامدۃ وفکری الخامدۃ مع توزع البال
وتشتت الاحوال فی تقریظ ہذا الکتاب ولو لم یبلغ المعشار
من اوصافہا ومرایا مصور ام علا انا الجانی الاواہ ضیاء ﷲ اوتی
کتابہ بیمناہ حررفی اوسط عشرات ربیع الاول واستخرجت تاریخہا
ہدایتہ الطریق باب الانصاف و التحقیق ۱۲۹۶ھ ہجری

ترجمہ فارسی تقریظ یعنی ستائش مذکورۂ بالا لذیذ ترین کلام کہ زبان بآن
گویا شود و خوش آیند ترین بیان کہ اطراف سر انگشتان برای آن بحرکت آید
و روشن ترین گوہرہا کہ گوشہا را گوشوار باشد و تازہ ترین شگوفہا کہ
در آستین ہای ذہنہا گستردہ شود و بلند ترین نردبان کہ انسان بدان از نشیب
خطوط نفس بہیمیہ باوج عرفان عروج کند و نیک ترین چیزی کہ بلبلان بالای سر
شاخہا بدان مترنم شوند و لائق ترین چیزے کہ بستگی قالب دل بدان باشد و
شگوفہای باغ بواسطہ آن برچیدہ شود و نعمت از ان حاصل شود و کرم ازان
زیادہ شود حمد کسی ست کہ نہایت فضل کنندہ و نعمت دہندہ و پیدا کنندہ
بادنسیمہا و خالق لوح و قلم است آن کسیکہ تعلیم انسان کرد بدان چیز کہ نمیدانست
و افضل درودہا است بر اشرف موجودات کہ علت وجود عالم و واسطہ خلقت
آدم است و بیان کنندہ شریعت قائمہ ست کہ ملت او بازدارندہ است سائر
ملت ہا را از شیر خوردن سینہ بقاو ان کسی ہست کہ مادر زمانہ او مثل او دیگرے
نزائیدہ و نہ او را ہم شاخیست و نہ نظیر و نہ کفو و نہ وزیر غیر ابن عم او ابو الحسن
کہ او متصل بہ بیت او و شوہر دختر او و پدر نسل او و خلیفہ بر امت او و سید عرب و عجم
امیر بر تمام امت ہا کہ صفت کردہ شدہ است بر زبان سید الابرار و آن علی ست
کہ تقسیم کنندہ جنت و دوزخ است و کرار غیر فرار ست کہ نبی مختار را اعانت کرد
وقتیکہ فرار را اغیار اختیار کردند و عار و ننگ را سوار شدند و بر تمام آل عباد
اولاد نجبار او کہ معصوم و مبارک اند و روشن ترجمانہای خدای واحد الصمد و تا امام
دوازدہم اند و آن امام دوازدہم غائب از نظرہا و حاضر در شہرہا ست کہ ببرکت
او خلق روزی می یابد و ببقای او زمین و آسمان ثابت است و خلق از و نفع

می یابد مثل درخشیدن آفتاب زیر ابر و ایمان می آرد باو هر مومن سوای آنکه از راه
انصاف اعراض کند و بطرف خلاف رود و هیچ مضر با آفتاب نیست اگر شپره آنرا
ندید ولیکن هر که مقام رب خود را خوف کرد و نفس خود را از هوا و هوس باز داشت
پس تحقیق جنت ماوای اوست و از برکات مولانا صاحب العصر امام مهدی علیه
السلام هست خدا تعالی ظهور او جلد تر کند و خروج او را آسان نماید و از روشنی ہاے
چراغ وجود او و لمعات انوار فیوض و بخشش اوست ظهور این سلک قیمتی و معجزه
متین و سحر حلال و این دریائیست که آنرا ساحل نیست و ظهور این کتاب
عجیب و تقریر غریب و تحریر درخشنده مسمی به حد تحقیق است که این کتاب گوهریست
نهایت صاف نه که معجزه ایست روشن و جوهریست روشن کننده یا ستاره ایست
گوهروار و تحقیقات نادر و بحث های عمده است و چرا نباشد که این کتاب از نتایج
افکار وحید العصر فرید الدهر است که باعلی مدارج فنون رسیده و باقصی مراتب
فائز شده و در علوم نقلیه پای عالی و در کمالات عقلیه ید طولی دارد و حسن فطنت
روشن و طبیعت نقاد و رونده راه های اہل حق و تحقیق و گردآرنده تنهای پیش دستی
در میدان باریک بینی و کلام او ملیح و بیان او فصیح ست که جائیکه اختصار کرد اعجاز
نمود و جائیکه امر نور را اختراع کرد دانه را ابر روی خاک برآورد و طریق های
حق و صواب را ظاهر کننده است یعنی جناب مولوی سید وحید الدین خان بهادر مدارج
عالیه او دایم و روزها و شبهای او مبارک باد پس بدقت نظر این کتاب را دیدم
و نور بصر را از آن جلوه دادم پس آنرا نصیحتے شافی و برای هدایت کسانیکه
دلهای آنها نابیناست کافی و وافی ست و لائق است بانکه بر ورق های بلور بزر
نوشته شود بلکه از نور بر بازوهای حور مرقوم شود دلیلی ست واضح برای

کسیکہ عدل و انصاف کند زانکہ از امر حق عدول و تجاوز ورزد الفاظ این
کتاب مثل گوہرہای درخشندہ است درونق و معانی آن مثل شگوفہہاے
گلاب اند در رونق و صفا پس از روے تعجب پرسیدم کہ آیا این دریائیست
شفاف و نہریست فائق کہ حوضہای آن سیراب گرداند نوشندگان او و زخمہاے
آن مسرور گرداند نظر کنندگان را شعر در ہر لفظ این کتاب باغیست از آرزو
و در ہر سطر آن سلکی از دُرہا گویا کتابی مثل این کتاب تصنیف نشد در غایت
متانت است و انصاف در اطراف و اکناف این دیار و باغیست کہ طاؤس ہا
بر شاخہای معانی آن رقص میکنند و طائر آن بر درخت ہای اصول آن می سرایند
پس دریافت نمی کنم کہ آیا این کتاب از نیکہای حسان ست یا کہ یاقوت و مرجان
وچہ خوب کار کردہ است سوار کار یعنی مولف این میدان ونیست جزای
احسان مگر احسان شعر از مولف این تقریظ یک حصہ را ازین کتاب مطالعہ کردم
پس یافتم آن را ایک بحر عمیق کہ عرض محصور نیست و اوراق این کتاب غالب
است بر اوراق طلا و سطرہای آن مانند شعاعی آفتاب است کہ سطر کردہ شود
وچہ خوب کار کردی ای برادر در راہ خدا کہ چہ خوب رای صائب تو ذکاوت
کردہ است وچہ قدر ذہن تو نیز جودت نمودہ درین کہ از ساق کوشش برچیدے
وطبع نقاد تو در انتہای بحر تحقیق فرو رفت برین جواہرہاے یکتا خداوند تعالی
سعی ترا باجزای وافی تر مشکور گرداند و آخرت را برای تو بہتر از دنیا نماید
وحق تعالی ازین کتاب تمام مسلمین را نفع دہد بحق محمد و آل معصومین او وصلوۃ خدا
باد بر آنہا اجمعین و لازم است بر تو کہ این کتاب را تمام کنی چرا کہ این کتاب
تذکرہ ایست برای صاحبان دانش و واجب است بر شما ای برادر رای

دینی کہ این کتاب سہ ایک شی نو ایجاد قیاس نہ کنید چرا کہ این کتابست نہایت قیمتی ونظر کنید دران بچشم انصاف وآنرا وراء پشت ہای خود نیندازید چرا کہ این بضاعت گران قیمت است ولائق بحفظ ہست وآخر دعای ما اینست کہ جمیع سپاس خدا را کہ رب العالمین ہست این است آنچہ لطبیعت جامد من وفکر افسردہ من با وصف تردد دل وانتشار احوال بتعریف این کتاب پیش آمد اگرچہ دہم حصہ اوصاف و رتبہ مقدار آن را نرسید وعلو این کتاب ہمیشہ با دمنم بندہ عاصی وامیدوار رحم ضیار اللہ کہ نامہ اعمال او بدست راست او باد مرقومہ اوسط عشرات ربیع الاول ۱۲۹۵ھ ہجری وبرای این کتاب یک اسم تاریخی بر آوردم و ہدایت الطریق وباب الانصاف والتحقیق ۱۲۹۵ھ ہجرے —

سیزدہم نواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ کہ موصوف الیہ نے اپنے خط میں بہ نسبت اس کتاب کی یہ رای دی کہ یہ کتاب دلیل لیاقت اور راستبازی کی ہماری ہے اور لکھا ہے کہ جناب مجتہد العصر مرزا محمد علی صاحب نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔

چہاردہم سید علی حسین صاحب مختار کار ساکن ٹانڈا ضلع فیض آباد کہ وہ اپنے خط میں یہ بات لکھتے ہیں کہ بذریعہ اس کتاب کے اُس جوار میں ایک شہرت ہماری لیاقت اور تحریر آزادانہ کے ہوئی ہے اور بعد اسکے چند سقیان صوفی مشرب کا بھی ذکر مناسب ہے کہ جنہوں نے بڑی تپاک سے اس کتاب کو قبول کیا اول جناب سید امیر علیشاہ صاحب جاگیردار بودلہ ضلع آگرہ کہ جو ایک بہت کریم النفس آدمی ہیں اور انکے بھائی جناب سید مظفر علیشاہ صاحب بھی ایک بزرگ شخص ہیں دوم سید انور علیشاہ صاحب سجادہ نشین کہل گانون

ضلع بھاگلپور اور خاص شہر پٹنہ مین چند صاحبان شیعہ مذہب کے قابل تخصیص یادگار
ہونیکی ہین کہ قدر دانی خاص اس کتاب کی فرمائی اور اسمای گرامی اُنکے بغرض
یادگار حسب ذیل لکھی جاتے ہین۔

۱ جناب شاہ سید الفت حسین صاحب کہ فارسی دانی مین کمال رکھتے ہین اور
نہایت نادر روزگار ہین اور بہت سی کتابین مثل بستان اخلاق وغیرہ کی انکی تصنیف ہین

۲ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین۔

۳ جناب مولوی سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر بلگرامی کہ بعد ترک
خدمت کی توطن و پنشن اپنا پٹنہ مین قبول کیا ہی اور لیاقت انگریزی اور عربی
و فارسی مین نادر روزگار اور مروت و خوبی مین بے مثل ہین اور شرف نسب عالی
سیادت کا انکی سب اوصاف ذاتی پر مزید ہی اور بہ ہیئت مجموعی حسب و نسب
کی کون انکا مقابل ہوسکتا ہی سوای برادر بزرگ انکی جناب مولوی سید
اعظم الدین حسین خانصاحب بہادر مرحوم ستی اسلئے کہ وہ ہمکو ایک چھوٹا بھائی
اپنا سمجھتے تھے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہی کہ جناب سید زین الدین حسین خانصاحب
بہادر کی اولاد بھی بہت لائق و شایستہ ہوئی اور عزیزی سید حسین صاحب پسر اکبر
انکی بسرکار حیدرآباد کے ایک عہدہ جلیلہ پہ سرفراز ہین اور جناب عالی سرسالار جنگ
بہادر کی سی آئی ای جی ستی انکو بہت عزیز رکھتی ہین۔

۴ جناب نوروز علی خانصاحب متخلص یکتا خلف الصدق نواب امان علی خانصاحب
مرحوم کہ ایک شخص نہایت لائق ہین۔

۵ جناب سید مظفر علیصاحب ناظر عدالت دیوانی کہ ایماندار اور راست بازی
انکی قابل تقلید ہی۔

۶ جناب سید لطف علیخانصاحب پسر خورد جناب سید عبداللہ صاحب مرحوم کہ دولتمند مردم اس اطراف کی ہین اور معاملات مین بہت صاف و درست ہین—

۷ جناب حاجی سید ولایت علیخان صاحب مخاطب بخطاب سی آئی اے نبیرہ جناب سید عبداللہ صاحب مرحوم کہ لیاقت و متانت و مروت و وضعدارے انکی معلوم عام ہی اور ہماری ساتھ ایک خاص محبت برادرانہ رکھتی ہین

۸ جناب سید محمد حسن خانصاحب عرف سید محمد نواب صاحب نبیرہ جناب سید عبداللہ صاحب مرحوم کہ ایک صفت عمدہ شرفا پروری کی ذات موصوف الیہ مین بہت ہی حاصل مطلب اس فصل کا یہ ہی کہ خلافت ثلثہ کو منظور کرکے مناقب حضرت امیر علیہ السلام کی اس رسالہ مین مذکور ہوے ہین پس قیاس یہ تھا کہ بہ نسبت سنیون کے شیعہ لوگ زیادہ تر اس کتاب سے متنفر ہوتے مگر نتیجہ برعکس ہوا کہ شیعون نے بڑی تپاک و جوش سے اس کتاب کو قبول کیا اور سنی لوگ بوجہ تعصب کی عموماً اس کتاب سے بنظیر جنگ اُحد کے فرار کر گئی اور ظاہرا وجہ اسکی صرف اسقدر معلوم ہوتی ہی کہ جسقدر اقرار امر حق افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کا اس کتاب مین پایا گیا سو اسیقدر کو شیعون نے بہت غنیمت جانا خلاف سنیونکو کہ ہرگاہ خلافت بر خلاف وصیت خم غدیر کے لے لیگئے تو سنیون کو نہایت درجہ اہتمام توہین شان حضرت علی کا ضرور ہوگیا اور کسی طرح سے تحمل سنی بیان فضائل حضرت علی کا نہین ہوسکتا ہی چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہی کہ اگر سنیون کے پاس ذکر سری کشن کنہیا و مہاراج رام چندر وغیرہ کا کیا جاوے تو سنیون کو کچھ افسردگی نہین ہوتی ہی مگر جہان ذکر حضرت علی کا درمیان مین آیا تو سنیون کا حال چھوئی موئی کا سا ہو جاتا ہی اور اسیواسطے ایک مثل عام جو مشہور ہی کہ سید

سنی نباشد سو اسکی جگہ پر ہم یہ سمجھتے ہین کہ مرد مومن سنی نباشد یعنی وہ سنی کہ جو معاویہ بشاہی ہو اور حال یہ ہو کہ ہرگاہ خود حضرت امیر علیہ السلام نی بمجبوری یا کسی طرح پر خلافت کو منظور کرتے تو ہمکو اُس خلافت مین کچھ کچھ گفتگو کرنی ضرور نہین ہو اور ضرور یہ بات مستنبط ہوتی ہو کہ اصل درجہ خلافت ظاہری کا حضرت امیر علیہ السلام کی نظر مین کچھ زیادہ تر نہین تہا شعر

شعر بو علی قلندر رح

زال دنیا را ازان زد پشت پا — تا نیاید در نگاہ اولیا

اور صاحب مناقب مرتضوی نے جو لکہا ہو کہ خلافت دو طور پر ہو ایک خلافت کبریٰ اور دوسری صغریٰ اور اُس بنا پر خلافت کبریٰ یعنی حضرت علی اور اولاد انکی یعنی تمام دوازدہ امام جانشین پیغمبر خدا کی ہوتے گئے اور دوسری خلافت صغریٰ یعنی چہوٹی خلافت ظاہری وہ ہو کہ جو ابو بکر سی تیس برس تک رہی پس اگر یہ اعتقاد قبول کر لیا جاوی تو سنیون کو بیان فضائل حضرت امیر مین کچھ حاجت پیچ و تاب کہانیکی نہین ہو مگر چونکہ خلافت کو استحقاقاً صحیح کرنا منظور ہو تو جب تک کہ حضرت علی کی شان گھٹائی نہین جاوی تو اصل مطلب سنی کا حاصل نہین ہو سکتا ہو اور اسیواسطی سنی لوگ علاوہ خلافت پانیکی اس آفت و عذاب آخرت مین مبتلا ہو گئی موافق اُس مثل انگریزی کے کہ ایک عیب سی دوسرا عیب پیدا ہوتا ہو اور جب یہ امر منظور ہوا تو واسطی بند و بست اور بند چہند اُسکے چند امور قائم کئے گئے۔

اول یہ کہ افضل البشر بعد النبی ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیؓ داخل کتب [illegible] یعنی کہ بہترین مردم بعد حضرت نبیؐ کے ابو بکر ہین اور بعد انکی

عمر اور بعد انکی عثمان اور بعد انکی علیؓ اور اسی بنیاد پر ایک قول تفضیل الشیخین
کا اصول دین مین سے قائم کیا گیا۔
دوم یہ کہ معاویہ برکف اللسان ہو یعنی کچھ مت بولو اور حضرت علی پر جو معاویہ نے
لعنت علانیہ منبر پر جاری کی تو اس فعل کا فرانہ کو بھی ایک خطای اجتہادی سمجھو
اور اصل غرض اس قاعدہ سی یہ ہو کہ جب معاویہ پر زبان روکی گئی تو اب آیندہ
خلفای ثلثہ پر کیونکر زبان کھلی گی اور کچھ شک نہین کہ معاویہ ایک چور پھر اسنیونکا ہی
سیوم یہ کہ مشاجرات یعنی اختلافات باخود اصحابہ کو مت دیکھو ظاہر ہو کہ جب
کچھ حال نہین دیکھا جائیگا تو اصل حال مخفی رہیگا مگر جب حال مشاجرات کا
لکھنے والے لکھ گئے ہین تو الزام اُن لکھنے والون پر ہوگا نہ پڑھنے والونکے
بہر حال بملاحظہ احادیث و آیات قرانی و دیگر صفات ذاتی اور کرامت اور قسم
معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے علو مرتبت انکا کیا گھٹ سکتا ہے بیت

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور سنیون کو واجب ہو کہ ہماری شکر گذار اس بات کے ہون کہ ہم مقابلہ
شیعون کے کچھ بزرگی خلفای ثلثہ کی بلا مقابلہ انکے ساتھ حضرت علیؓ کے ثابت
کیا چاہتے ہین مگر ہم کیا کہین کہ افضلیت صحابہ کو کون پوچھتا ہی کہ مجرد فضیلت بھی
ثابت کرنی ہمکو بہت دشوار ہی کہ تمام عمارت عالی شان سنیون کی بنظر انواع
کتب ہای تفسیر و حدیث و کتب فقہ وغیرہ کے اگرچہ کسیقدر بلند ہو مگر اصل بنیاد
اسکی تمامتر بالو پر ہی اور سنیون کو البتہ ایک بات پر نازش ہو سکتی ہو کہ اولیاء اللہ
اسی طریقہ سنیون مین ہین مگر در اصل یہ نازش بھی محض بے اصل ہو اسواسطے
کہ تمام اولیاء اللہ و اہل باطن کا اعتقاد بہ نسبت افضلیت اور مولای کل ہونے

حضرت امیر علیہ السلام کی ہے اور کسی کو اعتقاد افضلیت کسی صحابہ کا نہین ہی
اور یہ لوگ اپنی فیوض و برکات باطنی کو درگاہ والا جاہ حضرت امیر علیہ السلام
سی اور باقی دوازدہ امام سے جانتے ہین اور مناقب مرتضوی ملا کشفی
مین یہ بات خوب لکھی ہے کہ عداوت اصحاب ثلثہ کی رفض ہے نہ محبت علی کی بیت
من علی را دوست دارم خلق گویدرافضی ❊ پس خدا و مصطفے جبریل باشد رافضی
اور تعصب سنیان زمانہ کا اس درجہ تک پہونچا کہ بعض تحریر مین و الصلوۃ علے
محمد و اصحابہ و آلہ اور ایک تحریر مین اللھم صل علی محمد و الہ و اصحابہ و اہل بیتہ
دیکھا گیا اور یہ لوگ گویا اس اولٹ پلٹ کو ایک سرمایہ فخر اپنا سمجھتی ہین مگر
اس بات سی غافل ہین کہ خود اپنی نماز پنجگانہ مین درود حسب ذیل پڑھتی ہین
اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم
وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید و بارک وسلم علی
محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید
اور یہ اہتمام نو ایجاد تقدیم و تاخیر آل و اہلبیت کا بخوبی تمام خبر دیتا ہے کہ سنیان
زمانہ کی نظر مین آل و اہلبیت کی کچھ عظمت نہین ہی اور

رباعی حضرت سعدی کی

بلغ العلے بکمالہ	کشف الدجے بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ وآلہ

گویا کچھ وزن نہین رکھتی ہی اعوذ باللہ من ذلک ؎

ہوا ایمان سی ظاہر کمال رسول	کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

شعر حافظ

بدشمنان منشین حافظا تو لاکن ؛ نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہار
اور بملاحظہ حال تعصب بنیان خارجی مشرب کی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مزہ
حکومت شام و امید حکومت دری کا انہون کے دلونمین ابتک سمایا ہوا ہی اور اگر
وہ وقت ملی تو پہر وہی تماشا استحصال بالجبر خلافت و باغ فدک وغیرہ کا رواج
اس مسئلے کا کہ جو بجایا اجماع وغیرہ کے جائز یا خطای اجتہادی سمجھا جاتا ہی دکھلا دیا
دیا ہی اور اس جگہ پر قول لارڈ بیکن کا خوب برجستہ ہی کہ رگ وہی ہی مگر وہ خون نہین
ہی اور حال مین ایک سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ اس کتاب کی تحقیق مین وہی پرانی
باتین ہین اور کوئی نئی بات نہین ہی بجواب اسکی ہمنے کہا کہ امر دینی مین ماقبل بارہ سو
برس کی ہم نئی بات کہانسی پیدا کرسکتی ہین اور نہ ایجاد کسی امر نو کی ہمکو منظور ہی تب ان سنی صاحب نے کہا کہ
مشکوۃ المصابیح کوئی کتاب صحیح نہین ہی اور انکی جواب مین ہمنی کہا کہ مشکوۃ المصابیح مین حدیثین
بلفظ رواہ البخاری یا رواہ مسلم یا رواہ الترمذی وغیرہ کے مذکور ہین اگر
آپ کو شک ہی تو ان کتابونسی مقابلہ کر لیجئے اور کیا خود صحیح بخاری و مسلم سے
روایت کرنی ہمکو کچھ دشوار ہی کہ صحیح بخاری مع شرح قسطلانی و صحیح مسلم
مع شرح نووی اور سنن ابو داؤد وغیرہ ہماری پاس موجود ہی مگر ہمنی دیکھا اگرچہ
سنی صاحب موصوف کچھ ڈہیلے ہوئے اور کچھ ہماری بات کو تسلیم کرتے گئے
مگر تمامتر استیصال انکی تعصب کا ہمسے نہین ہو سکا انک لا تھدی من احببت
ولکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی ای رسول ہدایت
نہین کرتا ہی جسکو تو چاہے مگر خدا ہدایت کرتا ہی جسکو وہ چاہے ۔

فصل ۱۸۲

اس فصل مین احادیث مشکوۃ المصابیح باب وفات النبی متعلق بیماری و وفات

حضرت رسولخدا کے مذکور ہوئے ہین اور شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی
عنوان شرح مین باب وفاۃ النبیؐ کی چند باتین لکھتے ہین۔
اول یہ کہ حضرت رسول خدا کو صداع یعنے دردسر اواخر ماہ صفر مین ہو کرکے
رات دو رات رہا تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ ابتدای مرض اول ربیع الاول
مین تھا اور ابن جوزی نے لکھا ہی کہ ابتدای مرض شہر صفر مین ہو کرکے دو رات
رہا تھا اور وفات آپ کا ۱۲ ربیع الاول کو ہوا اور سلیمان تیمی کی رای ہی کہ ابتدائے
مرض ۲۲ صفر روز شنبہ کے تھا اور وفات آپ کا بروز دوشنبہ دوم ربیع الاول
کی ہوا اس حساب سی کہ وفات سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بتاریخ ۳ رمضان کی
ہی اور لوگون کو اس بات پر اتفاق ہی کہ زندگی حضرت فاطمہؑ کی بعد پیغمبر خدا کے
بقدر چھ مہینے کے تھی فقط غرض ہر گاہ تاریخ وفات مین ایک ایسی بڑی سردار
کونین کے اسقدر اختلاف ہی تو دوسرے اختلافات امورات جزوی سے
کیا حد ہو سکتی ہی یہانتک کہ نماز پنج وقتی بھی بلا اختلاف نہین ہی اور اصل بات
یہ معلوم ہوتی ہی کہ درمیان قوم عرب اہل مدینہ کے کچھ رواج عام لکھنے پڑھنے کا
نہین تھا پس بعد مرور عرصہ کے روایت ہر شخص کی بہ بنیاد وخیال خود ہر شخص کی ہی
دوم یہ کہ حضرت رسول نے عبد الرحمن ابن عوف کو حکم دیا کہ لی آو ایک شانہ
بکری کا یا ایک تختہ تا کہ لکھون مین ایک کتاب واسطی ابو بکر کے اور جب عبد الرحمن
ابن عوف اٹھکر لانے کو چاہتے تھے تب آپ نے فرمایا کچھ حاجت نہین ہے
خدا اور مسلمانان اس بات سی فرق رہین کہ بہ نسبت ابو بکر کے اختلاف کرین
سو یہ تقریر شاہ صاحب کی صرف براہ تعصب سنیت کے ہے اسواسطے
کہ اگر یہ روایت سچ ہو تو حاجت رجوع بطرف اجماع کے کیا ہی کہ اس حالت مین

خلافت ابوبکر کی تو خود از روی نص ثابت ہوئی ہو اور یہ ایک بات بنانا شاہ صاحب کا
صرف ایک اس بات سی بھی ظاہر ہو کہ حضرت عمر کے مزاحمت کرنے کو بلفظ حسبکم
کتاب اللہ کی اور شور وغوغا ہونے کو درمیان اصحابون کے اور ارشاد حضرت
رسول کو کہ اوٹھ جاؤ تم لوگ ہماری پاس سے شاہ صاحب بالکل ہضم کر گئی ہین
اور ظاہر ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۷ ھ کی بروایت ابن ابی ملیکہ کی حسب ذیل ہو
قال سمعت عایشة وسالت من کان رسول اللہ مستخلفا لو استخلف
قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابوعبیدة ابن الجراح
یعنی کہا اُس ابن ابی ملیکہ نے کہ سُنا مین نے عائشہ کو اور سوال کیا ہمنی اُس سے
کہ اگر حضرت رسول کسی شخص کو خلیفہ بناتی تو وہ کون شخص تھا کہ اُسکو خلیفہ بناتی
تب عائشہ نے کہا کہ ابوبکر تب پوچھا گیا کہ بعد ابوبکر کے کون تب عائشہ نے
کہا کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ ابوعبیدہ جراح پس
اس حدیث سی تمامتر ظاہر کہ حضرت رسول نے درحقیقت کسی شخص کو خلیفہ نہین
بنایا تھا اور ہرگاہ حضرت رسول خدا نے قریب دو ماہ قبل انتقال اپنی حضرت
مولی علی علیہ السلام کو بروز غدیر خم کے مولی کل شخص کا قرار دیا تھا تو یہ بیان
شاہ صاحب کا کہ حالت مرض مین واسطی لکھنی خلافت ابوبکر کے ختانہ بکری کا مانگا
تھا صریح لغو و باطل ہو اور کچھ شک نہین کہ اگر سنیون کا بس چلے تو خلافت ابوبکر کو
از روے نص کے بھی بنا دین اور سوا اسکی شرح مین حدیث ابن ملیکہ کے
خود شاہ صاحب لکھتی ہین کہ وقت خلافت پانیکی حضرت ابوبکر نے کہا کہ ہمکو خلافت
سی کیا علاقہ ہو کہ یہ خلافت حق علیؑ اور عمر اور ابوعبیدہ کا ہو پس اگر فی الواقع
حضرت رسول خدا نام حضرت ابوبکر کا زبان پر لاے ہوتے تو حضرت ابوبکر یہ

معذرت وانکار کسواسطے کرتے اور یہ کہنا حضرت ابوبکر کا کہ خلافت حق علی و عمر
وابوعبیدہ کا ہی محض براہ سرسری وحق برزبان جاری کے تہا ورنہ حضرت ابوبکر
نی تو آخر خلافت مین اپنے کچھ حضرت علی کو یاد نہین کرکے خاص حضرت عمر کو لقاعدہٗ
هل جزاء الاحسان الا الاحسان کی خلیفہ بنایا پس آگاہ اُن لوگونکی قول وفعل کا یہ حال ہے تو
تفضیلت انکی بحیلہ کثرت ثواب کی کس بنیاد پر ہوسکتی ہی سوم یہ کہ ایام مرض رسول خدا
مین سترہ وقت کی نماز امامت حسب اجازت حضرت رسول خدا کے حضرت
ابوبکر نے انجام دی سو اس بات مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہی مگر یہ امر قابل ذکر کرنے
کے ہی کہ امامت معمولی نماز کی کچھ دلیل افضلیت کسی شخص کے نہین ہوسکتی ہی
اسواسطی کہ حدیث مندرجہ فصل نمبر ۱۲ اسی ظاہر کہ بوقت جانے غزوہ تبوک
کی حضرت رسول نے حضرت علی کو تشبیہ ہارون با موسی کر دیکر کے واسطے
خبرگیری اہل وعیال کے خلیفہ بنایا تہا مگر امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی
حالانکہ خود سنی لوگ بہی بذریعہ اس امامت نماز کے ابن ام مکتوم کو حضرت علی پر
کچھ تفضیل نہین دیتے ہین پس یہ امامت نماز ابوبکر کی بھی کچھ دلیل فضیلت کی
نہین ہوسکتی ہی بلکہ اس اجازت امامت نماز سے جو ابوبکر اور ابن ام مکتوم کو
دی گئی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ امامت نماز کی بطور موذنی بلال کے ایک عہدہ
خاص ہی کہ جسمین کچھ افضلیت شرط نہین ہے۔

چہارم یہ کہ عباس نے حضرت علی کو کہا کہ ہم اولاد عبد المطلب کے چہرہ قریب
موت کو پہچانتے ہین اور ہم ڈرتے ہین کہ پیغمبر خدا اس بیماری سے جان بر نہونگے
سو تم پیغمبر خدا سے خلافت طلب کرو تب حضرت علی نے کہا کہ تم اس بات کو
چاہتے ہو کہ اگر ہم خلافت طلب کرین اور پیغمبر خدا وہ خلافت ہمکو دین تو لوگ

ہرگز نہین ہونے دینگے سواسواسطے ہم ہرگز خلافت طلب نکرینگے تواس سے
حال اصحاب حاضرین کا خوب معلوم ہوتا ہی کہ باعتقاد حضرت علی کے یہ بات تہی
کہ اگر حضرت رسول خدا حضرت علی کو ایام مرض مین اپنی خلافت دیتے تو باوصف
اسکے بہی خلافت علی کو نہین ملتی پس ہرگاہ یہ حال تہا تو ٹالدینا وصیت خم غدیر کا
عین قرین قیاس ہی اور تفرقہ قریشی اور ہاشمی کا یہانتک تہا کہ ایک حدیث اگلی
فصل نمبر ۳۹ مین مذکور ہی کہ حضرت عباس آئی حضرت رسول خدا کے پاس شکایت
کرتے ہوے کہ درمیان ہملوگ ہاشمی اور قریش کے کیا قصہ ہی کہ جب قریش
آپسمین ملتے ہین تو خوش خوش چہرہ سے ملتی ہین اور جب ہملوگ ہاشمیون سے
ملتے ہین تو دوسرے چہرونسے ملتی ہین کہ اسپر حضرت رسول خدا غضب آلودہ
ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہوگیا پس جب یہ حال تہا تو انتظار مشورہ
حضرت علی کا جو کہ کفن و دفن مین حضرت رسول خدا کے مصروف تھے کیونکر کیا جاتا
اور حال تفرقہ قریش ہاشمی کا اس حال سے تمامتر ظاہر ہی کہ باوصف اس بات کی
کہ حضرت ابوبکر نے حق علی وعمر وابوعبیدہ کا اقرار کیا تہا اور نام حضرت علی کا اول
لیا تہا حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا اور حضرت عمر نے جو قریب انتقال
اپنی نام چہہ شخصون کا لیکر کے کہا تہا کہ تین روز مین مشورہ کر کے ایک شخص کو ان
چہہ شخصون مین سے خلیفہ بنایا جاوے سو اس مرتبہ بہی نام حضرت علی کا مقدم
اور نام عثمان سے بالاتر تہا مگر ایک روز مین مشورہ طی کر کے حضرت عثمان خلیفہ
بنائے گئے اور بعد حضرت عثمان کے جو حضرت علی اتفاقا خلیفہ قرار دے گئے
تو یہ امر اسقدر شاق ہوا کہ حضرت علی کو جنگ جمل اور صفین سے مطلق فرصت
نہین دیگئی اور آخر واقعہ کربلا مین خوب اچہی طرحسے خاتمہ خاندان نبوت کا

کیا گیا مگر خدا نہین مارے تو کون مار سکتا ہی یعنی ایک شخص باقی حضرت امام چہارم زین العابدین علیہ السلام سے حسب دعار اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کے بڑی برکت اس نسل مبارک مین ہوئی پنجم یہ کہ کتاب شواہد النبوت مین ہی کہ حضرت علی سے لوگون نے پوچھا کہ سبب آپ کی فہم اور حافظہ کا کیا ہی حضرت علیؑ نے کہا کہ حضرت رسول کے غسل دینے مین پانی غسل کا جو اپ کی پلکو نمین جمع ہو گیا تہا سو اُسکو ہمنے اپنی زبان سے چوس لیا اور ہم جانتے ہین کہ یہ قوت فہم اور حافظہ کی یہ برکت اُسی پانی سے ہی مگر تمام حالات سی ظاہر کہ فضائل حضرت علی کے جو کچھ ہون مگر خاص امر خلافت مین وہ سب فضائل حسب اصول سنیون کے بیکار ہین بہرحال احادیث باب وفات النبی کے حسب ذیل ہین۔

حدیث نمبر ا عن البراء قال اول من قدم علینا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم فجعلا یقرأننا القران ثم جاء عمار و بلال و سعید ثم جاء عمر بن الخطاب فی عشرین من اصحاب النبی صلی الله علیه و آله وسلم ثم جاء النبی صلی الله علیه و آله وسلم فما رأیت اهل المدینة فرحوا بشیء فرحهم به حتی رأیت الولائد والصبیان یقولون هذا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم قد جاء حتی قرأنا سبح اسم ربک الاعلی فی سور مثلها من المفصل رواه البخاری **ترجمہ** روایت ہی براء ابن عازب انصاری سی کہا اُس براء نی کہ اول اُن لوگون کے جو ہملوگ کے پاس آے اصحاب رسول خدا کی مصعب ابن عمر اور ابن مکتوم ہین پس پڑہانی لگے وہ دونون ہم لوگون کو قرآن تب آئی عمار ابن یاسر اور بلال اور سعد ابن ابی وقاص تب اُسکی بعد آئی عمر ابن الخطاب بشمول بیس اصحاب نبی کے تب آئی خود نبی پس نہین دیکہا ہمنی اہل مدینہ کو خوش ہوتی ہوے

ساتھ کسی شئے کے مثل اُس خوشی کے یہانتک کہ دیکھا ہمنی لڑکیون کو اور
لڑکون کو کہتے ہوئے کہ یہ رسول اللہ ہین کہ آئے ہین پس نہین پہونچے تھے
وہ رسول کہ ہم لوگ سیکھ چکی تھے سبح اسم ربک الاعلےٰ کی صورت کو
مع چند سورتین مثل اُسکی زیادہ مفصل سی روایت کی اُسکو بخاری نے فقط
اس حدیث مین کچھ حاجت زیادہ رای دینے کی نہین ہی مگر اسقدر کہ اس
حدیث سی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ مدینہ مین پہونچنے تک حضرت عمر جو بنظر صحابیون کے
شمول مین مدینہ پہونچے تھے کوئی خاص وممتاز تر صحابیون مین سے نہین تھے
برخلاف حضرت علی کے کہ اُنکا مخصوص وممتاز ہونا ابتدا سے انتہاتک ایک
آب وتاب سی ہی کہ حضرت علی عین خانہ کعبہ مین پیدا ہوئے اور پیدا ہوکر کے
اول اول نظر آپ کی حضرت رسول خدا پر پڑی اور آغوش نبیؐ مین پرورش
پاکر نو برس کی عمر مین اسلام قبول کیا اور حضرت رسول خدا نے حضرت کو اپنے
فرش پر سُلا کر کے رات کے وقت ہجرت کی اور اُس سے غرض یہ تھی کہ کافر
لوگ حضرت علیؑ کو حضرت نبیؐ سمجھین اور بروقت جنگ خیبر کے علم حضرت علیؑ کو ملا اور
جنگ اُحد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئی مگر ایک حضرت علیؑ لڑتے رہے اور
آخر کار غسل وکفن ودفن حضرت رسول خدا کا بدست مبارک حضرت علی کے
انجام پایا اور جب تک اس کام سے فرصت نہین ہوئی حضرت علیؑ نے مطلق
توجہ والتفات بطرف خلافت کے نہین کیا۔

حدیث نمبر ۲ وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ علیہ والہ
وسلم جلس علے المنبر فقال ان عبداً اخیرہ اللہ بین ان یوتیہ من زھرۃ
الدنیا ما شاء وبین ما عندہ فاختار ما عندہ فبکی ابو بکر قال فدیناک

بآبائنا وامهاتنا فعجبنا له فقال الناس انظروا الی هذا الشیخ یخبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم عن عبد خیرہ اللّٰہ تعالی بین ان یوتیه وامهاتنا فکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم هو المخیر وکان ابوبکر اعلمنا متفق علیه

ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید خدری سے کہ تحقیقکہ رسول خدا بیٹھے اوپر منبر کے پانچ رات قبل موت اپنی پس کہا اُس رسول نے کہ تحقیقکہ ایک بندہ ہی کہ مختار کیا اُسکو خدا نے درمیان اس بات کی کہ عطا کرے اُسکو نعمت دنیا کی جو وہ چاہے اور درمیان اُسکی جو نزدیک اُس خدا کے ہی پس اختیار کیا اُس بندہ نے اُس چیز کو جو نزدیک خدا کے ہے، تب روے ابوبکر اور کہا فدا ہون ہماری باپ اور مان آپ پر پس ہم لوگون کو تعجب ہوا اس بات پر اور لوگ بولے کہ نظر کرو بطرف اُس بڈہے کے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہین ایک بندہ کی کہ جسکو خدا تعالی نے اختیار دیا تھا درمیان اس بات کی کہ دے اُسکو نعمت دنیا کی اور درمیان اُس چیز کے جو کہ نزدیک اُس خدا کے ہے اور بڈہا کہو رہا ہی فدا ہون ہملوگون کے باپ اور مان آپ پر پس تھے خود رسول خدا وہ بندہ مختار اور تھے ابوبکر عالم تر ہملوگون کے متفق علیہ اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ حضرت ابوبکر خوب مزاج دان حضرت رسول خدا کی تھے

حدیث نمبر ۳ وعن عقبة بن عامر قال صلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم علی قتلی احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شهید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیها وانا فی مقامی هذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیها وزاد بعضهم فتقتتلوا فتهلکوا کما هلک من کان قبلکم

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اُس نے کہ نماز جنازہ کی
پڑہی رسول خدا نے اوپر مقتولان جنگ اُحد کے آٹھ برس کے بعد مثل
اُس شخص کے کہ رخصت کرتا ہو زندون اور مردون کو اور اسکے بعد چڑہے
حضرت رسول منبر پر اور فرمایا کہ مین تم لوگون مین فرط ہون یعنے آگی جانیوالا
ہون اور مین تم لوگون کا گواہ ہون اور تحقیق کہ وقت ملاقات تم لوگون کا وہ
حوض کوثر ہی اور مین دیکھ رہا ہون اُس حوض کوثر کو واللہ مین اسی جگہ پر
ہون اور تحقیقکہ کنجیان خزانہ ہای زمین کی مجکو دی گئین اور تحقیق کہ مجکو نہین
خوف ہی تم لوگون سے کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میرے ولاکن مین خوف
رکھتا ہون تم لوگون پر بابت دنیا کے کہ رغبت کروگے تم لوگ اوس
دنیا کی طرف اور زیادہ کیا بعض آن راویون نے کہ قتال کروگے تم لوگ
آپسمین پس ہلاک کروگے تم لوگ جیسا کہ ہلاک ہوے وہ لوگ کہ قبل تمہارے
تہی متفق علیہ ہی فی الواقع حضرت رسول خدا احوال طبایع سے اپنے صحابیان کے
خوب واقف تہی کہ جیسا کہ آپ نی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شرک کروگے لیکن رغبت
طرف دنیا کی کروگے اور جنگ وجدال کروگے اور ہلاک ہوگے سو ویسا ہی
ہوا کہ کسی صحابی نے شرک اختیار نہین کیا مگر بعد انتقال فرمانے حضرت
رسول خدا کے چند صحابی لوگون نے وصیت خم غدیر کو نسبت حضرت علی کے
ٹال ٹول کر کے حضرت ابوبکر کو خلاف اُس وصیت کی خلیفہ بنادیا اور معاویہ
تو کمر باندہ کر کے حضرت علی سے خوب لڑا اور ہزار مسلمان ماری گئے اور
یزید بطمع خلافت کے روا دار خونریزی حضرت امام حسین شہید کربلا کا ہوا
اور بعد اُسکی تا زمانہ سلطنت عباسیونکی سر ابسادات کشی جاری رہی

مرخلافت ثلثہ تک ہمکو منظور ہی کہ خود ہمارے خاوند حضرت علی نی طوعا وکرہا
منظور کیا اور ہم دیکھتی ہین کہ زمانہ خلافت ثلثہ تک قوت دین اسلام کو بہت تہی
حدیث نمبر ۲ وعن عایشۃ قالت ان من نعم اللہ علی ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم توفی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری وان اللہ جمع بین ریقی وریقہ عند
موتہ دخل علی عبد الرحمن بن ابی بکر وبیدہ السواک وانا مسندۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرایتہ ینظر الیہ وعرفت انہ یحب السواک فقلت اٰخذہ لک
فاشار براسہ ان نعم فتناولتہ فاشتد علیہ وقلت الینہ فاشار براسہ
ان نعم فلینتہ فامرہ وبین یدیہ رکوۃ فیہا ماء فجعل یدخل یدیہ فی الماء فیمسح بھا وجھہ یقول
لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات ثم نصب یدہ فجعل یقول فی الرفیق الاعلی اخترت
الرفیق الاعلی حتی قبض ومالت یدہ رواہ البخاری **ترجمہ** اور روایت ہی
عائشہ سی کہ کہا اسنی کہ احسانات خدا سی مجہپر بات ہی کہ حضرت رسول مری میری گہر مین اور
میری باری کی دن مین اور درمیان سینہ وگردن میری اور یہ بات کہ تحقیق کہ خدا نی جمع کیا
درمیان آب دہن میرے اور آب دہن اُسکی بوقت موت اُس رسول
کی اور عبد الرحمن ابن ابو بکر یعنی برادر عائشہ کے آی میری پاس اور ہاتھ
مین اُنکے اک مسواک تہا اور ہم تکیہ دئے ہوئے تھے رسول خدا کو
تب دیکہا ہمنے اُس رسول کو نظر کرتے ہوے بطرف اُس مسواک کے
اور معلوم کیا ہمنی کہ وہ رسول چاہتے ہین اُس مسواک کو پس پوچہا ہمنی
کیا لی لون مین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول
نی اپنی سر سی کہ ہان تب وہ مسواک ہمنی اُس عبد الرحمن سے لیکر کے
حضرت رسول کو دیا تب گران گذرا حضرت رسول کو وہ مسواک تب

ہمنے کہا کہ ہم ملائم کردین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت
رسول نے اپنے سرسے کہ ہان تب ملائم کردیا ہمنے اُس مسواک کو تب پھیرا
آنحضرت نی اُس مسواک کو دانتون پر اور سامنی آنحضرت کے ایک کوزہ
تھا کہ اُسمین پانی تھا تب آنحضرت دونو ہاتھ اپنے اُس پانی مین داخل
کرنے لگے اور منھ اپنا مسح کرتے تھے اور فرماتی تھی لا الہ الا اللہ ان للموت
سکرات یعنی نہین کوئی معبود ہو مگر وہ خدا تحقیق کہ واسطے موت کی ہی
سکرات تب اُٹھایا آنحضرت نی اپنی ہاتھ کو اور فرمانے لگے ہمکو رفیق اعلے آمین
داخل کرکہ اختیار کیا ہمنی درجہ رفیق اعلے کو یہانتک کہ قبض روح ہوا
آپ کا اور ڈھلک گیا ہاتھ اُس رسول کا روایت کی اُسکو بخاری نے فقط

حدیث نمبر ۵ وعنہا قالت سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول ما من نبی مرض الا خیر بین الدنیا والاخرۃ وکان فی شکواۃ الذی قبض خذتہ بحۃ
شدیدۃ فسمعتہ یقول مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین فعلمت انہ خیر متفق علیہ ترجمہ روایت ہے اُس عائشہ سی کہ کہا اُس
عائشہ نی کہ سنا مین نی رسولخدا کو کہتی ہوی کہ نہین کوئی نبی بیمار ہوا مگر یہ کہ اختیار دیا گیا اُسکو
درمیان دنیا اور آخرت کے اور تھے وہ نبی اپنی بیماری مین کہ قبض روح
انکا ہوا اور ایک کہانسی اُنکو سخت آئی تب سنا ہمنی اُس رسول کو کہتے
ہوے ہمنے احسان کیا ساتھ اُن لوگونکی کہ جو احسان کیا تونے ان لوگونپر
از قسم انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے پس جانا مین نے اس
بات کو کہ حضرت رسول مختار کیے گئے تھے درمیان دنیا اور آخرت کی متفق علیہ فقط

حدیث نمبر ۱۰ وعن انس قال لما ثقل النبی صلے اللہ علیہ وسلم جعل یتغشاہ

الکرب وقالت فاطمہ واکرب اباہ فقال لہا لیس علی ابیک الکرب بعد الیوم فلما
مات قالت یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ یا ابتاہ من جنۃ الفردوس ماواہ یا ابتاہ الی
جبرئیل ننعاہ فلما دفن قالت فاطمۃ یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم التراب رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اُسنے کہ جب بھاری ہوئی بیماری
حضرت رسول خدا کی تو بسبب سختی درد کے اپ کو بیہوشی آنے لگی تب کہا
فاطمہ نے کیا سختی باپ کی ہی تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ نہیں ہی اوپر
تیرے باپ کے کوئی سختی بعد آج کے دن کے پس جبکہ مر گئے حضرت رسول تب
کہا فاطمہ نے اوبا پ میرے کہ قبول کیا خواہش رب کو کہ جو بلایا اوسنی او باپ
میرے وہ شخص کہ جنت فردوس کے اُسکی جاۓ ہی او باپ میرے کہ جبرئیل کو خبر
موت کی اُسکے ہم بھیجتے ہین پس جب دفن کیئے گئے حضرت رسول تب فاطمہ نے
کہا اے انس آیا اچھا لگا تم لوگون کے دلون کو کہ ڈالو تم لوگ خاک کو اوپر
پیغمبر خدا کے روایت کی اُسکو بخاری نے ۱۲ اس حدیث سی جو تعلق باخود باپ
اور بیٹی کا ظاہر ہوتا ہی سو کیا بیان اُسکا کیا جاوی اور کیا ہم کہہ سکتی ہین کہ کس
قسم کا تعلق اُن لوگون کو ساتھ خداوند تعالی اور آخرت کی تہا اور حضرت فاطمہ کا
یہ فرمانا کہ کیا تم لوگون کو خوش آیا کہ پیغمبر خدا پر خاک ڈالو یی وجہ نہیں تہا بلکہ صاف
بات یہ ہی کہ حضرت فاطمہ کو آثار اور قرائن حالات صحابیان سے خوب معلوم تہا کہ
یہ لوگ بعد انتقال حضرت رسول خدا کے کیا رنگ لاوینگے اور حق یہ ہی کہ کسی بیٹا
بیٹی نے ایسا رنج اپنے باپ کے مرنے کا نہیں کیا ہوگا کہ زمانہ انتقال پیغمبر خدا سی
حضرت فاطمہ چھ مہینہ تک تا انتقال اپنے روتی رہین اور کبھو تبسم تک کیا نہین

اور رنگ زمانہ کا جو بعد انتقال حضرت پیغمبر خدا کے بدل گیا کہ کسی صحابی نے
قریشی نے ماتم پرسی بھی اُس معصومہ کی نہین کی سو یہ شعر حضرت فاطمہ کا حسب حال ہی

صبت علی الایام صرن لیالیا　　صبت علے مصائب لو انھا

یعنی گرین مجھپر وہ مصیبتین کہ اگر وہ مصیبتین دنون پر گذرتی تو وہ سب رات ہو جاتے
اور اصل یہ ہی کہ جب یہ شعر ہمنی شرح ملا جامی مین پڑہا تہا تو اسوقت مطلب
اس شعر کا ہمنے بخوبی نہین سمجہا تہا مگر جب کچھ حالات واقعی سے اطلاع ہوئی تو
مطلب اس شعر کا بخوبی سمجہا گیا کہ واقعی بعد انتقال حضرت رسول خدا کے
جیسا کہ انقلاب روزگار کا ہوا اور اہلبیت ناپرسان کیئے گئے تو حقیقتاً یہ شعر
حضرت فاطمہ کا بہت درست ہی اور یہ شعر بھی حسب حال ہی شعر
ہونیکو تو ای مجری کیا کیا نہین ہوتا　جو ظلم ہوا شاہ پہ ایسا نہین ہوتا
حدیث نمبر ۷۶ عن انس قال لما قدم رسول الله صلی الله علیہ و آلہ وسلم
المدینۃ لعبت الحبشۃ بحرابھم فرحاً لقدومہ رواہ ابو داؤد وفی روایۃ
الدارمی قال ما رأیت یوماً قط کان احسن ولا اضوء من یوم دخل علینا
رسول الله صلی الله علیہ و آلہ وسلم وما رایت یوما اقبح ولا اظلم من یوم
مات فیہ رسول الله صلی الله علیہ و آلہ وسلم وفی روایۃ الترمذی قال
انس لما کان الذی دخل فیہ رسول الله صلی الله علیہ و آلہ وسلم المدینۃ
اضاء منہا کل شئ فلما کان الذی مات فیہ اظلم منہا کل شئ وما نفضنا ایدینا
عن التراب وانا لفی دفنہ حتی انکرنا قلوبنا ترجمہ روایت ہی انس سے کہا اُسنے کہ
جب آئی حضرت رسول اللہ مدینہ کو کھیل مچایا حبشیون نے ساتھ چھڑیون اپنی کی اندروی خوشی کی بابت
آنی اس رسول خدا کے روایت کی اُسکو ابو داؤد نے اور روایت مین دارمی کے

کہ کہا اُس انس نے کہ نہین دیکھا ہمنی کوی دن اب تک جو حسین تر ہوا اور
نہ روشن تر ہو اُس دن سے کہ جسدن داخل ہوے ہملوگونکی پاس رسولخدا
اور نہین دیکھا ہمنے کسی دن کو قبیح تر اور نہ تاریک تر اُس دن سے کہ
جسمین مرے رسول خدا اور روایت ترمذی مین ہی کہ کہا انس نے کہ
جب وہ روز تھا کہ داخل ہوے رسول خدا مدینہ کو تو روشن تھی مدینہ
کی ہر چیز پس جب کہ وہ دن آیا کہ جس دن مرے رسول خدا تو تاریک
تھی مدینہ کے ہر چیز اور نہین اُٹھایا ہملوگون نے اپنے ہاتھون کو خاک سی
درحالیکہ ہملوگ اُسکے دفن مین تھے یہانتک کہ انکار کیا ہملوگون نے
دلون کو اپنے یعنی کہ ہملوگون کو بوجہ غم کے اپنے دلون کی بھی خبر نہ تھی
حدیث نمبر ۸ وعن عايشة قالت لما قبض رسول الله صلى الله عليه واله وسلم
اختلفوا فی دفنه فقال ابو بكر سمعت من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم شيئا
قال ما قبض الله نبيا الا في الموضع الذي يحب ان يدفن فيه ادفنوه في موضع فراشه
ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہا اُس عائشہ نے کہ جب قبض روح
ہوا حضرت رسول خدا کا تو لوگون نے اختلاف کیا دفن مین اوس
رسول کے پس کہا ابو بکر نے کہ سنی مین نے رسول خدا سی ایک چیز کہ کہا
اُس رسول خدا نے کہ نہین قبض روح کیا اللہ نے کسی نبی کا مگر اُس
جگہ مین کہ واجب ہو دفن اُس نبی کا پس دفن کرو تم لوگ اُس نبی کو بیچ
موضع خوابگاہ اُسکے روایت کی اُسکو ترمذی نے فقط ظاہرا یہ حدیث
عائشہ کی بنظر کسی مصلحت کی صریح موضوع وساختہ معلوم ہوی ہی اسوسطی
کہ توریت سے دفن ہوتا کسی نبی کا مکان انتقال مین ظاہر نہین ہوتا ہی بلکہ ایک

زمین علیحدہ کا خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطے مقبرہ کے ثابت ہوتا ہے اور
یہ دفن کرنا حضرت رسول خدا کا عین حجرہ عائشہ میں حضرت عائشہ کو بہت
کام آیا کہ حضرت عائشہ نے بعذر ملکیت اپنے حضرت امام حسن کو باوصف
وعدہ سابق کے قریب روضہ نبوی کے دفن ہونے نہیں دیا

حدیث نمبر ۹ عن عایشۃ قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول وھو
صحیح انہ لن یقبض نبی حتے یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر قالت عایشۃ فلما نزل
بہ راسہ علی فخذہ غشی علیہ ثم افاق فاشخص بصرہ الی السقف ثم قال اللھم الرفیق
الاعلے قلت اذن لا یختارنا و قالت و عرفت انہ الحدیث الذی کان یحدثنا بہ وھو
صحیح فی قولہ انہ لم یقبض نبی قط حتی یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر قالت
عایشۃ فکان اخر کلمۃ تکلم بہا النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے عائشہ سے کہ رسول اللہ کہتے تھے درحالت صحت
کے کہ کسی نبی کا قبض روح نہیں ہوا بغیر اس بات کے کہ دیکھا یجای
اسکو نسبت گاہ اسکی جنت میں تب اختیار دیا جاتا ہے اس نبی کو کہا
عائشہ نے کہ جب اترے ملک الموت درحالیکہ سر اس رسول کا ہماری
ران پر تھا تب بیہوشی ہوئی اس رسول کو پھر افاقہ ہوا اسکو تب متعین
کیا نور بصر کو اپنے طرف سقف خانہ کے یعنی ٹکٹکی لگائی چھت کیطرف اور
اسکی بعد کہا رسول نے اللھم الرفیق الاعلے یعنی اختیار کیا ہمنے رفیق اعلے
یعنی جنت کو تب عائشہ کہتی ہین کہ ہمنے یہ بات کہی کہ اب اسوقت مین
حضرت رسول نہین اختیار کرتے ہین ہم لوگون کو اور عائشہ نے کہا کہ ہمنے
معلوم کیا اس حدیث کو کہ جو حضرت رسول درحالت صحت اپنے کہتے تھے

اپنی قول مین کہ نہین قبض روح ہوا کسی نبی کا ابتک بغیرا سکے کہ دکہلائیجائے
نشست گاہ اُسکی جنت سی اور بعد اسکے اختیار دیا جای اُس نبی کو کہا
عائشہ نے کہ قول اُس نبیؐ کا اللھم الرفیق الاعلے آخر کلمہ تہا جو بات کی
حضرت رسول نے ساتھہ اُس کلمہ کے ؞

حدیث نمبر ۱۰ و منہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول فی مرضہ الذی مات فیہ یا عایشۃ ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر
وھذا اوان وجدت انقطاع ابھری من ذالک السم رواہ البخاری
ترجمہ اور روایت ہے اُس عائشہ سی کہا اس عائشہ نے کہ رسول اللہ
فرماتے تھے اپنے مرض الموت مین کہ ای عائشہ مین ہمیشہ پاتا ہون درد کو
اُس طعام زہرآلود کے جو کہ کہا تہا مین نے خیبر مین اور یہ وہ وقت ہے
کہ جو پایا مین نے کٹ جانی کو رگ دل اپنے کے اُس زہر سے روایت
کی اُسکو بخاری نے ؞

حدیث نمبر ۱۱ وعن ابن عباس قال لما حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم وفی البیت رجال فیھم عمر ابن الخطاب قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدًا فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم
القران حسبکم کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فمنھم من
یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ومنھم من یقول
ما قال عمر فلما اکثر واللغط والاختلاف قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ
کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبین ان یکتب

اللهم فذلك لكتاب لاختلافهم ولغطهم وفي رواية سليمان بن ابي مسلم الاحول
قال ابن عباس يوم الخميس ثم بكى حتى بلّ دمعه الحصى قلت يا ابن عباس وما يوم الخميس
قال اشتد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وجعه فقال ائتوني بكتف اكتب لكم
كتابا لن تضلوا بعده ابداً فتنازعوا ولا ينبغي عند نبيّ تنازع فقالوا ما شأنه اهجر
يستفهموا فذهبوا يردون عليه فقال دعوني ذروني فالذي انا فيه خير مما
تدعونني اليه فامرهم بثلث فقال اخرجوا المشركين من جزيرة العرب واجيزوا الوفد
بنحو ما كنت اجيزهم وسكت عن الثالثة او قالها فنسيتها قال سفيان
هذا من قول سليمان متفق عليه ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ
کہا اُسنے کہ جب وقت احتضار پہونچا حضرت رسول خدا کو اور گہر مین مرد لوگ تہی کہ اُسمین عمر ابن الخطاب
بہی تہی کہا اُسنے پیغمبر خدا نے کہ آؤ تم لوگ کہ لکہو مین واسطے تم لوگونکی ایک نوشتہ کہ نہ گمراہ ہو تم لوگ بعد اُسکی کبہو
پس کہا عمر نے کہ تحقیق کہ غالب ہوا اوپر اُس رسول خدا کے درد اور ہی تم لوگونکی
پاس قرآن اور کفایت کرتے تہے تم لوگون پر کتاب خدا کی پس مختلف ہوے
وہ لوگ جو اُس گہر مین تہے اور جہگڑنے لگے پس بعضی اُنمین سے کہنی لگے
کہ نزدیک لیجاؤ کاغذ و قلم تا کہ کچہ لکہین رسول خدا واسطے تم لوگون کے اور
بعض اُنمین سے کہتے وہی بات جو عمر نے کہی تہی پس جب بڑہایا شور و غل
اور اختلاف کو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اوٹہ جاؤ تم لوگ ہمارے
پاس سے کہا عبید اللہ راوی نے اس حدیث کے کہ ابن عباس کہا کرتے تہے
کہ تحقیق کہ مصیبت کل مصیبت وہ چیز ہی کہ جو حائل ہوئی درمیان رسول اللہ
اور درمیان اس بات کی کہ لکہتے وہ رسول اللہ اُس نوشتہ کو واسطے اُن
لوگون کے بسبب اختلاف اور شور و غل کرنے اُن لوگونکے اور روایت میں

سلیمان ابن ابی مسلم الاحول کے یہ ہی کہ کہا ابن عباس نے کہ روز جمعرات کا
اور کیسا روز جمعرات کا اور بعد اسکی روئے ابن عباس یہانتک کہ
تر کیا آنسوؤں نے سنگریزون یعنی کنکریون کو تب کہا کہ ای
ابن عباس اور کیا روز جمعرات کا ہی تب کہا اُس ابن عباس نے کہ سخت ہوا
درد رسول خدا کا تب کہا اُس رسول خدا نے کہ لاؤ میرے پاس ایک شانہ
اونٹ یا کہا کہ لکھو نہین واسطی تم لوگون کے ایک نوشتہ کو کہ نہ گمراہ ہو
تم لوگ بعد اُسکے ابدتک پس جھگڑنے لگے وہ صحابی لوگ اور نہین لائق ہی
جھگڑنا نزدیک کسی نبی کے پس کہا اُن صحابیون نے کہ کیا حال اوس
رسول کا ہی آیا چھوڑ دیا عقل نے اُسکی یعنے کیا عقل اُس رسول کی جاتی رہی
پوچھ کر کے دریافت کرو اُس رسول سے پس گئے بعض صحابی دوہرا نیکو
اُس بات کو رسول سے تب فرمایا رسول خدا نے کہ چھوڑ دو تم لوگ مجکو اور
باز رہو شور و غل کرنے سے اسواسطی کہ جس حال مین کہ مین ہون بہتر ہے
اُس چیز سے کہ جو کہ بلاتے ہو تم لوگ اُس بات کیطرف مجھکو پس حکم فرمایا اوس
رسول نے اون لوگون کو تین بات کو اور کہا کہ نکال دو تم لوگ مشرکین کو
جزیرہ عرب سی اور سلوک نیک کرو ایلچیون سے اوس طرحپر کہ سلوک نیک
کرتے تھے ہم سات اُن لوگون کے اور چپ رہے حضرت رسول تیسری بات
سی یا کہ فرمایا اُس تیسری بات کو اور رہم بھول گئے اور کہا سفیان نے کہ یہ قول
سلیمان کا ہی متفق علیہ فقط چونکہ یہ حدیث قرطاس کی ایک مشہور حدیث
ہی کہ جسکا خلاصہ یہ ہی کہ حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم
واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا کہ جس بات کو حضرت عمر نے درمیانین

اگر کے نہین ہونے دیا اور شیعہ لوگ اس حدیث پر بہت زور کرتے ہین کہ حضرت
رسول خدا حضرت علی کو از روی وصیت تحریری کے ہی وصی اپنا مقرر
کیا چاہتے تھے کہ حضرت عمر اس بات مین خلل انداز ہوے اور سنی لوگ بھی
جہانتک ہو سکتا ہی اسکا جواب بتاتے ہین اسواسطی مناسب معلوم ہوتا ہی
کہ اس مقام مین چند باتین بقدر فہم اپنے کے ہم بھی لکھ جائین۔

اول یہ کہ ہر گاہ حضرت رسول خدا صرف دو ماہ قبل انتقال اپنے بمقابلہ تیس
صحابیون کے حضرت علی کو مولی کل مومنین اور مومنات کا بطور اپنی مولی
کل ہونے کے قرار دے چکے تھے تو درحقیقت چندان حاجت تحریر کر دینی
اس وصیت کی نہین تھی اور اسواسطی ہم صفائی طرحسے نہین کہہ سکتی ہین
کہ حضرت رسول خدا نے تحریر کر دینے کو اس وصیت زبانی کے کاغذ اور قلم
طلب کیا تھا یا نہین مگر از روی قرینہ مزاحمت کرنے حضرت عمر کے کہ وہ وصیت
خم غدیر سے اور اپنے مبارکبادی دینے سے بخوبی واقف و آگاہ تھے یہ
بات بخوبی تمام سمجھی جاتی ہی کہ تحریر کیا جانا کوی وصیت کا خلاف امید و خواہش
حضرت عمر کے تھا اور اس قرینہ سی شکایت شیعونکی بی بنیاد نہین معلوم ہوتی ہی
اور نہین سمجھتی ہین کہ اس مزاحمت کرنے پر حضرت عمر کے سنی لوگ کیون نہین
بگڑتے ہین اور اس مزاحمت کو حضرت عمر کی ایک گستاخی و نافرمانی کیون نہین
سمجھتے ہین یعنے اس قرینہ سی بہی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ بوجہ مزاحمت حضرت
عمر کے جو ایک وصیت تحریری نہین ہوئی سو اسمین کچھ نفع سنیون کا ہے
یعنے کہ وہ وصیت خلاف اس ترتیب خلافت ثلثہ کے ہوتے۔
کہ ایک قرینہ خاص موافق حال تعرض شیعون کے یہ ہی کہ حضرت

ابن عباس اس نہین لکھے جانے کو وصیت کے ایک مصیبت سمجھتی ہین اور جمعرات کے دن کو یاد کر کے روتے ہین کہ جو ہمارا دل بہی اس بات پر روتا ہی اور حدیث مندرجہ فصل ۲۹ سے ظاہر کہ درمیان قریش اور ہاشمی کے ایسا تفرقہ تہا کہ قریش لوگ ہاشمیون سے خوش خوش چہرون سے نہین ملتے تھے اور حضرت ابن عباس نے بایام مرض رسول خدا کے حضرت علی کو صلاح دی کہ خلافت کو حضرت رسول خدا سے طلب کرین اور حضرت علی نے کہا کہ ہم خلافت نہین طلب کرینگے اسواسطے کہ اگر حضرت رسول خلافت ہمکو دین تو تم اس بات کو جانتے ہو کہ لوگ ہمکو وہ خلافت نہین ہونے دینگے پس جب یہ حال تہا تو عین قرینہ اس بات کا ہی کہ حضرت رسول خدا جو ایک وصیت لکھا چاہتے تھی سو وہ بات بالضرور خلاف امید و منصوبہ حضرت عمر کے تہی —

سیوم یہ کہ حضرت عمر کے حال پر ہمکو افسوس آتا ہی کہ حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تھے سو ہنگام بیماری حضرت رسول کے اسطرح پر بالکل آنکھ بدل دے اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول خدا پر درد غالب ہی اور قرآن کفایت کرتا ہی صرف براہ بی مروتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ بات روز جمعرات کی ہی اور رسول نے بعد اُس جمعرات کے جمعہ اور سنیچر اور اتوار تین دن زندہ رہکر کے انتقال کیا اور آخر وقت مین الرفیق کہکر کے جان دی تو کسیوقت مین کوئی بات بد حواسی حضرت رسول کی پائی نہین جاتی ہی اور ہر گاہ قران اور عترت دو نو بات حدیث الثقلین کی ہی جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز پیاری چھوڑے جاتے ہین ایک قران اور دوسرے

عترت اور یہ دو نو آپس سے ہرگز جدا نہونگے تو اگر حضرت عمر حسبکم کتاب اللہ وعترۃ الرسول دونون کو ملا کر کے کہتے تو حضرت عمر بہت سچی معلوم ہوتی۔
چہارم یہ کہ حضرت رسول جو کچھ وصیت لکھنے کو چاہتے ہون سو وہ ایک بات تہی مگر یہ بات ظاہر ہر کہ یہ مزاحمت حضرت عمر کی اور شور وغل صحابیونکا برخلاف مزاج حضرت رسول کے ہوا اور بی شبہ حضرت رسول کو بہت ملال ہوا اسواسطی کہ یہ تقریر بخوبی تمام خبر ملال کی دیتی ہر کہ جو آپ نے فرمایا کہ ہٹ جاؤ تم لوگ میری پاس سے اور چھوڑ دو تم لوگ مجکو۔
پنجم یہ کہ حضرت رسول سی کیا بات مخفی رہ سکتی ہر یعنی حدیث سی ظاہر ہوتا ہر کہ حضرت رسول نے بخوبی اس بات کو سمجھا کہ یہ صحابیان حاضرین لوگ تمام اختیار خلافت کا اپنی ہاتھ مین لینگے اور یہ بات اس تقریر سے سمجھے جاتی ہر کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سی نکال دیجیو اور ایلچیون کے ساتھ سلوک نیک کیجیو یعنی کہ اگر ایسا ارادہ خلافت لینی کا ہر تو بنظر استحکام حکومت اسلام کی یہ بات ضرور کیجیو
ششم یہ کہ اصل منشا اس قسم جرات اور گستاخی حضرت عمر کا یہ معلوم ہوتا ہر کہ حضرت رسول خدا کو کوئی سلطنت موروثی نہین تھی اور فتوحات بدر وخیبر وغیرہ کی جو کچھ ہوتی گئی سو بمدد مہاجرین اور انصار کے تھی اور طریقہ لڑنے اور فتح حاصل ہونیکا مہاجرین اور انصار کو بخوبی تمام مشق ہو چکا تہا اور خصوصاً سرآمد صحابیان ازروی جد وجہد وبذل ہمت اپنی ان فتوحات کو سمجھتی ہونگے اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے درحقیقت اُن سرامد اصحابونکے نظر مین کچھ وزن نہین رکھتی تہی یعنی وہ لوگ واسطی فتوحات آیندہ کرنے کے اپنے کو محتاج اس بات کا نہین جانتے تھے کہ حضرت علی کو مولا اپنا بنا کر کی آگے

تحت مین کام کرین مگر اصل کارگذاری حضرت علی کی جو خصوصًا جنگ خیبر و جنگ
اُحد مین ہوئی سو اُسکا بہول جانا تمام تر دور از انصاف تہا اور حضرت علی کے
مزاج اور فقیرانہ طبیعت سے ہی ظاہر ہو کہ اگر حضرت علی کو اپنا مولا سمجہہ کر کے
خلیفہ بناتے تو بہی سر آمد صحابیان کے اُس حالت مین بہی مالک کل اُمورات کی
رہتے اور فن تاریخ سے یہ امر بافراط تمام دیکہا جاتا ہو کہ اکثر سلطنتون مین جب
وزرا اور امرا کو اقتدار ہوا تو انہون نے اصل سلطنت کو زیر و زبر کر دیا چنانچہ یہ
بات بہی اُسی قسم کی دیکہی جاتی ہو کہ زمان خلافت ثلثہ اور حکومت معاویہ اور
یزید وغیرہ تا زمان خلافت عباسیہ کے اہلبیت اور اولاد فاطمہ کے ناپرسان
ہوے اور آخر کار قتل عام سادات کا ایک امر معمولی ہو گیا مگر یہ بات بڑے
تعجب کی ہو کہ باوصف ایسے انقلاب روزگار کے کچہہ احادیث مناقب اہلبیت کے
ابتک موجود ہین اور وہی اثر حکومت خلفای ثلثہ اور معاویہ وغیرہ کا ہی کہ جو ابتک
سنیان خارجی مشرب تائید مین اُس انقلابات روزگار کے پائیجاتے ہین اور
اب یہ اثر انتظام سلطنت انگریزیکا ہو کہ ہر شخص اپنی خیال کو آزادانہ لکہہ سکتا ہی
ہفتم یہ کہ حضرت عمر ایک بڑی ہوشیار اور مزاج دار حضرت رسول خدا کے تہے
کہ جب حضرت رسول خدا نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو
حضرت عمر نے بتقاضای مصلحت وقت اور مزاج داری اور خوشامد رسول کے
بے تکلف حضرت علی کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینی بعد اُسکے جب حضرت
رسول بیمار ہوئے تو اُسیوقت سے رنگ بدل گیا اور وصیت تحریری کرنے مین
خلل انداز ہوے اور جب حضرت رسول نے انتقال فرمایا تو فورًا حضرت ابوبکر کو
خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بلا بہیجا اور دہمکایا کہ اس مجلس سے نہین جانی پاؤگی

جب تک کہ بیعت ابو بکر کی نہین کروگے اور حضرت علی نے جواب دیا کہ اس دہمکی سے ہم نہین ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہو طالب حق ہنا کرینگے تب حضرت ابو بکر نے بغیر بیعت لیے کے رخصت کیا غرض کجا وہ مبارکبادی اور کجا یہ زبردستی پس اگر سنیان خارجی مشرب باوصف ان سب اقوال اور افعال کے خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر بہ بہانہ افضلیت منظر کثرت ثواب کے تفضیل دیں تو اس کمبختی کا کیا جواب ہوگا۔ بملاحظہ تمام حالات ان خلفاے ثلثہ کے ہمکو یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ یہ خلفای ثلثہ بے شبہہ مسلمان اور اپنی اپنے طور پر اچھے لوگ تھے اور ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت کے کچھ کچھ برسرادب بہی تھے اور اسی جگہ پر ہمکو شیعون سے اختلاف ہو کہ بعض ان لوگون کے ان خلفای ثلثہ کو خارج از اسلام اور منافق سمجھتے ہین —

ہشتم یہ کہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ یہ ادعا شیعون کا ہو کہ حضرت رسول کچھ وصیت نسبت حضرت علی کے لکہا چاہتے تھے خالی از تناقض نہین ہو اسواسطے کہ جب بقول شیعون کے خم غدیر مین حضرت رسول وصیت نسبت حضرت علی کے کر چکے تھے تو کیا حاجت تحریر کرنے اس وصیت کے تھی سو اس تحریر پر شاہ صاحب کے ہمکو بہت تعجب ہوتا ہی کہ کیا شاہ صاحب نے یہ سمجھا ہو کہ کوئی شخص بعد انکے معنی تناقض کو بھے نہین سمجھیگا اور شرائط قول مشہور در تناقض ہشت وحدت شرط دان۔ کو بہی نہین جانیگا سو یہ بات شاہ صاحب سے قابل بازپرس آخرت کی ہی یا نہین کہ وصیت زبانی کو جو ایک شخص وصیت تحریری کیا چاہے سو اس بات کو تناقض قرار دیکر کے کیون مغالطہ دیا واہ واہ شاہ صاحب تو نیق کو

یعنی مستحکم کرنے کو ایک بات کے آپ تناقض فرماتے ہین کیا خوب تناقض ہو
اور پاس تقریر سے آپ کی ایک شخص جو باقی رہنے روپیہ کا زبانی اقرار کرتا ہو
تو پھر علاوہ زبانی اقرار کے وہ شخص ایک وثیقہ تمسک تحریری اُسکا لکھ سکتا
ہے کہ یہ بات موافق آپ کے قاعدے کے داخل تناقض ہو۔

تھم یہ اِنشاہ صاحب موصوف لکھتی ہین کہ حضرت رسول خدا وہ وصیت
نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے لکھا چاہتے تھے سبحان اللہ کیا بات آپکے
کہ لکھ دینا وصیت بحق ابوبکر کا برخلاف وصیت خم غدیر نسبت حضرت علی کے
آپکی نزدیک تناقض نہو مگر زبانی وصیت کو نسبت حضرت علی کی لکھدینا داخل تناقض ہو۔

گر ہمین مکتب است و این ملا ؎ کار طفلان تمام خواہد شد

اور معلوم ہوتا ہو کہ شاید شاہ صاحب کو اس بات کا خیال نہوگا کہ پوچ و لچر
تقریرون سے اور مغالطہ کی تحریر سے خود مذہب اُس لکھنی والے کا
پوچ و لچر اور ذلیل ہو جاتا ہو اور ایک نتیجہ تحریرات پوچ و لچر کا یہ ہوا
کہ ایک شخص معزز سنّی مشرب کے تھے کہ تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز صاحب
دہلوی کا پڑھکر کے شیعہ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۲ او عن انس قال قال ابو بکر لعمر بعد وفاۃ النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم انطلق بنا الی ام ایمن وتزورھا کما کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یزورھا فلما انتھینا الیھا بکت فقال لھا ما یبکیک
اما تعلمین ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقالت انی لا ابکی ان ما عند اللہ تعالی خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فجعل یبکیان معھا رواہ مسلم

اور روایت ہی انس سے کہ کہا اُسنے کہ کہا ابو بکر نے عمر کو کہ بعد وفات حضرت رسول کے کہ ہم لوگ چلین ام ایمن زوجۂ زید ابن حارث اور والدہ اسامہ ابن زید کے پاس اور زیارت کرین اُسکی جیساکہ زیارت اُسکی کرتے تھے حضرت رسول پس جب پہونچے ہم لوگ تو رونے لگی وہ ام ایمن تب پوچھا اُن دونو ابو بکر و عمر نے اس ام ایمن سے کہ کیون روتے ہو تم کیا تم نہین جانتے ہو کہ جو چیز کہ خدا کے پاس ہی اجر ثواب سی سو وہ چیز بہتر ہی واسطے حضرت رسول کے پس کہا اُس ایمن نے کہ ہم اس بات پر نہین روتے ہین کہ ہم نہین جانتے ہین اس بات کو کہ جو چیز خدا کی پاس ہی سو بہتر ہی واسطے رسول کے اور لاکن ہم روتے ہین اس بات پر کہ وحی منقطع ہو گئے آسمان سے پس اس بات سی بر انگیختہ کیا اس ام ایمن نے اُن دونون کو اور پر رونی کے پس رونے لگے وہ دونون ساتھ ام ایمن کے روایت کی اُسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۳ اوعن ابی سعید الخدری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ونحن فی المسجد عاصبا راسہ بخرقتہ حتی اھوی نحو المنبر فاستوی علیہ و اتبعناہ قال والذی نفسی بیدہ انی لانظر الی الحوض من مقامی ھذا ثم ان عبدا عرضت علیہ الدنیا و زینتہا فاختار الاخرۃ فلم یفطن لہا احد غیر ابی بکر فذرفت عیناہ فبکی ثم قال بل نفدیک بآبائنا وامہاتنا وانفسنا واموالنا یا رسول اللہ قال ثم ھبط فما قام علیہ حتی الساعۃ سوا اللہ

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہا اُس نے کہ باہر نکلے حضرت رسول ہم لوگون کے پاس اپنے مرض الموت مین سر مین ایک کپڑا باندہی ہوئے اور ہم لوگ مسجد مین تھے یہانتک کہ خواہش کی پیغمبر خدا نی طرف

منبر کے اور چڑھے اوس منبر پر اور ہم لوگ پیچھے ہوے اُس رسول کے
تب کہا آنحضرت نے کہ قسم ہی اُس شخص کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہی
بات کہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ دیکھ لیتا ہون حوض کوثر کو اسی مقام سی اپنے
تب بعد اسکے فرمایا آنحضرت نی کہ ایک بندہ پر پیش کی گئی دنیا اور زینت
اُسکی پس اختیار کیا اُس بندہ نے آخرت کو اور نہین دریافت کیا اوس
کلام کو کسی شخص نے سواے ابوبکر کے پس دونو آنکھون سے اُسکے آنسو
نکلے اور روے ابوبکر اور کہا کہ بلکہ ہم لوگ فدا کرتے ہین آپ پر اپنے
باپون کو اور اپنی ماؤن اور اپنی جانون کو اور اپنے مالون کو ای رسول اللہ
اور راوی کہتا ہی کہ تب اُترے رسول خدا اُس منبر پر سے پس پھر نہین
کھڑے ہوے اُس منبر پر تا روز قیامت کے روایت کی اُسکو دارمی نے

حدیث نمبر ۴ وعن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر اللہ والفتح دعا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ قال نعیت الی نفسی فبکت قال لا تبکی
فانک اول اھلی لاحق بی فضحکت فراھا بعض ازواج النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقلن یا فاطمۃ رایناک بکیت ثم ضحکت قالت انہ اخبرنی انہ نعیت الیہ نفسہ
فبکیت فقال لی لا تبکی فانک اول اھلی لاحق بی فضحکت وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم اذا جاء نصر اللہ والفتح وجاء اھل الیمن ہم ارق
افئدۃ والایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ رواہ الدارمی
ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہا اُس ابن عباس نی کہ جب
اوتری آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تو بلا بھیجا پیغمبر خدا نے فاطمہ کو
اور کہا خبر موت دی گئی ہمکو پس روئین فاطمہ فرمایا اُس پیغمبر خدا نی مت روتو

اسواسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہو کہ جو ملیگی ساتھ میرے پس ہنسین وہ
فاطمہ پس دیکھا اُس فاطمہ کو بعض ازواج نبی نے تب پوچھا اُس فاطمہ سے
کہ ہم لوگون نے دیکھا تجکو کہ تو روئی اور بعد اُسکے تو ہنسی تب جواب دیا
فاطمہ نے کہ پیغمبر خدا نے خبر دی مجکو کہ خبر موت کی دیگئی اُس رسول کو
تو اس بات مین روی اور پیغمبر خدا نے کہا کہ مجکو کہ تو مت رو اسواسطے کہ تو
اول اہلبیت میری ہی جو کہ مجھسے جا ملیگے تو اس بات پر مین ہنسی اور فرمایا
رسول خدا نے کہ جب اُتری آیت اذا جاء نصر اللہ و الفتح کی تو آوے
اہل یمن کہ ابو موسی اشعری وغیرہ اُن اہل یمن سے ہین ورایت الناس
یدخلون فی دین اللہ افواجا پڑہکر کے فرمایا کہ وے اہل یمن نرم دلون کے
ہین اور ایمان اہل یمن مین ہی اور حکمت اہل یمن مین ہی روایت کی اُسکو
دارمی نے فقط ۔ سبحان اللہ اس حدیث سی کسقدر تعلق باخود با حضرت رسول
اور اُنکی بیٹی فاطمہ کا ظاہر ہوتا ہی کہ رنج باپ کے مرنے کا حضرت فاطمہ کو اپنے
مرنے کی خبر سنکر کے مبدل بخوشی ہو گیا اور اگر یہ قصہ درمیان پیغمبر خدا
اور حضرت عائشہ کے ہوتا تو جو تعلق کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابوبکر اپنے
باپ کے خلیفہ بنانے کا تہا سو یہ بات بخوبی سمجھ مین آسکتی ہی کہ حضرت عائشہ
اس بات پر روتین کہ حضرت ابوبکر کے خلیفہ بنانے کا کیا بند وبست ہوا اور
جب پیغمبر خدا کہتے کہ سوای ابوبکر تمہاری باپ کے اور دوسرا کوان شخص طلب
و دعوے خلافت کا کرسکیگا تو حضرت عائشہ خوش ہوتین مگر پوری خوشی کی
یہ بات ہوتی کہ کچھ بند وبست کافی خلیفہ بنانے عبد الرحمن ابن ابو بکر برادر
حضرت عائشہ کا بہی ہوتا چنانچہ حدیث آئندہ مین اس بات کا بہی بندوبست

کرنا حضرت عائشہ کا ظاہر ہوتا ہو مگر کیا کہیے کہ وہ تقدیر نہین تھی ورنہ حضرت
عائشہ کیطرف سے کچھ تقصیر نہین ہوئی ؟

حدیث نمبر ۴ ؎ وعن عایشة انها قالت وارأساه فقال رسول الله صلی الله
علیه واله وسلم ذاك لو كان وانا حي فاستغفر لك وادعو لك فقالت عایشة
واثكلیاه والله انی لاظنك تحب موتی فلو كان ذلك لظللت اخر یومك
معرسا ببعض ازواجك فقال النبی صلی الله علیه واله وسلم بل انا وارأساه لقد
هممت واردت ان ارسل الی ابی بكر وابنه واعهد ان یقول القائلون او یتمنی
المتمنون ثم قلت یابی الله ویدفع المومنون او یدفع الله ویابی المومنون رواه البخاری

ترجمہ اور روایت ہو عائشہ سی کہ کہا اُسنی وا راساہ یعنی
اوہ درد سر میرا تب فرمایا رسول خدا نے کہ اگر ایسا ہو یعنی اگر تم مرو
درحالیکہ مین زندہ ہون تو طلب مغفرت کرون مین واسطے تیرے اور
دعا کرون مین واسطے تیرے تب کہا عائشہ نے اوہ مرنا میرا قسم بخدا کہ
میرا ظن وقیاس یہ ہو کہ تو میرا مرنا چاہتا ہو اور اگر ایسا ہو تو اُسی روز
تا شام تک تو کسی بی بی کے ساتھ ہم صحبت ہوتا تب کہا پیغمبر خدا نے بل انا
وارأساہ یعنی بلکہ اوہ میرا درد سر اور ہر آئینہ میرا قصد یہ ہوا کہ مین بلا بھیجون
ابو بکر اور بیٹا کو اُسکے یعنی عبد الرحمن ابو بکر کو اور وصیت کردون اُسکو
یعنی ولیعہد خلافت کا کرون اُسکو بخوف اس بات کے کہ کہنے والے
لوگ کچھ بات بناوین یا کہ آرزو کرین آرزو کرنیوالے لوگ تب
ہمنے اپنے دل مین کہا کہ خدا اس بات سے انکار کرتا ہے اور دفع
کرینگے مسلمان لوگ اس بات کو یا یہ کہ دفع کریگا خدا اس بات کو اور

انکار کرینگے مسلمان لوگ اس بات سی روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ حدیث حضرت عائشہ کی صراحتاً و یقیناً ساختہ و موضوع ہی چند وجہ سے

اول یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی و صحیح ہو تو سوائے اسکے کچھ چارہ نہین ہے کہ یہ بات فرض کیجائے کہ دو مہینے قبل انتقال اپنے جو پیغمبر خدا نے حضرت علی ع کو حسب وصیت غدیر خم کے وصی ور جانشین اپنا قرار دیا تھا سو پیغمبر خدا نے اُس رائے و وصیت کو مسترد کرکے حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا چاہا بوجہ کسی قصور حضرت علی کے یا بوجہ تلون طبعی حضرت رسول یا بوجہ تخبط بیماری اُنکے اور ان تین باتون مین سے کسی بات کا ادعا از طرف سنیون کے نہین ہی اور حیف اور کمال حیف ہی اوپر حال شاہ عبدالحق صاحب کے کہ وصیت زبانی خم غدیر کو تحریری کر دینا اُنکے نزدیک تناقض ہی اور خلافت ابو بکر کو بر خلاف وصیت خم غدیر کے کچھ تناقض نہین سمجھتے ہین۔

دوم یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی ہوتی تو حضرت ابو بکر یہ بات بوقت خلیفہ بنائیجانے کے کیونکر کہتے کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہی کہ خلافت حق علے ع و عمر و ابو عبیدہ کا ہے۔

سوم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا نے فی الواقع حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے تو حضرت عمر وصیت تحریری تعمیل پانیمین کسواسطی خلل انداز ہوتے کہ یہ بات تو خود اُنکے مطلب کی تھی اسواسطے کہ وہی حضرت عمر تو باعث اول خلیفہ ہونے حضرت ابو بکر کے ہین۔

چہارم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا فی الواقع حضرت ابو بکر کو بلا کر کے

خلیفہ بنایا چاہتے تھے تو انکا بلانا کیا دشوار تہا اور اس بات کو خدا اور مسلمانون پر چھوڑ دینا کیا معنی رکھتا ہی اور اگر ایسا ہی تہا تو کاغذ و قلم طلب کر چکے کیا معنی ہین۔

پنجم یہ کہ سلسلہ تقریر اس حدیث کا کسقدر بے ربط ہی کہ حضرت عائشہ اپنے درد سر کی شکایت کرین اور حضرت رسول خدا فرماوین کہ اگر ایسا ہو تو ہم تمہاری واسطے دعاء مغفرت کرین اور اُسپر حضرت عائشہ کہین کہ اگر ہم مرین تو اُسی روز شام تک کسی بی بی کے پاس رات کاٹو گی تو اس رد و کد مین کیا موقع و مقام اس بات کا ہی کہ حضرت رسولخدا فرماوین کہ ہمکو درد سر ہی اور ہمنی ابو بکر اور اُسکے بیٹیا کو واسطے ولیعہد کرنے کے بلانے کو چاہا مگر اس بات سے بوجہ خیال خدا اور مسلمانونکی باز رہی۔

ششم یہ کہ بنسبت حضرت عائشہ کے البتہ بخوبی تمام قرار اس بات کا ہی کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی حضرت رسول خدا کی تہین مگر یہ بات بہی ظاہر ہے کہ خود حضرت عائشہ کو رشک وحسد ہونے سے ساتھ حضرت خدیجہ کے اقرار ہی کہ جنکے داماد حضرت علی ہین یہانتک کہ حضرت بی بی عائشہ نے حضرت رسول کو کہا کہ تم خدیجہ کو کیا اسقدر یاد کرتے ہو کہ جیسے دنیا مین کوی دوسری عورت نہو اور اُسکے جواب مین رسول خدا نے فرمایا کہ ہان وہ ایسی ہی تہی اور اُس سے ہمکو ولد ہی یعنے کہ تمکو کوئی اولاد نہین ہی پس کہا کیا قرینہ اس بات کا ہی کہ ایسی بی بی خدیجہ صاحب ولد کی اکلوتی داماد کو چھوڑ کر کے حضرت رسول ایک بی بی عائشہ لاولد کے باپ کو خلیفہ اپنا بناتے اور اس حدیث سی تو صرف تیاری خلیفہ بنانے حضرت

ابوبکر کے نہین ہی بلکہ ایک بنیاد خلیفہ بنائی عبد الرحمن پسر ابوبکر کے بعد
ابوبکر کے بہی ہی غرض اس حدیث کی جہوٹے اور وضعی ہونیمین کچھ
شک نہین ہی اور سنیہون کیطرفسی جو حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا
گیا ہی سو دوسری عام معاملات مین بے شبہ مستحق اس لقب کے ہین اور
ہر معاملہ مین یہ لقب صدیقہ کا دینا سنیان کا موافق اُس قاعدی کی ہی
کہ کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہی کہ جسکی حمایت سنیان نہین کرتے ہون یعنی
اگر حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا تو اسیطرح معاویہ بہی تو خال المومنین
بنائے گئے اور اصل یہ ہی کہ حضرت رسولخدا نے جو فرمایا کہ اگر تم ہماری سامنے
مرو تو ہم دعای مغفرت تمہاری واسطے کرین سو اس امر مین اسیقدر لکہنا
کافی ہی کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ خرابی اہلبیت کے نہین ہوتی مگر وہ کیونکر روبروی
رسولخدا کے مرتین کہ انکو مقام حواب مین ساتھ فرقہ باغیون کے پہونچنا تہا
جہان کتّی انکو دیکھ کر کے بہونکین اور برخلاف حکم آیت حجاب عورات کے
بی پردہ ہو کر کے جنگ جمل مین لڑنے کو حاضر میدان جنگ کے ہون اور آخر کو
معاویہ کیطرفسے کہ جسکے آمین اعتقاد مین تہین یہ تقدیر تہی کہ ایک کوان مین کہ
جو چونا اسمین ڈالدیا گیا تہا گر کے مرین اور یہ بدلا اُس بات کا بخوبی ہوگیا کہ
جو حضرت امام حسن کی لاش کو قریب روضۂ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا پس اگر
ایسے ہی اعمال پر ہر بات مین صدیقہ قرار پاوین تو یہ بات صرف بوجہ تعصب
سنیان کے ہی اور بلاغت جو نام ایک کلام حسب مقتضای مقام کا ہی سو اس لقب
صدیقہ مین کمال بلاغت یہ ہی کہ اکثر روایات حضرت عائشہ نسبت حضرت
ابوبکر کے جو حد لغو و مبالغہ تک ہین سو لقب صدیقہ کا اس بند و بست سے ہی

دیا گیا ہی کہ جب وہ صدیقہ قرار دیگئین تو اب روایتین اُنکی تمام و کمال واجب التسلیم ہین —

ہفتم یہ کہ اس حدیث مین صرف اہتمام خلیفہ بنانے ابو بکر اور عبد الرحمن اُنکی صاحبزادہ کا نہین ہی بلکہ یہ بات بہی لحاظ کرنے کی ہی کہ خلیفہ بنانین ابو بکر کے عبارت یہ ہی کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ہمنے ابو بکر اور اُسکے بیٹے کو بلا بہیجا باین خوف کہ ایسا نہو کہ کہنی والے اور تمنا کرنیوالی کہین کہ حق ہمارا ہی سو یہ اشارہ صاف بطرف حضرت علی کے ہی کہ سوای اُنکے اور کون شخص طالب حق خلافت کی کر سکتا تہا اور قابل غور کے ہی کہ کس تحقیر کی عبارت سی یہ اشارہ کیا گیا ہی — حوالہ بخدا

حدیث نمبر ۱۶ وعنہا قالت رجع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم من جنازۃ من البقیع فوجدنی وانا اجد صداعا وانا اقول وا راساہ قال بل انا یا عایشۃ وا راساہ قال وما ضرك لو مت قبلی فغسلتك وکفنتك وصلیت علیك ودفنتك قلت لکانی لك واللہ لو فعلت ذلك لرجعت الی بیتی فعرست فیہ ببعض نسائك فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم بدء فی وجعہ الذی مات

رواہ الدارمی ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سی کہا اُس عائشہ نے کہ رسول اللہ ایک روز پہرے ایک جنازہ کے دفن سے جنت البقیع کے پس پایا ہمکو کہ درد سر تہا ہمکو اور ہم کہہ رہے تہے اوہ درد سر تب کہا حضرت رسول نے بلکہ مجکو درد سر ہی ای عائشہ اور فرمایا کہ تجکو کچھ ضرر نہین ہی اگر تو مرے قبل میرے کہ ہم غسل کرتے تجکو اور کفناتے تجکو اور نماز پڑہتے تجہیز اور دفن کرتے تجکو تب کہا ہمنے کہ گویا ہم سمجہی ہوے ہین ساتھ تیری

یعنی کہ گویا ہم بہاری ہین تجہیز قسم بخدا اگر تو کرتا ایسا تو تو پہر آتا میری گہر کیطرف اور صحبت ہوتا تو اُس گہر مین ساتھہ کسی بی بی اپنی کے تب مسکرای پیغمبر خدا اور شروع ہوا وہ درد کہ جسمین آپنے انتقال فرمایا روایت کی اُسکو دارمی نی فقط یہ حدیث قصہ درد سر مین قریب قریب حدیث مذکورہ بالا کی ہی مگر اس حدیث مین وہ سب قصہ طلبی ابوبکر وغیرہ کا نہین ہی کہ اس تقریر سے بہی فضول و لغو ہونا قصہ طلبی ابوبکر وغیرہ منسبہ حدیث بالا کا ظاہر ہوتا ہی کہ جو تمامتر بے محل و بے ربط ہی ۔

حدیث نمبر ۲ از عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان رجلا من قریش دخل علی ابیہ علی بن الحسین فقال الا احدثك عن رسول الله صلے الله علیه واله وسلم قال بلی احدثنا عن ابی القاسم صلے الله علیه واله وسلم قال لما مرض رسول الله صلے الله علیه واله وسلم اتاہ جبرئیل فقال یا محمد ان الله ارسلنی الیك تکریما لك وتشریفا لك خاصة لك یسألك عما هو اعلم به منك یقول کیف تجدك قال اجدنی یا جبرئیل مغموما واجدنی مکروبا ثم جاءہ الیوم الثانی فقال له ذلك فرد علیه النبی صلے الله علیه واله وسلم کما رد اول یوم ثم جاءہ الیوم الثالث فقال له کما قال اول یوم ورد علیه کما رد علیه جاء معه ملك یقال له اسمعیل علی ماءة الف ملك فاستاذن علیه فسأله عنه ثم قال جبرئیل هذا ملك الموت یستاذن علیك ما استاذن علی ادمی قبلك ولا یستاذن علی ادمی بعدك فقال ایذن له فاذن له فسلم علیه ثم قال یا محمد ان الله ارسلنی الیك فان امرتنی ان اقبض روحك قبضت وان امرتنی ان اترکه ترکته فقال وتفعل یا ملك الموت قال نعم بذلك امرت و امرت ان اطیعك ثم قال فنظر النبی صلے الله علیه واله وسلم الی جبرئیل علیه

علیہ السلام فقال جبرئیل یا محمد ان اللہ قد اشتاق الی القائك فقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم لملك الموت امض لما امرت بہ فقبض روحہ فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم جاءت التعزیۃ سمعوا صوتا من ناحیۃ البیت السلام علیکم اھل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ و خلفا من کل ھالك و درکا من کل فائت فباللہ فثقوا و ایاہ فارجعوا و انما المصاب من حرم الثواب فقال علی اتدرون من ھذا ھو الخضر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ

ترجمہ اور روایت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام محمد باقر سے انکی باپ علی یعنے حضرت امام زین العابدین سے کہ تحقیق کہ آیا ایک مرد قریش سے علی یعنی ابن الحسین حضرت زین العابدین کی پاس اور کہا کہ کیا مین حدیث نہ کرون تجہسی بابت رسول اللہ کے تب کہا امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ ہان بات کر تو ابو القاسم یعنی حضرت پیغمبر خدا کی تب کہا اس مرد نے کہ جب بیمار ہوے حضرت رسول تو آے انکے پاس جبرئیل اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بہیجا ہی مجکو تیری پاس بنظر تکریم تیرے اور تشریف تیرے خاص کرکے تیری واسطے پوچہتا ہی وہ خدا تجہسے وہ بات کہ جسکو خود وہ زیادہ تر جانتا ہی تجہسے کہ وہ خدا پوچہتا ہی تجہسے کہ کیسا تو پاتا اپنی کو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ پاتا ہون مین اپنی کو مغموم اور پاتا ہون مین اپنے کو مکروب یعنی حالت کرب مین تب آیی جبرئیل انکی پاس دوسرے روز اور کہا اس بات کو اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ پہلی روز کہا تہا تب آی حضرت جبرئیل تیسری روز اور کہی

وہی بات جو کہ اول روز کہا تہا اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ
اول روز کہا تہا اور آیا ساتھ اُسکی ایک فرشتہ اسمعیل نام کا کہ جو موکل ہی
سو ہزار فرشتہ پر اور ہر ایک فرشتہ موکل ہی اوپر سو ہزار فرشتہ کی تب اجازت چاہی اُس اسمعیل
فرشتہ نی اندر انیکی اور سوال کیا حضرت رسول نی جبرئیل سی اور کہا جبرئیل نی کہ یہ ملک الموت ہی
جو اجازت چاہتا ہی آپ سی اور کسی دوسری آدمی سی قبل تیری اجازت
نہین مانگی گئی تہی اور نہ بعد تیرے کسی دوسری آدمی سے اجازت طلب ہوگی
تب کہا حضرت رسول نے حضرت جبرئیل کو کہ اجازت دو اُس فرشتہ ملک الموت کو
تب حضرت جبرئیل نے اجازت دی اُس فرشتہ کو تب اُس فرشتہ نے سلام کیا
حضرت رسول پر اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بہیجا ہی مجکو تیرے پاس لیں اگر
حکم دی تو کہ روح تیری قبض کرون تو روح تیری مین قبض کرون اور اگر حکم کری
تو مین چہوڑ دون اُسکو تو مین چہوڑ دون اُسکو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ تم
وہ کام کرو گے ای ملک الموت تب اُس فرشتہ نے کہا ہان مجکو یہی حکم ہی کہ تیری
اطاعت کرون تب نظر کی حضرت رسول نے بطرف جبرئیل علیہ السلام کے
اور کہا جبرئیل نے کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ مشتاق ہی تیری ملاقات کو پس فرمایا حضرت
رسول نے ملک الموت کو کہ جاری کر تو اُس حکم کو کہ تجکو حکم ہی پس قبض روح
کیا اُس فرشتہ نے اور جب مر گئی حضرت رسول تو آئی تعزیت یعنی ماتم پرسی
اور صحابہ لوگون نے سنی ایک آواز کو ایک جانب سی گہر کے کہ سلام تم لوگون پہ
ای اہلبیت اور رحمت خدا کی اور برکات اُسکی تحقیق کہ اللہ مین ہی صبر ہر مصیبت
پہ اور خلف یعنی بدلا ہی مرنیوالی کا اور عوض ہی ہر فوت شدہ کا پس مضبوط
پکڑو خدا کو اور اُس سے امید رکہو اور درحقیقت مصیبت زدہ وہ شخص ہی

کہ جو تو اب حصہ سے محروم ہو تب کہا حضرت علی نے کہ آیا پوچھتی ہو تم لوگ کہ یہہ کون شخص ہو اور یہہ مختصر ہو روایت کی اسکو بیہقی نے کتاب دلائل النبوہ مین

حدیث نمبر ۸ عن عائشۃ قالت ما ترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دینارا ولا درھما ولا شاۃ ولا بعیرا ولا اوصی بشیٔ رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہو عائشہ سی کہا اوسنے کہ نہین چھوڑا حضرت رسول نے کوئی دینار طلا کا اور نہ کوئی درہم چاندی کا اور نہ کوئی بکری اور نہ کوئی اونٹ اور نہین وصیت کی بہ نسبت کسی چیز کے روایت کی اسکو مسلم نے فقط۔ شاہ صاحب نے جو اس حدیث کی شرح مین ذکر باغ فدک وغیرہ کا کیا ہو سو تحقیق اس باغ فدک کی کسی فصل آیندہ مین بعد فصل تحقیق حال خلافت کی کیجائے

حدیث نمبر ۹ وعن عمرو بن الحارث اخی جویریۃ قال ما ترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عند موتہ دینارا ولا درھما ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئًا الا بغلۃ البیضاء ولا سلاحہ وارضا جعلھا صدقۃ رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہو عمرو ابن الحارث برادر جویریہ زوجہ رسول خدا سی کہا اسنی کہ نہین چھوڑا رسول خدا نی وقت اپنی موت کے کوئی نہ دینار اور نہ کوئی درہم اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی لونڈی اور نہین کوئی چیز سوای اشتر سفید اپنی موسوم بہ دلدل کے اور سوای ایک قطعہ زمین کے کہ جسکو وقف و صدقہ کیا تھا روایت کی اسکو بخاری نے۔

حدیث نمبر ۱۰ وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا تقتسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فھو صدقۃ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہو ابو ہریرہ سے

کہا اسنے کہ تحقیق کہ رسولخدا نی کہا کہ وارثان میرے باخود نا تقسیم نہین کرینگی ایک دینا تیک اسواسطی کہ جوکچھہ ہم چھوڑدین بعد نفقہ زوجات اپنی اور خرج اجرت عامل اپنی سو وہ باقی ایک صدقہ ہو متفق علیہ۔

حدیث نمبر ۲۱ وعن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابوبکر سی کہا اسنی کہ کہا حضرت رسول نے کہ ہماری مال مین وراثت نہین ہو اسواسطی کہ جو چیز ہمنے چھوڑی وہ صدقہ ہو۔

حدیث نمبر ۲۲ وعن ابی موسی عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ من عبادہ قبض نبیہا قبلہا فجعلہ لہا فرطا وسلفا بین یدیہا واذا اراد ہلکۃ امۃ عذبہا ونبیہا حی فاہلکہا وہو ینظر فاقر عینیہ ہلکتہا حین کذبوہ وعصوا امرہ رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہی ابوموسی اشعری سی حضرت نبی سی کہ کہا حضرت رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ جب ارادہ کرتا ہو رحمت کرنیکو کسی امت کی اپنی بندونمین سی تو قبض روح کرتا ہی نبی کا اس امت کی قبل اس امت کی اور بناتا ہو اس نبی کو پیش رو اور سلف واسطی اس امت کی اور جب ارادہ کرتا ہو وہ اللہ ہلاکت کو کسی امت کے تو عذاب کرتا ہو اس امت پر درحالیکہ نبی اسکا زندہ رہی پس ہلاک کرتا ہو اس امت کو اور وہ ہی دیکھہ رہا ہو اس بات کو اور ٹھنڈک دیتا ہو اسکی آنکھون کو بوجہ ہلاکت اس امت کی درحالیکہ اس امت نے جھوٹھلایا اس نبی کو اور سرکشی کی اسکی روایت کی اسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۲۳ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لیاتین علی احدکم یوم

ولا یرانی ثم لان یرانی احب الیہ من اہلہ ومالہ معہم رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہا اُسنی کہ حضرت رسول نی کہ قسم اُس شخص کی کہ جسکے ہاتھ مین جان محمد کی ہی کہ ہر آئینہ آ لیگا اوپر کوئی تم لوگونکی ایک دن کہ نہین دیکھیگا وہ مجھکو اور بعد اُسکی یہ ہوگا کہ ہر آئینہ دیکھنا میرا اُسکو محبوب تر ہوگا اپنی اہل وعیال اور اپنی مال سی ساتھ اُن اہل وعیال کے روایت کی اسکو مسلم نی فقط

اس عرصہ مین ایک خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب شیعے مذہب و مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین کا پہونچا کہ نقل کیا جانا اُس خط کا اس جگہ پر ضرور ہوا-

نقل خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مذکور الیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والمنہ کہ کتاب بدحقیقت مذہب سنی تالیف لطیف عمدۃ الفضلاء و زبدۃ الکملاء جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر کی بنظر دقیق دیکھی سبحان اللہ باین ایجاز و سلاست کتاب ہی حاوی مہمات عظمی کی فرید وحید عصر ہی نبزد اہل حق تو مفرح و نزد مریض متعصب ایارج ہی حق یہ ہی کہ اگر آبحیات تصور کرین تو سزا وار ہی مردمان بیخبران و کم مایہ کے لئے کحل الجواہر ہی شعر

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حقیقت عقائد مرضیہ سنیہ کی ثابت کرنیوالی اور مذاق صوفیہ صافیہ اہل عرفان کیو اسطی جاننی قند مکرر ہی یہ قدیم طریقہ اسلامیہ کی تبلانیوالی ہی مثل ثعلبی و حاکم و سیوطی و شہرستانی و ابن العربی و خطیب خوارزمی و ابی نعیم اصبہانی و بیہقی و دارقطنی و ابن جوزی و سبکی و ذہبی و احمد حنبلی و بلاذری و شیخ شہاب وردی و محب طبری و یافعی و سبط نقربی و عسکری و طبرانی و دیلمی و سمعانی و احمد مالکی وغیرہم کے قدم بقدم ہی یہی سلسلہ اسلاف ہی مگر صد افسوس کہ حق گو و اہل انصاف ہدف سہام تہمت ہی

حتی کہ امام نسائی نے شربت شہادت نوش کیا بغض وعناد شامیان محک امتحان
بنی اسرائیل ومومنین اخیار استمرارًا ہی مین شیعہ کو ہبن بات مین کوئی مداخلت نہین
مگر ہزار شکر کرتا ہون کہ اگرچہ ارباب تحقیق اسطرحکی جابجا موجود ہوتی صراط مستقیم کو
ایک کردیتی اس اطراف مین جسقدر پلہ درجہ کا نصب خروج وغضب باطمطراق ہی
ویسا ہی اس کتاب مبارک نے اسافل حضیض تک پہونچایا مجدد ہدایت تازہ
عوام کالانعام گمگشتگان مسلمین ظاہریکو استحکام بخشا وہ کون مسلمان لایعقل وسفیہ
ہوگا کہ مواعظ حسنہ شرایع الٓہیہ پر زبان ثقیل وناملائم کہولی جہالت کی ترقی اور
علم دین کی تنزلی ہی عام وخاص مسلمین مثل یہود ونصاری کے تابع نفس امارہ وہوائے
دنیای دنی گرفتار ہین جس سے اپنی قوم کی اصلاح نہین ہوسکتی اُنکو فخر وشکر کرنا تہا وہ نفاق
دوست ودشمن ایتلاف اُنکو سرمایہ اتحاد ایمانیہ سی کیا سرور کار عزوجل سائر اہل قبلہ پر رحم کرے
اوربرکت سی اس کتاب مبارک کے اسلام حقیقی کو روز بروز منور کری ؕ الملتمس سید احمد حسین عظیم آبادی

غزل عربی از مولف این کتاب مع ترجمہ

اذا امطر العطایا فاشکروھا
جب کہ بارش کری عطاہای الٓہی پس شکر کرو اُسکا

وان نزل البلایا فاصبروھا
اور اگر اوترین بلائین پس صبر کرو اُسپر

وان کنتم لایدی اللہ مشتاق
اور اگر ہو تم واسطی دستہای خدا کی مشتاق

علٰی یدہ فاستمسکوھا
علی ہاتھ اُس خدا کا ہی پس مضبوط پکڑو اُس ہاتہ کو

علی رحمۃ اللہ علینا
علی رحمت خدا کی ہی اوپر ہم لوگون کے

الی یوم القیمۃ فاذکروھا
روز قیامت تک پس یاد کرو اُس رحمت کو

عدو المرتضی فی النار لاریب
دشمن مرتضی کا نار مین ہے بیشک

عداوتہ لافۃ فاحذروھا
عداوت اُسکی ہر آئینہ ایک آفت ہے

ولو كان الوصية بعد خم غدیر
اور اگر یہ موصیت بعد خم غدیر کے

بغير حاجة ان يكتبوها
بغیر حاجت اس بات کی لکھیں وہی لوگ اسکو

ولكن الرسول شاء تحريرا
اور لیکن رسول نے چاہا تحریر کرنا

فكان اوجب ان يفهموها
پس تھا واجب یہ کہ سمجھیں وہی لوگ اس وصیت کو

... عبده العاصی لا زاد
علی بندہ عاصی اس کا ہر آئینہ آزاد ہے

وسوء حاليه فليغفروها
اور بد حالت کی اسکی چاہیئے کہ معاف کریں اس حالت کو

غزل دیگر عربی از مولف این کتاب

علىٰ شافعنا اذ عصينا
علی شفاعت کرنیوالی ہملوگونکی ہیں جب عصیان کرینگی ہملوگ

به نحن اقتدينا فاهتدينا
ساتھ اس علیکی ہملوگونے اقتدا کی تو ہدایت پایا ہملوگونے

له فضل علىٰ كل الصحابه
اس علی کو فضیلت ہے کل صحابہ پر

كفضل الشمس ان طلعت علينا
مثل فضیلت آفتاب کے جبکہ طالع ہووے آفتاب ہملوگو پر

واعطى به سهم لسانی
اور عطا کیا رب نے اس علیکی تیر میرا زبان کو میری

وحق ما رمينا اذ رمينا
اور حق ہوا قول مارمینا اذ رمینا کا یعنی نہیں تیر لگایا ہمنے جبکہ تیر لگایا ہمنے اور یہ اشارہ ہے طرف آیت مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے

فاعداء علىٰ كانوا مخذولا
پس دشمنان علی کی مخذول ہوئے

يسهمى من لسانى قد كفينا
ساتھ تیر اپنی زبان کی تحقیق کہ کفایت کیا ہمنے

علىٰ شانه حلال مشكل
علی شان اسکی حلال مشکل ہے۔

فحاجتنا به انا قضينا
پس بذریعہ اسکی ہمنی اپنی حاجت کو انجام کو

وامنا علىٰ باب حكمت
اور ایمان لائے ہم دروازہ حکمت کا ہے

لهذا الحكمت حقا لديه
اسواسطے حکمت ازروی حق ...

مقام کان محمود الآزاد　　　　یجب المرتضی بشری الینا

ایک مقام جو محمود تھا آزاد کی واسطی ہی　　　　جو کہ دوست [illegible] مرتضی کو ایک خوشخبری ہی بطرف ہمارے

غزل فارسی از مؤلف مذکور

مئی خم [illegible] دیر و جام امروز　　　　بجهت دارم هنم باکام امروز

علی را علم با فهمی که بود است　　　　بجا مولای خاص و عام امروز

چه عمر رفته است ضائع همه شد　　　　بکن اصلاح نیک انجام امروز

مبادا روز فردا را نیابے　　　　بجهد خود بشو خوش‌نام امروز

هزاران نامور را دفن کردند　　　　که هستند در زمین گمنام امروز

امید دید را تا در رسیدم　　　　چه باشد گر رسے تا بام امروز

تو آزادی بری از فکر فردا　　　　بشو آماده بیغام امروز

غزل دیگر فارسی از مؤلف مذکور

علی مولاے من تقریر کردند　　　　ز عشق او مرا تخمیر کردند

درین عرصه که تصویر نبیؐ را　　　　بیا بی دیدنش تسخیر کردند

فرستادم درودش ال را هم　　　　که حب آل را توقیر کردند

علی را دوست دارم از دل و جان　　　　نجاتم را همین تدبیر کردند

علی اعلے که او عیسی صفات است　　　　چه خوش وجهے مرا تقریر کردند

احادیثے که در شان صحابه　　　　براے کسر او تزویر کردند

سراسر لغو دیدم محض موضوع　　　　چه در نقص علے تقصیر کردند

علی داماد و ابن عم وصی هست　　　　اگرچه [illegible] آن تحریر کردند

کنون آزاد بودن غیر ممکن　　　　که بنده را بپا زنجیر کردند

فصل ۸۳ حال خلافت کا اِس فصل مین اور چند فصلہای آیندہ مین بیان کیا جاتا ہے
سو بطور تقریر الزامی کی یہ بات کہی جا سکتی ہی کہ حسب اصول سنیونکی خلافت یزید کی بہت
اعلی درجہ کی ہی کہ اِس خلافت مین تینون شرائط خلافت کی یعنی استخلاف اجماع غلبہ مجتمع ہین
استخلاف باین اعتبار کہ حضرت معاویہ اُسکی باپ نے جو کہ خلافت کو از روی مصالحہ حضرت امام حسن
علیہ السلام کی پایا تہا یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ اپنا بنایا اور اجماع و غلبہ تو بملاحظہ بیعت جمعیت
شامیان وغیرہم کی خود ظاہر ہی پس سنیان جو حدیث خلافت دوازدہ گانہ مندرجہ فصل ۵۰
رسالہ ہذا کو جو حضرت ابوبکر سی شروع کرکے اور معاویہ و یزید کو بہی خلیفہ قرار دیکر کی ولید ابن
عبد الملک تک پہونچاتی ہین سو یہ امر بتقاضای خود اُنکی اصول کی ہی اور یہی وجہ ہی کہ شاہ صاحب نی
بہی اس حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی شرح مین ایک سلسلہ بہی خلفای دوازدہ گانہ کا
لکہا ہی کہ اس تاویل سی یزید بہی ایک خلیفہ شاہ صاحب موصوف کا ہوتا ہی اور اگر یہ تاویل درست ہو
تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہی بالای طاق ہو جاتی ہی کہ یہ لڑائی کربلا کی بطور
بغاوت مقابلہ مین ایک خلیفہ بر وقت کی لازم آتی ہی ا مضمون اِس شعر کا بہت مطابق حال سنیونکی
ہو جاتا ہے **شعر**

محشر مین یہ صدا ہی سدا شور و شین کی ÷ ایسا نہو کہ منکر ین شہادت حسین کی

غرض خلافت ابوبکر کی اِس تقریر الزامی سی بمقابلہ خلافت یزید کی بہت کم درجہ کی ثابت ہوتی ہی
اسواسطی کہ تنصیص اس خلافت کی از روی استخلاف حضرت رسول کے کچہہ ثابت نہین ہی
اور خود شاہ صاحب بہی اِس بات کو قبول کرتی ہین باقی رہا اجماع و غلبہ سو صرف ایک امر غلبہ کا بی عذر
ہی کہ حضرت ابوبکر کو بحمایت حضرت عمر کے البتہ غلبہ ہوا مگر اجماع تو بوضع صحیح کی کچہہ ثابت نہین ہی اور
ہمنی چاہا کہ حال خلافت ابوبکر کو کتب حدیث صحیح بخاری وغیرہ سی تحریر کرین مگر کچہہ حال خلافت
حضرت ابوبکر کا ان کتابون سی پایا نہین گیا اور ناچار بطرف کتب تاریخ کی رجوع کرنا پڑا اسو جہا گیا

اس فصل مین ہم کچھ حال کتاب روضۃ الصفا سے لکھا چاہتے ہین کہ مولف اس کتاب کا ملا محمد
ابن خاوندشاہ ایک بہت بڑا عالم اور سنی مشرب کا ہے کہ جسنے انواع تاریخ عربی فارسی
امام محمد ابن اسحاق اول مورخ احادیث بیہقی و اصمعی وغیرہ سے یہ کتاب تاریخ کی لکھی اور بہت
راست راست طور پر سب حال لکھتا ہے اور سنی لوگ اگر اس شخص کو الزام شیعی ہونیکا دیر تو یہ بات
موافق اس معمولی قاعدہ کی ہے کہ جو شخص ذرا کچھ بھی بطرف حضرت علی کے بولا تو جھٹ سے وہ
شخص شیعی قرار پاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سنیان تمام شاعران و اہل تصوف اور مورخین سے
ناراض ہین اور کوئی کتاب تاریخ حبیب السیر وغیرہ کی ایسی نہین ہے کہ جس سے سنیان راضی ہوں
اور ہم نہین چاہتے ہین کہ کوئی بات انکی بمیلان تاریخ کی تحریر کیجائی حالانکہ تاریخ ایک فن شریف
ایسا ہے کہ جس سے حال نیک و بد سب فرقے مونکا تحقیق کیا جاسکتا ہے اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتے ہین کہ ابوسفیان نے حضرت علی کو بوقت خلیفہ بنائے جانے حضرت ابوبکر کے کہا کہ اگر کہو تو
ہم وادی عرب کو سواران و پیادہ سے بھر دین اور اسکے جواب مین حضرت علی نے کہا کہ تم ایام
جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب بھی تم وہی بات فتنہ انگیزی کی کرتے ہو سو ہم ابوبکر کو
شائستہ اس خلافت کا جانتے ہین پس اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب روضۃ الصفا ہرگز
شیعی نہین تھے اسواسطے کہ اگر شیعی ہوتے تو یہ قول حضرت علی کا کہ ہم حضرت ابوبکر کو شائستہ
اس امر خلافت کا جانتے ہین کسواسطے اپنی کتاب روضۃ الصفا مین نقل کرتے - اور صاحب
روضۃ الصفا سنی ہون یا شیعی مگر اصل بات تو یہ ہے کہ اس امر کو خیال کرنا چاہیئے کہ تحریرات
تاریخی انکی ازروی حدیث و سیر کے درست ہین یا نہین بہر حال جلد دوم روضۃ الصفا مین
خلاصہ حال خلافت حضرت ابوبکر و بیعت حضرت علی کا مع رای اینجانب کی حسب ذیل مرقوم

روضۃ الصفا - بعد انتقال حضرت رسول خدا کے اشراف انصار مقام
سقیفہ رہ مین مجتمع ہوکر کے چاہتے تھی کہ سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بناوین

ابوبکر و عمر یہ بات سنکر کے بطرف سقیفہ بنی ساعدہ کی گئی اور ابو عبیدہ جراح بھی اونکی پیچھے گئے اور ایک مجلس مین ابو الھیثم بن التیھان نی چند بیت پڑھکر کے کہا کہ بہ نظر اصلاح و استحکام دین اسلام کی ضرور ہے کہ علی مرتضی یا ابوبکر صدیق خلیفہ ہون و خزیمہ ابن ثابت نی اہل مدینہ کو ترغیب دی کہ خلافت کسیشخص کو انصار مین سی ہو اور سب اہل مدینہ اوپر خلافت سعد بن عبادہ کی راضی ہوئے اور اسیمہ ابن حضر کی رای ہوئی کہ کوئی شخص مہاجرین مین سی خلیفہ ہو اور عویم ابن ساعدہ نی تائید اس رای کی کی اور ابوبکر کی سوال و جواب مین ایک شخص نے انصار مین سے کہا کہ منا امیر و منکم امیر اور ابوبکر نے کہا کہ امارت درمیان ہملوگ اہل قریش کے اور وزارت درمیان انصار کی رہی اور معن ابن عدی نے کہا کہ تم قریش لوگ معزز و محترم تر ہو اور حضرت عمر نی حدیث الائمۃ من قریش ولا یکون ھذا الامر الا فیھم کو پڑہا یعنی امامت سوای قریش کی دوسری کو نہین ہوسکتی اور بشیر ابن سعد نی کہا کہ ہمنی یہ حدیث پیغمبر خدا سی سُنی ہی ابوبکر نے کہا کہ مصلحت یہ ہی کہ عمر ابن الخطاب یا ابو عبیدہ پر بیعت خلافت کی کیجای مگر وہ لوگ اوپر خلافت ابوبکر کے راضی ہوی اور اول بشیر ابن سعد نی بیعت کی اور بعضون نی روایت کی کہ حضرت عمر نے اول بیعت کی اور بعض لوگ کہتی ہین کہ اول بیعت عباد ابن بشیر کے ہوی اور حباب ابن المنذر نی بشیر ابن سعد کو کہا کہ تو نی حسد سی حق سعد ابن عبادہ کا ضائع کیا اور آخر حباب دست بقبضہ شمشیر ہوا اور اُسنی کہا کہ اولاد انصار کی اوپر دروازہ مہاجرین کیواسطی پانی کے گھڑی ہوگی اور اُنکو پانی نہین ملیگا مگر آخرکار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سی حباب چپکا رہگیا غرض خلافت حضرت ابوبکر پر قرار پائی اور اُس روز خواص نے بیعت کی اور روز دوم اُسکی حضرت ابوبکر نے منبر پر خطبہ پڑہا اور بیعت عام ہوئے

رائی اینجانب صاحب تحفۃ الصفانی تمام یہ قصہ اسطرحپر تفصیلوار بتائید خلافت
ابوبکر کے لکھا ہی کہ ہرگز کوئی عالم شیعی نہین لکھتا اور ان سب حالات سی ظاہر کہ احادیث
ونصی حضرت عائشہ کی جو کچھ واسطی استحکام و استقرار خلافت حضرت ابوبکر کے مفید ہوی
ہوں مگر در اصل خلافت ابوبکر کی بہ بنیاد مصلحت وقت اور مزاج ملائم اور دانشمند
وپیرانہ سالی حضرت ابوبکر کے قائم ہوئی ورنہ اجازت امامت نماز ابوبکر اور دیگر احادیث
موضوع کو اصل انعقاد خلافت مین کچھ دخل نہین ہی اور اسی طرحپر حدیث من کنت
مولاہ فعلی مولاہ کی اور دیگر بسیاری احادیث وآیات قرانی نسبت امیر علیہ السلام بوقت
انعقاد خلافت ابوبکر کے خارج از بحث تہی بلکہ دعوی انصار کا یہ تہا کہ اہل مدینہ نی حمایت
وتائید وپناہ دہی حضرت رسول کی کی ہی اور یہ خلافت ابوبکر کی جسطرحپر کہ قائم ہوئی سو اسمین
کچھ لحاظ افضلیت ذاتی کسی شخص کا نہین تہا بلکہ ہر شخص کو اپنی اپنی مصلحت مدنظر تہی اور
یہ فکر صرف علمای اہلسنت کی ہی کہ ترتیب اتفاقی خلافت کو دلیل ترتیب فضیلت ذاتی
ہر شخص کو قرار دیتی ہین اور اسمقام مین ہمکو اہل تشیع سی یہ اختلاف ہی کہ وہی لوگ حضرت ابوبکر کو
ایک شخص غاصب حق خلافت کا قرار دیتی ہین سو ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ کوئی تدبیر
ظاہری خلافت لینی کی از طرف حضرت ابوبکر کے نہین ہوئی بلکہ بات اسقدر ہی کہ لوگون نے
اپنا گون بیگون سمجھ بوجھ کر کے انکو خلیفہ بنا دیا اور حضرت ابوبکر نے جو خلافت کو قبول
کر لیا سو اُس سی دفع شر ہی ہوا کہ انصار دوسرے فکر مین تھے اور جو حال کہ مہاجرین
اور انصار کا اُسوقت تہا سو اُس سی یہ بات ظاہر ہی کہ وہی لوگ ہرگز حضرت علی ایک
ہاشمی شخص اور ابن عم رسول اور زوج بتول کو خلیفہ قبول نہین کر سکتی تھے کہ اگر ایسا
کرتے تو سرداری اُسی خاندان رسول مین رہتی اور نئی بات کیا ہوئی غرض کچھ شک نہین ہی
کہ حضرت رسول نے جو بندوبست کیہ واسطی جانشینی حضرت علی اور بقای عزت اپنے خاندان

کی کیا تھا سو وہ بعد وبست بالکل محو و معدوم کر دیا گیا مگر اصل عزت جو خدا نی از روی
اوصاف ذاتی کے حضرت علی کو دی تھی سو وہ عزت کہان جا سکتی ہی کہ اس عزت کی
مقابلہ مین خلافت ظاہری یعنی بادشاہت کی کیا حقیقت ہی اور راقم حروف کو خلافت
حضرت ابوبکر سی کچھ ملال نہین ہی اسواسطی کہ یہ خلافت تجویز فضائل ذاتی کی نہین کی گئی
بلکہ صرف مصلحت وقت مد نظر تھی اور کیا شک ہی کہ حضرت امام شافعی و مولانا جلال الدین
رومی وغیرہ کو اعتقاد نسبت حضرت امیر علیہ السلام کی یہانتک تھا کہ حضرت علی خود خدا
یا خدا کی شریک بنی کی تھی اور ہم سمجھتی ہین کہ یہ کوئی گمان بیوجہ نہین تھا اور اصل حال
یہ ہی کہ حضرت علی کو کچھ صلاحیت ریاست ظاہری دنیاداران کی نہین تھی اور رای
مسٹر گبن مورخ دہریہ کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی
تو دین اسلام عرب کا تھوڑی روز مین عرب ہی مین ختم ہوجاتا اور ہمارا حال یہ ہی کہ
ساتھ حضرت مسیح و حضرت علی نمونہ مسیح کی ہمکو بہت اعتقاد ہی مگر ان دونون مردان خدا
راستی کا مسیر دنیا سی برکنار تھی اور حال یہ ہی کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین جگہ جگہ مجلسین شورہ
خلافت کی قائم ہوئین اور بعد بہت چنان و چنین کی خلافت حضرت ابوبکر بہ دوروز
مین قائم ہوگئی مگر لاش رسولخدا کی گھر مین پڑی تھی اور آخر وہی حضرت علی جو اپنی جگہ تھی کام آئے
کہ کفن و دفن تک کچھ التفات بطرف اس بات کی نہین کیا کہ زید و بکر کیا کیا بندوبست اپنا
کر رہی ہین اور یہ وفاداری و حیا و مروت حضرت علی کی تمامتر وہم و فہم سی باہر ہی اور ہم
یہ کہینگے کہ جب آپ ایسی ہین تب آپ ایسی ہین — روضۃ الصفا — بروز دوم خلافت کے
ابوبکر کی مجلس مین حضرت علی حاضر کئے گئے اور حضرت علی نے سبب طلب ہونیکا استفسار
کیا تو حضرت عمر نی کہا کہ بیعت ابوبکر کی مثل سائر صحابہ کی کرو حضرت علی نی جواب دیا کہ تم
لوگون نی توسل قرابت رسولخدا کا پیش کرکی انصار کو تسکین دی تو اب خدا سی ڈرو کہ قرابت مین

بیعت رسول سے کون مخصوص ہے اور جب انصار سے انصاف پایا تو وہی انصاف ہمکو دو عمر نے کہا کہ جب تک تم بیعت نہین کرو گی تب تک تم کو ہم نہین چھوڑینگی تب حضرت علی نی کہا کہ ہم اس بات سے کب ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق سے اپنی ہم باز نہین رہینگے رای انجانب حضرت علی کا طور مزاج یہ تہا کہ سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ کیطرف واسطے استفسار حال خلافت کی بہی نہین گئی بلکہ جب خلافت ابوبکر کی قائم ہوچکی تو واسطے بیعت کرنیکی طلب کئی اور حضرت علی نی جو دلیل قرابت قریبہ ہونیکی پیش کی تو اسکا جواب کچھ نہین دیا گیا اور نہ جواب اس بات کا ابتک ہوسکتا ہی اور یہ جواب کسقدر وحشیانہ ہی کہ بغیر بیعت کرنیکے تم نہین جانی پاوگی سبحان اللہ کیا آپ کا اجماع ہی کہ مشورہ نداروصرف بزرگی اور بجای ماتم پرسی کے یہ دہمکی اور کسقدر یہ دہمکی بیہودہ تہی آنحضرت علی زور بازو مین ہو اور ہزار پر غالب اور غالب علی کل غالب تہے اور تائید ایزدی کا یہ حال تہا کہ حضرت علی کی نماز عصر کیواسطے رجعت آفتاب کی ہوئی تو اگر فی الحقیقت انکو خواہش خلافت کی ہوتی تو تمام مخالفین ایکبار گی زیروزبر ہوجاتی مگر بات یہ ہی کہ طلب حق اپنا بطور ادای حق شرعی کے کردیا اور چپکی بیٹھ رہی اور خیال کرلیا کہ ابوبکر سی انجام امور خلافت ظاہریکا بخوبی ہوگا اور اسی بنیاد پر ابوسفیان کو جواب دیا کہ فتنہ انگیزی مت کرو اور ہم ابوبکر کو شایستہ اس کام کا جانتی ہین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوبکر نے بخوبی تمام انجام خلافت ظاہری اور اجرای دین اسلام کا کیا اور باغ فدک کا جو قصہ حضرت ابوبکر کے وقت مین ہوا سو اس جگہ پر اسیقدر لکہنا کافی ہی کہ بات رہجائیگی بیان وقت نکل جائیگا — روضۃ الصفا — ابوعبیدہ جراح نی حضرت علی کو کہا کہ ای ابوالحسن فضیلت اور سبقت اسلام تیری سب لوگون پر روشن ہی اور تو البتہ مستحق اس خلافت کا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ تر کا ہی مگر ہرگاہ اصحاب رسول نی خلافت ابوبکر پر اتفاق کیا تو اب مخالفت مت کرو حضرت علی نی جواب دیا

کہ تم امین امت ہو اور اپنی حال پنچشو کہ بات ملامت صدق کی مت کرو خداوند تعالی نی جو عزت
کہ خاندان نبوت کو دی سو ایسا کام نہ کرو کہ یہ عزت دوسری خانہ انمین جاوی اور قرآن ہمارے
گہر و نمین نازل ہوا اور ہم لوگ معدن علم دین اور سنت ہای رسول کی ہین اور اوضاع شریعت
و مصالح ملت کو ہم لوگ دوسرونسی بہتر جانتی ہین اور اپنی خواہش طبیعت پہ کام مت کرو کہ
اسمین تمکو نقصان ہوگا رای راقم یہ فہمائش ابو عبیدہ کی صرف بطور تسکین نہ ہی و بنظر
استحکام خلافت ابو بکر کے معلوم ہوتی ہی کہ اگر یہ بات صدق دل سی ہوتی تو بوقت مشورہ
بیعت خلافت ابو بکر کے کچھ انتظار مشورہ حضرت علی کا بہی کیا جاتا۔ روضۃ الصفا۔
بشیر ابن سعد نی کہا کہ قسم بخدا اگر یہ تمہاری بات قبل عقد بیعت ابو بکر کے سنی جاتی تو یہہ
احتمال تہا کہ وہ صحابی بہی مخالفت تمسی نہین کرتے مگر جب تم گہر مین بیٹھہ رہی تو سب لوگونکو تصور
ہوا کہ تمکو میل طرف حکومت و ریاست کے نہین ہی تو بنظر توہم اختلال دین اسلام کی بیعت ابو بکر
کی ہوئی اور حضرت علی نی جواب دیا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ہم لاش حضرت رسول کو گہر مین
چہوڑ کر کے اور انکی کفن دفن کو ایک امر مختصر سمجھہ کر کے بطرف طلب ریاست و حکومت کی دوڑتے
اور حضرت ابو بکر نے کہا کہ اگر ہمکو معلوم رہتا کہ تم نامنظور کرو گی تو ہم یہ خلافت قبول نہین کرتے اور اگر
تم فی الحال بیعت نہین کرتے ہو تو تمپر کچھہ تکلیف بیعت کی نہین ہی رای راقم ان سب تقریرات
ابو عبیدہ و بشیر ابن سعد و ابو بکر سے ظاہر ہی کہ خلافت مین استحقاق حضرت علی کی کچھہ گفتگو کسی
شخص سے بن نہین پڑی اور اجماع تو صاف باقرار ان لوگونکی بطرف حضرت علی کی ہوا اور اجماع
بیعت حضرت ابو بکر کا تو صرف بطور الماخوچی کے معلوم ہوتا ہی۔ روضۃ الصفا۔ بعضون
نی کہا ہی کہ حضرت علی نی بعد چالیس روز کی بیعت ابو بکر کی کی و بعضونکی رای ہی کہ بعد انتقال ستہ
فاطمہ علیہا السلام کی بیعت کی اور بعضونکی نزدیک یہ ہی کہ بعد چھہ مہینے کے بیعت کی رای اینجانب
درحقیقت بعد انتقال حضرت فاطمہ کے بیعت حضرت ابو بکر کے حضرت علی نے تعمیل کے جو کہ

علی کے آگے جھنڈا گاڑ دیا اور کہا کہ ہم کسی دوسری کے ساتھ سوائی ان صاحبجان کی بیعت نہین کر سکتی ہین اور آخر بیہودہ جنگ جمل و صفین مین ساتھ حضرت علی کے تھی رائی ام بریدہ بھی ایک اجلہ صحابہ سی تھی جو بیعت ابوبکر سی اختلاف کیا بھر جاہر گاہ خود حضرت علی نے بیعت حضرت ابوبکر کی کر لی تو اب ہمکو اسمین کچھ چون و چرا کرنا منظور نہین ہی اور مورخان انگریزی جو لکھتی ہین کہ حضرت علی نے بوجہ دلشکستگی انتقال فاطمہ اور نہین ہونے اعوان و انصار کی بیعت ابوبکر کی کر لی سو یہ بات ہماری نزدیک بھی درست ہی مگر چونکہ ہمکو تقلید حضرت علی کے ہر قول و فعل مین منظور ہی تو ہمکو بھی حضرت ابوبکر کی خلافت مین گو کسی وجہ سے ہو کچھ عذر کرنا نہین پہونچتا ہی کہ تقیہ کو نسبت حضرت علی کی ہم جائز نہین کہتی ہین

غزل عربی از مولف این کتاب

طالب الدنیا لفی کرب الیم	اخر النعمة لما حمیم
طالب دنیا کا ہر اندیشہ کرب و ناگہانی ہے	آخر آسایش کا اسکو آب گرم ہے
انتی منتٍ ترحم یا علی	یا علی انت علی خلق عظیم
تحقیق کہ مین ایک گنہگار ہون رحم کر تو یا علی	ای علی تو ہی خلق عظیم پر
ما مرادی غیر حب المرتضی	دال من والی حدیث من کریم
نہین کوئی مراد میری سوای حب علی کے	دال من والی حدیث ہی ایک کریم سے

یہ اشارہ ہی طرف ایک حدیث حضرت رسول کریم کی جو بروز خم غدیر کی فرمایا من کنت

مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

یعنی جسکے ہم مولا ہین سنو علی اسکا مولا ہی ای بار خدایا دوست رکھ تو اسکو جو دوست رکھی اسکو اور عداوت رکھ تو اُس سے جو عداوت رکھی اس علی سے

حرب حرب الرسول فی الحدیث	کیف من عاداہ فی حال سقیم

لڑائی اُس علی کی لڑائی ہی رسول کی حدیث مین کس طرح نہی شخص جو عداوت کری اُس علی سی حال سقیم مین ہی

اشارہ ہی بطرف حدیث انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم کے یعنی حضرت رسول نے فرمایا کہ تمکو لڑائی ہی اُس سے جو لڑے اہلبیت سی اور ہمکو صلح ہی اُس سی جو صلح رکھی اہلبیت

یشفع دینی وعصی المصطفی ۔ لا اخاف اذا انا عظم رسیم
شفاعت کرینگے گناہ کو میرے نبی مصطفی ۔ نہین خوف رکھتا ہون جبکہ میں ہون گنہگار عظیم

لیس فی قلبی سوی حب علی ۔ حبہ حب الرسول یا رحیم
نہین ہی میرے دل مین سوای حب علی کے ۔ جبکہ حب علی کا ہی حب رسول کا ہی ای رحیم

انت یا ازاد فی حب علی ۔ حبہ یعطیک جنات النعیم
تو ای آزاد حب علی مین ہے ۔ حب اس علی کا عطا کریگا تجکو جنات نعیم

اور اس عرصہ مین ایک خط القرنا جناب سید عطا علی صاحب کا ہمیں پہنچا جو تمام تر انکی لیاقت اور انصاف پسندی سے خبر دیتا ہی سو وہ خط اس جگہ بجنسہ نقل ہوتا ہی

یا ایھا النسیم اذا ذرت بابہ ۔ بلغ تحیتی وسلامی جنابہ

بجناب مستطاب جامع رموز منقول ومعقول واقف نکات فروع واصول محقق الحقائق الاسلامیہ ومدقق الدقائق الحکمیہ محیی الآثار المندرسۃ النبویہ مجدد الاعلام المعارف الیقینیہ حق گو وحق پسند وحق شناس والحاکم والراجح القیاس ذی المجد الاثیل والجاہ الجلیل مصداق فحوای کانبیاء بنی اسرائیل حضرت مولانا المولوی السید محمد وحید الدین خانصاحب بہادر لا زال للعلم موجودا عطا علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی بعد عرض تحیت وتسلیم باشیوہ تبجیل وتعظیم الوف آرزو و خدمت سراپا منفعت وصنوف شوق وغرام دولت گزاردہ خاصہ العرض مدعا آشنا میسازد کتاب لاجواب ہدایت انتساب کامل النصاب جد تحقیق بشرب سنی کہ از غایت عطوفت ومرحمت باین بندہ ظلوم جہول اہدا واعطا شدہ ورود آن باعث ہزار گونہ حظوظ وسرور ومفاخرات نامحصور آمدہ ودل وجان وروح مرا تا بہ عہد ارج

وارکان از سواد و بیاض آن نور ایمان و سکینه و اطمینان یافته در شکریه این هدیهٔ جمیله
و عطیهٔ جزیلهٔ کدام حرف به زبان آرم و چسان لوازم سپاس بگذارم غیر از اینکه بترانهٔ دعا
رطب اللسان شوم و خود را وقف این وظیفه کنم ادام الله فیضکم و ابقاکم -
این نسخه شگرف روحانی که حقیقة نسخهٔ شفا و نجات برای دفع اسقام و اعلال نفسانیه
ارباب ضلالات و جهالات است همه را دیدم و نوش نوش از مشروبات صافیه عذبیه
آن چشیدم و مذاق جان را بآن تازه کردم و سرمایهٔ فیض جاودانی خود شمردم و بقدر حوصلهٔ
ناقص خود اذعان کلی بهم رسانیدم که هر انچه در تحقیق و تدقیق مسئلهٔ فضلیت حضرات اهلبیت
عظام از خصائص و ذاتیات و مناقب و صفات حضرات طیبات علیهم التسلیمات از روی
آیات و احادیث و واقعات حقه تحریر فرموده و بر آن حکم و رای صواب پیرای خود افزوده اند
حق اینکه این فیصلهٔ ثالثی است که بکمال عدل و نصفت و بی شائبه روی و رعایت نموده
و زنگ شبهات اهل هوا از روی مرآة عقائد بیضا زدوده اند همه صحیح و استوار و پیش
اولی الابصار ثابت و برقرار است خوشا مقبلے که دیدهٔ حسن قبول بر آن کشاید و بدامد بے
کران از رو بقفا گرا یعنی ذلك الکتاب لا ریب فیه لا یشك فیه الا معاند او سفیه
و پیش چشمی باید تا به بیند و دلی شاید تا حق گزیند ورنه حساد و معاندین و باغین و طاغین را
حسابی نیست و با ایشان خطابی نه که ز کام ابوجهل دارند و بدست شیطان گرفتار اند هرگاه
در حق عم رسول اکرم صلی الله علیه و آله وسلم انك لا تهدی من احببت
وارد شده ما امتیان پیروکی از تصدی این کار بر می آئیم بقول شخصے **بیت**

آنکس که بقرآن و خبر زو نرهی
اینست جوابش که جوابش ندهی

اگرچه در بعض مقامات ضرورت ایجاز و اختصار رفته است مگر ایجازی که غیر مخل و جامع
جمیع ضروریات این مباحث است و بقول العاقل تکفیه الاشارة - برای ذوی البصائر

کافی ووافی ہست اگر در خانہ کس ہست حرفی بس ہست المدعا وصف وشیمۂ آزادی کہ شعرا
وحکمۃ محمود افتادہ وبہرہ ولسان ما آن بصدق عدالت کشیدہ ہست اندرین ماقل ودل
بوجہ احسن و اجمل ومرتبۂ اتم ، الحال ز ذات مہذب الاخلاق آنجناب جلوہ شہود ونمونہ گرفتہ
وصدای احسنت وآفرین برین طرز وشیوہ گزین از ملاء اعلی مستحسن بہ خواستہ فجزاکم اللہ
خیر الجزاء ورعاکم بطول العز والبقاء وترقب از فیض حقیقی الٰہی کہ متعطشان کنوس و
مشتہیان موائد سعادت خیلی از فیض آن مشروب ومرزوق شوند ومذاق روحانی
خود را بحلاوت وعذوبت آن خوش کنند والسلام این باقی ایام افاضاتکم طویل عدد کردیلیل
زیادہ بجز تمنی شرف مواصلت چہ تحریر شود ، اثم عطا علی از پورشید ۱۱ - اگست و شعبان
۱۲۹۰ ہجری ، یکشنبہ ان عرصہ مین جناب مرزا کمال الدین صاحب متخلص
بسنجر ایرانی نے جو ایک قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی اور طرح غزل عربی و غزلہای
فارسی موافق کتاب ہذا مندرجہ ابتدائی صفحہ لغایت کی بھی سے براہ عنایت
ہماری پاس بھیجا کہ مطلع اون تینون طرحون کا حسب ذیل ہے مطلع اول

اذا المطر العطایا فاشکروها	وان نزل البلایا فاصبروها
می خم غدیر و جام امروز	بکف دارم منم با کام امروز
علی سوالے من تقدیر کردند	ز عشق او مرا تخمیر کردند

سو وہ قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی حسب ذیل ہی اور اسکی ملاحظہ سی معلوم ہوگا
کہ درمیان فارسی ہلوگ ہندوستانی اور صاحبان ایرانی کے کسقدر فرق ہے

قصیدہ عربی

قمر العلا فوق الکواکب لاحا	وازداد ضوءٗ منکم وضاحا
قمر درجہ علو کا اوپر ستارونکی ظاہر ہوا	اور بڑھ گئی روشنی تمسی ور ظاہر ہوا

تلقى البشاشة في مواجه له
ملتی ہی خوشی دیدار وجہین اسکی
يبدو واخطابا لينا وصباحا
کہنا ہوتا ہی نرم وی خطاب نرم روشن کے

واذا تكلم في مجالس قومه
اور جب بات کرتی وہ شخص مجلسو نمین قوم اپنی کی
فكانه مسك وعنبر فاحا
پس گویا کہ وہ بات مشک اور عنبر ہی کی خوشبو پھیلنے

هذا الذي حاز المحاسن كلها
یہ وہ شخص ہے جو محیط ہوا خوبیوں کو تمام اون خوبیوں کو
يعني وحيد الدين بالايضاحا
یعنی وحید الدین بسبب واضح کرنیکی

ان الملوك تزالخوابه بجهم
تحقیق کہ بادشاہون نے شراب خوار کی ساتھ
لكنه ازداد فاق صباحا
لاکن وہ ممدوح زادہی کہ فائق ہوا صبح پر

تعریف کرنے والے اوسکے
انت الذي خصصت من رب العلى
تو وہ شخص ہے کہ جو خصوص کیا گیا تو رب اعلی سے
بسعادة ابدية وفلاحا
ساتھ سعادت ابدی اور فلاح کی

وتواضعا وتورعا وكرامة
اور مخصوص کیا گیا تو تواضع اور پرہیزگاری اور بزرگی کو
وفصاحة وسكينة وصلاحا
اور فصاحت اور تسکین اور صلاح کو

انت الذي صنفته التحقيق
تو وہ شخص ہے کہ جو تصنیف کی تو نی بحد تحقیق
في غاية التحقيق والايضاحا
غایت تحقیق اور ایضاح مین

يبقيكم الله في محبة حيدر
باقی رکھی تمکو واقع محبت حیدر کی
بالسعد طول الدهر والافراحا
ساتھ سعادتمندی کی بقدر طول زمانہ اور

فصل بہار کے
وادرك كمالا يضام بحبكم
اور پایا تو ایک کمال کو کہ نہ خوف دیا جاتی ہی
متشكرا من حضرة فتاحا
جس حال مین تشکر گذار ہو حضرت فتاح سے

نیک تمہارا
امنن على بنظرة وبرافة
شفقت کہ تو مجھ پر ساتھ ایک نظر اور مہربانی کے
یعنی خدا یا حضرت علی سے
من حفظ سعد لك تنعش الارواحا
گوشہ چشم مبارک اپنی جو خوش کرتا ہی جو

وا سلو [illegible] دمرا لعلا فوق الکواکب لاحا
[illegible] بجمکر قمر درجہ علا و کا او پر ستاروں کی ظاہر ہوا

[illegible] صوف تخلص نجرا ایرانی حال مقیم بمبئی

[illegible] ام امروز — ہمی خوردن لسم اقدام امروز
[illegible] ستند شوی زہرا — علی آن کا سرا صنام امروز
[illegible] حیدر کرا [illegible] — امام خلق خاص و عام امروز
[illegible] — بنائی شرع استحکام امروز
[illegible] حیدر — نبود این قیمت اسلام امروز
الا ای دلبر شیرین [illegible] — بیا و بادہ گلفام امروز
مرا روز سفید از [illegible] — بود در دیدہ ہچون شام امروز
مرا مرغ دل اندر [illegible] — ندارد بیدخش آرام امروز
بیا داش دعائش گاہ بیگہ — چہ خورسندم بیک دشنام امروز
چو ما در عشق جانان پا نہادیم — رہا کردیم ننگ و نام امروز
چو دیدارت نہ بینیم تا بہ فردا — نہ من خورسندم از پیغام امروز
خوش آن کاندر ہوای وصل جانان — شود اندر جہان گمنام امروز
شود وارستہ از قید علائق — خلاصی جوید از ہر دام امروز
خوش آن آزادہ ازادہ ب[illegible] — کہ با وصل تو جوید کام امروز
چہ گردد گر نگاہی سوی سنجر — کنی با دیدۂ اکرام امروز

غزل دیگر از جناب ممدوح الیہ

ترا تا [illegible] عالم گبر کردند — مرا با زلف تو زنجیر کردند

سراپا محو دیدارم تو گوئی — مرا از عشق تو تخمیر کردند

گذشتم از بهشت جاودانی — بهشت من ترا تقدیر کردند

زدم دست توسل در ولایت — که نیکان را همین تدبیر کردند

رقیبان را نه زیبد مدح و قدحے — که ما را هم به تزویر کردند

عجب بد فطرت و ناپاک بودند — که اندر حب او تقصیر کردند

علے را کلب درگاہ ہست سنجر — مرا این رتبه بس تخمیر کردند

اور فی الحال ایک سُنی صاحب نے اوپر غزل علی مرتضی داری ازین بهتر چه میخواہی مندرجہ فصل ۴، صفحہ سے یہ اعتراض کیا کہ اشعار مابعد میں اس غزل کے ردیف ری کی قبل عبارت ازین بهتر چه میخواہی کے چاہئے سو بنظر رفع عذر اُنکے یہ شعر مابعد مطلع کا حسب فرمایش اونکے درست کر دیا گیا

علے مرتضی داری ازین بهتر چه میخواہی — وصی مصطفے داری ازین بهتر چه میخواہی

محب مرتضی ہستی ز جام فضل او مستی — بہی ہستی ز بہ داری ازین بهتر چه میخواہم

دلت بر مرتضی مائل شده از خیر و اغافل — گذشتی از ہمه خواری ازین بهتر چه میخواہی

علی باشد ترا رہبر رساند او به پیغمبر — نماید او ترا یاری ازین بهتر چه میخواہی

علی افضل و ہم اولی یقین ان از ہمه اعلی — عدوش با یقین ناری ازین بهتر چه میخواہی

عجب تحقیق دائم تو باشی ثابت و قائم — ہمین پیش نظر داری ازین بهتر چه میخواہی

تو آزادی چه آسانی نگوئی قول لا اکبر — علے باشد بدل داری ازین بهتر چه میخواہی

اور چونکہ یہ فصل خلافت حضرت ابوبکر کی ہی اور سنیون کو اوپر آیت سورہ والفتح مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ بڑا تکیہ ہی کہ اس آیت سی ترتیب خلافت

اربعہ کی اس طرح پر ظاہر ہوتی ہی کہ لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشداء سی حضرت عمر
اور لفظ رحماء سی حضرت عثمان مراد ہین سو واسطی بیان اس آیت کا اس جگہہ پر دوبارہ ضرور ہوا
کہ یہ گمان ان لوگونکا صرف براہ مغالطہ کی ہی کہ بیان اس آیت کا فصل ۸۰ مین اس کتاب
کی کیا گیا ہی اور اصل معنی آیت کی یہ ہین کہ محمد رسول خدا کی ہین اور جو لوگ کہ ساتھ اُنکی
ہین سو کیفیت اُنکی یہ ہی کہ وہ لوگ سخت تر ہین کافرون پر اور رحیم ہین آپسمین اور اپنی
رکوع اور سجود مین لگی ہوی ہین اور ہمنی اُس فصل ۸۰ مین اس بات کو بیان کیا ہی کہ کسی
تفسیر سی شان نزول اس آیت کی خاص بحق کسی صحابہ کے نہین ہی بلکہ یہ ایک تصویر
اور بیان حال اُس وقت کے مسلمانون کا ہی اور سوای اسکے اگر لفظ معہ سی حضرت
ابوبکر اور لفظ اشداء اور رحماء سی حضرت عمر اور حضرت عثمان مراد لئی جائین تو یہ سب
الفاظ معہ وغیرہ کے لفظ الذین کی صلہ ہونگی تو پھر الذین مبتدا موصول کی خبر کون چیز
ہوگی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تو ایک شخص واحد تھی سو اُنکی واسطی استعمال صیغہ جمع
اشداء اور رحماء کا کیا معنی رکھتا ہی اور اس جگہہ پر ایک بات بہت ضروری قابل ذکر کی یہ ہی
کہ ہر جگہہ پر سُنی لوگ محرور المزاج دیکھی جاتی ہین اور جہان ذکر خلافت کا کوئی چھیڑتا ہی مارپیٹ
کو مستعد ہو جاتی ہین سو ہمنی اس امر مین بہت غور کیا کہ اصل وجہ اس قسم حرارت کی کیا ہی
تو ہمکو بعد غور کامل کے یہ وجہ معلوم ہوئی کہ سنی لوگ دلیل مناظرہ مین بہت ضعیف و مغلوب
ہین سو واسطی مکابرہ اور مجادلہ کے سوای اُنکو کیا چارہ ہی اور ظاہر ہی کہ جب بات فریق ثانی
کی نہین سونیگی تو امید تمیز حق و باطل کی ایسی لوگونسی بہت کم ہی اور اس کتاب مین بہت
باتین مخالف شیعونکی لکھی گئی ہین مگر کسی شیعہ کو لڑتے ہوی جیسے ہمنے نہین دیکھا

فصل ۸۴

اس فصل مین کچھہ حال خلافت حضرت عمر کا روضۃ الصفا سی معہ رای راقم کی مرقوم

مرقوم ہوتا ہی روضتہ الصفا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین بعد انتقال [illegible] رسول خدا

حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئی سو دو برس تین مہینے خلیفہ رہ کر کے چونسٹھ برس مین بتاریخ

[illegible] سنہ ۱۳ ہجری مین انتقال کیا اور اپنی آخر وقت مین ایک نوشتہ استخلاف حضرت عمر کا لکھوا

کر کے مسلمانوں کی پاس بھجوا دیا اور اپنی بیماری مین حیات امامت صلوٰۃ [illegible] کی حضرت عمر کو دی اور

سب لوگون نے مان لیا مگر بعض لوگون نی کچھ چون و چرا کیا اور ان مین سی طلحہ [illegible] نی حضرت ابوبکر

کی پاس آکر کے کہا کہ عمر ایک آدمی خشونت و درشتی [illegible] اور [illegible] خلافت

وحدت [illegible] کے لوگ کسقدر رنجیدہ تھی سو بعد تیری کیا حال ہوگا اور [illegible] سے یہ سوال

کیا جائیگا کہ تو نی کسی شخص کو رعایا پر حاکم کیا تب حضرت ابوبکر نے بعد تامل بسیار کی فرمایا کہ جب

ہم وطن اصلی کو پہونچینگی اور یہی سوال ہوگا تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ اپنی بعد [illegible] بہتر [illegible] شخص کو

خلیفہ کیا اور بعد اسکی حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان سے ایک وصیت نامہ [illegible] خلافت حضرت عمر

کے سلسلہ میں لکھوایا کہ اگر وہ دیانت و امانت سی کام کری تو بہتر ورنہ انکی [illegible] وسیعلم

الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی ظالم لوگ [illegible]

جب یہ نوشتہ حضرت علی تک پہونچا تو آپ نی فرمایا بایعت من فیہا و لو کان عمر یعنی بیعت کی

مین نے اس شخص سی کہ جو اس وصیت مین لکھا ہوا ہی اگرچہ عمر ہوا اور حضرت عثمان جو وصیت بحکم

حضرت ابوبکر کے لکھنی لگی تو بعد لفظ بعد کی حضرت ابوبکر کو بیہوشی ہوئی تو حضرت عثمان نی بعد

کسیقدر توقف کے نام حضرت عمر کا لکھدیا اور جب حضرت ابوبکر کو پھر ہوش ہوا تو نام عمر کا لکھا ہوا

دیکھا اور حضرت عثمان سی پوچھا کہ یہ نام کسنی لکھا حضرت عثمان نی کہا کہ ہمنی یہ نام لکھدیا تب حضرت

ابوبکر نے حضرت عثمان کو دعای خیر رحمک اللہ و جزاک اللہ خیرا دیکر کے کہا کہ اگر تم اپنا نام بھی لکھتی

تو کچھ مضایقہ نہین تھا اور حضرت علی نے کہا کہ ہم سوای عمر کے کسی دوسرے کی خلافت پر راضی

نہین ہین تب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دعای خیر دیکر کے کہا لا محالہ [illegible] اوصاف حضرت علی

علی کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ از قسم کارگذار و نگی ہیں اور سرور اور پادشاہ اور امیر تو ہی
اور ہم لوگ بنجوم سپہر ملت کی ہین اور تو بدر کامل ہی اور حضرت عمر نے کہا کہ ہمکو کچھ حاجت خلافت
کی نہین ہی کہ خلافت کو تو سزاوار ہی رای راقم حضرت ابوبکر نے جو حضرت عمر کو استخلاف کیا یہ امر
بملاحظہ اسی وہ سختی مزاج کے ہوگا کہ اس شخص سی انجام خلافت کا خوب ہوگا اور ویسا ہی ہوا
کہ حضرت عمر کے وقت مین تمام فارس شام و مصر تا اسکندریہ کی فتح ہو گیا کہ جسکی پیشین گوئی
کتب عہد عتیق مین ہی اور ساتھ ملاحظہ لیاقت کے ہماری نزدیک دراصل شکر گذاری کو
بھی دخل تھا کہ حضرت عمر نے جو کچھ کوشش حمایت در بارۂ خلافت ابوبکر کے کی تھی سو یہ استخلاف
درحقیقت ایک عوض اسی احسان کا بھی تھا اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمکو خلافت سی کچھ مطلب
نہین ہی اسے سزاوار خلافت کا تو ہی صرف بطور ایک امر معمولی کے ہی اسواسطی کہ ایک
شخص جو خود ایسی کرے کہ ہمکو سزاوار خلافت کا تو ہی کچھ معنی نہین رکھتا ہی بلکہ اگر یہ معذرت
سچی دل سے ہوتی تو عام کہنی کا یہ تھا کہ ہمکو خلافت نہین منظور ہی سو کوئی دوسرا شخص
خلیفہ کیا جاوے اور حضرت ابوبکر نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سردار اپنا اور ایک مہتاب
درمیان ستارون کی بنایا سو غالباً یہی اعتقاد ہوگا اور یہ قول براہ راست بازیگی ہوگا
مگر ماہتاب قرار دیکر کے دوسری ستاری کو اختیار کرنا کیا معنی رکھتا ہی اور البتہ یہ استخلاف
حضرت عمر کا بملاحظہ میل قومی اور استعداد طبیعی حضرت عمر کی ہوگا کہ حضرت ابوبکر اگر حضرت علی کو
خلیفہ اپنا بناتی تو سب قریشی لوگ اپنی اپنی راہ لیتی اور حضرت علی کو تنہا چھوڑ دیتی الغرض
الحق فی الواقع اور حضرت علی نے جو خلافت حضرت عمر کی کر مان لیا سو اصل وجہ اسکی
یہ معلوم ہوتی ہی کہ درحقیقت حضرت علی کو کچھ رغبت خلافت ظاہری کی نہین تھی اور نہ
اس کام کی آدمی تھی روضۃ الصفا جب بیماری حضرت ابوبکر کی سخت تر ہوئی تو حضرت
عائشہ کو کہا کہ جب ہم مر جائین تو ہماری نعش کو روضہ نبوی کی پاس لیجانا اور رکھنا

کہ اجازت ہو تو اندر روضہ کی دفن کرین پس اگر دروازہ اُس روضہ مبارک کا خودبخود
کھل جای تو ہماری لاش کو اندر اُس روضہ کے دفن کیجیو چنانچہ ویساہی ہوا کہ دروازہ
اُس روضہ کا خودبخود کھل گیا اور لاش حضرت ابوبکر کی ہم پہلوی حضرت رسول کی دفن ہونے
رای راقم اگر اس روایت کیچہ صاحب روضتہ الصفا ایک شخص شیعی قرار دی جائین تو اس
بات کا کچھہ جواب نہین ہی۔ روضتہ الصفا۔ مناقب حضرت ابوبکر کے زائد از حد بیان ہین مگر
چند کلمات جو حضرت علی نے بشان ابوبکر بعد انتقال اور قبل دفن اُنکی فرمایا سو اس جگہ پر
مختصر نقل کئی جاتی ہین تا طول مدت صحبت کلام او از ہمہ ابلغ بود و ساحت او امنع ور آئے
او از ہمہ انور و طائفہ او از ہمہ اکثر و خاطر او از دقائق امور اعرف و تحمل او در تنظیم مصالح
جمہور اشرف باری کہ دیگران گران انگاشتند بر داشت و کاری کہ یاران انش وران اہمال
کردند او ضائع نہ گذاشت جلیس صادق و انیس موافق موجب راحت ها بود در حالت شدت
صحبت رسول اللہ اختیار کردہ ہرچہ داشت در خدمت آن سرور ایثار نمود اور صاحب
روضتہ الصفا نے ان کلمات حضرت علی کو بہت طول سے لکھا ہی مگر راقم نے صرف اسیقدر پر اکتفا
کیا رای راقم تمام ارشادات حضرت علی نسبت حضرت ابوبکر کے بجا و درست ہین اور جنکو منظور
ہو اُن تمام ارشادات کو روضتہ الصفا چھاپہ لکھنو صفحہ ۲۴۴ مین دیکھہ لے اور حضرت عمر کے
وقت مین دمشق و شام وغیرہ تا فارس و مصر فتح ہوی اور اسلام کو بڑی قوت ہوئی اور
خلافت انکو دس برس رہی و قصہ عقد کلثوم کا حضرت عمر کے وقت کا ہی کہ تحقیق اُسکی اینده
کیجاویگی **فصل ۸۵** خلافت حضرت عثمان از روضتہ الصفا۔ روضتہ الصفا حضرت

فصل ۸۵

عمر نے اپنی آخر وقت مین کہا کہ ہم استخلاف کرسکتی ہین کہ ہمسے بہتر شخص ابوبکر نے استخلاف کیا اور
ہم نہین استخلاف کرسکتی ہین کہ حضرت رسول نے استخلاف نہین کیا۔ رای راقم اس تقریر سے
ظاہر کہ خلافت حضرت ابوبکر کی ازروی استخلاف حضرت رسول نہین تھی اور افسوس کی بات ہی

کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تمام تر جو دمعدوم کر دی گئی اور ذکر اس حدیث کا وقت کسی خلافت کی درمیان مین نہین آیا اور ظاہر ہی کہ اس حدیث کی روسی استخلاف حضرت نبی کا بہ نسبت حضرت علی کے توصراحتًا تہا مگر بات یہ ہی کہ حضرت علی کے سوا کوئی دوسرا شخص تلاش کرنا ضرور تہا اور اُنکی فضائل جو کچہہ ہون مگر خیال ان فضائل کا نہین کیا جا سکتا تہا روضۃ الصفا حضرت عمر نے چھہ آدمی کا نام واسطی خلافت کے لیکر کے مشورہ پر حوالہ کیا اور وہ چھہ آدمی یہ ہین اول علی دوئم عثمان سوئم سعد ابن ابی وقاص چہارم طلحہ پنجم زبیر ششم عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عمر نے کہا کہ لوگ بعد تین روز انتقال اُنکی چھہ شخصون مین سی کسی ایک شخص کو خلیفہ مقرر کرین اور حضرت عمر نے بذکر ان چھہ شخصونکی اوصاف جداگانہ ہر شخص کا بیان کیا اور نسبت حضرت علی کے یہ کہا کہ مین نے پیغمبر خدا کو سُنا کہتی ہوی کہ ہم کسی موقف یعنی محل مین ہونگی کہ جہان ہاتھہ میرا ہاتھہ مین علی ابن ابیطالب کی ہوگا اور اسی طرحسی بیان شرف ایک ایک شخص کا کیا اور نسبت عبد الرحمن ابن عوف کے کہا پیغمبر خدا حجرۂ عائشہ مین بیٹھے ہوی تھے کہ حضرت فاطمہ ساتھہ حسن و حسین کے پہونچین اور یہ دونو صاحبزادی بہو کسی ورہی تھی اور انکے رونی پر حضرت فاطمہ بہی روتی تہین حضرت رسول نی فرمایا کہ بار خدایا حظ وافر اوسکو نصیب کر کہ جو ہماری اولاد کو کہانا دی اور اس عرصہ مین عبد الرحمن ابن عوف کہانا لئی ہوی پہونچی اور حضرت رسول نے اپنی لڑکی بالونکی ساتھہ کہایا اور دعا بجنت برکت نبوی کی عبد الرحمن ابن عوف کو دی اور لوگون نی سبب پوچھا کہ ان چھہ شخصون مین سے تخصیص کسی ایک شخص کی تو خلیفہ کسو اسطی نہین مقرر کرتا ہی حضرت عمر نے ایک شخص کا کچہہ نقصان بہی بیان کیا مگر صاحب روضۃ الصفا نے بلحاظ بی ادبی کی اُن نقصانونکو ذکر نہین کیا رای راقم حضرت عمر کا نام لینا چھہ آدمیونکا اور اُنمین سے اول نام لینا حضرت علی کا صرف بطور ایک امر ادای حق کے معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ اُنکو یہ بات خوب معلوم ہوگی کہ قریش لوگ حضرت علی ہاشمی اور ابن عم رسول کو ہرگز قبول نہین

کرینگی اور خلافت قریش مین اور صاحب تحفة الصفا نی اُن نقصانونکو جو چہ شخصونکی جو بخیال انکی اونے
کی نقل کیئی سو راقم نی اون نقصانکو کسی کتاب مین دیکھا ہی اور نہ کسی سی حضرت علی اور حضرت عثمان کا
نقصان ہمکو یاد ہی کہ حضرت عمر نی نسبت حضرت علی کے کہا کہ اما علی ففتی یعنی علی جو ہی
سو ایک جوان آدمی ہی اور نسبت حضرت عثمان کی کہا کہ اما عثمان فضعیف الرای
یعنی عثمان جو ہی سو ضعیف الرای ہی سو ان دونو نقصانونمین ہمکو کچھ عذر نہین ہی مگر اسقدر
حضرت علی اُسوقت مین بعمر چالیس برس کی پہونچ چکی تہی اور چالیس برس [illegible] سن رسیدہ
اسقدر لیاقت علمی اور فہم اور اوصاف ذاتی اور حبریت رسول کی کسیطرح مانع حق خلافت کا
نہین ہوسکتا تہا چنانچہ بعد انتقال حضرت عمر کے جو مشورہ نسبت ان چہ شخصونکی جو کچھ ہوا اسوقت
کسی نے یہ عذر کم سنی کا پیش نہین کیا اور بارہ تیرہ برس قبل اُسکی جب کہ حضرت علی کا سن چوبیس
برس کا تہا تو حضرت رسول اُن حضرت علی کو وصی اپنا مقرر کر چکی تہی اور کیا بہ نسبت حضرت رسول اللہ
کی حضرت عمر زیادہ تر عاقل ورعالم مصالح خلق اللہ کی خیال کیئی جا سکتی ہین غرض کچھ شک نہین کہ
یہ عذر کم سنی کا لگانا صرف ایک ٹال ٹول کی بات ہی مگر بڑی خیریت کی بات یہ ہی کہ حضرت عمر نے
سوای کم سنی کے اور کوی دوسرا عیب نہین لگا دیا اور نسبت حضرت عثمان کی جو اقرار
ضعیف الرای ہونی کا تہا سو بڑی افسوس کی بات ہی کہ شخص ضعیف الرای کو اوپر ایک شخص
عالم اور عاقل اور خدا ترس کے ترجیح دیگئی حالانکہ امر خلافت مین عقل کے بڑی ضرورت تہی اور
اہل تاریخ سی مخفی نہین کہ بوجہ نقصان ضعیف الرای ہونے حضرت عثمان کی مروان ایک ایسا
شخص بدذات آدمی کسقدر سرفراز ہوا اور اسکی وجہ سی بوقت خلافت حضرت عثمان کے
کیا کیا فتور ہوا یہانتک کہ خود حضرت عثمان کی جان گئی اور مشورہ کیسا اور مشورہ سے
کیا علاقہ کہ یہ خلافت حضرت عثمان پر تو صرف باخود ہاکی سرگوشیونسی قائم ہوی چنانچہ اس مقام مین
یہ دو شعر حضرت علی کے بطرف حضرت عثمان کے خطاب کر کے کہا ہی بہت حسب حال ہی شعر

فان کنت بالشوریٰ ملکت امورہم فکیف بہذا والمشیرون غیب

ترجمہ اگر تیرا یہ شورہ کی رو سے مالک ہوا ہی تو امور اسلام کی پس کیسا یہ مشورہ کہ شورہ کرنیوالی لوگ غیر حاضر تھے

وان کنت بالقربیٰ حججت خصیمہم فغیرک اولی بالنبی واقرب

ترجمہ اور اگر تو نے حجت پکڑی ساتھ خصیم یعنی دلیل ان لوگونکی بذریعہ قرابت کی تو غیر تیرا یعنی کہ میں اولی ہی ساتھ نبی کے اور قریب تر ہی اور اس شعر دوم میں کیا بلاغت ہی کہ حضرت ولفظ اولی واقرب میں اشارہ حدیث خم غدیر من کنت مولاہ اور قرابت ابن عم رسول اور زوج بتول ہونے کا سب کچھ طی کر دیا اور تہذیب نفس کا یہ حال ہی کہ اپنے کو بلفظ غیرک کی تعبیر کیا اور لفظ انا کو کہ جسکی معنی ہم ہین اور اسمین ایک خودی پای جاتی ہی ۔ نہین کیا

روضۃ الصفا حضرت عمر کی وصیت بہ نسبت اون چھ آدمیونکی اسطرح تھی کہ حضرت عمر نے ابوطلحہ انصاری کو کہا کہ پچاس آدمی انصاری کو اوپر صاحب شورہ کی تعینات کیجیو اور اگر دو یا پانچ یا چار آدمی اختلاف کرین تو تیغ تیز کو ان لوگون پر جاری کیجیو اور اگر ایک طرف تین آدمی متفق ہون تو جانب اون تین آدمیونکی اختیار کیجای کہ جسطرف عبد الرحمن ابن عوف ہو اور حضرت امیر نے جب نام عبد الرحمن کا سنا تو کہا کہ خلافت ہمسی گئی اسواسطے کہ عبد الرحمن داماد عثمان کا ہی اور سعد ابن ابی وقاص چچازاد بھای عبد الرحمن ابن عوف کا ہی تو اس وجہ سے خلافت عثمان کو ہوگی اور ابن عباس نے حضرت علی کو کہا کہ تم مکر سی اس طائفہ کے بیفکر مت رہو کہ ہمت ان لوگونکی دفع کرنیمین ہم لوگ ہاشمیونکی مصروف ہی اور عبد الرحمن ابن عوف نے رات کی وقت مسود ابن مخرمہ اپنی بھانجی کو بطرف حضرت علی اور حضرت عثمانکی بھیجا اور یہ بات کہلا بھیجی کہ اگر تمکو خلافت ہو تو یہ شرط کرتے ہو یا نہین کہ موافق قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر کے کام کرو گی علی نے کہا کہ جہانتک ہمسی ہوسکتا ہی بقدر جد و جہد طاقت و وسعت اور قوت

اپنی ہم بجالاوینگی اور عثمان نے وفور رغبت سی سب بات کو قبول کرلیا اور دوسری دن کو مسجد
مین عبدالرحمن آی اور حضرت کا ہاتہہ پکڑ کے رات کی بات کو اعادہ کیا اور حضرت علی نی اسنی شرط بقدر
وسع کو بیان کیا اور کہا کہ ہمکو امید تہی کہ ایسا ہی کرینگی مگر ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی
یعنی ہم نہین جانتی ہین کہ کل کیا ہوگا اور حضرت عثمان خلیفہ بنائیگئی اور حضرت علی نی کہا فصبر جمیل
واللہ المستعان علی ما تصفون رای اقم ـ ہر گاہ عبد الرحمن ابن عوف داماد حضرت عثمان کے
اور سعد ابن ابی وقاص چچیرے بہای عبدالرحمن ابن عوف کے تہی اور حضرت عمر نی یہ شرط لگائے
تہی جانب مین تین شخص ہونگے عبدالرحمن ابن عوف ہون سو وہی جانب اختیار کیجائی پس صاف
ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے اپنی جانتی درحقیقت حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تہا اور اول نام لینا
حضرت علی کا صرف براہ مصلحت ملک داری کے تہا کہ جو مصالح سلطنت مین کچہہ زور دریا
یعنی مصلحت وقت کا بہی لحاظ کرنا پڑتا ہی اور قابل لحاظ کے ہی کہ عبدالرحمن ابن عوف نے
کس عذر نامعقول پر حضرت علی کو خلافت سی محروم کیا یعنی قصور حضرت علی کا یہ تہا کہ متابعت
قران او سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر مین شرط بقدر وسعت کے کیون لگای گئی حالانکہ عقلا
وانصافا اس شرط کا لگانا کہ ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی نہایت درجہ درست تہا
اور اسی شرط لگانی سی ظاہر کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی تو انکا اسقدر کہنا کہ ہمکو امید تہی
کہ ہم مطابق قران وغیرہ کے کام کرینگی تو ایسی با اختیار کہنی والی سے پورا یقین ہوسکتا ہی کہ وہ
ہر گز تمام تر موافق قران وغیرہ کے کام کرتے بخلاف حضرت عثمان کے جو کوی شرط وسعت وغیرہ
کی نہین لگای سو اسکا انجام یہ ہوا کہ مروان جو راندہ درگاہ حضرت رسول و ابوبکر اور عمر کا تہا بوقت
خلافت عثمان کے سرفراز کیا گیا اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب مین جو جواب اس الزام
کے رد میں پیش کیا گیا ہی سو یہ جواب کسقدر ضعیف و بیہودہ ہی اور حضرت علی نی جو بوقت
محروم الخلافت ہونے کے اس آیت کو پڑہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون

سواس قول صبر کا مزا ہماری دلسی پوچھا چاہئی اور یہ شعر اُنکا بلا اختیار اُس شعر کو آپ یاد دلاتا ہی شعر

والصبر فی النائبات صعب	لکن فوت الثواب اصعب

اور صبر مصیبتون مین ایک سخت چیز ہی مگر فوت ہونا ثواب صبر کا صبر سی بھی زیادہ سخت تر ہی سو فی الواقع جیسا کہ آپ نی ان تینون خلافتون مین صبر کیا سو کسی وقت مین آپنے ثواب صبر کو اپنی ہاتھ سی جانی نہین دیا اور حضرت عمر نے جو ابوطلحہ انصاری کو کہا کہ پچاس آدمی تعینات کر کے شخص اختلاف کرنے والی کو قتل کرنا سو مقتضا اسکی حکمت عملی کا یہ تہا ورنہ اگر حضرت علی صبر نہین کرتے تو اُنکی مار دی جانی مین کیا دریغ تہا سبحان اللہ کیا حوصلہ خدا کا آپ کو ہی کہ خود آپ مرے جاتی ہین مگر ایسی بھی تدبیر کرنے سے خون ناحق بعد اپنی مرنے کے غافل نہین ہین واقعی غلظت و درشت خوئی آپکی بھی کمال درجہ کی ہی کہ اول سی آخر تک خوب نباہا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مشکوٰۃ المصابیح مین لکہتی ہین کہ درمیان حضرت علی اور خلفای ثلثہ کے کچھ میل و رنج یعنی تکدر و ملال نہین تہا سو از روی تمام واقعات کی جو اس کتاب مین لکھا گیا ہی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ خلفای ثلثہ کی طرف سی انواع بند و بست شکستگی خاطر حضرت علی کا ہوتا رہا مگر یہ کہی کہ حضرت علی کو طاقت غم کہانیکی اسقدر تہی کہ ہر خلیفہ کو بعد مرنی اُسکی دعای خیر کی اور یہ بات کیونکر نہ ہو کہ حضرت علی اس امت محمدی مین ایک نمونہ حضرت مسیح کے تہی۔ روضۃ الصفا۔ عبد الرحمن ابن عوف نی لوگونسی پوچھا کہ سزاوار منصب خلافت کا کون شخص ہی عمار یاسر نے کہا اگر چاہتی ہو کہ درمیان اسلام کے کچھ اختلاف نہ پڑی تو ساتھ علی کے بیعت کرو کہ جو سرور یعنی سردار لوگونکا ہی اور حضرت مقداد نے تصدیق کلام حضرت عمار کی کی مگر عبد اللہ ابن سعد برادر رضاعی حضرت عثمان نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان قریش کے مخالفت نہ پڑی تو بیعت عثمان کی کرو اور عبد اللہ ابن ربیعہ نے تائید عبد اللہ ابن سعد کی کی اور عمار نی اُس بات کو رد کیا اور درمیان بنی ہاشم اور بنی امیہ کے گفتگو پیدا ہوئی اور عمار نی کہا کہ ای معشر مسلمین خدا نی ہم لوگون کو ساتھ

دین بنی اپنی کے مخصوص کیا سو کسو اطمی عنان خلاص کا دوسری خاندان کے طرف پہیرتے ہو
اور اس بات کو خاندان نبوت سی نکال لیتی ہو تب ایک شخص نے بنی مخزوم مین سے کہا کہ تجھکو
تعین خلیفہ سی کیا علاقہ تب سعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمن ابن عوف کو کہا کہ قبل اسکی
کہ کوی فتنہ پیدا ہو اس امر سے فراغت حاصل کرو — راقم — ہرگاہ یہ حال سوقت کے
مسلمانونکا تہا اور بنی ہاشم سی اسقدر گریزان تہی تو امید انصاف کی کیا کی جاسکتی ہی —
روضتہ الصفا — حضرت عثمان کی اوائل خلافت مین یہ قصہ پیدا ہوا کہ عبد اللہ ابن عمر نے
ہرمزان ایک مسلمانکو بشبہہ مشارکت ابولولو قاتل عمر اپنی باپ کے مار ڈالا اور حضرت
عثمان نے لوگونسی رای پوچہی تب حضرت علی نے فتوی قصاص کا دیا اور چند لوگون نے یہ رای
دی کہ لوگ کہینگی کہ ایک روز عمر خلیفہ مارگیئی اور دوسری عبد اللہ بیٹا انکا مارا گیا اور یہ قتل
ہرمزان کا ایک روز ماقبل خلافت عثمان کا ہی غرض دیت کی تجویز ٹہری اور حضرت عثمان نے
دیت اسکی اپنی پاس سے دیکر کے عبد اللہ ابن عمر کو رہا کیا اور عبد اللہ نے بخوف قصاص کے
معاویہ کی پاس جاکر کے پناہ لی اور آخر از طرف معاویہ کے جنگ صفین مین حاضر میدان جنگ ہو کر
ایک ایسا زخم اسکو لگا کہ عبد اللہ ابن عمر اسی زخم سی مری — راقم — یہ اپنا اپنا نصیب ہے کہ جنگ
صفین مین عمار ابن یاسر بہ طرف حضرت علی کے اور عبد اللہ ابن عمر بطرف معاویہ کی ہو کر کے
مارگیئی پس او پر روایت و حدیث عبد اللہ ابن عمر ایک ایسی شخص کے کیا اعتماد ہو سکتا ہی
کہ جسکو حضرت علی سی اسطرحکا خوف و خلش ہو اور دشمن حضرت علی کیطرفسی صفین کی لڑائی مین
حاضر ہوا اور ان سب حالتونمین حدیث عبد اللہ ابن عمر کی کہ ہم لوگ . زمانہ حیات پیغمبر خدا سے
افضل ترین مردم ابوبکر اور بعد اسکی عمر کو اور بعد اسکی عثمان کو جانتی تہی اور بعد اسکی
باقی اصحاب کو چہوڑ دیتی تہی یعنی کہ حضرت علی ایک عوام صحابی سے تہے کچھ بعید نہین ہی
اور ظاہر ہے کہ فتوی قصاص کا جو حضرت علی نے دیا تہا شرعًا بہت حق اور

واجب تہا اور موافق قران کے اور تجویز دیت کے جو بخوف شہرت قتل پہیم خلیفہ
اور ابن خلیفہ کی ہوئی سو کیا بنیاد شرعی اسکی قایم ہوسکتی ہی اور قابل لحاظ
کے ہے کہ یہ عذر وقوع قتل ہرمیزان قبل انعقاد خلافت عثمان کا کیا عبد اللہ ابن عمر
کو تعمیل قصاص مندرجہ قران سے مستثنی و خارج کرسکتا ہی غرض اول بسم اللہ
غلط ہوا یعنی اول روز خلافت مین حضرت عثمان نے برخلاف وعدہ و اقرار اپنی
خلاف قران کے تعمیل کیا سبحان اللہ کیا اقرار تہا اور کیا تعمیل ہی اور عبد اللہ
ابن عمر ایک ایسی شخص خونی اور غضب ناک آدمی کی رای جو بطور حدیث کے
صحیح بخاری وغیرہ مین مذکور ہی سو اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ کتابین حدیث کی بطور
ایک دوکان پنساری کے ہین کہ جو اُس دوکان مین زہر اور تریاق اور قابض
اور مسہل سب طرحکی چیزین ہوتی ہین کہ جسکو جس چیز کی رغبت ہو خرید کرے
سو اُسی طرح پر کتب حدیث مین روایتین معقول و نامعقول راویان ثقہ و غیر ثقہ
کی مندرج ہین تا اینکہ حدیثین بروایت مروان اور عمر ابن عاص و معاویہ کی بہی کتب
احادیث مین موجود ہین غرض بمجرد نام حدیث کے روایتین کل حدیث کی قابل
منظور کرنے کے نہین ہین بلکہ کمال درجہ احتیاط اور تمیز اس بات کی ضرور ہی کہ
اصل حال کیا ہی اور راوی اسکا کون شخص ہے اور یہ کہ اصل منشا اُس روایت
کرنے کا کیا ہی سو اگر بات معقول ہو اور راوی اُس کا ثقہ ہو تو وہ روایت منظور کیجا سکتی
ہی اور جیسا کہ حضرت عثمان تجویز حضرت عمر کے ایک شخص ضعیف الرای تہی سو بوجہ
نقصان عقل اُنکی خلاصہ کارگذاری اُنکی خلافت کا یہ ہی کہ اچہی لوگون نے انسی بدزبانی
اور بدذاتون کو اُنکے وقت مین بہت فروغ ہوا اور بہ نسبت اُنکی ایک مثل
انگریزی کی یاد آتی ہے کہ تم کہو کہ تمہاری دوست کون لوگ ہین تو ہم کہین کہ تم کیسے

نشین ہو اور تفصیل ان سب باتونکی بعد اسکی کیجاتی ہی۔ روضۃ الصفا حضرت عثمان
نی مغیرہ ابن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد ابن ابی وقاص کو حاکم
اس علاقہ کا کیا اور بعد ایک سال کے ولید ابن عتبہ اپنی برادر مادری کو بمعزولی
سعد ابن ابی وقاص کے حاکم کوفہ کا بنایا اور آخر کار ولید شراب خواری مین مشغول
ہوکر اور عین حالت مستی مین داخل مسجد ہوکر بجای دو رکعت فرض نماز صبح کے
چار رکعت پڑہی۔ رای راقم۔ یہ ایک مثال بے اعتدالی حضرت عثمان کی ہے کہ مغیرہ
ابن شعبہ کو بی وجہ حکومت کوفہ سے معزول کیا اور سعد ابن ابی وقاص یک صحابی
عشرہ مبشرہ کو جو مقرر کیا سو ایک ہی سال مین انکو بہی معزول کر کے ولید ابن عتبہ
اپنی ماکی طرف کے سوتیلی بہائی کو حاکم کوفہ کا بنایا کہ شراب خوار نکلا۔ روضۃ الصفا۔
حضرت عثمان نے عبد اللہ ابن سعد ابی سرح کو حکومت مصر کی دی کہ جو مرتد تہا
اور عمرو بن عاص ملول ہوکر مدینہ مین آیا اور ساتھ سعد ابن ابی وقاص کے کہ وہ بہی
عمال معزول مین سی تہے سازش کر کے سخنان ناملایم بحق عثمان کے کہنے لگا اور نوبت
یہانتک پہونچی کہ خواہر مادری عثمان کو کہ جو اسکی نکاح مین تہی طلاق دیا۔ رای راقم۔
یہ سرفرازی عبد اللہ ابن ابی سرح کی بہی ایک مثال بی اعتدالی حضرت عثمان کی ہی۔
روضۃ الصفا۔ ابوموسی اشعری حاکم بصرہ کو معزول کر کے حضرت عثمان نے عبد اللہ
ابن عامر اپنے خالہ زاد بہای کو حکومت بصرہ پر سرفراز کیا۔ رای راقم۔ تمام ترقیات
حضرت عثمان کے وقت مین گویا منحصر خاندان بنی امیہ مین تہی کہ جس خاندان بنی امیہ سے
حضرت رسول کو نفرت تہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نے مقام منای عرفات مین
نماز فرض چار رکعتی کو تمام وکمال ادا کیا یعنی حکم قصر نماز سفر کی تعمیل نہین کی کہ اس پر
صحابیون نے گفتگو کی اور عبد الرحمن ابن عوف نی کہا کہ تمنی خلاف قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کے یہ بات کی اور خلاف اقرار اپنے یہ کام کیا۔ رای راقم۔
یہ عبد الرحمن بن عوف وہ شخص ہین کہ جن نے تجویز خلافت مین حضرت علی پر حضرت
عثمان کو ترجیح دی تہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان مدینہ مین ایک کنوان کہودواتی
تہے کہ اُسمین انگشتری پیغمبر خدا کی کہ جو انکی انگلی مین تہی گر پڑی اور باوصف تلاش بسیار کے
وہ انگوٹھی پہر نہین ملی۔ رای راقم۔ امر ناگہانی پر کچہ الزام نہین دیا جا سکتا ہے۔ روضۃ الصفا
ایام خلافت مین حضرت عثمان کے درمیان سعد ابن ابی العاص حاکم کوفہ اور مالک اشتر کے
اسقدر بحث و نزاع واقع ہوئی کہ مالک اشتر کو اُسی مجلس مین لوگون نے اسقدر لات
و گھونسے مارا کہ مالک اشتر بیہوش ہو گئی اور یہ بات اشراف اور اعیان کوفہ کو
گران گذری۔ رای راقم۔ مالک اشتر بہی مثل ابوذر غفاری و عمار ابن یاسر وغیرہ کے
شیعیان علی یعنی فرقہ محبان علی سے تھے تو اُنکا مار کہانا خود موافق قیاس کے ہے
اسواسطے کہ کوی محب علی کا سزای مارپیٹ اور خارج البلد وغیرہ سزا سے حضرت عثمان کے
خلافت مین کمتر محفوظ رہا ہوگا۔ روضۃ الصفا۔ بسبب مارپیٹ مالک اشتر کے ثابت ابن
قیس نخعی وغیرہ اشراف کوفہ کے سعد سے ناراض ہو کے مجلسونمین سعد کو ساتہ حقارت
کے یاد کرتے تھے اور غیبت عثمان مین زبان کہولتے تھے اور آخر اُن لوگونکو حضرت
عثمان نے بر طبق اطلاع دہی سعد کے بطرف ملک شام کے نکلوا دیا اور معاویہ کی شکایت پر
حضرت عثمان نے حکم دیا کہ یہ اہل کوفہ شہر حمص کو عبد الرحمن ابن ولید حاکم شہر حمص کے پاس
بھیجے جائین تا کہ حاکم حمص کی خوی درشت سی اپنی رگ گردن کو اُن اشراف کوفہ کی نرم کرے
رای راقم۔ حضرت عثمان کو خود عقل کم تہی اسواسطے معاویہ وغیرہ قوم بنی امیہ کے احکام موافق
خواہش اپنے کے حضرت عثمان سے حاصل کرتے تھے اور احکام بے تصور و بے ٹہکانے
کے جو حضرت عثمان کے وقت مین صادر ہوتے گئے کہ جسمین کچہ لحاظ قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کا نہین ہوتا تہا سو بمقابلہ ان احکام کے یہ جلا وطن کرنا اشراف کوفہ کا اور شہر بشہر گہوماتا اون لوگونکا کوی بڑی بات نہین ہے ۔

روضتہ الصفا ۔ ابوذر غفاری جو کہ صحابۂ کبار مین سی تہی بعد انتقال حضرت عمر کے ملک شام مین رہگئی اور جب معاویہ کو کہا کہ اعمال وافعال تیرے موافق سنت رسول اور مطابق سلوک شیخین کے نہین ہین تب معاویہ نے حضرت عثمان کو لکہا کہ اگر تجکو حاجت ولایت شام کی ہے تو ابوذر کو دوسرے ملک مین بہیجدو تب حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو مدینہ مین بلوالیا آخر حضرت عثمان نے ناراض ہوکر ابوذر غفاری کو مدینہ سے نکلجانیکا حکم دیا اور ابوذر غفاری زبدہ مین جاکر رہی اور وقت جانے ابوذر کے حضرت عثمان کا حکم یہ تہا کہ کوئی شخص مشایعت ابوذر کی نہ کرے مگر حضرت امیر علیہ السلام اور عمار ابن یاسر تہوڑی دور تک دیلو مشایعت کی ساتہ ابوذر غفاری کے گئے ۔ رای راقم ۔ صاحب روضتہ الصفا ایک شخص صاحب تہذیب ہین کہ پورا حال بے اعتدالی حضرت عثمان کا نہین لکہا مگر اصل حال تاریخ الخمیس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عثمان نے برطبق شکایت معاویہ کے یہ حکم دیا کہ ابوذر غفاری ملک شام سی ایک شتر برہنہ اور مجنون پر بطرف مدینہ کے روانہ کیئے جائین واقعی یہ ایک عجیب سزای طبع ایجاد تہی کہ اگر وہ شتر برہنہ اور مجنون ابوذر غفاری کو گرادیتا تو ہمین ابوذر غفاری کا کام تمام تہا ۔ روضتہ الصفا ۔ جب ابوذر غفاری کو حکم اخراج کا بطرف زبدہ کے ہوا تب ابوذر غفاری نے کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا سی سنا ہی کہ ابوذر تنہا زندگی کریگا اور تنہا مریگا اور جو الزام کہ ابوذر پر دیا گیا تہا سو اُس سے ابوذر نے انکار کیا اور حضرت علی نے کہا کہ ہمنے پیغمبر خدا سے سُنا ہی کہ ابوذر ایک صادق ترین مردم ہے مگر کچہ شنوائی ان سب باتونکی نہین ہوئی اور آخر وقت نکلنی ابوذر غفاری کے حضرت

ملے اور عمار ابن یاسر جو برخلاف حکم حضرت عثمان کے تہوڑی دور تک بطور مشایعت
کے ساتھ گئے تھے مروان نے اس خلاف ورزی حکم خلیفہ پر حضرت علی سے بحث
کی اور حضرت علی نے درمیان دو گوش اسکے اونٹ کے کوڑا مارا اور جب مروان نے
اس بات کی شکایت حضرت عثمان سے کی تو حضرت علی نے کہا کہ میرا اونٹ حاضر ہی
کہ بنظر خوشی خاطر خلایق کے اگر چاہے تو ہماری اونٹ کو بھی کوڑا لگا دی۔ رای راقم
اس حال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی کے کسی قول و فعل مین تقیہ کو کچھ
دخل نہین تھا اسوا سطے کہ جب مروان وزیر اعظم خلیفہ وقت نے حضرت علے سے
بہ نسبت مشایعت کرنے ابوذر غفاری کے تعرض کیا تو اگر حضرت علے کے مزاج مین
کچھ تقیہ یا خوف خلاف ورزی حکم امتناعی خلافت کا ہوتا تو اسطرح بے تکلف مروانکے
اونٹ کو کوڑا کیونکر لگا دیتے اور اگر مروان اس حرکت سے ساتھ حضرت علی کے
بنزاع پیش آتا تو مروان کے جوتا کہانے مین کیا تکلف تہا کہ اُسکا خون تک
حلال تہا بہرحال مروان جو لعنت کردہ رسول خدا کا تہا سو حضرت عثمان کی وقت مین
وزیر اعظم بنا مگر حضرت علی کی نظر مین اُس مردود کا کیا وزن تہا اور حضرت علی کی
شان ایسی ارفع و اعلی تہی کہ حکم امتناعی حضرت عثمان کو اپنی خاطر مین کیا لا سکتی تھے
اور خلاصہ یہ ہی کہ اگر تمام بے اعتدالیان حضرت عثمان کی لکھی جائین تو بہت طول ہو
سو بنظر اختصار کے اسی قدر لکھنا کافی ہی کہ حکم ابن عاص اور مروان اشخاص لعنتی
بوقت حضرت عثمان کے بہت سرفراز ہوئے کہ حکم ابن عباس کو ایک بار لاکھ درم
دیا اور حارث پسر حکم کیواسطے دسوان حصہ زر ثمن کا ہر دو کا نداری مدینہ مین مقرر
کرایا اور مروان کو وزیر بنا کرکے پانچ شہر ملک افریقہ مین دیا اور پچاس آدمی مہاجر
انصار نے جو عمار ابن یاسر کو نامہ دیکر کے حضرت عثمان کے پاس بہیجا تہا کہ اگر حضرت عثمان

اپنی حرکتون سے باز نہ آوین تو خلافت سے معزول کردی جائینگے سو انجام اوسکا یہ ہوا کہ عمار ابن یاسر پر اسقدر مار پڑی کہ انکو عارضہ فتق کا ہوگیا اور عبد اللہ ابن مسعود اور عبد الرحمن ابن عوف بھی مدینہ سے نکلوای گئے غرض تمام صحابی ناراض ہوگئی اور حضرت عائشہ نے کہا کہ اقتلوا النعثل یعنی مار ڈالو اس پیر فرتوت احمق کو اور انجام یہ ہوا کہ باغیون نے ہجوم کرکے حضرت عثمان کو مار ڈالا اور تین روز تک نعش بے کفن دفن کے پڑی رہی اور وہ نعش قابل دفن ہونے اندر جنت البقیع مقبرہ مسلمانان کے نہین تجویز ہوکر قریب مقبرہ یہود یونکی دفن ہوئی اور وہ قبر بموجب حکم معاویہ کے احاطہ جنت البقیع کا بڑھا کر کے اندر اس احاطہ کے درلای گئے اور اب ہم سنی صاحبون سے یہ بات پوچھتے ہین کہ ایسا شخص جو حضرت علی پر افضل قرار دیا جای سو کیا بنیاد اس بات کی ہوسکتی ہے اور بہ نسبت معاویہ کے جو حکم کف اللسان کا ہی سو ہم بملاحظہ تمام حالات خلفای ثلثہ کے یہ بات سمجھتے ہین کہ وہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت خلفای ثلثہ کے جاری ہونا چاہئی کہ حضرت علی نے بہ نسبت ان خلفای ثلثہ کے کچھ زبان بد استعمال نہین کیا بلکہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکر سے حضرت علی بے تکلف راضی تھے اور ساتھ حضرت عمر کی یہ کیفیت تھی کہ بوجہ سختی مزاج حضرت عمر کے حضرت علی کو اُنسے کچھ کراہت تھی مگر بنظر دیگر حالات کے اُنسے راضی بھی تھی اور ساتھ حضرت عثمان کے یہ حال تھا کہ جو جو صلاح دفع فساد کی حضرت علی دیتے تھے اور حضرت عثمان اوپر تعمیل اس صلاح کے قسم بھی یاد کرتے تھی سو فورا جب حضرت علی اپنے گھر کو آتے تو مروان چنان وچنین کہکر کے حضرت عثمانکی رای کو بدلوا دیتا تھا اور کچھ تعجب نہین ہی کہ خود مروان کو بھی معزول یا مقتول ہونا حضرت عثمان کا منظور ہو کہ آپنے کچھ فکر دفع فساد بلوائیان کی نہین کی بلکہ حضرت

عثمان کو برابر اسی اصرار پر اپنی قائم رکھا کہ جو منشا فساد کا تھا اور بجوں محمد ابن ابی بکر کے
نامۂ مصر مین بجای اقبلوہ کے اقتلوہ لکھدیا یعنی بجاے اسکے کہ حاکم قبول کرو اسکو
یہ بات لکھدی کہ قتل کرو اسکو اور بہ نسبت حضرت عثمان کے خلاصہ اعتقاد کا ہمارے
یہ ہی کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی تھے اور لقب عثمان غنی کا بہ نسبت اُنکی بہت درست
ہی کہ فی الواقع بہت ایک سخی آدمی تھی اور صفت کامل الحیا ہونے کی بھی موافق حال
اُنکی ہی اور حضرت علی اور تمام اہلبیت سی کچھ منحرف نہین تھے مگر بوجہ نقصان عقل کے
اسقدر ابلہ فریبی مین معاویہ وغیرہ بنی امیہ کے پھنسے ہوئے تھے کہ حضرت عائشہ اور
دیگر تمام صحابیان معززتا عبدالرحمن ابن عوف وسعد ابن ابی وقاص کے روگردان
ہوگئے اور تمام زمانہ خلافت حضرت عثمان کا ایک زمانہ خلافت بنی امیہ کا سمجھنا چاہیے
کہ اُنہین بنی امیہ مین سے حضرت عثمان بھی تھے اور بہ نسبت حضرت عثمان کے
جو کامل الحیاء والایمان کہا جاتا ہی سو فقرہ عثمان ابن عفان کامل الحیاء والایمان مین
ایک جوڑتی الفاظ کی کان کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہی مگر بملاحظہ غیر پابندی قسم اور
سزاہای طبع زاد اور خلاف شرع کے استعمال کو لفظ کامل الایمان کے عقل قبول نہین
کرسکتی ہی اور بہ نسبت قران موجود کے جو کہ صحیفہ عثمانی بھی کہلاتا ہی ہماری راے
یہ ہی کہ ترتیب وجمع کرنیمین اس قران کے حضرت عثمان نے کوی تحریف و تصرف
نہین کیا اور رای ملا سید مرتضی الشیعی علیہ الرحمۃ کی بھی یہی ہی کہ اس قرآن
موجود مین کچھ تحریف و تصرف نہین ہوا ہی مگر اسکی ترتیب سورتونکی کچھ موافق
اصل ترتیب نزول قرآن کے نہین ہی اسواسطے کہ یہ بات بداھۃ ظاہر ہے کہ
سورتہائی مکی قبل ھجرت کے البتہ مقدم تر تھے سورتہائے مدنی سے کہ جو بعد
ہجرت کی نزول اُن سورتونکا ہوا مگر اس قران موجود مین دیکھا جاتا ہی کہ اکثر سورتہای

مدنی اوائل قران مین اور بعد اسکے مدنی تھائے مکی واقع ہین غرض ترتیب اس قران موجود کی اسقدر غیر منتظم ہے اسلئے ترتیب نزول سور تھائے قرانی کا نکالنا بہت دشوار ہوگیا ہی اور کہتی ہین کہ قران حضرت علی کا موافق ترتیب زمان نزول کے تہا سو اگر وہی قران بحال رہتا تو ترتیب زمان نزول ہر سورت کی آسانی سے سمجھی جاتی اور ایک قران عبد اللہ ابن مسعود کا تہا کہ جو بحکم حضرت عثمان کے جلا دیا گیا بہرکیف اب جو قران جس ترتیب سی کہ موجود ہے سو اسمین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہی کہ چارہ کار اسکا کچھ باقی نہین ہے اور ہم نہین سمجھ سکتی ہین کہ حضرت عثمان نے ترتیب نزول سور و آیات کا کیون نہین لحاظ کیا اور ممکن ہے کہ یہ قران جو کہجور کے پتے و تختے پر لکہا ہوا تہا سو جس طرح کہ برآمد ہوتا گیا سو اسی طرح پر یہ قران جمع کیا گیا ہو اور بہ نسبت قران موجود کے جو لقب سبع مثانی کا از طرف علمای اہلسنت کے دیا گیا ہی یا یہ اعتقاد کہ یہ قران اسی ترتیب موجود سے عرش و کرسی پر تہا کہ فلک اول تک پہنچا پہر حضرت رسول تک پہونچا اور قران موجود مین ترتیب دیا گیا سو اس بات کی کوئی بنیاد صحیح نہین پائی جاتی ہی اور ظاہر ہے اس الٹ پلٹ اور خلط ملط کے ساتھہ قران شریف کا رہنا عرش پر ایک خلاف قیاس بات ہی اور اگر درمیان ایام خلافت حضرت عثمان اور بادشاہت معاویہ کے از روے فن تاریخ کے مقابلہ کیا جاوے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمان خلافت عثمان مین صرف بنی امیہ کا شور و زور رہا جیسا کہ لکہنو کی سلطنت مین ایک زمانہ مین دور دورہ کمبوؤن کا تہا اور اس وجہ سے حضرت عائشہ اور تمام صحابیان کبار اور اشراف لوگونکو حضرت عثمان سے ملال دل تک پہونچا پہر خلاف معاویہ کے کہ وہ تمام تر دشمن علی اور تمام اہلبیت کا تہا مگر چونکہ معاویہ ایک شخص نہایت ہوشیار اور بیدار مغز تہا

سو اُسکی بادشاہت کا طور یہ تھا کہ جسقدر صحابی وغیرہ اسکی پاس پہونچی سو اُن سب
لوگونکو بخوشی خاطر قبول کرکے اپنی طرف ملالیا اور اُسکا بڑا اہتمام یہ تھا کہ جہانتک
ہوسکی حدیثین کسرِ شان علی کی جھوٹی بنائی جائین اور استیصال خاندانِ نبوت کا
کردیا جای اور اس امر مین معاویہ بہت کچھ سرسبز بھی ہوا کہ اسوقت تک اثر
اُسکا باقی ہے کہ بہت لوگ جابجا حضرت علی کے رتبہ گھٹانیمین کمر بستہ حاضر ہین
اور یہ بات صرف احمد نسائی محدث کی ہوئی کہ بعلت کہنی مناقب اور فضائل
حضرت علی کے لوگون نے اُنکو خصیہ کوٹ کوٹ کرکے مار ڈالا مگر احمد نسائی نے
مرتے مرتے تک کچھ فضائل معاویہ کی حدیث روایت نہین کی اور بیان احادیث
فضائل علی پر ثابت قدم رہی اور اصل غرض معاویہ کی استیصال خاندان نبوت سی
یہ تھی کہ کسی طرح پر توجہ لوگونکی بطرف خاندان نبوت کے نہین ہونے پاوے اور
حکومت اُسکی نسل مین قائم رہی اور یہ بات کمال مرتبہ دلیل ہوشیاری اور تالیف
قلوب کی ہے کہ اُسکی افہام اور تفہیم اور ورغلانی پر لوگ بے تکلف حضرت علی پر برسر منبر
لعنت کرنے لگے اور آخر اُسی کے پوتے نے اس رسم ملعون کو موقوف کیا اور
بہ نسبت سرفرازی مروان وغیرہ اشخاص لعنتی اور مردودشدگان رسول اور
شیخین کے جو از طرف سفیان بحیلہ صلہ رحم کے معذرت کیجاتی ہے سو یہ عذر محض نا کامی
ہے اسواسطی کہ عہدہای حکومت پر سرفراز کرنا کہ جن سی حقوق بندگان خدا کے متعلق ہون
صرف بلحاظ استحقاق جو بسر ذاتی لیاقت و دیانت کے عہدہ حکومت کا دینا چاہئی بیت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد	فدای یک تن بیگانہ کاشنا باشد

اور حضرت عثمان وغیرہ صحابیان جو جنگ اُحد مین بھاگ گئے اور وہ قصور حسب
تصریح قرآن شریف کے معاف ہوا تو یہ بات کیا فخر کی ہے کہ جسپر سُنیان بہت

زور کرتے ہین اور اس معافی قصور کو فضائل مین گنتے ہین اور کیا وجہ اثبات قدمی حضرت علی کو جو بروز جنگ اُحد کے ہوئی اور لافتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار انکی ثنا نہیں کہا گیا سو اُس حال کے یاد کرنے مین سنی لوگ بہت سرد اور ٹھنڈے دیکھے جاتے ہین —

فصل ۸۶

اس فصل مین حال خلافت ظاہری چہارم درجہ حضرت مولا مشکلکشا علی علیہ السلام کا لکھا جاتا ہی کہ جو حقیقۃً و معنًی خلیفہ بلا فصل اور جانشین برحق اور وصی مطلق حضرت رسول کے تھے اور ہمکو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ کچھ بھی بیان فضائل ذاتی حضرت علی کا ہمسے ہو سکی مگر اس جگہ پر چند اشعار بزرگان متقدمین کے نقل کئے جاتے ہین کہ جو طریقۂ اہل سنت مین مستند اور قابل تقلید ہین اور اُنسے کسی سنی زمانۂ حال کو بھی انکار نہین ہی اور بملاحظہ اسکی معلوم ہوگا کہ اُن پیشوایان دین کا ساتھ حضرت علی کی کیا حال تھا

کشف ملا مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب تصوفی فارسی

تا صورت پیوند جہان بود علی بود
تا نقش زمین بود و زمان بود علی بود

ہم آدم و ہم شیث و ہم ادریس ہم ایوب
ہم یوسف و ہم یونس و ہم ہود علی بود

ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
ہم عابد و ہم معبد و معبود علی بود

ہارون ولایت کہ پس از موسی عمران
واللہ کہ علی بود علی بود علی بود

عیسیٰ بوجود آمد و فی الحال سخن گفت
این نطق و فصاحت کہ بدو بود علی بود

موسیٰ و عصا و ید بیضا و نبوت
در مصر بہ فرعون کہ بنمود علی بود

جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون
در پیش محمد شد و مقصود علی بود

آن شاہ سرافراز کہ اندر شب معراج | با احمد مختار یکے بود علی بود
آن لحمک لحمی بشنو تا کہ بدانے | آن یار کہ او نفس نبی بود علی بود

چندانکہ نظر کردم و دیدم بحقیقت | از ہر دو جہان مقصد و مقصود علی بود
آن قلعہ کشای کہ در قلعۂ خیبر | برکند بیک حملہ و بکشود علی بود
آن مرد سرافراز کہ اندر رہ اسلام | تا کار نشد راست نیاسود علی بود

شعر دیگر از مولانا روم

تو بتاریکی علی را دیدۂ | زین سبب غیرے برو بگزیدۂ

اور ہر چند چند اشعار اس قصیدہ کے اسدرجہ غلو تک ہین کہ ہم اسکو سمجھ نہین سکتی اور غرض اُسکے نقل کرنے سے صرف اظہار اس بات کا ہی کہ مولانا روم کا اعتقاد بہ نسبت حضرت علی کے اسدرجہ تک تھا۔

اشعار حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب مرتضوی قوم الصدر

اوان المرتضی ابدی محلہ | لکان الخلق طراً سجداً لہ
کاش اگر مرتضیٰ ظاہر کرتی محل و مقام کو اپنے | تو ہو جاتی خلق عموماً سجدہ کرنیوالی اسکو
کفی فی فضل مولانا علی | وقوع الشک فیہ انہ اللہ
کفایت کرتا ہی فضیلت مین ہماری مولا علی کے | واقع ہونا شک کا اسمین کہ وہ اللہ ہے

ومات الشافعی ولیس یدرے | علی ربہ او ربہ اللہ
اور مر گئی شافعی درحالیکہ نہین سمجھ سکی وہ | کہ علی رب اسکا ہی یا کہ رب اسکا اللہ ہی

اشعار دیگر از حضرت امام شافعی

[illegible]	[illegible] سبو النساد والجنة
علے جو ہیں سو محبت انکی ہے پری	امام انس اور جن کے ہیں
وصی المصطفے حقا	[illegible] والجنة
وصی مصطفے کے ہیں [illegible] حق کے	[illegible] دوزخ اور بہشت کی ہیں

اشعار شاہ قاسم انوار منقول از کتاب مذکور

نور ولایت تو ئی شاہ سلام علیک	شمع ہدایت تو ئی شاہ سلام علیک
معدن عرفان تو ئی مخزن الخزان تو ئی	کاشف قران تو ئی شاہ سلام علیک
حضرت حق را وود مالک ملک شہود	قامع کبر و یہود شاہ سلام علیک
لحمک لحمی نبی گفت ترا ای ولی	سرور مردان علے شاہ سلام علیک
با ہمہ انبیا آمدہ در خفا	ظاہر با مصطفے شاہ سلام علیک
پشت پناہ امم از ہمہ او محترم	[illegible] عالم علم شاہ سلام علیک

اشعار حضرت شیخ فرید الدین [illegible] منقول از کتاب مذکور

گر ہزاران سال باشی در طلب	در ہزاران جام گیری تا بہ لب
در ہر روزے گذاری صد نماز	در بداری صوم با عمرے دراز
یا تو اندر علم دین اعظم شوی	در علوم از شافعی اعلم شوی
یا چو جیل مقتداے دین شوی	در علوم مالک رہ بین شوی
مہر سید گر نباشد در دولت	کے توان گفتن سلیم و مقبلت
ہر کہ در عشق علے بود درست	رافضی وانم مرا او را از نخست

شعر دیگر از فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ

ز مشرق تا بمغرب گر امام است	علی و آل او مارا تمام است

شاہ نور الدین نعمت اللہ ولی منقول از کتاب مذکور

دم بدم دم از ولای مرتضی باید زدن ٭ دست دل بر دامن آل عبا باید زدن

نقش حب خاندان بر لوح دل باید نگاشت ٭ مُہر مہر حیدری بر دل چو ما باید زدن

دم مزن با ہر کہ او بیگانہ باشد با علی ٭ ور نفس خواہی زدن با آشنا باید زدن

و بر دی دوستان مرتضی باید نہاد ٭ مدعی را تیغ غیرت بر قفا باید زدن

لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار ٭ این سخن را از سر صدق و صفا باید زدن

در دو عالم چہاردہ معصوم را باید گزید ٭ پنج نوبت بر در دولت سرا باید زدن

پیشوائی بایدت جستن ز اولاد رسول ٭ پس قدم مردانہ در راہ خدا باید زدن

گر بلائی آید از عشق شہید کربلا ٭ عاشقانہ آن بلا را مرحبا باید زدن

ہر درختی کان ندارد میوۂ حب علی ٭ اصل و فرعش را قلم سر تا بپا باید زدن

دوستان خاندان را دوست باید داشتن ٭ بعد از آن دم از ولای مرتضی باید زدن

ہر نخی کو نیست حوالی سکہ نام علی ٭ بر رخ دنیا و دین چون با دشنا باید زدن

بے ولای آن ولی لاف ولایت میزنی ٭ لاف می باید کہ دانی از کجا باید زدن

بر در شہر ولایت خانہ باید گرفت ٭ خیمہ در دار السلام اولیا باید زدن

از زبان نعمت اللہ منقبت باید شنید ٭ بر کف نعلین سید بوسہ ہا باید زدن

اشعار حکیم سنائی صاحب حدیقۃ الافراح

مصلحت بود آنچہ کرد علی ٭ تو چرا اسلی و ماہ در جدلے

تو زبان فضول کن کوتاہ ٭ بود بوبکر با علی ہمراہ

نعمت از حضرت نبی و علیست ٭ در لحاف خلاف خفتن چیست

ہر کہ با مرتضی علی نہ نکوست ٭ ہر کہ گو باش من ندارم دوست

گر بد ہست این عقیدہ ومطلب	ہم بدین بد بدارم یا رب

انتخاب اشعار خواجہ حافظ شیراز

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا	نبی رسول وولیعہد حیدر کرار
امام جنی وانسی علیؑ بود کہ علے	زکل خلق فزون ہست از صغار وکبار
علے زبعد محمد زہر چہ ہست بہ ہست	اگر تو مومن پاکی بکن برین اقرار
کہ نیست دین ہدی را لیقوں پاک رسول	امام غیر علے بعد احمد مختار
زبعد او حسن است وحسین حجت او	مجوے جہل برین کار مومن دیندار
بدشمنان منشین حافظا تو لاکن	نجات خویش طلب کن بجان ہشت وچہار

ایضا از خواجہ حافظ شیراز

آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است	گو زاہد زمانہ وگو شیخ راہ باش
امروز زندہ ام بولائے تو یا علی	فردا بروح پاک امامان گواہ باش

شعر منقول از مناقب مرتضوی ملا کشفی

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی	پس خدا ومصطفے جبرئیل شد رافضی

مقدمہ خلافت کا ایک عجب طرحکا بھول بھولیان ہی کہ جس سی باسانے نکلنا بہت مشکل ہی کہ سُنی لوگ بنظر اثبات حقیت خلافت ثلثہ کے اس آفت مین مبتلا ہو گئی کہ خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دین اور حدیثون کو جو بروایت مخالفان اہلبیت کے ہون اور تعلیم وصحبت معاویہ کو اسمین اثر پذیر بطور سند کے پیش لادین اور شیعہ لوگون کا حال یہ ہوا کہ بلاحظہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور دیگر فضائل ذاتی حضرت علی علیہ السلام کی ضرورت اس بات کی ہوئی کہ اصل خلافت ثلثہ سے انکار کرین اور اسی ضرورت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلفاے

ثلثہ کو غاصب ٹھہراوین اور منافق قرار دین اور چونکہ حضرت علے نے ان تینون خلافتون کو منظور کر لیا اور قریب پچیس برس کے اُن خلفای ثلثہ کے پیچھے نماز پڑہا کئے تو شیعہ لوگونکو سوای اسکی کچھہ چارہ کار باقی نہین رہا کہ حضرت علے کے اس تسلیم خلافت اور اقتدا بالصلوۃ کو محمول اوپر تقیہ کے کرین اور دونون طرف بڑے بڑے عالم ہین کہ اگر بطرف سنیونکی امام غزالی اور فخر الدین رازی وغیرہ ہین تو بطرف شیعون کے شیخ بہاؤ الدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور سید مرتضی اور سید رضی وغیرہ علیہم الرحمۃ ہین اور ہم ایک کم استعداد آدمی کو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ اس خرخشہ و جہنجہٹ مین پہنسین اور ہمکو وہ مثل ہندی کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ دو ملا مین مرغی حرام اور غالبًا یہ ایک نقل عوام کی بہی بہت مناسب مقام ہی کہ کسی بوڑھیا کا ایک روپیہ راستہ مین گر پڑا اور وہ بوڑھیا روپیہ کے تلاش مین یہ بات کہتے جاتی تھی کہ یا خدا یہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھہ نہ لگا ہو اور اتفاقًا اس روپیہ کو کسی مولویصاحب نے اٹھایا تہا سو مولویصاحب نے گھبرا کر کے اُس بڑھیا سی پوچھا کہ اس بات کے کہنے کی کیا وجہ ہی کہ یا خدا وہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھہ نہ لگا ہو بوڑھیا نے کہا کہ جب روپیہ ہاتھہ مین اوسے تب ہم وجہ اس دعا کرنے کی کہین گے مولویصاحب جو از بس مشتاق دریافت اسکی وجہ کے تھے سو فورًا وہ روپیہ اُس بوڑھیا کے ہاتھہ مین دیدیا تب بوڑھیا نے وجہ اُس دعا کی یہ کہی کہ ہمنے خیال کیا کہ اگر کسی جاہل نے وہ روپیہ اٹھایا ہوگا تو صرف یہ بات ہوگی کہ وہ جاہل وہ روپیہ ہمکو دیگا یا نہین اور اگر کسی مولوی نے پایا تو اُس روپیہ کا اٹھا لینا حلال ہی قرار دیگا اور اسکی جواب مین مولویصاحب نے کہا کہ بوڑھیا تو سچ کہتی ہی کہ ایک کم سو دلیل وجہ حلت اس روپیہ کے ہم قائم کر چکے تھے اور غرض اس نقل سے یہ ہی کہ ہمارا

حال مثل اُس بوڑھیا کے ہی کہ روپیہ ہماری ہاتھہ مین آگیا اور ہم بات کو سمجھ گئی
اور اب ہم کسی سنی یا شیعہ کے مولوے سے نہین ڈرتے ہین اور ہم نی اس
بات کو بخوبی سمجھ لیا کہ درحقیقت مستحق اس خلافت کے حضرت علے تھی اور صحابہ
ثلثہ کو ضرور لازم تہا کہ حضرت علی کو بجای نبیؐ کے قبول کر کے اُنکے تحت مین کام
کرتے مگر بات تو یہ تھی کہ الائمۃ من قریش (یعنی امام لوگ قریش سے ہونگی)
کہکر کے انصار کو ساکت کر دیا اور کچھہ خیال اس بات کا نہین کیا کہ حضرت علی
بھی قریش مین سے تھے بلکہ خصوصًا بوجہ ہاشمی اور برادر عموی ہونے حضرت
رسول کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور اگر حضرت علی اس خلافت درجہ چہارم
کو منظور نہین کرتے تو بے تکلف خلفای ثلثہ کو ہم بادشاہان ظالم اور اہل جفا مین قسم
سمجھتے اور لقب خلافت کو ایک لقب حقیر جانتے مگر چونکہ حدیث مین (الخلافۃ
من بعدی ثلثون سنۃ) واقع ہی یعنی کہ خلافت بعد ہماری تیس برس
ہوگی اور اندر اُس تیس برس کے حضرت علے نے اُس خلافت کو درجہ چہارم
مین منظور کر لیا تو اسی وجہ سے عظمت لقب خلافت کی بہت کچھہ ہماری دلمین
ہی یعنی کہ اس خلافت ہونے سے حضرت علی کو کچھہ شرف نہین ہوا اسواسطی
کہ حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کیواسطی تعلق حکومت ظاہری کا کیا شرف ہی
بلکہ خلافت کو شرف اور فخر ہے کہ یہ خلافت ایک ایسی چیز ہے کہ حضرت علی نے
منظور کیا اور جیسا کہ حضرت علی کو بلقب خلیفہ کے یاد کرنے مین ہم کچھہ فخر نہین سمجھتی ہین
سو اُسی طرح حضرت علی کو بھی داخل صحابہ سمجھنی مین ہم تمامتر راضی نہین ہین کہ
حضرت علی اپنی چچیری بھائی اور داماد حضرت رسولؐ کے تھے اور حدیث مین ہے
کہ جب حضرت رسولؐ نے درمیان دو دو صحابے کے مواخات یعنے بھائی چارا

لگا دیا تو حضرت علی روتے ہوے حضرت پیغمبر کے پاس آئی اور کہا کہ ہمکو آپ نی کسی
صحابی کا بہای نہین بنایا تب حضرت رسول نے کہا انت اخی فی الدنیا والدین
یعنی تو میرا بہای ہی دنیا اور دین مین غرض لقب صحابی کا بھی واسطی حضرت علی کے
کچھ بات فخر کی نہین ہے اسواسطی کہ حضرت علی واسطی حضرت نبیؐ کے ویسی ہی
ہین جیسا کہ حضرت ہارون واسطی حضرت موسی کے مددگار اور شریک نبوت
حضرت موسی کے تھے اور بہ نسبت صحابہ کے شرط یہ ہی کہ داخل اصحاب وہ
لوگ ہین کہ جنہون نے صحبت رسول پای ہو اور حالت ایمان مین مرے ہون
اور ایمان کی حالت یہ ہی کہ بدلیل حدیث لا یحبہ الا مومن کی یعنی کہ علی کو دوست نہین
رکھیگا مگر مومن پس صحابی لوگ محتاج خوشی اور رضامندی اور محبت علی اور اہلبیت
کے تھے اور حضرت علی کا ایمان کچھ محتاج محبت صحابی کا نہین تہا اور اسیواسطی ہم
حضرت علی کو دراصل صحابی سے خارج اور داخل نبوت سمجھتی ہین اور صحابی کے
اصل معنی اسیقدر ہین کہ جو ساتھ ایمان کے حضرت رسول کی صحبت مین تھے یعنی
حالی موالی حضرت رسول کے تھے اور حضرت علی تو برادر عمو ی و شوہر فاطمہ بنت رسول
و جزو رسول خدا کے تھے تو ہم حضرت علی کو کی از اصحاب کیونکر سمجھ سکتی ہین اور یہ
دو شعر میر حسن دہلوی کی بہ نسبت تعریف صحابہ کے بہت درست ہین کہ اُس سے
یہ بات معلوم ہوگے کہ صحابہ کسکو کہتے ہین

شعر

سلام اُنپہ جو اُسکے اصحاب ہین خدا اُنسے راضی رسول اُنسی خوش	وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین علے اُنسے راضی بتول اُنسی خوش

اور علی ہذا القیاس لقب قریشی کا بہی واسطی حضرت علے کے کچھ فخر نہین ہی کہ حضرت

علی البتہ قریشی تو ہین مگر اُسی قریشی مین ہاشمی پوتا عبد المطلب کے بھی ہین کہ اِس
وجہ سے درجہ لقب قریشی کا بہ نسبت حضرت علی کے حسب محاورہ سررشتہ
افیون کے بالا در بالا ہو گیا اور قریش مین سے جو حضرت ابو بکر قبیلہ بنی تیم مین سے
ہین سو چونکہ حضرت ابو بکر ایک مرد بزرگ صفات اور نیک ذات آدمی تھے
کہ عین اپنی خلافت مین حضرت علی سے اقرار کیا کہ ہم لوگ بطور کار گذاران کے
ہین اور تو سرور اور امیر و بادشاہ ہی اور کہا کہ ہملوگ مثل ستارہ ہای آسمان
ملت کے ہین اور تو بدر کامل ہے اور حضرت ابو بکر کا ایک قول یہ بھی ہی النظر
الی وجہ علی لمحبتہ عبادۃ یعنی کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے از روی محبت کے
ایک عبادت ہی سو اس وجہ سے راقم حروف کو ساتھ قبیلہ بنی تیم کے اُسی مقابلہ کا
اُنس ہے کہ جیسا قریش مین قبیلہ بنی امیہ وغیرہ تین قبیلہ سے حضرت رسول کو
نفرت تھی سو بوجہ مذکورہ بالا کے قریش مین بعد قبیلہ بنی ہاشم کے ہم قبیلہ بنی تیم کو
بھی مانتے ہین اور اصل حال شرف و منزلت صحابہ اور حضرت علی علیہ السلام کا
یہ ہی کہ اگر قران پر لحاظ کیا جای تو قران شریف تمامتر بتائید حضرت علی کے ہے
جیسا کہ حدیث مین واقع ہے القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ
علی کے ہی اور علی ساتھ قران کے اور اگر حدیثین سب طرح کی وضعی اور غیر وضعی بہ
روایت حضرت عایشہ اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ کی منظور کیجائین تو کیا شک ہے
کہ فضیلت حضرت ابو بکر وغیرہ کی اوپر حضرت علی کے ثابت ہی اور اسی وجہ سے
لقب سنیون کا جو اہلسنت والجماعت ہی بہت حسب حال ہے کہ مدار اس مذہب کا
سنت یعنی حدیثون پر اور جماعت یعنی جماعت عام قریشیون پر ہے مگر جب یہ تمام
حدیثین بغور دیکھی جائین اور راویان کی حالتون پہ [illegible] کیجای اور ساتھ احادیث

عطای علم بروز خیبر اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ و انت منی بمنزلۃ ھرون من موسی و لحمک لحمی و دمک دمی و انت منی و انا منک

اور حدیث اہلبیت متعلق آیت تطہیر و حدیث آیت مباہلہ وغیرہ احادیث کے مقابلہ کیا جای تو صاف صاف یہ بات عیان اور نمایان ہے کہ احادیث فضیلت صحابہ کی بالضرور ساختہ اور موضوع اور جعل ہین اور سنیون کو مجبوری اس بات مین ہے کہ کچھ جعل و فریب قران مین کرکے افضلیت صحابہ کی دکہلا نہین سکتی ہین اور شک نہین ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے عہدہ خلافت کو بہت شایستگی سی انجام دیا اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ فی الواقع شایستہ عہدۂ خلافت کے تہے اور بملاحظہ تاریخ واقدی کے معلوم ہوتا ہی کہ فتوحات شام و مصر وغیرہ مین تمامتر تائید ایزدی بطرف خالد و ابو عبیدہ جراح کے تہی اور یہ بات حضرت عمر کی خلافت مین واقع ہوئی اور حضرت علی نے جب اون دونون خلافتون کو قبول کرلیا تو اس جہت سی یہ دونون خلافتین صحیح بہی ہوگئین مگر ان خلفای ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ نسبت نہین ہی کہ حضرت علی ان تینون خلیفون کے ویسی ہی مولا ہین کہ جیسی حضرت نبی صلعم انکے مولا ہین اور ان تینون خلیفونکی مقدم تر خلیفہ ہونے سے حضرت علی کے علو مرتبت مین کچھ نقصان نہین ہے کہ خلافت یعنی حکومت ظاہری کوی بات شرف کی واسطی حضرت علی کی نہین ہے۔ روضۃ الصفا۔ جب واقعہ عثمان سے تین روز گذر گئی تو مصریون نے حضرت امیر علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ ہون حضرت علی نی فرمایا کہ بغیر رضامندی اصحاب بدر کے منظوری اس خلافت کی نہین ہوسکتی ہی تب مصریون نے اپنے ساتھ صحابیون کو ہم داستان اپنا کرکے پھر اس بات کو

غرض کی تب حضرت امیر نے فرمایا کہ بعد مرنے عمر کے ہمکو خواہش خلافت کی تھی مگر اب ہمکو کچھ خواہش نہین ہے جس شخص کو چاہو خلیفہ بناؤ اور ہم اُسکی تابعداری کرینگے اور ہماری نزدیک وزارت بہتر ہے امارت سے تب صحابی لوگون نے بہر اصرار کیا اور حضرت امیر نے کہا کہ بغیر حاضری طلحہ و زبیر کے یہ بات نہین ہوسکتی ہے اور آخر طلحہ اور زبیر آئے اور حضرت علی نے کہا کہ تم دونون شخصون مین سے جس کو آرزو خلافت کی ہو سو اُسکی تابعداری ہم کرینگے مگر اون لوگون نے منظور نہین کیا غرض اوّل طلحہ نے اور بعد اُسکی زبیر وغیرہ صحابیون نے بیعت کی اور حضرت علی نے بطرف طلحہ کے نظر کر کے کہا کہ طلحہ واسطی نقض پیمان اور توڑنے میثاق کے سزاوار تر ہے اور کچھ لوگون نے مخالفت کی اور نعمان ابن بشیر انصاری کٹی ہوئی اونگلی کو نائلہ زوجہ عثمان کے اور پیراہن خون آلودہ عثمان کو معاویہ کے پاس ملک شام مین لیگیا اور کچھ بنی امیہ ساتھ ہوئے اور آخر کار طلحہ اور زبیر ساتھ حضرت عائشہ کے ملکر کے حضرت علی سے جنگ جمل مین لڑے اور شکست کہائی اور اسکی بعد جنگ سفین معاویہ کی ہوئے۔ رای راقم۔ اسوقت مین بہی جو حضرت علی خلیفہ بنائی گئے سو کسی نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو یاد نہین کیا اور حضرت علی کو جو ایسے وقت پر اختلال مین لوگون نے خلیفہ بنالیا سو اس بات مین کسی کا کچھ احسان نہین ہے کہ سزاران کسان بلوائیان مصر وغیرہ کے موجود تھے اور وہ ایسا وقت شور و شر کا تہا کہ اگر اُسوقت مین معاویہ خلیفہ بنایا جاتا تو باحتمال غالب وہ بہی اس خلافت کو اسوقت مین ورخاص مدینہ مین قبول نہین کرتا اور یہ صرف حضرت علی کی جرأت اور ہمت تہی کہ اس خلافت کو منظور کر لیا اور بنی امیہ وغیرہ قریشیون کو جو حضرت علی سے گریزان تھے

درحقیقت یہ خلافت حضرت علی کے منظور نہین تھی اور انجام اس خلافت کا یہ
ہوا کہ اس زمانہ خلافت قبول کرنے سے جو ۳۵ سنہ ہجری مین قبول کیا تہا تا آخر وقت
جناب امیر کے جو ۴۰ سنہ ہجری مین شہادت آپکی ہوی تمام عمر اپکی مکدر گئی اور شاہ
عبد الحق صاحب جو شرح مین حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہ بات لکھتے ہین
کہ اگر اس حدیث سے خلافت مراد ہو تو خلافت بلا فصل کیا ضرور ہے اور
حضرت علے نے آخر کو تو خلافت پائی سو یہ بات محض ملمع اور بطور ابلہ فریبی کے
ہے اسواسطی کہ حضرت علی کو کسی نے اس حدیث کو یاد کرکے خلیفہ نہین بنایا ہی
بلکہ یہ مقتضا اُسوقت کے شور و شر کا تہا کہ جو حضرت علے خلیفہ بنای گئے او جہانتک
ہو سکا سو حضرت علی خوب تنگ اور حیران کیئے گئے

عجب بد فطرت و نا پاک بودند		کہ در حُبّ علی تقصیر کردند

اور جس طرح کہ جنگ جمل عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا اور جنگ صفین معاویہ کا واقع
ہوا سو یہ سب حالات تاریخی ایسے ہین کہ اُنکا ذکر کرنا صرف ملال انگیز ہے اور
معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت تا وقت شہادت حسین کربلا کے ایسا پر فتنہ اور پر شوب
تہا کہ گویا سب لوگ مخالفت اور استیصال خاندان نبوت مین مصروف و مشغول
تھے اور یہ حوصلہ صرف علمای اہلسنت کا ہی کہ دونون جنگ جمل اور جنگ صفین
کیواسطی مسئلہ خطائی الاجتہاد کا اپنی طبیعت سی ایجاد کرین اور اسمین کیا خطائے
اجتہادی ہی کہ خود حضرت عائشہ اقتلوا النعثل کہہ کرکے لوگون کو برانگیختہ کرین اور
حضرت عثمان کو کافر کہین اور پہر جب قتل عثمان کا ہوا تو بوقت پہرنے بطرف
مدینہ کے حال قتل حضرت عثمان کا دریافت کرکے پوچھا کہ خلیفہ کون شخص ہوا
اور بجرد سننی امام حضرت علے کے کہا کہ اب ہمکو مدینہ جانی اقامت نہین ہی اور

اُسی جگہ سے مکّہ کو چھوڑ کر کے سامان لڑائی کا شروع کیا پس سخن بے پردہ یہ ہی کہ
حضرت عائشہ کو حضرت علی سے کمال درجہ عداوت تھی آئندہ سنّیون کو اختیار ہی
کہ ایسی بی بی کو نسبت حدیقہ کا دیکر کے اُنکی حدیثین دربارہ افضلیت اصحاب
ثلثہ کے منظور کریں اور طلحہ اور زبیر کا حال یہ ہی کہ اوّل خلافت مین حضرت
علے کے حکومت بصرہ و کوفہ کی حضرت علی سے طلب کی تھی اور حضرت علی نے کہا
کہ تمہاری پاس رہنی سے ہمکو قوت ہی اور جب تم جدا ہوجاؤ گی تو ہم مشورہ کس سے
کرینگے اور اس بات سی یہ دونون صاحب ملول ہوکر کے حضرت عائشہ سے
جاملی اور مشورہ اور بندوبست کر کے اور تہمت بے بنیاد خون عثمان کی قائم
کر کے سر اُٹھایا مگر بہر حال انجام اُن دونون صاحبون کا بخیر ہوا کہ آخر کو مخالفت
سی باز آکر کے بیعت از سر نو کی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زمانہ تا خلافت یزید کے
منافقون سے معمور تھا اور وہ حدیث پیغمبر خدا کی ہمکو برابر یاد آتی ہے کہ جو حضرت
رسول نے اپنے مرض الموت مین فرمایا تھا انی لا اخاف علیکم ان تشرکوا من بعدی
ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا الی الدنیا فتقتلوا و تهلکوا
یعنی نہین خوف ہی مجھکو تم لوگون سی کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میری مگر مجھی خوف اس
بات کا ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ بطرف دنیا کی پس جنگ و قتال کروگے آپسمین
اور ہلاک ہوگے تم لوگ سو بملاحظہ حالات جنگ جمل اور جنگ صفین کی تمام تر تصدیق
اس حدیث پیشین گوئی کی ہوتی ہی اور یہ شعر خواجہ حافظ شیراز کا بہت مناسب مقام ہی

شعر

متابعت بمنافق چہ میکنی بگذر	زیادہ گفتن ناحق ہزار استغفار

اور جن صاحبون کو فن تاریخ مین مناسبت ہی سو اُنکو یہ بات بخوبی معلوم ہوگی

کہ مورد اس لفظ منافق کے ابتدا سی کون کون لوگ ہین اور استعمال لفظ منافق کا بہ نسبت دشمنان علے کے بہت درست ہی از روی حدیث لایحبه الامومن ولا یبغضه الامنافق کے یعنی کہ نہین دوست رکہیگا اُس علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکہیگا اُس علے سے مگر منافق اور شک نہین ہے کہ سنیان تفضیل الشیخین کے بھی اگر خوب تنگ کرکے پکڑے جائین تو جواب یہی ہوگا کہ ہان ہمکو بھی محبت علی کی ہے مگر محبت کیواسطی آثارات اور نشانات ہوتے ہین ایک یہ کہ ہر شخص اپنے دوست کی دشمن سے علیحدگی چاہتا ہی نہ یہ کہ دوست کے دشمنونکی حمایت کرے اور ایک خاص نشانی یہ ہے کہ دوست کے ذکر مین خوش ہو نہ یہ کہ دوست کے ذکر مین رنگ چہرہ کا اوڑ جای —

شعر مولانا روم

این زمین را آسمانی دیگر است	مرد این رہ را نشانی دیگر است

اور اس حصہ مین ایک خط جناب مرزا محمود حسین صاحب رئیس بھاگلپور محلہ محمد آباد کا بڑے جوش وتپاک کا پہونچا کہ جسمین ایک قصیدہ دعائیہ بھی بحق مولف کتاب ہذا کے لکھا ہی کہ بنظر یادگار وامید قبولیت درگاہ باریتعالی کے اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی

قصیدہ

مرحبا گویم ترا این طرفہ کاری کردہ	باخدا و مصطفٰے خوش سازگاری کردہ
از علے وفاطمہ تا مہدی آخر زمان	حق بحق دادی وباطل را تو خواری کردہ
از حضیض دہر دون اوج بگردون رسید	باعلے در باغ جنت تو قراری کردہ
از حدیث وآیت این تالیف تو چون شد دلیل	در رہ حق ونقین مشغل گذارے کردہ
خوش بگفتی در سفینتی خوش بہر دی روزگار	در زمین وآسمان خوش یادگاری کردہ

از پی تحریر این وسّت ببوسد جبرئیل — اندرین چون مدح آن دلدل سوار کرده

در جزای این عمل می آید از غیبت ندا — فاتجلّی فی جلتی کاین عمده کاری کرده

باحسن خسته که داری گوشهٔ خاطر بلطف — میکند از دل دعا منّت گذاری کرده

یار بادت آسمان حافظ خدایت جاودان — مونست معصومیان رحمت جوار کرده

اور فی الحال ایک دوسرا خط سید اقبال حسین صاحب ابن سید امداد علی ابن سید حسن علے ابن سید حسین متوطن موضع احسن گنج ٹکٹی پرگنہ بہیا ضلع شاہ آباد کا بمقام چوکی کمان ضلع سارن سے پہونچا کہ وہ بھی بملاحظہ محبت و تپاک انکی نقل کیا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نستعین و نصلی علی محمد و آلہ الطاہرین و اصحابہ الاکرمین — بیت

ای نشان حیدری ز جبین تو آشکار — نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

جناب ہدایت مآب ناصر طریقہ ائمہ اطہار - حامی ملت سید ابرار - محب و اثق حیدر کرار - عابد شب زندہ دار - مولانا سیدنا البری عن الشین - السید محمد وحید الدین حسین خانصاحب بہادر متخلص آزاد مدظلہ العالی اضعف العباد و محتاج بشفاعت سبطین کمترین سید اقبال حسین ابن مرحوم سید امداد علے ابن مغفور سید حسن علی بن السید حسین حشرہم اللہ مع الحسنین تسلیم بالوف تعظیم بصد تمنای قدمبوس کہ فخر خود میدانم اگر میسر آید طوطیای چشم خود سازم - میسر ساند - گر قبول افتد زہی عز و شرف ×

الحمد للہ کہ درین زمانہ پر آشوب ہمچون ذات قدسی صفات را یکی از مغتنمات می پندارم چرا کہ اگر درین دار ناپائدار مثل جناب فیض اکتساب حق گو و انصاف پسند چند کس نبودند بخدا سوگند کہ تاریکی جہان و جہانیان ہرگز نمی ماند — لہ الحمد

ہزار شکر خداوند قادر و قیوم — کہ ہمچو ذات وحید بہشت ناصر معصوم

چون بسال گذشته شهرهٔ عام کتاب حدّ آخرت نیک مصنیفی جناب الا
شنیدم - بهزار جست و جو یافتم - بغور تمام دیدم - و موزونی طبیعت حق طویت
بندگان عالی را صد آفرین ها خواندم به یقین دانستم که این نسخه آخرت نیک شد لراقمه

آخرت نیک شد جناب وحید　　زانکه کردی تو حامی شاه شهید

امسال روزی نشسته از شفیق رفیق جناب میر ابو الحسن صاحب حرسهم الله
عن الشر و الفتن یکے از رئیس اثنا عشری مستفسر حال خیریت مآل عدالت خصال بودم
که مژده تازه تالیف کتاب ثانی (حد تحقیق مشرب سنی) شنیدم پس مشتاق شدم
چنانچه بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب مستطاب معلی القاب مولانا مقتدانا معظم
فی الدارین السید احمد حسین صاحب قبله دام ظله از جناب عالی طلبیدم - من چه
گویم که آنجناب بمجرد تحریر این حقیر بر هگذر و فور شفقت بزرگانه و توجهات کریمانه
اولا تا صفحه (۲۷۳) و ثانیا تا صفحه (۴۰۰) عنایت فرمودند بحد الله بس رهین
منت شدم - بملاحظه تمام معاینه کردم - سبحان الله چه خوب داد انصاف داده
و عدل نوشیروانی را کار فرموده اند - بالتحقیق این کتاب حد خاتمه تحقیق - بلکه چنین
فیصلهٔ بی نظیر ناطق شده که استردادش شدن نمی تواند عند الله ماجور و عند الناس مشکور

لراقمه

زانکه کردی تو وصف اسد الله　　چون نباشد که این همه باعث

جوش ولای حضرت مولای مشکلکشا اسد الله غالب علی کل غالب است شک
نیست که آنجناب در صالح المومنین اند و حشر حضور با ائمه هدیٰ علیهم السلام خواهد شد
چنانکه بتائید تحریر من بشارت خواب است که تعبیرش از بیت ذیل هویداست لراقمه

نبی و علی [illegible] دور اضحی شد [illegible]　　[illegible]

شہرۂ آفاق کتاب مستطاب جناب فیضمآب باکنات عالم ثمودیاو درین اطراف
خصوصاً چنین شده که جوق جوق مسلمانان حق پسند و انصاف بین برا ے
معاینہ اش می آیند و بکمال جوش دلہا می بلبند بخدا دعا می خواہند که غفور الرحیم
جناب عدالت مآب وحید العصر فرید الدہر ازاد ادا طلہ حق پسند و منصف
مزاج را درین سپنجی سرای از شر حاسدان و کوتہ اندیشان محفوظ و انچه که
باید از آن محظوظ و بمحبت ائمہ معصومین مستحکم و قایم دارد و در آن عالم بالا ہم جای
صدر اعلیٰ نصیب فرماید آمین آمین گفتم ایہا الناس محبت علی جزو ایمان است
پیغمبران را ہم فخر پس کسیکه محبت علی ندارد حیدری نیست ۔ بنده خدا نیست

چنانکه قول شاعر

بے مرتضےٰ رسولو نکی پیغمبری نہین		وہ بندہ خدا نہین جو حیدری نہین

دیگر

ای دل جسی وسیلہ مشکلکشا نہین		تا حشر اُسکی درد کی ہرگز دوا نہین

الحق ماشاء اللہ درین حد تحقیق انچه که حق انصاف بود باستدلال معقول براہین قاطع
احقاق حق فرموده اند ۔ مرا یقین کامل است که ازین کتاب متبرکه بسیاری کسان
که در کوچہ ضلالت افتاده اند براه راست خواہند آمد ۔ لراقمہ

حقا که حق پسندی و حق البیان شدی		ای خضر رہنمای رہ گمرہان شدے

لاریب بصلہ این داد حق پسندی و ولای مولای مشکلکشا جناب اسد اللہ غالب
علے کل غالب بر ہمہ غالب و بہر دو جہان سرخرو خواہد داشت آمین رب العالمین لراقمہ

وحید عصر فرید دہر شدی آزاد		که روح مرتضوی را تو کردہ بس شاد

مابی بضاعت و ذره بمقدار را چه یارا که بمدح آنجناب لب کشائیم و چه جاے

کہ خود تمامی عالم مداح آنجناب انصاف پسند است چونکہ من ہم یکی از بہی خواہ بندگان والا ہستم و بہر حال شکر گذاری مرا لازم بلکہ واجب بنا بر مختصر سطری چند عرض پرداز شدم۔ برای بقیۂ اجزا بس مشتاق ام۔ مرا یقین است کہ ہرگاہ کل طبع خواہد شد ضرور خود حضور مرحمت خواہند فرمود۔ اگر حقیر را یکی از خادم درم ناخریدہ خود تصور یدہ صرف از امر جہ خیریت مزاج سامی بذریعہ سرفراز نامہ عالی مطلع و ممتاز فرمایند بعید از شفقت بزرگانہ نخواہد شد بل فخر و مباہات خود خواہم پنداشت ختم می کنم این عریضۂ مختصر را باین دعای آخر کہ جل شانہ با ائمہ ہدی محشور گرداناد بالنون والصاد

لراقمہ

ندا غیبی اقبال را این رسید ۔۔۔ کہ خلد برین شد مقام وحید

رباعی تاریخ وصول کتاب لاجواب گرچہ قابل ملاحظہ جناب نیست الا این سرمایہ کم مایگان است اگر مقبول گردد زہے فخر خود دانم

رباعی

تمکو تو نبی نے بخشا ۔۔۔ کیا وصف کرون تیرے رقم
تمکو تو علی نے ہے دیا ۔۔۔ کیا حب ہدی باغ ارم

۱۲ھ ۹۵

رباعی دیگر

تم تو عادل ہو ۔۔۔ تم تو کامل ہو
حق کے طالب ہو ۔۔۔ مرحبا غالب ہو

۹۵ ۱۲ھ

غزل منقبت از سید امداد امام متخلص باثر پسر اکبر وحید الدین آزاد مولف کتاب ہذا کہ جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ خدا کے فضل سے ہم دونوں باپ بیٹا ایک ہی اعتقاد کے ہین اور اندر لوا سے محبت حیدری کے زندگی بسر کرتے ہین

غزل منقبت

سرور کون و مکان شاہ سلام علیک — قاسم نار و جنان شاہ سلام علیک
مالک ملک کرم نائب شاہ امم — بادشہ انس و جان شاہ سلام علیک
ضیغم دین خدا حیدر خیبر کشا — داغ نہ سرکشان شاہ سلام علیک
شافع روز جزا ہادی ہر دو سرا — چارۂ بیچارگان شاہ سلام علیک
حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب — فخر شہان جہان شاہ سلام علیک
دافع داغ الم داروی ہر درد و غم — مرہم خستہ دلان شاہ سلام علیک
سفتی در دین خدا حاکم ملک رضا — حق ز کلامت عیان شاہ سلام علیک
زینت بزم نبیؐ فخر نبیؐ د دلے — شمع شبستان جان شاہ سلام علیک
مقصد و مقصود ما شاہد و مشہود ما — نام تو ورد زبان شاہ سلام علیک
لحمک لحمی نبیؐ گفت ترا یا علے — ہستی مرا جان جان شاہ سلام علیک
صاحب منبر توئی مالک قنبر توئی — سرور ہر دو جہان شاہ سلام علیک
مظہر ذات خدا جلوہ دہ انبیا — فخر شہ مرسلان شاہ سلام علیک
خالق کون و مکان کرد ثنایت بیان — چون نشوم مدح خوان شاہ سلام علیک
بخشش عشق خدا این اثر مردہ را — زندگی جاودان شاہ سلام علیک

انتخاب اشعار از مثنوی سید امداد امام اثر مذکور

چون نہ نالم در غم عشق علےؑ — افتخار ہر نبی و ہر ولے
الفت حیدر ہمین اسلام ما — نام پاک شاہ زیب کام ما
دردہا دارد دل شیدای من — زین سبب این گریہ شبہای من
عاشقی پیداست از زاری دل — نیست بیماری چو بیماری دل

عین ایمان ست عشق مرتضے　　نوربخش دیدهٔ مرد خدا
دشمن مولی است کور و بے بصر　　همچو اعمی میرود سوے سقر
دشمنان را نام مولی جان گزا است　　دوستان را نام مولے جانفزا ست
ننگرد حاسد بسوے بوتراب　　شپره بیند نه روے آفتاب
رتبهٔ حیدر برون از فهم ماست　　رتبه دان او جناب کبریاست
از اهانت کم نگردد شان او　　سجده گاه اولیا ایوان او
کفر بهتر از چنین دین خراب　　کاندران رکن ست بغض بوتراب
توبه توهین علی ع پرداختی　　رتبهٔ شاه نجف نشناختے
رتبهٔ حیدر چه دانی اے غبی　　تو بسوے معنئ صمٌ شدی
با عدوے مرتضے دارے ولا　　یا ندانی معنئ شرم و حیا
تو تفضل مرتضے داری سخن　　مدح حیدر میکند مستر گبن ✤
آن گبن به از هزاران شامیان　　آن گبن به از چنین اسلامیان
این شقاوت شیوهٔ اسلام نیست　　بر چنین فهم و ذکا باید گریست
ابن ملجم شرم دارد زین گروه　　پیشش بے وعنوانی شان پرشکوه
آمدم اکنون به مدح بوتراب　　نور او روشن ز نور آفتاب
هل اتی وارد شده در شان او　　خالق کونین مدحت خوان او
زد رباز و سے جناب مصطفے　　افتخار اولیاؤ انبیا
دوش پاک مصطفے معراج او　　گوهر عرفان زیب تاج او
شیر نر حیدر لقب خیبر کشا ✤　　ضیغم حق شهسوار لافتے
عالم علم نبی و باب علم　　مصدر جود و سخا و صبر و حلم

سرور دین شافع روز جزا — جانشین حضرت خیر الورے
ذات پاکش مظہر رب جلیل — دین حق را آمدہ روشن دلیل
بعد پیغمبر ہمہ را سرور است — از ہمہ بعد پیمبر برتر است
داخل آل عبا و پنجتن — سرور خیل ائمہ بو الحسن
ہم وصی و ہم انیس مصطفے — زوج پاک حضرت خیر النسا
از تو دارد یا علے کعبہ شرف — یا علے تو دُرّ و کعبہ صدف
بت شکن ہستی بت پندار را — جان و تن دادہ براہ ارتضا
رجعت خورشید از اعجاز تو — از ہمہ بینم جدا انداز تو
تو ہمان نورے کہ بودی در ازل — ایمن از مکر شیاطین و دغل
تو سراپا سر ربانی علے — تو سراسر جان را جانے علے
دشمن تو در دو عالم خوار شد — چون ز مدحت بر سر انکار شد
حاسدان گویند مارا رافضے — تا زما باشد جواب شافعی

فصل ٨٧

اس فصل مین بعض کلمات قدسیہ حضرت امیر المومنین علے ابن ابی طالب علیہ السلام کے جلد سیوم روضتہ الصفا سی منقول ہوتے ہین کہ جس سے فضائل ذاتی آپ کے نمایان ہین اور آپ کے ارشادات کا حال یہ ہی کہ صرف قال نہین بلکہ خود حال آپ کا ہے یعنے کہ قول وفعل آپ کی ہمعنان ہین —

نمبر ۱ الدُّنیا اوّلها عناءٌ وآخرها فناءٌ وحلالها حسابٌ وفی حرامها عذابٌ من صحّ فیها امِنَ ومن مرض فیها ندم ومن استغنی فیها فتن ومن ساعاها فاتته ومن نظر فیها الهته

ترجمہ دنیا جو ہی سو اول اُسکا رنج و تردد ہے اور آخر اُسکا فنا ہے حلال کا اُسکے حساب ہوگا اور حرام پر اُسکی عذاب جو شخص کہ صحیح رہتا ہی اُسمین سو بیفکر ہو جاتا ہی یعنی حالت صحت و تندرستی مین کچھ فکر و اندیشہ اپنی ناتندرستی کا نہین کرتا ہی اور جب بیمار پڑتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہے یعنی صحت سے گویا نا امید ہو جاتا ہی غرض کہ دونون حالت صحت و مرض مین خیال آیندہ کا نہین کرتا ہے اور جو شخص کہ محتاج ہو جاتا ہی سو فتنہ مین پڑتا ہی یعنے کچھ تمیز حلال و حرام کی باقی نہین رہتے ہے اور جو شخص کہ پیچھے دوڑتا ہی اُس دنیا کے سو دنیا اُس سے فوت ہوتی ہے اور جو شخص نظر التفات کرے اُسپر وہ دنیا اُسکو غافل کر دیتی ہے

متن فَرَضَ اللہُ تَعَالیٰ الایمانَ تطھیراً مِنَ الشِّرْکِ وَالصَّلٰوۃَ تنزیھاً عَنِ الکِبْرِ وَالزَّکٰوۃَ تسبیباً للرِّزْقِ والصِّیامَ ابتلاءً لاخلاصِ الخلقِ والحجَّ تقویۃً للدِّینِ والجہادَ عزًّا للاسلامِ والامرَ بالمعروفِ مصلحۃً للعوامِ والنھیَ عنِ المنکرِ ردعاً للسُّفہاءِ والقصاصَ حقناً للدماءِ وترکَ شربِ الخمرِ تحصیناً للعقلِ وترکَ الزِّناءِ تحصیناً للنَّسبِ وترکَ اللواطۃِ تکثیراً للنَّسلِ وبقائہم

ترجمہ فرض کیا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو بنظر پاک کرنے کے شرک سے اور نماز کو بنظر منزہ کرنے کے کبر سے یعنی نماز سے تعلیم عاجزی کی ہی اور فرض کیا اللہ نے زکوۃ کو بنظر زیادہ کرنے رزق کے یعنے بذریعہ زکواۃ کے محتاجون کو بہی روزی پہونچ جاتی ہے اور فرض کیا اللہ نے روزہ کو واسطے امتحان خلوص عمل کے یعنے روزہ رکھنی سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندہ حکم خدا کو مانتا ہی کہ بسبب تابعداری کی بھوک پیاس کو سہتا ہی اور فرض کیا حج کو بنظر قوت دینی دین کے کہ جس سے مسلمان لوگ ہر سال ایک بار مکہ مین جمع ہوں اور اُنکی آپس کی ملاقات اور

ادای ارکان سے دین کو قوت ہو اور فرض کیا جہاد کو واسطے عزت دینی اسلام کے
اور فرض کیا امر بالمعروف کو یعنے سکھلانی کو شرعی باتونکے بنظر مصلحت عوام کے
کہ عوام لوگ کو خود احکام شرعی پر اطلاع نہین ہی اور فرض کیا نہی عن المنکر کو یعنے
منع کرنے کو بُرے کامونسے واسطے لانے ہو تونکے بطرف ہدایت کے یعنے
برا کام کرنا کہ جسکا انجام عذاب ہو ایک کام ہیوقوفی کا ہے کہ اپنے فعل سے وہ
خود آپ مبتلای عذاب ہوتا ہی اور فرض کیا قصاص کو یعنے خون کرنے کو بدلے
مین خون کے بنظر حفاظت خونون کے یعنے بخوف مارے جانے کے بیدل ایک خون کے
لوگ خون کرنے سے پرہیز کرینگے اور فرض کیا چھوڑ دینے کو شراب خواریکی واسطی
حفاظت عقل کے کسواسطی کہ خمر کی تعریف یہ ہی کہ الخمر ما تخمر العقل یعنی خمر وہ
چیز ہے کہ جس سے خمیر یعنی جوش آتا ہی عقل مین اور فرض کیا ترک زنا کو بنظر حفاظت
نسب کے یعنی اگر زنا جائز ہو تو نسب ضایع ہی یعنے زنا سی جو پیدا ہو سو کیا معلوم
ہو سکتا ہی کہ اسکا باپ کون تہا کہ حساب نسب کا باپ کیطرفسی ہی اور فرض کیا
ترک لواطت کو بنظر زیادہ ہونے نسل اور باقی رہنے اُسکے یعنی لواطت مین جو
مادہ کہ مرد سے نکلتا ہی سو اُس سے کوئی اولاد نہین پیدا ہو سکتی حالانکہ شہوت
جو دی گئی ہی سو اُس سے مقصود یہ ہی کہ نوع انسانی بڑہے اور قایم رہے

نمبر ۳ الناس من خوف الذل فی الذل ترجمہ آدمی لوگ
بوجہ خوف ذلت کے ذلت مین پڑتے ہین مثلاً بدن پر کپڑا نہین ہی تو واسطی دفع
کرنے اس ذلت کی ذلت سؤال کرنے کو قبول کرتے ہین حالانکہ کپڑا بہم پہونچانا
اپنی ہاتھ کی کوشش سی چاہیی

بیت

ہر کہ نان از عمل خویش خورد		منت حاتم طائے نبرد

نمبر ۴ طوبیٰ لمن ذکر المعادَ وعمل للحساب وقنع بالکفاف ورضی عن اللّٰہ تعالیٰ

ترجمہ مبارک ہی وہ آدمی جو یاد رکھے معاد یعنے جای عود کو اپنے اور عمل کرنے کو نیک کام کے اور قناعت کرے روزے معین پر اور راضی رہے خدا سے

نمبر ۵ اغنی الغناء العقل واکبر الفقر الحمق واوحش الوحشۃ العُجب واکرم الحسب حسن الخلق ترجمہ سب سی بڑھ کرکے دولتمندی عقل ہے یعنے عقل بڑی دولت ہی اور سب سی بڑھ کرکے فقر حماقت ہی یعنی احمق آدمی ہر کام مین اپنے محتاج ہی اور سب سی زیادہ تر وحشت عُجب یعنی خودپسندی ہی یعنی خودپسند آدمی سب لوگوں کی رای سے وحشت کرتا ہی اور بزرگترین حسب یعنی بزرگترین صفت ذاتی حسن خلق ہی۔

نمبر ۶ الغنی فی الغربۃ وطنٌ والفقر فی الوطن غربۃ

ترجمہ غنی آدمی مسافرت مین وطن مین ہی اور فقیر آدمی اپنے وطن مین مسافرت مین ہی۔ بیت

منعم بکوہ ودشت وبیابان غریب نیست	هر جا کہ رفت خیمہ زد وخوابگاہ ساخت
وان را کہ بر مراد جہان نیست دسترس	در زاد بوم خویش غریب است وناشناخت

نمبر ۷ فوتُ الحاجۃ اھونُ من طلبھا الی غیر اھلھا

ترجمہ فوت یعنی حاصل نہونا حاجت کا آسان تر ہی طلب کرنے سے اُس حاجت کے ایک شخص نااہل سے۔

نمبر ۸ لا مالَ انفع من العقل ولا وحدۃ اوحش من العجب ولا عقل کالتدبیر ولا کرم کالتقوی ولا قرین کخلق الخلق ولا میراث کالادب ولا قائد کالتوفیق ولا تجارۃ کالعمل الصالح ولا ربح کالثواب ولا ورع

ولا ورع کالوقوف عند الشبہۃ ولا زھد کالزھد فی الحرام ولا علم کالتفکر ولا عبادۃ کاداء الفرائض ولا ایمان کالحیاء والصبر ولا حسب کالتواضع ولا شرف کالعلم ولا عز کالحلم ولا مظاہرۃ اوثق من مشاورۃ

ترجمہ کوئی مال نافع تر عقل سے نہیں ہے یعنے عقل بڑی دولت ہے اور کوئی تنہائی وحشی تر عجب یعنی خود پسندی سے نہیں ہے کہ جس سبب عجب والا آدمی ہمیشہ حالت تنہائی مین اور لوگون سے الگ تھلگ رہتا ہے اور نہین کوئی عقل ہے مثل تدبیر یعنے دور اندیشی کے اور نہین کوئی کرم یعنی بزرگی اور کرامت ہے مثل تقوی کے اور نہین کوئی ساتھی ہے مثل حسن خلق کے کہ خوش اخلاق آدمی کا سب لوگ ساتھ دیتے ہین اور نہین کوئی میراث یعنی متروکہ ہے مثل ادب شایستگی کی

ادب تاج است از لطف الٰہی		بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور نہین کوی راہبر ہے مثل توفیق کے یعنی توفیق اپنی مراد تک پہونچا دیتی ہے اور نہین کوی تجارت ہے مثل عمل نیک کے یعنی عمل نیک مین کچھ خسارہ نہین ہے اور نہین کوئی نفع ہے مثل ثواب کے اور نہین کوئی پرہیزگاری ہے مثل توقف کرجانے کے وقت شبہہ کے یعنے کسی چیز کے حلت مین جو شبہہ واقع ہو تو اسکی قبول کرنی سے بھی باز رہے یعنی مال شبہہ کا بھی قبول نہ کرے اور نہین کوئی زہد ہے مثل زہد حرام کے یعنی حرام سے بالقصد اپنی کو بچاوے اور نہین کوئی علم ہے مثل تفکر یعنے سوچ و بچار کہ سوچ و بچار سے علم قوی ہوتا ہے اور نہین کوئی عبادت ہے مثل ادائی فرائض کے اور نہین کوئی ایمان ہے مثل حیا اور صبر کے اور نہین کوئی حسب یعنی صفت ذاتی ہے مثل تواضع کے اور نہین کوئی شرافت ہے مثل علم کے یعنی آدمی کو علم سے بڑا اشرف ہے اور نہین کوئی عزم یعنی استقلال طبع ہے

مثل حاکم کے اور نہیں کوی مدد و پشت پناہ ہی مضبوط اتر مشہورہ ہے۔

نمبر ۹ اضاعۃ الفرصۃ غصّۃ ترجمہ برباد یناوقت فرصت کا رنج اٹھانا ہی۔

وقت ہر کار نگہدار کہ نافع نہ بود | نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند

نمبر ۱۰ من اعطی اربعا لم یحرم اربعا من اعطی الدعاء لم یحرم الاجابۃ ومن اعطی التوبہ لم یحرم القبول ومن اعطی الاستغفار لم یحرم المغفرۃ ومن اعطی الشکر لم یحرم الزیادۃ ترجمہ جس شخص کو عطا ہوئیں چار چیزیں نہیں محروم رہیگا وہ شخص چار چیزوں سے جو شخص کہ عطا ہوی اسکو توفیق دعا مانگنی کی نہین محروم ہوگا وہ شخص قبولیت سی اس دعا کی اور جو شخص کہ عطا ہوی اسکو توفیق توبہ کرنے کی نہین محروم ہوگا وہ شخص مقبول ہونی سے اس توبہ کے اور جس شخص کو توفیق دیگئی استغفار یعنی مغفرت مانگنی کی سو نہین محروم ہوگا مغفرت سی اور جس شخص کو توفیق دیگئی شکر کرنیکی سو وہ نہین محروم ہوگا زیادتی سے کہ شکر موجب مزید نعمت کا ہی۔

نمبر ۱۱ من یعط بالید القصیرۃ یعطی بالید الطویلۃ ترجمہ جو شخص کہ بخشش کرے اپنے چھوٹے ہاتھ سے سو اسکو دیا جائیگا بڑے ہاتھ سے یعنی جو شخص کہ تھوڑی مقدور پر خیرات کرے سو اسکو بہت کچھ دیا جائیگا دہ در دنیا و ہفتاد در آخرت۔

نمبر ۱۲ اصدقاءک ثلثۃ واعداءک ثلثۃ اما اصدقاءک فصدیقک وصدیق صدیقک وعدو عدوک واما اعداءک فعدوک وعدو صدیقک وصدیق عدوک ترجمہ دوستان تمہاری تین ہین اور دشمنان تمہاری تین ہین لیکن تفصیل دوستونکی یہ ہی کہ دوست تمہارا اور

دوست تمہاری دوست کا اور دشمن تمہاری دشمن کا سو یہ سب لوگ داخل دوستان کے ہین اور تفصیل تمہاری دشمنون کی یہ ہی کہ دشمن تمہارا اور دشمن تمہاری دوست کا اور دوست تمہاری دشمن کا کہ یہ سب لوگ داخل دشمنان ہین فقط خدا کرے کہ بذریعہ عداوت معاویہ کے جو دشمن حضرت علی کا تھا ہم بھی داخل دوستان علی کے سمجھے جائین کہ یہ اخیر درجہ دوست کا بھی ہماری نجات کیواسطی بہت کافی ہی اور سنیان معاویہ شاہی اپنی خبر لین کہ بذریعہ دوستی معاویہ دشمن علیکی کہین داخل دشمنان کے نہ ہو جائین ــ

نمبر ۱۳ مودۃ الاباء قرابۃ بین الابناء والقرابۃ احوج الی المودۃ من المودۃ الی القرابۃ

ترجمہ محبت باپ دادون کی ایک قرابت ہی فرزندو نسے یعنے باپ دادون کو اگر تم محبت سی یاد کرو گے تو تمہاری فرزند لوگ بھی تمکو محبت سے یاد کرینگی **بیت**

تو بجای پدر چہ کردے خیر　　کہ ہمان چشم از پسر داری

اور قرابت محتاج تر ہی طرف محبت کے بہ نسبت اس بات کے کہ محبت محتاج قرابت کی ہو یعنی قرابت محتاج محبت کی ہی مگر محبت محتاج قرابت کی نہین ہی ــ

نمبر ۱۴ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سی سوال کیا او سُدَّ علی رجلٍ بابٌ و ترک فیہ من این کان یاتیہ رزقہ یعنی اگر بند کیا جای دروازہ اوپر ایک آدمی کے اور چھوڑ دیا جای وہ اُسی مکانمین پس کہانسی آویگی روزی اسکی حضرت علی نے جواب دیا من حیث یاتیہ اجلہ یعنے اُسی طرحسی روزی آویگی کہ جسطرحسے موت اُسکی آویگی ــ

نمبر ۱۵ ما احسن تواضع الاغنیاء للفقراء طلباً لما عند اللہ واحسن منہ تکبر الفقراء علی الاغنیاء اتکالا علی اللہ **ترجمہ** کیا خوب ہی تواضع کرنا امیرونکا

غریبون سے تبلاش اُس چیز کے کہ جو خدا کے پاس ہے اور اُس سے بھی خوب تر ہے
غرور کرنا فقیرون کا امیرون سے بنظر توکل کرنے اوپر خدا کے اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتے ہین کہ بیانمین حکمتون اور خطبے اور نصیحتون کے حضرت علی بعد پیغمبر خدا کے
افصح الفصحا ہین اور کلمات آپ کے حد و شمار سے افزون ہین مگر چونکہ یہ کتاب
روضۃ الصفا کی فن تاریخ مین ہے اسواسطے اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور حال یہ ہے
کہ ملا محمد ابن خاوندشاہ مصنف کتاب روضۃ الصفا کا ایک بڑا عالم شخص ہے
اور ہم تمامتر ساتھ اُسکی ہم اعتقاد ہین کہ صاحب روضۃ الصفا کو اصحاب ثلثہ اور
حضرت عایشہ اور طلحہ اور زبیر سے کچھ کاوش نہین ہے مگر اس شخص کو تمامتر گرویدگی
ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت اور دوازدہ امام کے ہے اور معاویہ سے اس
شخص کو کمال نفرت ہے غرض کچھ شک نہین کہ مصنف روضۃ الصفا کا ایک
شخص تفضیلیہ مذہب کا اور نہایت صاف و پاک مشرب کا ہے اور دیگر اقوال
حضرت امیر علیہ السلام کے جو ہماری نظر سے گذری ہین سو ہم بھی اُسمین سے
اس جگہ بیہودہ قول بنظر سعادت اپنی نقل کرتے ہین اور اگر بخت مساعد ہو
تو انشا اللہ تعالی ایک شرح دیوان عربی حضرت امیر علیہ السلام کی بھی کیجائیگی

نمبر ۱ الدین والدنیا کالمشرق والمغرب فاذا قربت من احدھما بعدت من الآخر

ترجمہ دین اور دنیا مثل پورب و پچھم کے ہے کہ اگر کسی ایک سے اُن دونون مین کے
تو نزدیک ہوگا تو تو دور ہوگا دوسرے سے

نمبر ۲ الدنیا کالظل فاذا اسعیت الیہ یھرب منک وان ھربت منہ یسعی الیک

ترجمہ دنیا مثل سایہ کے ہے کہ اگر تو دوڑے اُسکی طرف تو وہ بھاگیگا
تجھسے اور اگر تو بھاگے اُس سے تو وہ دوڑیگا تیری طرف —

اب سنیان معاویہ شاہی تفضیل الشیخین کے ہمکو دیکھلا دین کہ آنکی پاس کچھ کلمات خلفای ثلثہ کے ہم پلہ کلمات حضرت مولا علیکی ہین یا خیر اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین لکھتی ہین کہ حضرت عمر متصوف بہی تہی اور ایک رسالہ بہی تصوف مین اُنسے ہی سبحان اللہ کیا تصوف حضرت عمر کا ہوگا کہ جو حضرت علی کی گہر کے جلانے کو ہاتہہ مین آگ لیکر گئے تھے اور نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا جو حضرت ابوبکر نے لکہدیا تہا سو اسکو حضرت فاطمہ سے واپس لیکے چاک کرادیا اور بہر حال حضرت عمر جو کچھ صوفی مشرب باعتقاد شاہ ولی اللہ صاحب کے ہون سو ہون مگر چودہ خانوادہ فقرا مین سے کوی سلسلہ حضرت عمر تک نہین پہونچتا ہی اور حضرت عمر کا صوفی قرار دینا ویسا ہی ہے کہ جیسے ایک شخص کہی کہ اُسنی ایک گوری رنگ کا حبشی دیکھا ہی اور اُسپر مزید یہ ہی کہ بعض سنیان معاویہ شاہی نے فی الحال یہانتک ترقی کی ہی کہ تصوف مین حضرت علی کو حضرت عمر سے تعلیم تہی حالانکہ ہمنی مقامات متعدد مین دکھلایا ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سی کچھ کراہت تہی مگر شک نہین ہی کہ ان خلفای ثلثہ مین سے حضرت ابوبکر کو ایک میل طبیعی بطرف فقر کے تہا اور چاردہ خانوادہ مین سے ایک سلسلہ نقشبندیہ کا حضرت ابوبکر تک پہونچتا ہی اور اشعار مفصلہ ذیل سے حضرت ابوبکر کی خوبی اور بزرگی پائیجاتی ہی۔

اشعار

خذ بلطفک یا الٰہی من لہ زاد قلیل	مفلسًا بالصدق یاتی عندبابک یا جلیل
لی تو ساتھ لطف اپنے ای بار خدا اُس شخص کو کہ جسکو ہی توشہ راہ تہوڑا	جس حالتمین کہ مفلس ہے اور آتا ہی ساتھ صدق کی تیری در پر اے جلیل

ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
اسکا گناہ ایک بڑے گناہ ہے پس معاف کر تو اس بڑے گناہ کو

من عصیان ونسیان وسہو بعد سہو
اور اس شخص سے عصیان ہے و نسیان اور سہو بعد سہو کے

یا الٰہی ذنوبی مثل رمل لا تعد
پہونچے ای میرے رب گناہ ان میرے مثل بالو کی جو شمار نہیں ہوتے ہیں

قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما
کہہ تو آگ کو کہ ٹھنڈی ہو جا ای رب حق مین میرے جیسا کہ

عافنی من کل داء واقض عنی حاجتی
عافیت دے تو ہمکو سب بیماریسی اور بر لا تو حاجت میری

انت شاف انت کاف فی مہمات الامور
تو شفا دینے والا ہے تو کافی ہے مہمات امور مین

رب ہب لی کنز فضل انت وہاب کریم
ای رب میرے بخش تو مجکو خزانہ فضل کو کہ تو

کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل
کیسا حال میرا ای اللہ میری کہ نہین ہے مجکو نیکی عمل کی

ہب لنا ملکا کبیرا نجنا مما نخاف
بخش تو مجکو ایک بڑا ملک اور نجات دی تو مجکو جس چیز سے کہ مین ڈرتا ہون

این موسیٰ این عیسیٰ این یحییٰ این نوح
کہان ہین موسیٰ کہان ہین عیسیٰ کہان ہین یحییٰ کہان ہین نوح

انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل
تحقیق کہ وہ ایک شخص مسافر اور گناہگار اور ایک بندہ ذلیل ہے

منک احسان وفضل بعد اعطاء جزیل
اور تیری طرف سے احسان ہے اور فضل ہے بعد بخشش عمدہ کے

فاعف عنی کل ذنب واصفح الصفح الجمیل
پس معاف کر تو میری طرف کا کل گناہ اور معاف دے تو خوب معافی کرکے

قلت قلنا یا نار کونی انت فی حق الخلیل
کہا تو نے کہ کہا ہمنے کہ ای آگ ہو جا ٹھنڈی حق مین خلیل کے

ان لی قلبا سقیما انت تشفی العلیل
تحقیق کہ ہمکو ہی ایک قلب بیمار اور تو شفا دیتا ہے بیمار کو

انت ربی انت حسبی انت لی نعم الوکیل
تو رب میرا تو کافی مجکو ہے اور میری لئی بہتر وکیل ہے

واعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل
پس عطا کر تو مجھی وہ چیز جو میری دل مین ہے اور ہدایت کر تو مجکو بہتر ہی ہدایت سے

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل
اور بدی اعمال کی میری بہت ہے اور توشہ عبادت کا میری تھوڑا ہے

ربنا اذ انت قاض والمنادی جبرئیل
ای رب ہمارے جسوقت کہ تو قاضی ہے اور ندا کرنیوالا جبرئیل ہے

انت یا صدیق عاص تب الی المولی الجلیل
تو ای صدیق گنہگار ہے پس توبہ کر تو طرف مولی جلیل کے

اور اشعار مذکورہ بالا حضرت ابو بکر کے بہت خوب ہین مگر اس جگہ ہرچند اشعار حضرت علے علیہ السلام کے بھی نقل ہوتے ہین کہ جس سے فرق مراتب تعلق باخدا اور حالات دونون بزرگون کا ظاہر ہو

اشعار

لبیک لبیک انت مولاہ	فارحم عبید الیک ملجاہ
ہان حاضر ہون ہان حاضر ہون تو مولا اسکا ہی یعنے تو مولا میرا ہے	پس رحم کر تو ایک چھوٹے بندہ پر کہ جو تجھ تک جای پناہ اسکی ہے

اور بہ نسبت حدیث من کنت مولاہ کے بعض سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ مولا کے معنے غلام کے ہین اور ہمنے جواب دیا کہ مولا کے معنی جو کچھ فرض کیجی مگر ہم نسبت ہونا حضرت علی کا ساتھ پیغمبر خدا کے قایم رہیگا یعنی اگر مولا کے معنی غلام کے ہون تو معنی حدیث کا یہ ہوگا کہ جسکے غلام پیغمبر صاحب ہون سو علی بھی غلام اسکی ہین غرضکہ اسی طرح کی کو معنی بنانیمین صرف ایک نشانی کم بختی کی ہی اور ان صاحب سی پوچھا جاسکتا ہی کہ اس شعر مین جو خدا کو مولا کہا ہی سو اس مولا کے کیا معنی ہین اور اصل یہ ہی کہ مولا کے معنی دونون جگہ مین یعنی اس حدیث مین اور اس شعر مین خاوند اور مالک کی ہین مگر وہ سنی صاحب یہ عذر کر سکتی ہین کہ کیا ایک لفظ کے چند معنی نہین ہوتے ہین اور جواب اسکا یہ ہی کہ اگر ایک لفظ کی کئی معنی ہون تو قرینہ مقام کو دخل ہی سو اس حدیث مین کیا قرینہ مقام اس بات کا ہو سکتا ہی کہ پیغمبر صاحب یہ بات کہین کہ جسکی ہم غلام ہون تو اسکا علی بھی غلام ہی اور یہ معنی تو محض لغو و فضول معلوم ہوتی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صاحب کسی شخص کے غلام نہین تھی کہ جو علی بھی انکے غلام ہوتے

یاذا المعالی علیک معتمدی	طوبی لمن کنت انت مولاہ
ای صاحب مدارج عالیہ کا میرا اعتماد تجھپر ہی	مبارک ہی وہ شخص کہ جسکا تو مولا ہے
طوبی لمن کان بات مرتقا	یشکو الی ذی الجلال بلواہ
مبارک ہی واسطی اس شخص کہ ہی وہ مادم و بیدار	جو کہ کہ بیت یا کری طرف والجلال اپنی مصیبت کو
ما بہ علۃ و لا سقم	اکثر من حبہ لمولاہ
اور نہ ہوی اسکو کوئی علت اور نہ کوئی بیماری	زیادہ حب ہے اسکی واسطے مولا اپنی کے
اذا خلا فی الظلام مبتہلا	اجابہ الله ثم لباہ
جب اکیلا ہووہ اندہیری مین گڑ گڑا نیوالی ہے عاجزی	قبول کرتا ہے اوسکو خدا
کرتا ہوا اس وقت سب کچھ چھوڑ کر کے	اور لبیک کہتا ہے اسکو
سالت عبدی وانت فی کنفی	وکل ما قلت قد سمعناہ
سوال کیا تو میری بندہ نی اور تو میری نگاہ مین ہے	اور تمام جو کہ تو نی کہا تحقیق کہ سنا مین نی اسکو

یہ شعر از طرف خدا کے بطور جواب شعر مذکورہ بالا کے ہے

صوتک تشتاقہ ملئکتی	فذنبک الآن قد غفرناہ
آواز کو تیری مشتاق ہین فرشتہ میری	پس گناہ کو تیری اب مین نے تحقیق کہ معاف کیا

یہ بہی ایک شعر بطور جواب کے خدا کیطرف سی ہے

فی جنۃ الخلد ما تمناہ	طوباہ طوباہ ثم طوباہ
بہشت خلد مین وہ چیز ہی جسکی تمنا کرتا ہی تو	خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز

یہ شعر بہی خدا کیطرف سی بطور جواب کے ہے

سلنی بلا حشمۃ و لا ریب	و لا تخف اننی انا الله
سوال کر تو مجہسی بے دباؤ و بیدہشت کی	اور مت خوف کر تو کہ تحقیق کہ مین خدا ہون

یہ سب اشعار خدا کیطرف سے بطور جواب کے ہین سبحان اللہ اس سوال و جواب سے کیا تعلق راز و نیاز کا درمیان خداوند تعالی اور حضرت علی کے پیدا ہوتا ہے

اشعار دیگر از حضرت امیر المومنین علیہ السلام

فرض علی الناس ان یتوبوا — لکن ترك الذنوب اوجب

فرض و واجب ہی اوپر آدمی کے توبہ کرنا — لیکن ترک کرنا گناہونکا واجب تر ہے

والدھر فی صرفہ عجیب — وغفلة الناس فیہ اعجب

اور زمانہ اپنی گردش مین عجیب ہی — مگر غفلت آدمیونکی اُس زمانہ مین عجیب تر ہے

والصبر فی النائبات صعب — لکن فوت الثواب اصعب

اور صبر کرنا مصیبتون مین سخت ہے — مگر فوت ہونا ثواب کا سخت تر ہے یعنی صبر مین ایک مصیبت ہے جو ثواب ہے سو بطر اُس ثواب کے مصیبت ایک بہتر ہے

وکل مایرتجی قریب — والموت من کل ذاك اقرب

اور تمام وہ چیز جو امید کیجای قریب ہی — مگر موت کل اُس چیز سے قریب تر ہی

ان شعرون سی بھی کسقدر رفعت شان اور بلندی خیالات حضرت علی کے ظاہر ہوتی ہے اور بالفعل ایک سنی صاحب نی ہمسے کہا کہ حدیث انا مدینة العلم و علیٌ بابہا و انا دار الحکمة و علی بابہا کی ایک ضعیف حدیث ہی سو اُسکا جواب یہ ہی کہ فضیلت علمی حضرت علی کی کچھ محتاج اس حدیث کی نہین ہی کہ ایک دہریہ اور منکر اسلام بھی بملاحظہ کلمات و اشعار حضرت علی کے بی شبہہ قایل انکی فضیلت علمی کا ہوگا بلکہ یہ کہیگا کہ ایسی رتبہ علمی کا آدمی برادر عموی اور داماد اور وصی ہونا پیغمبر صاحب کا خود پیغمبر صاحب کیواسطی فخر ہی اور یہ قول مولانا روم کا بہت حسب حال ہی مصرع افتخار ہر نبی و ہر ولی ؛ آیندہ حضرت عمر بھی اگر صوفی مشرب ہون تو انہین کے

سلسلہ کی فقیر لوگ جانتی ہونگی مگر ہمکو صرف اسیقدر اطلاع ہی کہ بلاحظہ کیفیت فتوحات
شام و مصر وغیرہ کے حضرت عمر ایک شخص موید من اللہ اور واسطی اجراے
دین اسلام ظاہری کے موزون و مناسب تہی اور عقل انکی ملک گیری ور ملکداری مین
بہت درست تہی اور اکثر کام بمشورہ حضرت علی کے کرتے تہے اور وضع خوراک
و پوشاک کی بہت سادہ طور پر تہی اور عبادت صوم وصلوۃ کی طرف بہی بہت سرگرم
تہی اور انکو حرارت ایمانی بہت تہی مگر حلاوت ایمانی کیو اسطی خدا تعالی نی خاص کرکے
حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کو خلق کیا بیت

ہر کسی را بہر کاری ساختند		میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۸۸

اس فصل مین انتخاب ضروری ہی کتاب تاریخ الخمیس عربی چہاپہ مصر سی کہ جو
مصنف اسکا حسین ابن محمد ابن حسن دیاربکری ہی کہ اسنی یہ کتاب تفسیر کبیر اور
کشاف اور صحیح بخاری وغیرہ سے انتخاب کرکے مرتب کی ہی اور ایک سخت سنی ہی

نمبر ۱ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ہجری صفحہ ۵۸

وفی ہذہ السنۃ طلعت الشمس بعد ما غربت لعلی رضی اللہ عنہ علی ما اوردہ
الطحاوی فی مشکلات الحدیث عن اسماء بنت عمیس من طریقین ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیہ و راسہ فی حجر علی رضی اللہ عنہ
ولم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اصلیت یا علی قال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انہ کان فی طاعتک
وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس قالت اسماء فرایتہا غربت ثم رایتہا طلعت
بعد ما غربت و وقعت علی الجبل والارض وذلک فی الصہباء فی خیبر وہذا حدیث

ثابت الروایۃ عن ثقات وحکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لا ینبغی
لمن سبیلہ العلم التخلف عن حفظ حدیث اسماء لانہ
من علامات النبوۃ کذا فی المنتقی قال الجوزی فی الموضوعات
حدیث رد الشمس فی قصۃ علی موضوع بلا شک

ترجمہ اور اس سنہ ہجری مین طلوع ہوا آفتاب بعد غروب ہونی کی واسطے
علی رضی اللہ عنہ کے موافق روایت طحاوی کے کتاب مشکلات الحدیث مین تروایت
اسماء بنت عمیس کے دو نون طریقہ سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی پر وحی آتی تھی
اور سر اُنکا گود مین حضرت علی کے تہا اور نہین نماز پڑہی تہی حضرت علی نے عصر کی تا
غروب آفتاب کے پس پوچھا اُس سے حضرت رسول نے آیا نماز پڑہی تونی ای علی
کہا اُس علی نے کہ نہین پس کہا حضرت رسول نے کہ ای میری خدا تہا وہ علی
طاعت مین تیری اور رسول تیرے کی پس پھیر دی تو اوپر اُسکی آفتاب کو کہا اُس
اسماء نے کہ دیکہا ہمنے اُس آفتاب کو غروب ہوتے ہوئے پہر دیکہا ہمنے اُس آفتاب کو
طلوع ہوتی ہو بعد غروب ہونے کے اور گرا وہ آفتاب اوپر پہاڑ اور زمین کے
یعنے روشنی اُسکی آئی پہاڑ اور زمین پر اور یہ بات مقام صہبا علاقہ خیبر کی ہے
اور یہ حدیث ثابت الروایت ہی ثقہ لوگون سے اور نقل کی طحاوی نے کہ احمد
ابن صالح کہا کرتے تھے کہ نہین سزا وار ہی اُس شخص کو کہ جسکا علم ہی خلاف ورزی
کرنی حفظ حدیث سی اسماء کے بنظر اس بات کے کہ وہ علامات نبوت سی ہی اور یہ
روایت کتاب منتقی مین ہی اور کہا ابن جوزی نے کتاب موضوعات مین کہ حدیث
رجعت آفتاب کی قصہ علی مین ایک حدیث موضوع ہی بلا شک — فائدہ —
اگرچہ ابن جوزی نے جو اعتقاد اُسکا بطور ابن خلکان اور معتزلی وغیرہ کے ہی

اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہی مگر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی
اس حدیث کو مقصد دوم مین اپنی کتاب ازالۃ الخفا کی بہت طول سے اس
حدیث کو منظور کیا ہی کہ جو یہ شاہ صاحب بھی ایک سخت سنیون مین سے ہین اور
رجعت آفتاب کی کیا مشکل ہی کہ حضرت یوشع کی دعا پر بھی ٹھہر جانا آفتاب کا توریت
مین مندرج ہی اور یہ بات شرف علی کی کیا کم ہی کہ حضرت رسول نے اپنا سر
حضرت علی کی گود مین رکھکر کے آرام کیا۔

نمبر ۲ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ہجری سے صفحہ ۸۶

وفی ریاض النضرۃ روی عن علی انہ قال حین اتینا الکعبۃ قال لی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ
فصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرأی ضعفا منی تحتہ فقال
اجلس فجلست فنزل عنی وجلس لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وقال لی اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ فنھض لی
وانہ یخیل الی انی لوشئت لنلت افق السماء حتی صعدت
البیت وفی شواھد النبوۃ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علیا حین صعد منکبیہ کیف تراک قال علی ارانی
کان الحجب قد ارتفعت وتخیل الی انی لوشئت لنلت افق
السماء فقال رسول اللہ طوبی لک تعمل للحق وطوبی
لی احمل للحق اوکما قال انتھی قال فصعدت البیت
وکان علیہ تمثال صفر او نحاس وھو اکبر اصنامھم
ونحی رسول اللہ فقال لی الق صنمھم الاکبر وکان موتدا

علی البیت باوتاد حدید الی الارض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰیہ اعالجہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا فجعلت ازاولہ وقال اعالجہ عن یمینہ وعن شمالہ ومن بین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا ستمکنت منہ قال لی رسول اللہ اقذفہ فقذفت بہ فتکسر کما یتکسر القواریر ثم نزلت وزاد الحاکم فما صعدت حتی الساعۃ ویروی انہ کان من قواریر رواہ الطبرانی وقال اخرجہ احمد ورواہ الزرندی والصالحانی ثم ان علیاً اراد ان ینزل فالقی نفسہ من صوب المیزاب تادیا وشفقۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولما وقع علی الارض تبسم فسالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن تبسمہ قال لانی القیت نفسی من ہذا المکان الرفیع وما اصابنی الم قال کیف یصیبك الم وقد رفعك محمد وانزلك جبرئیل ویقال ان واحداً من الشعراء اشار الی ہذہ القصۃ فی ہذہ الابیات فقال

قیل لی قل فی علی مدحۃ	ذکرہ یخمد نارا موصدۃ
قلت لا اقدم فی مدح امرئ	ضل ذو اللب الی ان عبدہ
والنبی المصطفی قال لنا	لیلۃ المعراج لما صعدہ
وضع اللہ بظہری یدہ	فاحس القلب ان قد بردہ
وعلی واضع اقدامہ	فی محل وضع اللہ یدہ

ترجمہ ریاض النضرہ مین روایت ہی علی سے کہ کہا اُسنی کہ جب پہونچی ہم لوگ
کعبہ کو تب کہا مجکو رسولخدا نی کہ تو بیٹھہ جا پس بیٹھہ گیا مین طرف پہلو کعبہ کے تب
چڑہے وہ نبی اوپر میرے کاندھے کے اُٹھانے لگا مین انکو پس دیکھا اُس نبی نے
ایک ضعف مجھہ مین اپنی نیچے تب کہا اُس نبی نے مجکو بیٹھہ جا پس بیٹھہ گیا مین اور اوترے
وہ نبی مجھہ سے اور بیٹھے وہ رسول میرے واسطی اور کہا مجکو کہ چڑہ جا تو اوپر میرے
کاندہی کے پس چڑہ گیا مین اوپر دونون کاندہون اُسکی اور اُٹھایا مجکو اُس رسول نے
اور ہمکو یہ خیال ہوتا تہا کہ اگر ہم چاہتی تو پہونچ جاتے ہم اُفق آسمان کو پس کہا
رسولخدا نی کہ مبارک ہو تجکو کہ عمل کرتا ہی تو براہ حق کے اور مبارک ہو مجکو کہ
اُٹھاتا ہو مین براہ حق کے یا جیسا کہ کہا اُسنی منتہی ہوا وہ قول کہا اُس علے نے کہ چڑہی
ہم اُس خانہ کعبہ کو کہ اُسپر ایک تصویر تہی پیتل یا تانبی کی اور وہ بزرگترین اُنکے
بتون کا تہا اور جھکی رسولخدا اور کہا مجکو کہ پھینک تو اُنکی بت کلان ترکو اور تہا
وہ بت میخ مارا ہوا اُس خانہ کعبہ پر ساتھہ میخین لوہی کے زمین تک پس کہا رسولخدا نے
ہان اور ہان اور علاج کر تو اُسکا پہونچا حق اور نیست ہوا باطل اسواسطی کہ باطل
مٹا دیا گیا پس ہٹانی لگی ہم اُس بت کو یا کہا دفع کرنے لگے ہم اُسکو دہنے اور
بائین اور سامنی اور پیچھی سے اُس رسول کے یہانتک کہ ہم ٹہر گئے اُس بت کے پاس
تب کہا مجکو رسولخدا نی کہ پھینک دی تو اُس بت کو پس پھینک دیا ہمنے اُس بت کو
تب ٹوٹ گیا وہ بت جیسے ٹوٹتا ہی شیشہ سب تب اوترے ہم اور زیادہ کیا حاکم نے
اسقدر عبارت کو کہ پہر نہین چڑہی ہم اُس کعبہ کو قیامت تک اور ایک روایت مین ہے یہ
کہ وہ بت تہا شیشون کا روایت کی اسکو طبرانی نے اور کہا اُسنی کہ نکالا ہی اُس
حدیث کو احمد نے اور روایت کی اُسکو ترمذی اور صالحانی نی تب اُسکی بعد علی نے

ارادہ کیا اوتر نے کا پس گرا دیا اپنی کو میزاب یعنی کعبہ کی چھت کی موہری سی بنظر
ادب او شفقت کرنے اوپر پیغمبر خدا کے اور جب گری وہ علی زمین پر تو تبسم کیا
علی نے پس پوچھا اُس علی سے رسول خدا نے وجہ تبسم کو تب کہا علی نے کہ تبسم کی
وجہ یہ تھی کہ ہمنی اپنے کو گرا دیا ایسی مکان بلند سی اور نہ پہونچی مجکو کچھ چوٹ تب کہا رسول
خدا نے کہ کیونکر پہونچتی تجکو چوٹ کہ تجکو اُٹھایا تھا محمدؐ نے اور اُتارا تجکو جبرئیل نے
اور ایک شاعر نے اُس قصہ کو بیت ہای مفصلہ ذیل مین اس طرح قلمبند کیا ہی
ترجمہ شعر اول مجکو کہا گیا کہ تو علی کے حق مین ایک مدح کہ جسکا ذکر سرد کرتا ہی
آتش طبق بر طبق کو دو رخ کے۔
ترجمہ شعر دوم جواب دیا ہمنی کہ نہین قدم ڈالین گے ہم مدح مین ایک آدمی کے
کہ جسمین ایک شخص صاحب عقل یہانتک بہکا ہی کہ تحقیق کہ بندگی کی اُسکو۔
ترجمہ شعر سوم اور نبی مصطفےٰ نے کہا مجکو کہ شب معراج کو جب چڑہی وہ نبیؐ
ترجمہ شعر چہارم رکھا خدا نے میری پیٹھ پر اپنا ہاتھ پس تمیز کیا دل نے
کہ خدا نے ٹھنڈا کیا تھا اُس دل کو۔
ترجمہ شعر پنجم اور علی رکھنی والی ہین اپنی قدمونکو ایسی محل مین کہ جہان خدا نے رکھا تھا اپنا ہاتھ
تمت کتاب تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۶۹ ۔

وتخلف عن بیعتہ علی وبنو ھاشم والزبیر بن العوام وخالد بن سعید بن
العاص وسعد بن عبادۃ الانصاری ثم ان الجمیع بایعوا
بعد موت فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ الا سعد بن عبادۃ فانہ
لم یبایع احداً الی ان مات وبیعتھم بعد ستۃ اشھر
من موت فاطمۃ علی القول الصحیح وقیل غیر ذلک

ترجمہ اور خلافت ورزی کی بیعت سی ابوبکر کی علی و بنی ہاشم اور زبیر بن عوام اور خالد ابن سعید بن العاص اور سعد بن عبادہ انصاری نے اور بعد اسکی اون سب لوگون نے بیعت کی بعد انتقال حضرت فاطمہ دختر رسول اللہ کے مگر سعد ابن عبادہ کہ اسنی ہرگز بیعت نہین کی کسی شخص کی تا مرنے اپنے کے اور بیعت اون سب لوگونکی بعد چھہ مہینے کے ہی انتقال حضرت فاطمہ سے اوپر قول صحیح کے اور بعض قول خلاف اُسکے ہین ـــ

نمبر۴ تاریخ الخمیس عربے جلد دوم صفحہ ۲۴۱ ـ

فلما کتب ختم الصحیفة واخرجها الی الناس وامرھم ان یبایعوا لمن فی الصحیفة حتی مرت بعلی فقال بایعت لمن فیھا وان کان عمر

ترجمہ پس جب لکھا اُس ابوبکر نے صحیفہ استخلاف عمر کو تب مُہر کی اُسپر اور بھجوایا اُس صحیفہ کو آدمیون کے پاس اور حکم دیا اُس ابوبکر نے کہ بیعت کرین وہی لوگ اُس شخص کی کہ جو اُس صحیفہ مین مذکور ہی یہانتک کہ پہونچا وہ صحیفہ علی کے پاس تب کہا اُس علی نے کہ بیعت کی ہہنی اُس آدمی پر جو اس صحیفہ مین مذکور ہی اگرچہ ہو وہ آدمی عمر ـ فائدہ ـــ اس عبارت سی کہ اگرچہ وہ شخص عمر ہو یہ بات صاف مترشح ہوتی ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سے کچھ کراہت تھی کہ بنی ہاشم اور علی وغیرہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی تا حیات جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے

فصل ۸۹

اس فصل مین انتخاب ضروری تاریخ ابو الفدا بادشاہ ملک حماۃ علاقہ شام سی کیا جاتا ہی کہ جو یہ شخص بھی ایک سخت سُنی ہی ـــ

نمبر۱ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ترجمہ اردو ہ ۳۷ یہ بیعت حضرت ابوبکر کی

عشرۂ اوسط ماہ ربیع الاول سنہ ہجری مین ہوئی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ ابن ابی لہب اور خالد ابن سعید ابن عاص اور مقداد ابن عمر اور سلمان فارسی اور ابوذر اور عمار ابن یاسر اور برا ابن عازب اور ابی ابن کعب یہ سب لوگ حضرت علی کے ہمراہ ہو گئے اور اسی بات مین عتبہ ابن ابی لہب نی چند شعر اس مضمون کے کہے ہین کہ مین نہ جانتا تہا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے جاتا رہیگا اور اسی طرحسی ابوسفیان پدر معاویہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی پھر ابوبکر صدیق نے عمر بن الخطاب کو حضرت علی کے پاس باین ارادہ بھیجا کہ جو لوگ اُنکے ہمراہ اہل بیت ہین معہ اُنکے حضرت علی رض کو حضرت فاطمہ کے گھر سے نکالدو اور یہ کہدیا تہا کہ اگر اُنکو نکلنی سے کچھ انکار ہو تو بی شک تم اُنسے لڑنا حضرت عمر تہوڑی سی آگ بہی ہاتھ مین لیکر بہ ارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے اسی اثنا رمین حضرت فاطمہ رہ راہ مین اُنسے ملین اُنہون نے پوچھا کہ کہان کو جاتا ہی اے ابن الخطاب کیا ہمارا گھر پھونکنی آیا ہی حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالونگا نہین تو تم بھی ابوبکر صدیق سے بیعت کرو جسمین تمام امت داخل ہوئی تم بھی داخل ہو جاؤ رای راقم۔ اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت علی کا گھر سے فاطمہ اُنکی بی بی کے نکالدینی کا حکم کرنا اور حضرت عمر کا ہاتھ مین آگ لیکر کے جانا واسطے جلانی گھر فاطمہ کے یہ کیسا کام ہی واہ واہ سُنی صاحبان یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ ایسے اعمال و افعال کے آدمیون کو حضرت علی پر تفضیل دین ہمارا حال اسوقت تونا گفتہ بہ ہی مگر کیا کرین کہ ہماری خاوند مولا علی نے کچھ زبان بد اُن لوگون پر استعمال نہین کیا اور ابو الفدا کا حال یہ ہی کہ وہ ایک سُنی ملک شام کا ہی کہ اُسکی نزدیک حضرت علی کو کچھ بڑی عزت نہین ہی اسواسطی بے تکلف اس روایت کو جو قاضی جمال الدین ابن

واصل سے ہی اپنی کتاب تاریخ مین لکھدیا۔

نمبر ۲ تاریخ ابوالفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۹۹ ۳ ۔

پھر حضرت عثمان نے جب اپنی اقارب اور رشتہ دارون کو ملکون پر مسلط کیا اسوقت عبدالرحمن بن عوف سے لوگون نے کہاکہ یہ سب تیرے کرتوت ہین اُسنے کہا کہ مین اس سے یہ خیال نہ کرتا تھا لیکن اب مین اس سے کبھی کلام نکرونگا چنانچہ عبدالرحمن حضرت عثمان کی جدائی ہی مین مرگیا ایک دفعہ بیمار پرسی کے لیئے حضرت عثمان گئے تھے وہ دیوار کیطرف چلا گیا اور اُس سے کلام نہ کیا تاکہ قسم نہ ٹوٹ جاے

نمبر ۳ تاریخ ابوالفدا ترجمہ اردو صفحہ ۴۲۹

اور عمرو ابن العاص بن وایل معاویہ کیطرف سے حکم مقرر ہوا یہ دون حکم حضرت علے کے سامنے حاضر ہوے اور اقرارنامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہوگیا عبارت

اُس اقرارنامہ کی یہ ہے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ اقرارنامہ ہے کہ جسپر فیصلہ کیا امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی عبارت لکھنے پای تھے کہ عمرو نے کہاکہ یہ امیر تمہارے ہین ہمارے امیر نہین ہین۔ اخنف نے کہاکہ لفظ امیرالمومنین کا محو نکرو اشعث بن قیس نے کہاکہ محو کیا جاے چنانچہ حضرت علی نے مان لیا اور کہاکہ بھای امیرالمومنین کا لفظ نہ لکھو یہ کہکر حضرت علے رض نے کہا اللہ اکبر آجکی روز مشابہ ہوا مین درمیان سنت رسول کی کیونکہ قسم ہے خدا کی مین بھی جنگ حدیبیہ کے روز رسول کیطرف سے اقرارنامہ لکھنے بیٹھا تھا مین نے محمد رسول اللہ لکھا تھا کفار نے کہا آپ رسول اللہ نہین ہین آپ اپنا نام لکھئی اور اپنی باپ کا نام لکھدیجی اُسوقت پیغمبر خدا نے مجکو ارشاد کیا تھا کہ محو کردو مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مجکو اتنی طاقت نہین کہ مین محو کردون اپنی

ارشاد کیا کہ مجکو دکہلاؤ میں نے دکہلایا آپ نے اسکو اپنی ہاتھ سے مٹا دیا اور مجھسے فرمایا کہ تجکو بہی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا تو بہی دیو مانیگا عمر نے کہا کہ سبحان اللہ آپ ہمکو کفار سی تشبیہ دیتی ہین اور حالانکہ ہم مسلمان ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای نافرمان برادر کے بچے اب تک تو فاسقون کا سردار اور مسلمانون کا دشمن نہین ہوا عمر نے کہا کہ قسم ہی خدا کی اب سی مین آپکی مجلس مین کبہی نہ آونگا حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ مین خدا سی چاہتا ہون تیری صورت پر کدورت سے اپنی مجلس مین پاک رکھون تجبسی ایسے کو نہ بیٹھنے دون۔ راقم۔ یہ معاملہ جنگ صفین کا ہی جوکہ معاویہ سی پیش تہا اور اہل شام قریب مغلوب ہونے کے تھے تب معاویہ نے بمشورہ عمر ابن عاص کے حکم یعنی ثالث مقرر کرایا اور حضرت امیر کیطرف سی ابوموسی اشعری اور معاویہ مردود کیطرفسے عمر ابن عاص ثالث مقرر ہوی اور عمر ابن عاص نے جوکچھ فریب کیا سو فن تاریخ سے متعلق ہی مگر اس جگہ نقل کرنے سے اس قصہ کے غرض یہ ہی کہ حضرت امیر نے پیروی مین سنت رسول اللہ کی لفظ امیرالمومنین کو اقرارنامہ ثالثی سے محو کردیا جیساکہ حضرت رسول نے لفظ رسول اللہ کو اپنی معاہدہ مین محو کر کے حضرت علی کو کہا تہا کہ یہ معاملہ تمکو بہی پیش آویگا اور دیکہا جاتا ہی کہ حضرت علی سے کوئی سنت رسول کی فوت نہین ہوئی کہ حضرت علی نے جنگ صفین مین مباہلہ بہی حسب سنت رسول خدا کے مستعد ہوے تھے مگر اہل شام اس مباہلہ سے پس پا ہو گئے۔

فصل ۹۰

اس فصل مین بحث پنجتن پاک کی ہی کہ یہ کیا اصطلاح ہی اور کیا بنیاد اس بات کی ہی واضح ہو کہ اوصاف قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہو نمین خلفای ثلثہ شریک حضرت

امیر علیہ السلام کے تھے مگر حضرت علی جو علاوہ ازین قریشی اور صحابی اور خلیفہ
ہونے کے داخل پنجتن پاک اور اہلبیت اور عترت اور لقب آل عبا اور لقب
دوازدہ امام کے ہین سو یہ سب باتین خصوصیات مزید حضرت علی کی ہین کہ جس سے
اصحاب ثلثہ وغیرہم کسی شخص کو کچھ علاقہ نہین ہی اور ہم نہین سمجھ سکتی ہین کہ بنیاد
صحیح تفضیل الشیخین کی اوپر حضرت علی کے کیا ہوسکتی ہی جاننا چاہیے کہ پنجتن پاک
اصطلاح ہی خاص پانچ آدمی سے کہ حضرت پیغمبر خدا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ
اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام صرف یہی پانچ آدمی پنجتن پاک ہین اور
بنیاد اُسکی دو آیت ہی ایک آیت تطہیر اور دوسری آیت مباہلہ آیت تطہیر سورۃ
الاحزاب پارہ ۲۲ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا
ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب یہی اللہ یہی چاہتا ہی کہ دور کری تمسے گندی باتین
اس گھر والونسے اور ستھرا کرے ایک ستھرائی سے اور اس آیت کی حاشیہ مین شاہ
عبد القادر صاحب نے خوب داد سنیت کا دیا ہی کہ اس آیت کو اوپر حضرت عائشہ
وغیرہا ازواج کے لاد دیا ہی اور مطلق ذکر حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت
امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا نہین کیا مگر اس کتاب مین اندر فصل ۱۲ کے
بخوبی تصریح اس بات کی ہوئی ہی کہ بروایت حضرت عائشہ کے اس لفظ اہلبیت سے
حضرت امام حسن اور امام حسین اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی مراد ہین کہ جنکو
حضرت پیغمبر خدا نے اپنی کمل مین لیلیا اور کہا کہ اللھم ھولاء اھل بیتی
یعنے ای میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین اور فصل ۵ امین اس کتاب کے
اندر حدیث سعد ابن ابی وقاص متعلق آیت مباہلہ کے بھی تحقیق معنی اہلبیت کی
بخوبی کی گئی ہی اور یہ بنیاد اسی آیت تطہیر اور قصہ کمل یعنی کلیم سیادت کے حضرت

امام حسین علیہ السلام خامس آل عبا یعنی پانچوین شخص اُن کملی والونکی کہلاتے ہین
آیت دوم سورہ آل عمران آیت ۴۷ حسب ذیل ہی فمن حاجک فیہ من بعد
ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم
وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ
اور جو شخص کہ حجت کری ساتھ تیرے بابت اُس مسیح کے بعد اُس دانست کے جو
پہنچ گئی ہی تجکو سو کہہ تو اُن لوگونسی آو تم لوگ کہ ہم لوگ بلاوین اپنی بیٹون کو اور تم
لوگ اپنی بیٹون کو اور ہم لوگ اپنی عورتون کو اور تم لوگ اپنی عورتون کو اور ہم لوگ
خود اپنی جانون کو اور تم لوگ خود اپنی جانون کو تب ہم لوگ لعنت مانگین اور رکھین
لعنت خدا کی اُن لوگون پر جو جھوٹھہ بولتی ہین اور اُس فصل ۵ امین سعد ابن ابی وقاص
کی حدیث ہی کہ حضرت پیغمبر خدا نے علی اور فاطمہ اور امام حسن وحسین کو ساتھ اپنی لیکر کے
مباہلہ کرنیکو مقابلہ مین عیسائی لوگ کے گئے اور کہا اللھم ھولاء اھل بیتی
یعنی ای میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین غرض اُن لوگونکی اہلبیت ہونیمین
کچھہ شک نہین ہی اور یہی چار آدمی اور پیغمبر خدا ملا کر کے پنجتن پاک کہلاتی ہین اور اس
مقام مین ایک عذر سنیون کیطرفسے پیش ہو سکتا ہی کہ دیکھو رتبہ محبوبیت حضرت
عائشہ اور ابوبکر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اُنکی باپ بھائی کا کہ مقام مباہلہ مین واسطی
احتیاط لعنت خدا کی اُن لوگون کو پیغمبر خدا ساتھ اپنی نہین لے گئے اور فاطمہ دختر اور
حسن اور حسین پر اس خطرہ کو ٹالدیا سو اُسکی جواب مین یہی کہا جائیگا کہ یہ عذر اُسوقت
درست ہوتا کہ جب پیغمبر خدا اپنی جان بچا کر کے علی اور فاطمہ اور حسن حسین پر یہ بلا ڈالدیتی
بلکہ اس جگہ پر یہ شعر بحق حضرت علی درست ہی

شعر

تا نفس پیغمبرش خوانده است	دیگری را فضیلت یکس مانده است

اور اس عرصہ مین ایک کتاب عربی باسم غایت المرام تصنیف سید ہاشم بحرانی
کی ہماری پاس پہونچی کہ جو بوقت شاہ سلیمان صفوی کے مرتب ہوئی تہی اور اب
۱۲۷۲ ہجری مین بعہد شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ ایران کے طہران مین چہاپنے
گئی ہی کہ جو باثبات امامت دوازدہ امام اور فضایل اہلبیت کے ہی اور یہ کتاب
اسقدر ضخیم ہی کہ ۸۴۷ صفحہ مین چہپی ہی اور ہر صفحہ مشتمل ہی اوپر ۳۲ سطرون کی
اور اسقدر لفظون کو ملا ملا کر چہاپا ہی کہ اگر یہ کتاب ہندوستان مین چہاپی جائی
تو گنجایش ایک ایک سطر کی دو دو یا ڈیڑہ ڈیڑہ سطر مین ہوگی اور حجم اس
کتاب کا غالبا دو ہزار صفحہ کچہ کم و بیش ہوگا اور ایک اہتمام خاص مصنف کا یہ ہی
کہ ہر بحث مین دو دو فصل ہی ایک فصل بروایت احادیث و تفاسیر اہلسنت دوسری فصل بروایت
احادیث اور تفاسیر اہل تشیع کی نقل کی ہی اور اپنی طرفسی دخل و تصرف اسمین کچہ نہین کیا ہی اور احادیث
اہلسنت کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور موطا ابن مالک اور
احمد نسائی وغیرہ سے نقل کیا ہی غرضکہ یہ کتاب ایک خزانہ احادیث و تفاسیر
اہلسنت و اہل تشیع کا ہی کہ جسمین ہزارون حدیثین طرفین کی موجود ہین غرض کہ
راقم حروف کو تمامتر کافی و وافی ہی اور ہم جابجا احادیث اہلسنت کو اس کتاب
غایۃ المرام سی اس کتاب مین ذکر کرینگے مگر ایک ایک حدیث پر جو اسناد اسکا
چار چار پانچ پانچ سطرون مین ہی سو صرف بذکر نشان صفحہ اس کتاب غایت المرام
کے اس کتاب مین ذکر کیا جائیگا اور سید ہاشم مصنف غایت المرام کا بذکر احادیث
و تفاسیر طریقۂ عام یعنی اہلسنت اور طریقۂ خاص یعنے اہل تشیع کے ایک فقرہ یہ
بہی لکہا ہی واللہ جل جلالہ الشاہد علی ذلک وکفی باللہ شہیدا
یعنی خدا تعالی گواہ ہی اوپر اس نقل احادیث وغیرہ کے اور اللہ شاہد کافی ہی

لگہ چونکہ سنیونکی عادت ہی کہ شیعون پر الزام جھوٹھا اور فریب کا دیتی ہین سواسواسطی ہماری غرض بجز بیت سنی صاحبان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے یہ ہی کہ اس کتاب غایت المرام کی جسقدر احادیث و تفاسیر کو ہم نقل کرین سو جس حدیث و تفسیر پر شک ہو سو اس کتاب غایت المرام کو دیکھکر کے اصل کتاب مروی عنہ سی مقابلہ کرلین مگر خود ہمکو کچھہ شک نہین ہی اور یہ کتاب غایت المرام جو بعہد شاہ سلیمان صفوی کے لکھی گئی سو اس خاندان صفوی کا یہ حال ہی کہ اول بادشاہ اس خاندانکا اسمعیل صفوی تھا جو ۱۰۹۰ عیسوی مین بادشاہ فارس کا ہوا اور یہ خاندان بادشاہان صفوی کا قبل زمانہ نادرشاہ کے ختم ہوگیا تھا پس تخمیناً یہ کتاب غایت المرام تصنیف کی ہوئی دو تین سو برس کی معلوم ہوتی ہے —

نمبر ۱ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۵ باب اول مقصد اولکہ سلسلہ روایت اسکا ابوہریرۃ تک پہونچتا ہی قال لما خلق اللہ تعالی ابا البشر ونفخ فیہ من روحہ التفت آدم یمنۃ العرش فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا ورکعا قال آدم یا رب ھل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا آدم قال فمن ھؤلاء الخمسۃ الذی اراھم فی ھیئتی وصورتی قال ھؤلاء خمسۃ من ولدک لولاھم ما خلقتک ھؤلاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ اسماء من اسمائی لولا ھم ما خلقت الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض ولا الملئکۃ ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وھذا محمد وانا العالی وھذا علی وانا فاطر وھذہ فاطمۃ وانا الاحسان وھذا الحسن وانا المحسن وھذا الحسین آلیت بعزتی انہ لا یاتینی احد بمثقال حبۃ من خردل من بغض احد ھم

الا ادخلته ناری ولا ابالی یا ادم هولاء صفوتی بهم انجیهم وبهم اهلکهم فاذا کان لك الی حاجة فبهولاء توسل فقال النبی نحن سفینة النجاة من تعلق بها نجی ومن حاد عنها هلك فمن کان الی الله حاجة فلیسئل منا اهل البیت

ترجمہ کہا اُس ابوہریرہ نی کہ فرمایا اُس رسولخدا نی کہ جب پیدا کیا خدا یتعالی نے ابو البشر آدم کو اور پہونکا اُسنی اپنی روح کو تب التفات کیا آدم نے داہنی جانب کو عرش کے پس ناگاہ وہان نور تہا پانچ شخصونکا حالت سجدہ اور رکوع مین تب کہا آدم نی ای میری رب آیا پیدا کیا تو نی کسی شخص کو مٹی سے قبل میری تب جواب دیا خدا ئی کہ نہین ای آدم تب پوچہا اُس آدم نے کہ کون ہین یہ پانچ آدمی کہ جنکو دیکہتا ہون مین اپنی صورت بشکل مین جواب دیا خدا ئی کہ یہ لوگ پانچ شخص ہین تیری اولاد مین سے اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین تجکو اور یہ لوگ وہ پانچ ہین کہ نکالا مین نے واسطے اُنکی پانچ نامون کو اپنی نامون مین سے کہ اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین جنت کو اور نہ دوزخ کو اور نہ عرش اور نہ کرسی اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ فرشتونکو اور نہ آدمی کو اور نہ جن کو سو میرا نام محمود ہی اور یہ محمدؐ ہی اور میرا نام عالی ہی اور یہ علی ہی اور میرا نام فاطر ہی اور یہ فاطمہ ہی اور میرا نام احسان ہی اور یہ حسن ہی اور میرا نام محسن ہی اور یہ حسین ہی اور قسم ہی مجکو اپنی عزت کی نہین کوئی شخص آویگا میری پاس ساتھ ایک مثقال کے رائی سے بغض رکھی ہوئی کسی ایک ان پانچ کا مگر یہ ہی کہ داخل کرینگی ہم اُسکو دوزخ مین اپنی اور نہین پروا کرتا ہون مین ای آدم یہ لوگ برگزیدہ میری ہین اور ساتھ اُنکی ذریعہ سی نجات دونگا مین اُن آدمیون کو اور اُنکی وجہ سے ہلاک کرونگا اُن آدمیون کو پس جبکہ تجکو کچہ حاجت ہو میری طرف پس وسیلہ پکڑ تو

ساتھ اُن لوگوں کی پس فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ہم لوگ کشتی نجات کی ہیں کہ جو شخص متعلق ہوگا اُس کشتی سے نجات پاویگا اور جو شخص کہ کنارہ رہیگا اُس کشتی سے ہلاک ہوگا پس جس شخص کو خدا کیطرف کچھ حاجت ہو پس چاہیے کہ سوال کرے وہ شخص بوسیلہ ہم لوگ اہل بیت سے

نمبر ۲ اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلہ روایت ابن عباس تک ہی —

قال سمعت رسول اللہ یقول لعلے خلقت انا وانت من نور اللہ تعالے

ترجمہ کہا اُس عباس نے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتی ہوئی علی کو کہ پیدا کیا گیا ہین اور تو نور سے خدا کے —

نمبر ۳ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلہ روایت حضرت عثمان تک پہونچتا ہی قال قال عمر بن الخطاب ان اللہ تعالی خلق ملائکۃ من نور وجہ علی ابن ابی طالب ترجمہ کہا اُس حضرت عثمان نے کہ کہا حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا فرشتون کو نور سے چہرۂ علے ابن ابی طالب کے —

نمبر ۴ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۸ کہ جو حضرت عمر ابن الخطاب سے مروی ہی —

قال سمعت ابا بکر بن ابی قحافۃ یقول سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ تعالی خلق من نور وجہ علی ابن ابی طالب ملائکۃ یسبحون ویقدسون ویکتبون ذلک لمحبیہ ومحبی ولدہ

ترجمہ کہا اُس حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا نور سے چہرہ علی ابن ابی طالب کے فرشتون کو

کہ جو تسبیح و تقدیس خدا کی کرتے ہین اور لکھتی ہین اُس عمل کو واسطے محبان اُس علی کے اور محبان اولاد اُس علی کے ۔

تتمہ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جو سلسلۂ روایت اُسکا سلمان فارسی تک پہونچتا ہے قال سمعت رسول اللہ یقول خلقت انا و علی بن ابی طالب من نور عن یمین العرش نسبح اللہ ونقدسہ من قبل ان یخلق اللہ عز وجل ادم باربعة عشر الف سنة فلما خلق اللہ ادم نقلنا الی اصلاب الرجال وارحام النساء الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین فجعل النصف فی صلب ابی عبد اللہ وجعل النصف فی صلب عمی ابی طالب فخلقت من ذلك النصف وخلق علی من النصف الاخر واشتق اللہ تعالی من اسمائہ اسمًا فاللہ عز وجل المحمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علیؑ واللہ فاطر وابنتی فاطمة وانہ حسن وابنای الحسن والحسین وکان اسمی فی الرسالة والنبوة وکان اسمہ فی الخلافة والشجاعة فانا رسول اللہ وعلیؑ سیف اللہ

ترجمہ کہا اُس سلمان فارسی نے کہ سُنا مین نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ پیدا کئے گئے ہم اور علی ابن ابی طالب ایک نور چشمۂ عرش سے کہ تسبیح پڑھتے تھے ہم لوگ خدا کو اور تقدیس کرتے تھے ہملوگ اُسکی قبل اسکی کہ پیدا کرے اللہ آدم کو چودہ ہزار برس پہلے پس جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تب منتقل کیا اُس اللہ نے ہم لوگون کو طرف پشت ہای مردان اور رحم ہای عورات طاہرات کے اور اُسکی

بعد منتقل کیا اُس نے ہملوگونکو طرف پشت عبد المطلب کے اور تقسیم کیا ہم لوگ کو دو نصف کر کے پس دیا ایک نصف کو پشت مین میرے باپ عبد اللہ کے اور ایک پشت مین ہماری چچا ابو طالب کے پس پیدا کیا گیا مین اُس نصف سی اور پیدا کیئے گئے علی نصف آخر سے اور مشتق کیا اللہ نے اپنی ناموں مین سے ایک ایک نام پس خدای عز وجل محمود ہی اور مین محمد ہون اور اللہ اعلی ہی اور بہائی میرا علی ہی اور اللہ فاطر ہی اور بیٹی میری فاطمہ ہی اور تحقیق کہ وہ اللہ حسن ہی اور دو بیٹے میرے حسن و حسین ہین اور میرا نام تہا رسالت اور نبوت مین اور تہا نام اُس علی کا خلافت اور شجاعت مین پس مین رسول اللہ ہون اور علی سیف اللہ ہی

فائدہ — اس کتاب غایت المرام کے باب اول مقصد اول مین ۱۹ حدیثین اہلسنت کی مذکور ہین لخوف طول کے ہمنے صرف پانچ حدیث پر اکتفا کیا۔ اور اس عرصہ مین ایک قصیدہ تاریخی اس کتاب حد تحقیق کا بقید ۱۲۹۶ھ ہجری کے طبعزاد جناب سید مظفر علی صاحب بلگرامی متخلص مجنون کا بذریعہ جمیلہ جناب سید احمد رضا صاحب بلگرامی کے پہونچا کہ بنظر شکر گذاری اس مقام مین نقل کیا جاتا ہی اور یہ تاریخ ہملو بہت پسند ہوئی کہ نام حد تحقیق بمشرب سنی سے جیساکہ ۱۲۹۴ھ ہجری سال ابتدائی تالیف اس کتاب کا ملتا ہی سوا اُسی طرح اس تاریخ سے جناب سید مظفر علی صاحب کے ۱۲۹۶ھ ہجری سال اختتام تالیف اس کتاب کا برآتا ہی اور امید ہی کہ انشا اللہ تعالے یہ کتاب ۱۲۹۶ھ ہجری مین اختتام کو پہونچے۔

قصیدہ تاریخی مذکور الصدر

[illegible]	باوصاف علم و عمل مشتہر
[illegible]	محب ائمہ بصدق یقین

بعالم عقائد فضیلت مآب
زگلہای تحقیق گلدستہ بست
بتشحید تحقیق تیغے کشید
نگار ید مجنون سنش منجلے

وجودش بعالم ہدایت نصاب
بخار الم جان اعدا انجست
جراحت بجانہای اعدا رسید
زہی ذوالفقار علی ولے

از۔ ان عرصہ میں جناب سید محمد حسن صاحب متخلص ندرت نے بھی براہ عنایت چند قطعہ تاریخ بقید سنہ ۱۲۹۵ ہجری کے بھاگلپور سے ہمارے پاس بھیجا وہ قطعات بھی بنظر شکر گذاری کے اس جگہ پر نقل ہوتے ہیں۔

قطعۂ اول تاریخ فارسی

وحید عصر مولوی وحید الدین
کہ ہست حاوی معقول و جامع منقول
زبس کہ منصف دلسوز حامی دین است
حدیث و آیت تفسیر و قول فیصل او
چو نام نامی آن نسخہ حد تحقیق است

جناب شمس الادب با فخر الالقاب
مقر فضل بلند و کمالش ہمہ چہ شیخ و شاب
نمودہ است چو تالیف لاجواب کتاب
ہمہ بموقع و برجا برا اولی الالباب
ممیز حق و باطل کتاب با دخطاب
۱۲۹۵ھ

قصیدۂ دوم اردو

جناب منبع اخلاق و مجمع حسنات
مری شفیق وہ ہین مولوی وحید الدین
مدام آنکی عنایت ہی میری شامل حال
ادای شکر عنایت تو ہو نہین سکتا
کتاب آپکی میری نظر سی سب گذری
یہی کتاب ہی فی الواقعی حد تحقیق

وحید دہر وحید زمان خجستہ صفات
خدا ہمیشہ رکھی آنکی ذات بابرکات
کتاب بھیجی ہی منجملہ اپنی تصنیفات
مگر ہے عرض مری آنسی بعد تسلیمات
مین بہرہ مند ہوا دیکھہ آسکی سند رجات
کہ جملہ قول صحابہ حدیث اور آیات

مفسرون نے فریقین کی جو کی تفسیر
وہ سب بغور نظر آپنی کی تالیف
بمقتضای عدالت یہ ہمین علم و کمال
خدای عادل و منصف سے ہی یہی امید
ہوی جو فکر کہون اس کتاب کی تاریخ
کہ اُس وحید نے تنبیہ گمرہونکے لئے

سورخون نے سیر مین لکھی ہین جو حالات
ہوی ہین جلسی عیان اہل بیت کی درجات
کیا ہی اُنکی حقیقت کا آپ نے اثبات
بر آئین آپ کے جملہ مطالب و حاجات
تو آکے ہاتف غیبی نے یہ سُنائی بات
لکھی کتاب بلا ریب یہ سبیل نجات
۱۳۱۲ھ

قطعہ سیوم فارسے

حد تحقیق چون بحد رسید
چون بحستیم سال خاتمہ اش

از بیان شد مولفش خاموش
ختم گردید واہ گفت سروش
۱۳۱۲ھ

اور اس حصہ مین ایک قصیدہ تقریظیہ جناب آغا مرزا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقیم بجاگلپور کا پہونچا کہ جو براہ عنایت بزرگانہ کے بہت کچھ قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی فرمائی ہی کہ وہ بھی اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی کہ اُس سے بہی ایک امید ہدایت گمراہون کی ہوتی ہی۔

قصیدہ

حد تحقیق چو بگرفت علم صدق بدوش
شاد بودند رقیبان کہ بکام ما شد
پردہ بر داشت ز رخ یار و بگفتا اے عقل
حیف باشد کہ کنی پیروی وہم و خیال
فتنہ کردند و بگفتند کہ این ست اجماع
جہد کردند و نہ دیدند بسی وضع حدیث

لشکر خصم بر آورد ز بس ست خروش
حد تحقیق ندا گر د ز حق گوش بگوش
رہ تحقیق ہمین ہست تو جانانہ بکوش
حد تحقیق بہ بین و ز دگر چشم بپوش
ظلم چنین ہست و قیاس ست خرد رفت ز ہوش
ظلم کردند بحدیکہ ملک شد مدہوش

برخلاف نبی و رحمت اولاد چنین — نام اسلام و ولی غاشیہ کفر بدوش
عیب خود پردہ نمودند بتاویل حدیث — ہر کہ حق گفت بخشم آمدہ گفتند خموش
دین خود کردہ مبدل بہوای دنیا — دیگران را صلہ دادند کہ این جرعہ بنوش
سوختند مصحف و کشتند نبی را اولاد — ظلم ہا رفت کہ کونین برآورد خروش
خون ببارید فلک در ستم آل نبیؐ — سر نہادند بزانو ہمگی خیل پریوش
جد و جہدیست کہ تسلیم نبیؐ را است — حیف بر دعوی این سلسلہ دین فروش
ختم کردند بخود شیوۂ گستاخی را — بہر توہین علی روز و شب ہستند بجوش
احمد از معتقدان ست بگفتار وحید — چونکہ آزاد شدہ او شب جمعہ سروش
یارب این گوہر یکتای تخلص آزاد — غرق وحدت شود و کسوت حادثی پوش

فصل ۹۱

بیان مین اسباب و سامان مصائب اہلبیت علیہم السلام کے اور اناٹومی یعنے تشریح مین مذہب تفضیل یا تشنیع معاویہ شاہی کے

شعر

ہای جاتی رہی وہ زیبائی — خاک مین مل گئی وہ رعنائی

فصل بالا سے جو فضائل اہلبیت کے عیان و نمایان ہین سو اب کچھ اسباب مصائب انکے لکھے جاتے ہین کہ حضرت علی ابن عم و ابن خالہ حضرت رسول کے اور زوج حضرت بتول کے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے جو درخواست شادی کی حضرت فاطمہ سے کی اور حضرت علی نے بہ سبب شرم و حجاب کے خود درخواست نہین کی مگر مرضی حضرت رسول کی معلوم کر کے حضرت علی نے بھی درخواست کی اور شادی حضرت فاطمہ سے انجام پائی کہ حدیث اسکی فصل ۲۸ مین مندرج ہے سو تمام مصائب

جو اہلبیت کو پیش آنے والے تھے سو یہ امر بھی ازدواج حضرت علی کا ساتھ حضرت فاطمہ کے ایک تخم اُس تمام مصائب کا قیاس ہو سکتا ہی اسواسطے کہ جب ایک شخص اسطرحسی دوسرون پر ترجیح دیا جاہی تو عین مقام اور قرینہ محسود ہونیکا اُس شخص کے ہی چنانچہ فصل ۷ مین اس کتاب جامع تحقیق کے ایک حدیث عبد اللہ ابن عمر کی روایت کی گئی ہی کہ عبد اللہ ابن عمر یعنی صاحبزادہ عمر نے بہ نسبت حضرت علی کے کہا کہ علی کو تین باتین ایسی تہین کہ اگر اُسمین سے ایک بات بہی ہمکو ہوتی تو ہم تمام دنیا و مافیہا سی بہتر سمجھتی ایک یہ کہ حضرت رسول نے اپنی بیٹی فاطمہ کو ساتھ حضرت علی کے بیاہ دیا دوم یہ کہ حضرت رسول نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سوای حضرت علی کے سیوم یہ کہ حضرت رسول نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا غرض یہ ہی کہ شادی حضرت علی کی بہی ایک منشاء حسد کا ہی اور اس حدیث سی کسقدر رذالت حوصلہ عبد اللہ ابن عمر کی نمایان ہی کہ جن باتون مین کہ حضرت عمر خود باپ اُنکی بمقابلہ حضرت علی کے شکست کہا چکی تھے سو حوصلہ کرنا اُن باتون کا اُنکے صاحبزادہ کے جی سے نہین گیا ہی اور حال عطای علم بروز خیبر کا یہ ہی کہ حدیث اُسکی فصل ۱۰ مین اس کتاب کی اسطرحپر مندرج ہی کہ حضرت رسول نے بروز خیبر کے فرمایا کہ ہم کل کے روز یہ علم ایک ایسی شخص کو دینگے کہ اللہ اُسکی ہاتھ پر فتح دیگا جو کہ خدا اور رسول خدا کو دوست کہتا ہی اور خدا اور رسول خدا اُسکو دوست رکھتی ہین پس جب رات گذری تو صبح کو سویرے سب لوگ حضرت رسول کے پاس پہونچی کہ ہر ایک انکا امیدوار عطای علم کا تہا تب پوچھا حضرت رسول نے کہ کہان ہی علی ابن ابیطالب لوگون نے کہا کہ اُسکی آنکہین درد کرتی ہین تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بلا بہیجو اُسکو پس

حاضر کئے گئے حضرت علی تب تھوک لگا دیا اُس پیغمبر خدا نے آنکھونمین علے کے
اور اچھی ہو گئے علی جیسے کہ نہ تھا آنکو کوئی درد پس عطا کیا رسول نے اُس
علے کو وہ علم فقط ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اسطرح سب یار لوگون کا رات بھر امیدوار
عطای علم کا رہنا اور صبح کے وقت حضرت علی کو بلوا کر کے اور اُنکی آنکھون مین
تھوک لگا کر کے اُنکو علم عطا کرنا صیح صریح ایک سبب محسود عام ہونے کا حضرت
علے کے ہوا اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فصل ۱۱ مین مذکور ہی
کہ جس روسے حجۃ الوداع مین دو ماہ قبل انتقال حضرت کے حضرت علی صراحۃً
مولا کل مومن و مومنات کے بنائے گئے اور حدیث مندرجہ فصل ۱۲ مین
حضرت رسول نے حضرت علی کو ساتھ اپنے مثال ہارون کے ساتھ موسی کے دی
اور حدیث فصل ۱۳ مین ہی کہ حضرت رسول نے درمیان صحابیون کے مواخات
یعنے بھائی چارا لگا دیا مگر حضرت علی کو اپنا بھائی دنیا اور دین مین قائم رکھا اور حدیث
فصل ۱۴ اسی احبّ خلق اللہ ہونا حضرت علی کا خدا کے نزدیک ثابت ہی اور
حدیث آیت مباہلہ مندرجہ فصل ۱۵ اور حدیث آیت تطہیر مندرجہ فصل ۱۶ اسی
خصوصیت مزید حضرت علی اور تمام اہلبیت کی پائی جاتی ہی اور حدیث فصل ۱۹ سے
ظاہر کہ آنحضرت نی حضرت ابوبکر کو امیر حاج کر کے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا مگر آنحضرت
نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہی اور مین علے سے ہون اور ہماری ذمہ کا حق کوی شخص
ادا کریگا مگر خود مین یا علی اور حدیث فصل ۲۱ مین انا مدینۃ العلم و علی بابھا
مندرج ہی اور حدیث فصل ۲۲ مین ہی کہ حضرت رسول نے بروز جنگ طائف کی
حضرت علی سے مشورہ کیا اور اسپر لوگ بولے کہ رسول نے مشورہ ساتھ ابن
عم اپنے کے دیر تک کیا اور حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنی نہین مشورہ کیا مگر یہ

کہ خدا اُسی مشورہ کرتا تھا اُس حدیث سی معاملہ راز ونیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور
حضرت علی کے اور چلین چپڑ کرنا یار لوگون کا خوب سمجھا جاتا ہی اور حدیث فصل
۲۳ مین ہی کہ حضرت علی کا حالت جنب مین بھی مسجد نبوی ہو کر کے جانا بطور
خود حضرت نبی کے جائز تھا اور حدیث فصل ۲۹ سے ظاہر کہ سب لوگون کا
دروازہ بطرف مسجد نبوی کے بند کیا گیا سوای دروازہ علے کے اور یہ نسبت
حضرت ابو بکر کے آخر مرض الموت مین اجازت روزن رکھنے کی ہوئی اور یہ
نسبت درخواست حضرت عمر کے حکم ہوا کہ اُنکی دیوار مین کوئی روزن بقدر
ایک ناکہ سوئی کے بھی نچھوڑا جای اور حدیث فصل ۲۹ مین ہی کہ حضرت عباس
شکوہ کرتے ہوی حضرت رسول کے پاس گئے کہ کیا حال ہی درمیان ہم ہاشمی لوگ
اور اہل قریش کے کہ جب وہ قریش لوگ آپسمین ملتی ہین تو خوش خوش چہرونسی
ملتی ہین اور جب ہم لوگونسے ملاقات کرتے ہین تو دوسری چہرونسی ملاقات
کرتے ہین کہ جب پیغمبر خدا کو غصہ ہوا اور حدیث فصل ۲۴ سے ظاہر کہ حضرت
عائشہ کو باقرار خود اُنکے ساتھ حضرت خدیجہ کے رشک تھا اور جنگ اُحد سے
سب صحابیون کا بھاگ جانا اور حضرت علی کا لڑائیمین قائم رہنا ایک قرینہ
قوی خار کہانے کا ہی الغرض یہانتک بسبیل اجمال یہ بات بخوبی تمام دیکھلائیگئی کہ
حضرت علی اور تمام اہلبیت اور ہاشمیون سی اہل قریش تماستر الگ تھلگ تھے
اور خود حضرت پیغمبر خدا کو بھی اس بات سی اطلاع تھی اسواسطی کہ یہ حدیث
فصل ۸ ھ مین ہی کہ پیغمبر خدا نی فرمایا کہ اگر تم لوگ علی کو ہماری بعد امیر بناؤگی
اور نہین دیکھتی ہین ہم کہ تم لوگ یہ کام کروگے تو پاؤگے اس علی کو ہادی اور
مہدی کہ جو لیجائیگا تمکو صراط مستقیم پہ اور حضرت علی نے دوستی مبارک

حضرت نبی پر چڑھ کرکے اور خانہ کعبہ پہ جا کر کے بتون کو توڑا تھا بہر حال عزت و آبرو حضرت علی اور تمام اہلبیت کی تاحیات حضرت رسول کے بخوبی تمام قائم رہی مگر مرض الموت حضرت رسول خدا سے رنگ یارون کا بدل گیا اور پہلے چوٹ یہ چلی کہ حضرت رسول نے جب مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے تعمیل وصیت تحریری کے طلب کیا تو حضرت عمر نے حسکو کتاب اللہ کہکر کے ٹال دیا اور یہ ٹالدینا انکا بہت موقع پر ہوا کہ وہ حدیث وصیت زبانی خم غدیر سے خوب واقف تھے اور حضرت علی کو مبارکباد مولا ہونے کی دیچکی تھی اور بعد انتقال حضرت رسول کے جب تک حضرت علی و ابن عباس کفن دفن مین مشغول رہی تو حضرت ابو بکر باہتمام خاص حضرت عمر کے خلیفہ بنادی گئے اور دلیل یہ قائم ہوئی کہ الائمۃ من قریش اور یہ تقریر بمقابلہ انصار کے خوب غالب آئی مگر بمقابلہ حضرت علی یہ ایک تقریر محض پوچ ولچر تھی اسواسطے کہ حضرت علی بوجہ ہاشمی ہونے کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور حضرت ابو بکر کا حضرت علی کو کہنا کہ ہم لوگ بطور کارگذاران کے ہین اور تو سردار اور امیر اور بادشاہ ہی سو یہ بات صرف براہ دفع الوقتی کے معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ یہ بات اگر سچے دل سی کہتی تو قریب اپنی مرنے کے حضرت علی کو خلیفہ بنانا کیا مشکل تھا اور حضرت عمر نے جو نام چھ شخصون کا بشمول حضرت علی کے لیا تھا سو اصل بند و بست اسکا یہ تھا کہ اگر حضرت علی کچھ خلاف عبد الرحمن ابن عوف سی کرتے تو حضرت علی موافق حکم حضرت عمر کے بے تکلف مار دی جائے اور بعد قتل حضرت عثمان کے جو حضرت علی خلیفہ قرار پای تو یہ بات بتقاضای شور و فساد اسوقت کے تھے مگر انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہ نے مکہ سی پھرتے ہوئے بطرف مدینہ کے جب یہ بات

اور یہ بہی سنی کہ عثمان قتل ہوی اور علی خلیفہ ہوئے تو تمام علی کا سنکرکے کہا کہ اب
مدینہ میں ہمکو رہنا ثابت نہیں ہی اور وہین سے مکہ کو چلی گئیں اور حضرت ام سلمہ کو
کہلا بہیجا کہ تم بہی ہماری ساتھ ہوکر کے علی سے مخالفت کرو مگر حضرت ام سلمہ نے
جواب دیا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ کسقدر مرتبہ حضرت علی کو پیغمبر کے پاس تہا تو
مخالفت ہم نکرینگی اور آخر حضرت عائشہ بحمایت طلحہ اور زبیر کے میدان جنگ
جمل مین بی پردہ آکر کے خود لڑین اور حضرت عائشہ نے جو معاویہ کو بر انگیختہ کیا
سو اسکا انجام یہ ہوا کہ اُسی فساد معاویہ بہی تمام باقی عمر حضرت علی کی ملد رکہی اور
ایک حدیث یہ بنائی گئی کہ نہین کوی نبی مرا مگر یہ کہ اپنی خاص موقع انتقال مین
دفن کیا گیا حالانکہ کسی نبی سابق کا دفن موقع انتقال مین نہین ہوا بلکہ توریت سے
زمین علیحدہ خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہی اور انجام اُس
حدیث بنانی کا یہ ہوا کہ حضرت رسول اُسی حجرۂ عائشہ مین دفن کئے گئے اور اُس
ذریعہ سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر بہی مدفون ہوسے اور حضرت امام حسن نے
جو وصیت کی تہی کہ اُنکی لاش قریب روضۂ مبارک تک پہونچایجای اور اگر ممکن ہو
تو وہین پر دفن کیجای سو انجام یہ ہوا کہ جب لاش حضرت امام حسن کی قریب روضۂ
مبارک کے رکہی گئی تو اُس لاش پر خوب بارش تیرو نکی ہوی اور حضرت عائشہ نے
بعذر ملکیت اپنی بسازش مروان کے اُس لاش کو اُس جگہ مین دفن ہونی نہین دیا
سو یہ کیا بی رحمی ہی ساتھ آل نبی کے اور تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ جب خبر فوت
امام حسن علیہ السلام کی معاویہ کے پاس پہونچی تو اُسنی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا یعنی تکبیر
خوشی کی پڑہی تب فاختہ زوجہ معاویہ نے تعجب کرکے کہا کہ اتبشر بفوت
ابن الفاطمۃ یعنی آیا خوشی کرتا ہی تو مرنے پر پسر فاطمہ کے اور معاویہ نے

جواب دیا ماکبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی یعنی ہمنی یہ تکبیر خوشی کی ازروی شماتت کے نہین کہی لیکن دلکو میرے اس خبر سے راحت پہونچی غرض حضرت عائشہ نے جو بنیاد مصائب اہلبیت کی ڈالی تہی سو اُسکو معاویہ اور یزید نے خوب پورا کیا اور شک نہین کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی پیغمبر خدا کی تہین مگر ساتہہ حضرت علی کے انکو ایک خاص طرحکی خصومت تہی اور ایک بڑی آفت روزگار تہین جیسا کہ حضرت ابوبکر انکی باپ ایک نیک اور بزرگ صفات آدمی تہی سو اُسی کا پورا عکس یہ تہا کہ حضرت عمر بڑی تیز اور سرگرم تہے مگر انکی بیٹی حضرت حفصہ بمقابلہ حضرت عائشہ کے ایک نیک بی بی تہین اور اُسی طرح سے کوی بات عداوت کی نسبت اہلبیت کے از طرف ام حبیبہ زوجہ رسول کے جو کہ معاویہ کی بہن تہین نہین دیکہی جاتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے جہوٹی جہوٹی حدیثون کا بنانا ایک خاص کام حضرت عائشہ کا تہا اور علماے اہلسنت پر حیف ہی کہ تمیز اور فرق کرنے سے احادیث اصلی اور وضعی کے تمامتر بر کنار ہین اور ان علما پر غضب علی غضب یعنی غضب پر غضب یہ ہی کہ ترتیب خلافت کی جو اتفاقا بلا تجویز فضیلت ذاتی کے ہوتی گئی سو اہلسنت کو یہ اہتمام ہوا کہ واسطی ترتیب اتفاقی خلافت کے ترتیب افضلیت شیخین کے بہی ثابت کرین اور بنظر اس ضرورت کی ضرور ہوگیا کہ احادیث وضعی افضلیت اصحاب ثلثہ کو بہی قبول کرلین اور جسقدر احادیث کہ افضلیت مین حضرت علی علیہ السلام کے واقع ہین سو انکی معنی بنانی مین کوشش کیجای اور اسی وجہ سی وصیت خم غدیر مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی معنی مولا کا ناصر اور دوست قائم کیا گیا اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین مین معنی بدل کرکے معنی عترت کے سنت یعنی

حدیث بنای گیی اور یہی حال دوسری حدیثون کا ہی غرض علمای اہلسنت کا
تمام بند چھند اس قسم کا ہی کہ جیسی حضرت علی کو بطو۔ ایک بادشاہ بازی شطرنج کے
زیح مین کر کہا ہی کہ کسی طرف راہ پناہ کی حضرت علی کو باقی نہین ہی مگر شطرنج والی
اس قاعدی سے واقف ہین کہ جب ایک طرف کا بادشاہ زیح ہو جاتا ہی تو دوسرے
طرف کا مہرہ اُٹھالیا جاتا ہی سو ہر گاہ احادیث فضائل حضرت علی مین یعنی بنای گئے
اور تمام دشمنان علی کی بتاویل خطای اجتہادی کے حمایت کی گئی تو ہمکو اپنی بادشاہ کے
واسطی ایک مہرہ اٹھالینی کا اختیار ہوگا سو ہم معاویہ کو اٹھالینگی اور اُسکو نچھوڑینگے
کہ اُسکی ذات سی خرابی اہلبیت کی بہت ہوئی ہی کہ اُسنی لعنت بر سر منبر حضرت علی پر
جاری کروای چنانچہ تاریخ ابو الفدا جلد اول ترجمہ اردو بصفحہ ۴۷۴ اور ۴۷۵
حسب ذیل کے مذکور ہی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ احنف مذکور درمیان خلافت
معاویہ کے اشراف لوگونمین بطور ملاقات دربار معاویہ مین حاضر ہوا اسی اثنا مین
ایک شخص اہل شام کا بہی اُس محل مین آیا اور اُسنی خطبہ پڑہ کرکے خطبہ مین علی ابن
ابیطالب پر لعنت کی سب لوگون نے اپنی سر نیچی جہکالئی کوئی نہ بولا مگر احنف نے
معاویہ کیطرف مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص تمام انبیا کو لعنت کریگی
اگر آپکی مرضی پاوی تو بلاشک یہ سب نبیون پر لعنت کرے خدا سی ڈرو اور تقوی
اختیار کرو حضرت علی کا پیچہا اب تو چہوڑ دو کیونکہ انہون نی اس جہان سے رحلت کی
اب وہ اپنی قبر مین ہونگے وہان تو چین لینی دو اب تمکو اُنکی لعنت کرنے سی کیا
حاصل ہی اور قسم ہی خدا کی کہ وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا۔
معاویہ نے کہا کہ ای احنف کیون آنکھون پر ٹھیکری رکھتا ہی مین قسم دیتا ہون تجھکو
خدا کی کہ تو بہی منبر پر چڑہ کر اگر ہماری خوشی چاہتا ہی تو علی ابن ابیطالب پر لعنت

بخوشی یا بجبر احنف نی کہا کہ آپ مجکو معاف رکہئی اسمین آپ کی خیر ہی اُسوقت
معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت وسماجت سے پیش آیا تب احنف نے کہا کہ ای
معاویہ مین انصاف کے کلمی کہتا ہون معاویہ نے کہا فرمای - احنف نے یہ کہا کہ
حمد خدا کو لائق ہی اور درود بہیجو اوپر رسول اُسکی کے ای لوگو مجکو معاویہ نے
یہ کہا ہی کہ لعنت کرعلی پر سنو علی ابن ابیطالبؑ اور معاویہ دونون جہگڑی اور آپسمین
لڑے اور ہر ایک شخص نے اُن دون مین سے یہ دعوی کیا کہ خلافت حق میرا ہے
جب مین دعا کرون تم سب آمین کہنا - اب مین کہتا ہون - ای خداوند لعنت
کر تو اور تیری فرشتی اور لعنت کرین تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اوس شخص پر
جوان دونونمین سے باغی ہوا اور لعنت کر تو گروہ باغی کو اور ای خدا بہت لعنت کر
اُسپر - آمین کہو ای سامعین - یہ کہکر معاویہ سی کہا کہ مین تو یہ کلمی کہا کرتا ہون گرچہ
مارا ہی کیون نجاؤن اسپجسے اور کچھ بھر نہ کہلانا فقط واہ واہ علمای اہلسنت کے
یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ اس لعنت کرنے کو بھی داخل خطای اجتہادی کے
سمجھین اور آپ پر کیا مصیبت پڑی ہی کہ فعل کا فرانہ سی بھی معاویہ کے چشم پوشی
کرین ہماری نزدیک تو معاویہ بڑی بدذات تھی اور اگر خود حرام زادہ نہ ہون
تو بوجہ بہای قبول کر لینے زیاد ابن امیہ حرام زادہ کے معاویہ ایک بڑی بھائے
حرام زادہ کے ضرور تھے اور معاویہ کے کافر سمجھنے مین ہمکو کیا تکلف ہو سکتا ہی
کہ جب دس اسقراطی بہی یکی از دوازدہ حواریان حضرت مسیح کا تہا کہ جو خود حضرت مسیح کو
پکڑوا دیا اور عزازیل بہی ایک مقربان بارگاہ الٰہی مین سے تہا کہ جسکو طوق لعنت ملا
پس معاویہ بہی بی تکلف اُن ہی لوگونمین سمجھا جاسکتا ہی اور مصائب اہلبیت کے
کہانتک بیان کرین کہ ہماری امام حسین کا سر کئی دن کی بہوک وپیاس پر بوجہ

سوا خذہ یزید پسر معاویہ کے کاٹا گیا اور لاش بی سر انکی گھوڑونکی سمون سے
روندی گئی اور سر انکا بطور نشان فتح کے نیزہ پر چڑھا کر کے یزید کے پاس روانہ
کیا گیا اور تمام سادات واقعہ کربلا کے بچہ شیر خوارہ تک سوای ایک امام چہارم
زین العابدین کے مارے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون - اور بعد اسکی سلطنت
بنی امیہ اور عباسیہ تک تو سادات بنی فاطمہ عموماً واجب القتل اور کشتنی اور گردن زدنی
سمجھے گئے غرض تمام مصائب اہلبیت کا حال یہ ہی کہ آسمان پر فرشتون نے بہی گریہ کیا
مگر علمای اہلسنت کو کیا پروای مصائب اہلبیت کی ہی کہ اگر چاہین تو بہ نسبت یزید
کے بہی مسئلہ خطای اجتہادی کا جاری کرین کہ ہرگاہ معاویہ صحابی تھے تو یزید بہی بطور
ایک تابعی کی اور بدلیل حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم کے ایک شخص
واجب التعظیم اور مستحق کف اللسان کا قرار پاسکتا ہی

غزل از مؤلف

جب کسیکو نہ تم امام نہین	پیر بہی ہو تو اُس سے کام نہین
بھیجو تم آل پر درود وسلام	اسکی خوبی مین کچھ کلام نہین
اہلبیت نبی پہ جو گذرا	وہ تو موجود ہے تمام نہین
دشمنون کا مقام ہے دوزخ	غیر دوزخ انہین مقام نہین
وہ حدیثین جو جعل و باطل ہین	پیش عالم کچھ انکا دام نہین
یاد خم غدیر مین مجکو	آرزوی شراب و جام نہین
کربلا کو مجھے بلا لو تم	اس سے بہتر کوئی پیام نہین
خاک در ہوتے ہم کہین یارب	اور کچھ مقصد و مرام نہین
مولا تیرے حسین ہے آزاد	توکسی اور کا غلام نہین

اور حال یہ ہی کہ دلاوران عرب کچھ سپاہیان قلم بند و مشاہرہ دار حضرت رسول
کے نہین تھے اور لوٹ مار پر انکی اوقات تھی اور اسی امید پر مال غنیمت کے
جوق جوق وحوش عرب ملتی جاتے تھے اور طریقہ جنگ و صلح سے خوب اقف
ہوگئے تھے اور حضرت رسول نے کوئی سلطنت یا ملک نہین چھوڑا تھا اور
ہر شخص کو اپنی نفع و نقصان اور گون بے گون کا خیال تہا یہانتک کہ بعد انتقال
حضرت رسول کے انصار لوگون نے سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنا لیا اور جب خلافت
حضرت ابوبکر پہ قائم ہوئی تو حباب انصاری نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کے غل اور
شور مچایا کہ اب انصار لوگ دروازہ پر قریش کے پانی مانگنی کو کھڑی ہونگے
اور پانی انکو نہین ملیگا تب حضرت ابوبکر نی حباب کو تسلی اور دلاسا دیکر کے
خاموش کیا اور جب ابوسفیان نے خلافت ابوبکر سے انکار کیا تو اسکی بیٹے کو
وعدہ دینے حکومت شام کا کر کے ابوسفیان بھی راضی کیا گیا اور اس اجماع مین
بیعت ابوبکر کی کچھ بحث فضیلت ذاتی کسی شخص کے پیش نہین ہوئی پس حضرت
ابوبکر جو قریشیون مین ممتاز تر اور ملائم مزاج کے تھے سب قریشیون نے انکو اپنے
کام کا جانکر کے خلیفہ قبول کر لیا تو یہ طور ایک ریاست جمہوری ری پبلک ملک
فرانس اور امریکہ کا ہی اور اسیطرح کی ایک ریاست بلقب الکٹر یعنی شخص انتخابی کے
علاقہ جات مفصلی مین ملک جرمنی کے ابتک جاری ہی اور اسی وجہ سی ہم خلفای ثلاثہ کو
غاصب حقیقت حضرت کا نہین سمجھتی ہین مگر یہ بات ہم ضرور کہینگی کہ اگر لوگ حضرت
علی کو خلیفہ بلا فصل بنا لیتی تو یہ بات نہایت درجہ مناسب تر ہوتی کہ خود ابوعبیدہ
ابن جراح اور بشیر ابن سعد وغیرہ بیعت کنندگان ابوبکر کو اقرار تقدیم استحقاق خلافت
حضرت علی کا تھا اور ہمکو مقدمہ وصیت اور خلافت مین پندرہ ۱۵ پشت برس تک

نہایت خلجان تھا کہ اسکا تصفیہ ہمنی اشعار مفصلہ ذیل مین کیا ہے اور
یہ تضمین اشعار میر حسن دہلوی و سعدی علیہ الرحمۃ کی لکھا ہے

الٰہی یہ کیا [illegible] سانحہ ہے — مری عقل اس جا پہ حیران ہے
اگر ہے وصیت خلافت [illegible] کیا — وگر ہے خلافت وصیت ہے کیا
[illegible] کو مانو خلافت نہین — خلافت کو مانو وصیت نہین
اور [illegible] دونو ہین خوب — ہر اک ایک مصرف کا ہی بے عیوب
وصیت کا حاصل امامت کو مان — امامت سے انجام خیر اپنا جان
خلافت سے اسلام ظاہر ہوا — امامت سے ایمان ظاہر ہوا
حکومت خلافت کی تھی تیس سال — حکومت امامت کی ہے بیزوال
حرارت ہے ایمان کی اک طرف — حلاوت ہے ایمان کی اک طرف
معاویہ بد ذات سے فرق رہ — علی کی محبت مین تو غرق رہ
نہین ہمسر اُسکا کوی جز علے — کہ بھائی کا بھائی وصے کا وصی
ہوئی جو نبوت نبیؐ پر تمام — ہوئی نعمت اُسکے وصی پر تمام
جہان فیض سے اُنکی ہے کامیاب — نبیؐ آفتاب و علے ماہتاب ہے
علے دین و دنیا کا سردار ہے — کہ مختار کے گھر کا مختار ہی
دیار امامت کے گلشن کا گل — بہار ولایت کا باغ سنبل ہے
علے راز دار خدا و نبیؐ — خبردار سرّ خفی و جلے
علے بندۂ خاص درگاہ حق — علے سالک رہرو راہ حق
علے ولی ابن عم رسول — لقب شاہ مردان زوج بتول
کہے یون جو چاہی کوئی بیر سے — پہ نسبت علی کو نہین غیر سے

خدا نفس پیغمبرش خوانده است / دگر را فضیلت بہ کس مانده است
یہان بات کی اب سمائے نہین / نبی اور علے مین جدا سے نہین
نبی و علے ہر دو نسبت بہم / دو تا و یکے چون زبان قلم
علے کا عدو دوزخی دوزخے / علے کا محب سب جنّتے سب جنّتے
نبی اور علے فاطمہ اور حسن / حسین ابن حیدر یہ ہین پنجتن
ہوئی اُنپہ دو جگ کی خوبی تمام / اُنہون پر درود اور اُنہین پر سلام
علے سے لگا تا بہ مہدی سے دین / یہ ہین ایک نور خدای برین
اُنہون سے ہی قائم امامت کا گھر / کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر
صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہین / حساب عمل سے یہ بیباک ہین
ہوا یان سے ظاہر کمال رسول / کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول
خدایا بحق سنے فاطمہ / کہ بر قول ایمان سے کنے خاتمہ
اگر دعوتم رد کنے ور قبول / من و دست و دامان آل رسول

فصل ۹۲

اس فصل مین بیان امامت کا ہی سوہم اول اس بات کو لکھتی ہین کہ قران شریف مین استعمال لفظ امام کا کسطرحپر واقع ہوا ہی اور وہ حسب ذیل ہی —

نمبر ۱ سورۂ بقر ۲- آیت ۱۱۸ واذ ابتلے ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلك للناس اماما ترجمہ اور جب آزمایا ابراھیم کو اُسکی رب نے کئی باتون مین پھر اُسنی وہ پوری کین فرمایا مین تجھکو کرونگا سب لوگونکا پیشوا

نمبر ۲ سورۂ ہود ۱۱- آیت ۲۰ افمن کان علے بیّنۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ ترجمہ بھلا ایک شخص جو ہی

نظر آتی راہ پر اپنے رب کے اور پہونچتی ہی اُسکو گواہی اُس سے اور پہلے اُس سے
کتاب موسی کی راہ ڈالتے اور مہربانی -
نمبر ۳ سورۃ الحجر ۱۵- آیت ۹ ۷ فانتقمنا منہم و انہما لبامام مبین
ترجمہ اور یہ دونوں شہر راہ پر نظر آتی ہین حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب
مکہ سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی -
نمبر ۴ سورۃ الاسری ۱۷- آیت ۳ ۷ یوم ندعو کل اناس بامامھم
ترجمہ جسدن ہم بلاوینگی ہر فرقہ کو ساتھ اُنکی سردار کے نمبر ۵ سورۃ القرآن
۲۵- آیت ۴ ۷ والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا
للمتقین اماما ترجمہ اور وہ جو کہتی ہین ای رب دی ہمکو ہماری عورتون کیطرف
سے اور اولاد کیطرف سی آنکھ کی ٹھنڈک اور ہمکو واسطے پرہیزگارون کے
امام حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب یعنی دہیان سے سونین -
نمبر ۱ سورہ یسین ۳۶- آیت انا نحن نحی الموتی ونکتب ماقدموا واثارھم
وکل شئ احصینا ہ فی امام مبین ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی ہم ہین
جو جلاتے ہین مردی اور لکھتی ہین جو آگے بھیج چکی اور اُنکے پیچھے نشان رہی
اور ہر چیز گن لی ہی ہمنے ایک کھلی اصل مین حاشیہ شاہ صاحب موصوف جو
بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم نیک یا بد
نمبر ۷ سورۃ الاحقاف ۴۶- آیت ۱۱ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ
ترجمہ اور اُس سے پہلے کتاب موسی کی ہی راہ ڈالتی اور مہر- راقم
آیات مذکورہ بالا سے معنی امام کے پیشوا کے ہین اور نمبر ۱ یعنی سورہ بقر آیت
۱۱۸ سے ظاہر کہ حضرت ابراہیم کو لقب امام کا دیا گیا اور نمبر ۲ سورۃ الاسرے

آیت ۷۳ سے ظاہر کہ لوگ اپنی اپنی امام کے ساتھ پکاری جائینگے غرض یہ بات
معلوم ہوتی ہی کہ ہر فرقہ کو ایک ایک امام یعنی پیشوا ہوتا ہی اور امام اور خلیفہ
مین فرق باعتبار حیثیت کے ہی کہ استعمال خلیفہ یعنی نائب کا قرآن مین بحق آدم
علیہ السلام کے بمقابلہ خدا کی ہی یعنے آدم زمین پر خدا کے نائب قرار پای اور
استعمال امام یعنی پیشوا کا بمقابلہ آدمیون کے ہی کہ وہ امام آدمیون کا پیشوا ہی
پس حقیقتاً مفہوم خلیفہ اور امام کا قریب قریب ہی مگر کچھ فرق بہی ہی اور وہ فرق
یہ ہی کہ خلافت مین کچھ حکومت ظاہری بھی چاہیے اور امامت مین حکومت
ظاہری شرط نہین ہی بلکہ حکومت امام کی دل وجان اور اپنے اعمال وافعال سے
متعلق ہی کہ جس سے نجات ہو اور حدیث مین واقع ہی انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض یعنی فرمایا رسول خدا انی چھوڑ جاتی
ہین ہم درمیان تم لوگونکی دو بھاری چیزین ایک قران دوسری عترت یعنی اولاد
اپنی اور یہ دونون آپسمین فرق نہین ہونگے کبہو یہانتک کہ وارد ہون وہ دونون
اوپر حوض کوثر کے پس قران اگر بجای لفظ کے فرض کیا جای تو اولاد رسول
بجای معنے اُسکے ہین

لمولفہ

چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند | قناعت شد برین توام و بر بند مجملها

اور اس مقام مین شعر شاہ نعمت اللہ ولی کا بہت [illegible]

شعر

پیشوائی بایدت جستن ز اولاد رسول | پس قدم مر [illegible]

غرض مسلمان پر واجب ہی کہ اولاد رسول کو اپنا امام جانے اور بیاد لقب

دوازدہ امام کی ہماری نزدیک وہی حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی ہی کہ جسمین وعدہ ہی کہ وہ بارہ خلیفہ قیامت تک ہونگے اور بیان اُسکا فصل ۵ مین اس کتاب حد تحقیق کے ہوا ہی اور شاہ عبدالحق صاحب نے جو اُن خلفای دوازدہ گانہ مین شرط حکومت ظاہری کی لگا کر کے ولید ابن عبدالملک تک حساب کیا ہی سو اُس روسی معاویہ اور یزید بھی شاہ صاحب موصوف کے امام ہین اسواسطی کہ شاہ صاحب لکھتی ہین کہ خارج ہونا اُن خلفا کا عدل و احسان سے اور اُنکا اہل جور وفساد ہونا کچھ مانع نہین ہی اور ایک امر عجیب یہ ہی کہ سنیان بھی دوازدہ امام کو اسی ترتیب سی قبول کرتے ہین چنانچہ تاریخ الخمیس مصری چھاپہ مصر اور روضۃ الصفا وغیرہ کتب تواریخ مین بیان حال اُن دوازدہ امام کا موجود ہی اور خواجہ حافظ شیراز بھی ان دوازدہ امام کو منظور کر کے کہتے ہین

شعر

بدشمنان ہمنشین حافظا تو لا کن	نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

اور اب اس مقام مین ایک حدیث اہلسنت کی باب دہم مقصد اول سی کتاب غایت المرام متذکرہ فصل بالا کتاب ہذا کے نقل کیجاتی ہی کہ جس سے اصل منشا اصطلاح دوازدہ امام کا معلوم ہوتا ہی حدیث کتاب ابن المؤید الموفق ابن احمد سے بروایت سلمان محمدی کے قال دخلت علی النبی واذا الحسین علی فخذہ وھو یقبل عینیہ ویلثم فاہ وھو یقول انت سید بن سید واخو سید ابو السادات انت امام ابن الامام اخو الامام ابو الائمۃ انت حجۃ بن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم ترجمہ کہا اُس سلمان محمدی نی کہ داخل ہوی ہم حضرت کے پاس اور ناگاہ حسین تھا اوپر زانو اُس نبی کے اور وہ نبی چوم رہی تھے دونون آنکھون کو اُس

حسین کے اور بوسہ دیتے تھے اُسکے منھ کو اور وہ بنی کہہ رہے تھے کہ تو سید یعنی سردار ہی اور بیٹا سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سید لوگون کا اور تو امام ہے بیٹا امام کا بھائی امام کا باپ اماموں کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا باپ حجتون کا جو نو نکلینگے تیری پشت سے اور نوان شخص اُن لوگونکا قائم رہنے والا ہوگا اُن لوگون کا۔

ف ۔ یہ خطاب حضرت بنی کا بطرف امام حسین کے ہی کہ جو امام سیوم تھے اسوسطے کہ حضرت علی امام اول اور حضرت امام حسن امام دوم اور امام حسین امام سیوم ہین اور اس تیسرے امام کو ارشاد ہوا کہ تیری پشت سے نو امام نکلینگے پس تین اور نو ملا کرکے کل بارہ امام ہوے اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ فقرہ ایک کبت ہندی کا کہ جو بھاٹ لوگ جا بجا سناتے پھرتے ہین گویا ترجمہ اسی حدیث کا ہی اور وہ فقرہ بشان امام حسین کے حسب ذیل ہی ــــ امام ہین آپ امام کے باپ امام کے پوت امام کے بھیا رسول کے آل بتول کے لال میری ناؤ تو ہی ہی کھوّیا اور یہ جو ارشاد حضرت رسول کا ہی کہ نوان امام ان باقی نو اماموں کا قائم رہیگا سو اس مضمون سے دوازدہم حضرت امام مہدی آخر الزمان کا بیٹا ہونا امام حسن عسکری امام یازدہم کا اور زندہ اور قائم رہنا اُنکا جیسا کہ شیعہ لوگ ادعا کرتے ہین قابل تسلیم کر لینے کے معلوم ہوتا ہی اور اسکی بحث آیندہ کیجائیگی۔

فصل ۹۳

ذکر امام اول از جملہ دوازدہ امام۔

فصل بالا مین دیکھلایا گیا کہ اصل بارہ ستون دین و اسلام کے دوازدہ امام ہین ــــ تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپہ مصر صفحہ ۲۸۶

علی واولادہ واولہم علی ابن ابی طالب وقد سبق ذکرہ

ترجمہ اور وہ دوازدہ امام علی ہین اور اولاد انکی اول ان دوازدہ امام کے علی ابن ابیطالب ہین اور تحقیق کہ سابق مین ذکر اسکا ہوا۔

تاریخ جدولیہ تصنیف مولوی خادم علیصاحب سندیلوی

پیدائش آپکی تیئیس ۲۳ سال قبل ہجرت کے اور مدت خلافت آپ کی چار برس چھہ مہینہ ہے اور شہادت آپ کی سن چالیس ہجریمین ہوی آپ چچازاد بھائی پیمبر صاحب کے ہین اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے زوج ہین اور پیغمبر صاحب کے اور خلفای ثلثہ کے وقت مین بڑی بڑی شجاعتین کین اپنی خلافت مین نوبت جہاد کفار کی بسبب فساد آپس یعنی بنی امیہ کے نہ پہونچی اور ۳۵ سنہ ہجریمین زینت بخش خلافت کے ہوے تھے آخر بشہادت ہاتھ عبدالرحمن ابن ملجم شوہر قطامہ کے داخل خلد مین ہوے اور آپ اول مسلم صبیان سے اور خلیفہ بنی ہاشم سے ہین اور عمر آپ کی ۶۳ سال کی تھی اور آپ نے ایک شعر عربی اپنی اول مسلمان ہونے کا کہا ہی جسکا ترجمہ زبان اردو مین یہ ہے

مسلمان مین ہوا ہون سب سے پہلی		دران حالیکہ نابالغ تھا لڑکا

اور نام والدہ حضرت علی کا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہی پس حضرت علی مرتضیٰ ماں کی طرف سے بھی ہاشمی ہین اور اپنی دادکی طرفسے بھی اور طلحہ بن عبداللہ نے اولاً جناب امیرالمومنین سے بیعت کی اور ۳۶ سنہ ہجریمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی طرفسے عامل و حاکم مقرر کرکے اطراف بلاد کو روانہ فرمائی اور عمال عثمانیہ کو معزول فرمایا اور شہر جمادی الاخر مین جنگ جمل کی ساتھ حضرت علی کے واقع ہوئی بمقام خیبرہ اور فریقین سے دس ہزار مرد مقتول ہوی۔ اور ۳۷ سنہ ہجریمین جنگ صفین واقع ہوئی عرصہ ۱۰ ماہ تک

اور شام کیطرف سے ۴۵۰۰۰ ہزار آدمی مارےگئے اور اہل عراق کیطرف سے ۲۵۰۰۰ ہزار شہید ہوی اور حلیہ شریف آپ کا یہ ہی کہ گندم گون میانہ قد فراخ چشم کبیر البطن دراز ریش سینئہ مبارک پہ بہت بال تھی اور پیشانی پر کم خوب صورت کثیر التبسم در روایت ابن اسعد سی ظاہر ہی کہ فرمایا آپنے کہ نہ نازل ہوئی کوئی آیت کلام اللہ مگر مجھے شان نزول اسکی اور مکان نزول اور شخص منزل علیہ معلوم تھا اسلئے کہ میرے رب نے مجھے بخشا تھا قلب فہیدہ اور زبان گویا اور منجملہ کرامات آپ کی یہ بھی ہی کہ کچھ آپنے ارشاد کیا پس تکذیب کے اس قول کی ایک مرد نے پس فرمایا کہ مین تیرے اوپر دعا کرتا ہون اگر ہی تو کاذب اسنی کہا بہتر دعا کرو پس دعا کی اوپر اسکی حتی کہ نہ حرکت کی وہان سی کہ جاتی رہی بینائی اسکی غرض کہ فضائل و کرامات آپ کے بہت ہین اس ذخیرہ مین بسبب طوالت کے نہین لکھی گئے اور حیدر بھی لقب آپ کا تھا اور ذو الفقار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی اور انکی پیشانی مبارک پر وقت نماز صبح کے ابن ملجم ملعون مذکور بالا کے ہاتھ سے زخم شدید پہونچا تھا اور یہ ملعون بعد مارنے کے گرفتار ہو آیا تھا۔ فقط

اور اب اس جگہ پر چند اشعار اوائل دیوان حضرت امیر علیہ السلام سے تیمنًا و تبرکًا نقل ہوتے ہین ساتھ ترجمہ کے

نمبر ۱	الناس من جہۃ التمثال اکفاء	ابوھم ادم والام حواء

آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنی ہم جنس ہین اسواسطے کہ باپ ان لوگون کے آدم ہین اور مان انکی حوا ہین

ف آپنے جو ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنے

ہمجنس ہین سواس بیانمین کمال بلاغت ہی کہ مشابہت صرف باعتبار شکل ظاہری کے ہی وگرنہ از روی صفات ذاتی کے آدمی لوگ نہایت درجہ اقسام مختلف کے ہین کہ ایک شخص عالم اور دوسرا جاہل اور ایک سعید دوسرا شقی ہوتا ہی اور اسی طرحسی دوسرے صفات مین بہی مختلف ہوتے ہین ـ

نمبر۲ وانما امھات الناس اوعیة		مستودعات وللاحساب آباء

اور نہین ہین مائین آدمیون کی مگر ظروف اور جاہای امانت درحالیکہ واسطے حساب حسب نسب کے باپ لوگ ہین ـ

ف یعنی حساب حسب نسب فلان ابن فلان کا باپ کیطرفسے ہوتا ہی اور حسب تین کرسی تک اور نسب تین کرسی کے اوپر ہی ـ

نمبر۳ فان یکن لھم من اصلھم شرف		یفاخرون بہ فالطین والماء

پس اگر ہو اُن لوگون کو انکی اپنی اصل کیطرف سی کچھ شرف کہ جس سے فخر کرتے ہون پس مٹی و پانی ہی ف یعنی جب اول و آخر آدمی کا پانی اور مٹی ہی تو کیا فخر کرنا ہی ـ

نمبر۴ وان اتیت بفخر من ذوی نسب		فان نسبتنا جود وعلیاء

اور اگر کچھ پیش کرے تو ساتھ کسی فخر کے از طرف صاحبان نسب کے ہا پس تحقیق کہ نسبت ہم لوگون کی طرف جود اور علو مراتب کے ہی ف یعنی اگر تم لوگون کو فخر نسبت قریشی ہونیکا ہی تو نسب ہمارا جود یعنے بخشش ہاشمی ہونیکا اور علو مدارج کا ہی اسواسطی کہ قبیلہ ہاشم مین جود اور علو مدارج ہی ـ

نمبر۵ لا فضل الا لاھل العلم انھم		علی الھدی لمن استھدی ادلاء

نہین کوئی فضیلت ہی مگر واسطی اہل علم کے اسواسطی کہ تحقیق کہ وہی لوگ ہا اوپر ہدایت کے ہین اور جو شخص کہ ہدایت چاہی اسکی واسطے ہدایت ہین ف یعنی

ساتھہ شرف نسب کے ہمکو شرف علم کا ہی کہ خود ہم ہدایت پر ہین اور دوسرونکو ہم ہدایت کرتے ہین یعنے کہ ہم لوگ اہلبیت ہادی و مہدی ہین ۔

والجاهلون لاهل العلم اعداء		نمبر ۶ وقيمة المرء ما قد كان يحسنه

اور قیمت مرد کی وہ چیز ہی کہ جو نیک بناوی اُسکو ۃ درحالیکہ جاہل لوگ واسطے اہل علم کے دشمنان ہین

فالناس موتى واهل العلم احياء		نمبر ۷ فقم بعلم ولا تبغ له بدلا

پس اُٹھہ تو ساتھہ علم کے اور نہ ڈہونڈہ تو واسطے اُسکے کوی عوض ۃ کسواسطے کہ آدمی لوگ مردہ ہین اور اہل علم زندہ ہین

ف یعنی خلافت بمقابلہ فضیلت علمی کے کیا چیز ہے

غزل دیگر

وقل الصدق وانقطع الرجاء		نمبر ۱ تغيرت المودة والاخاء

متغیر ہوگئی دوستی اور اخوت ۃ اور کم ہوگیا صدق اور کٹ گئی امید

ف یہ غزل غالباً زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ کی معلوم ہوتی ہی

كثير العذر ليس له رعاء		نمبر ۲ واسلمني الزمان الى صديق

اور سپرد کیا مجکو زمانہ نے ہاتھہ مین ایک دوست کے جو کہ عذر معذرت بہت کرتا ہی اور نہین ہی کچھہ اُس عذر کی رعایت **ف** غالباً اشارہ بطرف حضرت ابوبکر صدیق کے معلوم ہوتا ہے ۔

فلا فقر يدوم ولا ثراء		نمبر ۳ سيغني الذي اغناه عني

قریب ہی کہ بی نیاز کریگا مجکو وہ اللہ کہ جسنی بی نیاز کیا ہی اُس دوست کو مجھسی ۃ اسواسطی کہ نہین فقر ہمیشہ رہیگا اور نہ دولت ۔

نمبر۴ ولیس بلائُ ابدا تغیرُ | کذاك البؤس لیس لہ بقاء

اور ہمیشہ نہین رہیگا ابد تک آرام و آسایش ۞ اور اسیطرحسی سخت حاجتمندی کہ نہین ہے اُسکو بھی بقا۔

نمبر۵ وکل مودۃ لله یصفو | ولا یصفو من الفسق الاخاء

اور کل دوستی جو لله ہوتی ہی صاف رہتی ہی ۞ اور نہین صاف رہتی ہے فاسق لوگون کی اخوت و محبت۔

نمبر۶ اذا انکرت عہدا من حمیم | ففی نفسی التکرم والحیاء

جب انکار کیا ہمنی کسی عہد کو ایک دوست کی طرف سے ۞ پس ہماری نفس مین تہا تکرم یعنی انگا بد اشت آبرو اور حیا۔

نمبر۷ وکل جراحۃ فلہا دواء | وسوء الخلق لیس لہ دواء

اور کل زخم پس ہی واسطی اُسکے دوا ۞ اور واسطی بدخلقی کے نہین کوئی دوا ہی

نمبر۸ ورب اخ وفیت لہ وفیٌّ | ولکن لا یدوم لہ الوفاء

اور تہوڑی دوست ایسی ہین کہ وفا کیا ہمنے ساتھ اُنکے وفادار ہین ۞ اور لکن نہین ہمیشہ رہتی ہی اُنکو وفاداری۔

نمبر۹ یدیمون المودۃ ما راونی | ویبقی الود ما یبقی اللقاء

ہمیشہ رکہتی ہین وی لوگ دوستی کو جب تک کہ دیکہتی ہین وی لوگ مجکو ۞ اور باقی رہتی ہی دوستی جب تک باقی رہتی ہی ملاقات چار چشمی۔

نمبر اخلاء اذا استغنیت عنہم | واعداء اذا نزل البلاء

لوگ دوست ہوتے ہین جب کہ ہم بی نیاز ہوئے ہین لوگون سے ۞ اور دشمن ہو جاتی ہین جب اوترتی ہی کوی بلا۔

وعاقبنے بافیہ اکتفاء		نمبر ۱۱ وان غبت عن احد قلانی

اور غایب ہوتے ہین ہم کسی سے تو وہ شخص شکوہ کرتا ہی میرا اور انجام بد دیتا ہی مجکو ساتھ اُس چیز کے جو کافی و وافی ہی۔

بدا لهم من الناس الجفاء		نمبر ۱۲ اذا ما راس اهل البیت ولی

اور جب کہ سرداران اہلبیت کے محبت کرتے ہین ظاہر ہوتا ہی اون اہل میتون پر آدمیون کی طرف سے جفا

غزل دیگر از دیوان حضرت امیر علیہ السلام چھاپہ بمبی صفحہ ۱۲۰ خطاب بمعاویہ

وحمزة سید الشهداء عمی		نمبر محمد النبی اخی وصهری

محمد پیغمبر بھائی میرا ہی اور خسر امیرا ہی اور حمزہ سید الشہدا چچا میرا ہی۔

یطیر مع الملائکة ابن امی		وجعفر الذی یمسی ویضحی

اور جعفر جو کہ دن اور رات کو اڑتا ہی ساتھ فرشتونکی بیٹا ہماری ماکا ہے

ف اسی رو سے لقب جعفر طیار کا

مشوب لحمها بدمی ولحمی		وبنت محمد سکنی وعرسی

اور بیٹی محمد کی آرام جان ہماری ہی اور بی بی میری ہی اور ملا ہوا ہی گوشت اسکا ساتھ خون میرے اور گوشت میرے

فمن منکم له سهم کسهمی		وسبطا احمد ولدای منها

اور دو فرزندان فرزند احمد کے دو بیٹے میرے ہین اُس دختر محمد سے پس کون شخص ہی تم لوگون مین کہ جسکو حصہ ہو مثل حصہ میرے کے

غلاما ما بلغت اوان حلمی		سبقتکم الی الاسلام طرا

سابق ہوی ہم تم لوگون سے اسلام مین از روی رغبت کے جس حال مین کہ ہم لڑکا تھے
کہ نہین پھونچے تھے ہم زمانہ بلوغ کو اپنے

نمبر ۷ واوجب لی ولایته علیکم رسول اللہ یوم غدیر خمٍ

اور واجب کیا واسطی میرے ولایت یعنی ریاست کو اپنی اوپر تم لوگون کے
رسول اللہ نے بروز خم غدیر کے

نمبر واوصانی النبی علی اختیار	لامته رضی منکم بحکمی

اور وصیت کی میری واسطی نبیؐ نے اپنی اختیار یعنی خوشی سے واسطی امت
اپنے کے رضا یعنی تابعداری کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے۔

نمبر ۸ الا من شاء فلیؤمن بھذا والا فلیمت کمدا بغم

خبردار وہ جو شخص کہ چاہی پس چاہیے کہ ایمان لاوے وہ شخص ساتھ اس
قول کے وگرنہ پس چاہیے کہ مری وہ اندوہناک ساتھ غم کے

نمبر ۹ انا البطل الذی لم تنکروہ لیوم کریھة ولیوم سلم

مین وہ بہادر ہون کہ جسکا انکار تم لوگون نے نہین کیا بروز جنگ کے اور بروز صلح کے
شعر دیگر از حضرت امیر علیہ السلام منقول از مناقب مرتضوی عربی منتخب از
تصنیف حافظ ابوعبداللہ محمد ابن یوسف ابن محمد بلخی شافعی۔

صفحہ ۱ فویل ثم ویل ثم ویل لمن یلقی الالہ غدا بظلمی

پس افسوس ہی اور پھر افسوس ہی اور پھر افسوس ہی واسطے اُس شخص کے جو ملاقات
کریگا خدا تعالی کی کل کے روز ساتھ ظلم کرنے کے میرے اوپر

	مناقب مرتضوی متذکرہ صدر	

وروی الامام ابوالحسن البغوی فی تفسیرہ یرفعه بسندہ الی بن عباس

رضی اللہ عنھما قال لما نزل قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ قالوا یا رسول من ھؤلاء الذین امرنا اللہ بمودتھم قال علیؑ و فاطمۃ و ابناھما

ترجمہ اور روایت کیا امام ابوالحسن بغوی نے بیچ قران اپنے حوالہ کر کے ساتھ سندا پنی ابن عباس تک کہ کہا اُس ابن عباس نے کہ جب اوترا قول اُس خدا تعالیٰ کا کہ کہہ تو ای محمد کہ نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اُس قران پر مزدوری مگر دوستی قرابت دارون کی تب پوچھا لوگون نے ای رسول اللہ کون ہین وی لوگ جو کہ خدا نے ہم لوگون کو حکم دیا ساتھ دوستی اُن لوگون کے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ وی لوگ علی اور فاطمہ اور دو پسران اُن دونونکی ہین

اشعار عربی از مناقب مرتضوی مذکورہ بالا

نمبر ۱ ھم العروۃ الوثقی لمعتصم بھا	مناقبھم جاءت بوحی و انزال

وی لوگ یعنی اہلبیت نہایت مضبوط قبضہ ہین واسطے پکڑ لینے والی اُس قبضہ کے درحالیکہ مناقب اُنکے آئے ہین ساتھ وحی اور نزول قران کے

نمبر ۲ مناقب فی شوریٰ و سورۃ ھل اتیٰ	و فی سورۃ الاحزاب یعرفھا التالی

مناقب اُنکے ہین سورہ شوریٰ مین اور سورۂ ہل اتی مین اور سورۃ الاحزاب مین کہ جانتا ہے اُن مناقب کو قران کا تلاوت کرنیوالا

نمبر ۳ و ھم ال بیت المصطفیٰ فودادھم	علی الناس مفروض بحلم و اسجال

اور وہی لوگ اہلبیت مصطفےٰ کے ہین پس دوستی اُن لوگونکی اوپر آدمیونکے فرض کی گئی ہی ساتھ بردباری اور افراط اچھی چیزدن کے ؎

ایضاً از شاعر دیگر

هم القول من اصفاهم الود مخلصاً	تمسک فی اخراہ بالسبب الاقوی

اہلبیت لوگ وہ قوم ہین کہ جو کوی اختیار کرے اُن لوگونکی دوستی مخلص ہو کرے تو تمسک پکڑیگا وہ شخص اپنی آخرت مین ساتھ اُس سبب قوی تر کے

هم القوم فاقوا العالمین مناقبا	محاسنها تحکی وایاتها تروی

وہی اہلبیت لوگ وہ قوم ہین جو فوق لیگئے سب عالم پر از روی مناقب کے تو خوبیان اُنکی حکایت کیجاتی ہین اور آیات اُنکے روایت کئے جاتے ہین

موالاتهم فرض وحبهم هدی	وطاعتهم ورع وودهم تقوی

تولا یعنی دوستی اُن لوگون کی فرض ہے اور محبت اُن لوگونکی ہدایت ہے اور طاعت یعنی تابعداری اُن اہلبیت کی ورع یعنی پرہیز گاری ہے اور محبت اُن لوگونکی تقوی ہے۔ اب سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کی خدمت مین عرض یہ ہے کہ اصل مذہب قدیم اہلسنت کا یہ ہے کہ اوپر مذکور ہوا اور آپ لوگ کسوسطی مذہب سنی کو رسوا و خوار کرتے ہین اور اس توہین علی اور عداوت اہلبیت سے آپکو کیا فائدہ ہو گا کچھ امید حکومت ملک شام و امید حکومت ملک ری کی تو باقی نہین ہے اور نہ معاویہ کا کچھ خوف ہے اور نہ اُنکی دسترخوان کا اچھا کھانا ملیگا پس برای خدا انصاف کرکی روح رسول کو راضی کیجئے

فصل ۹۴

ذکر امام دوم تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۶

الثانی الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا محمد و یلقب بالتقی و السید امہ فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم ولد بالمدینة فی منتصف رمضان سنة ثلاث من الهجرة و استخلف ستة اشهر و توفی بالمدینة لخمس لیال خلون من ربیع الاول سنة خمسین و قیل سنة تسع واربعین وکان عمرہ سبعا واربعین سنة و دفن بالبقیع

ترجمہ دوسری اُن بارہ اماموں کے حسن ابن علی ابیطالب ہین اور کنیت آپ کی ابومحمد اور لقب آپ کا تقی اور سید ہی اور مان اُنکی فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین نصف رمضان ۳ سنہ ہجریمین اور خلیفہ رہی چھہ مہینے اور وفات پای مدینہ مین بتاریخ پانچوین ربیع الاول ۵۰ سنہ ہجریمین اور بعضون نے کہا ۴۹ سنہ ہجریمین اور عمر آپ کی تھی سینتالیس ۴۷ برس کی اور دفن ہوئے جنت البقیع مین۔ تاریخ ابوالفدا ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۳۴۴ جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگونکا یہ حال ہی اسوقت حضرت امام حسن نے معاویہ کو ایک نامہ باین مضمون لکھا کہ اگر چند شرطین تم مان لو تو مجکو تمہاری اطاعت منظور ہی معاویہ نے مان لین وہ شروطیہ ہین ایک شرط امام حسن نے یہ کی تہی کہ جو روپیہ بیت المال کوفہ مین ہی مجکو دو اور داربجرد کا خراج جو فارس سی آتا ہی وہ دیا کرو اور حضرت علی کو بُرا نہ کہا کرو اُسنے یہ شرطین مان لین الا سبّ علیؓ سے انکار کیا اور کہا علیؓ کو گالی بیشک دونگا جب امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شرط نہین مانتا لاچار یہ کہا کہ جس مجلس مین مجکو پاو میری سامنی حضرت علی کو گالی نہ دو اُسنی منظور کیا اور کہا اچھا تمھاری سامنی نہ کہینگے لیکن پھر اُس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتی ہین کہ چار لاکھ درہم اُنکے پاس بھجوائے اور خراج داربجرد کا کبھی نہ بھجوایا۔

واہ واہ سنی صاحبان ذرا آپ اپنی مسئلہ خطای اجتہادی کو غور کیجیے گا کیا خطای اجتہادی ہی کہ جو معاویہ کو اوپر گالی دینے حضرت علی کے اسقدر اصرار تھا اور اس فعل سے ہم تو اُسکو کافر سمجھتی ہین اور حضرت امام حسن علیہ السلام مین صفت علم و حلم اور جود و کرم کی بہت غالب تھی اور عبادت کا یہ حال تہا کہ بروایت حافظ ابونعیم کے بیس مرتبہ اور بروایت کتاب صفوة الصفوة کے پندرہ مرتبہ حضرت

امام حسن نے مدینہ سی پیادہ پا آکرکے مکہ مین حج ادا کیا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۸۲

ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیان ان یعھد الی احد من بعدہ عھدہ واولاد ھو بل یکون الامر شوری بین المسلمین ترجمہ اور نہین حق ہی معاویہ ابن ابی سفیان کو کہ عہدہ خلافت اپنا دی کسی کو اپنے بعد اور اولاد اُنکے بلکہ ہوگا وہ امر خلافت کا محول اوپر شورے کے۔

ف معاویہ نے برخلاف اس شرط کے یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ مقرر کیا سبحان اللہ یہ کیا خطای اجتہادی ہی اور چونکہ سنیون کو صرف حمایت معاویہ تک غرض ہے اور خاص حضرت امام حسن علیہ السلام پر کچھ حرجہائی نہین ہی اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا مگر چونکہ انتقال حضرت امام حسن علیہ السلام کا بزمانہ حکومت معاویہ کے ہوا اور حمایت معاویہ تک سنیون کو اہتمام ہی سو اسواسطی چند خیالات سنیونکے اس جگہہ پر مذکور ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ کتاب کیمیای سعادت مین مذکور ہی کہ فلان شخص نے خواب مین حضرت علی کو دیکھا کہتے ہوئے قضی لی برب الکعبۃ یعنی فیصلہ خدا کا ہماری حق مین ہوا قسم ہی رب کعبہ کی اور بعد اُسکی اُسی خواب مین معاویہ کو دیکھا کہتی ہوے کہ غفرلی برب الکعبۃ یعنی مغفرت کی گئی میری قسم ہی رب کعبہ کی سو اس قسم روایت خواب سے ظاہر کہ جب تجویز اور تحقیق مین کوی بات بن نہین پڑی تو ایک خواب ایک شخص کا روایت کیا گیا حالانکہ خواب ہر شخص کا موافق خیال اُس شخص کے ہوتا ہی اور اسطرحکا خواب مطلقاً قابل دلیل کے نہین ہی اور البتہ خدا ہر بات پر قادر ہی مگر عادل اور منتقم حقیقی بھی ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ معاویہ ایک دشمن مخاص حضرت علی کا جو لعنت حضرت علی پر کرتا ہوا

مر گیا سو ایکبارگی تمام عدل اور انصاف خدا کا معطل رہکر کے اسطرح پر بے تکلف مغفرت اسکی ہوا اور ظاہر ہی کہ یہ خواب ایک سنّی کا خواب ہی اور آیا حقیت حضرت علی کی کچھ معرض شبہ اور بحث مین تھی کہ جو محتاج اس قسم خواب کی ہو کہ فیصلہ بحق علے کے ہوا اور اس جگہ پر قول عزیزی سید فخر الدین پسر سید فرزند علی مرحوم برادر خالہ زاد کا میرے ہمکو بہت پسند ہوا کہ یہ دونون فقرے درحقیقت نقیض یکدیگر ہین اسواسطے کہ اگر فیصلہ بحق حضرت علی کے ہوا تو مغفرت معاویہ کے کیا معنی ہین اور اگر مغفرت معاویہ کی ہو تو فیصلہ بحق علے کے کیا معنی ہین غرض یہ خواب معاویہ کے دیکھنے کا مطلقاً قابل استدلال کے نہین ہی بلکہ یہ اُس قسم کا ایک خواب پریشان ہی کہ جیسا بوستان مین مذکور ہی شعر

ندانم کجا دیدہ ام در کتاب		کہ ابلیس را دید شخصے بخواب

دوئم یہ کہ بملاحظہ کتاب استقصار الافحام جواب منتہی الکلام وتحفہ اثنا عشریہ وغیرہ کتب کلامیہ فریقین کے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مذہب شیعہ کا جسقدر رکہ علم وتلاش آدمی کی بڑھتی جای سو اُسیقدر غالب ترا اور مجال سنیون کا تنگ تر ہوتا جائیگا سو واسطے نجات اس مخمصہ کے سنیونکی یہ عادت اُنکے واسطے خوب محافظ ہی کہ سنیان زمانہ کسی طرحسی تقریر اور بحث پر نہین چڑھتے ہین اور شیعہ بی تکلف ہر جگہ پر تقریر اور بحث کرنے کو مستعد اور حاضر ہو جاتا ہی اور حق یہ ہی کہ ہم شیعون سے کچھ مقابلہ کسی بات مین نہین کر سکتی ہین اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ شیعہ لوگ تا امکان خلفای ثلثہ کو بادشاہان اسلام سے مان لین کہ آخر درمیان خلفاے ثلثہ اور معاویہ کے کچھ فرق وتمیز رکھنا قرین انصاف ہی کہ اگرچہ کوی شخص ان خلفاے ثلثہ کا اس الزام سے کہ ساتھ حضرت علی کے بے پروائیان اور کج ادائیان ان

تینون صاحبون سی ہوئین بری نہین ہوسکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ دین اسلام
کو خوب پھیلا اور واسطی جانشینی اپنے وارث کے کوی بند وبست نہین کیا
اور انکی تمام معاملات سے کچھ کچھ ادب بھی کرنا ان سبھونکا بہ نسبت اہلبیت کی
ظاہر ہوتا ہی اور باوصف اسقدر جد وجہد کرنے واسطے اشاعت اسلام کے
اگر بھی لوگ منافق اور خارج از اسلام سمجھی جائین توسوای اسکے کیا بات کہی
جائیگی کہ نیکی برباد گناہ لازم یا یہ کہ جسکے واسطی چوری کیجئی وہی کہے چور اور ایسی
شیعہ عالم کو ہم جانتے ہین کہ جو خلفای ثلثہ کو مسلمان مان لیتی ہین اور فضیلت شیخین کا کیا
ذکر ہے کہ ہم مجرد فضیلت ثابت کرنے مین بھی شیخین سے بہت تنگ ہین
سوم یہ کہ ایک سنّی صاحب کا خیال یہ دیکھا گیا کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام
کی جو کچھ کہ اقوال امام شافعی و حافظ وغیرہ سے پائی جاتی ہی سو یہ سب باتین از
قسم کلمات فقر اور تصوف کے ہین مگر تفضیل الشیخین ایک امر شرعی ہی سو یہ خیال
محض ایک مغالطہ و دکھوکا ہی اسواسطی کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کی
قران اور حدیث سی ثابت ہی اور حیف اور افسوس ہی اوپر ایسے خیال کے کہ
جو اعتقاد افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کا بیرون از شرع سمجھا جائے
چہارم یہ کہ ایک سنّی صاحب کا یہ خیال دیکھا گیا کہ ذات حضرت امیر علیہ السلام
کی ایسی نہین ہی کہ اختلافات معاویہ وغیرہ سے انکو تکدر ہو سو یہ خیال بھی
محض ایک دکھوکا ہی اسواسطی کہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بمقتضای کمال صفای
طبیعت انکے تکدر ہو یا نہو مگر خدای عادل موجود ہی سو یہ لعنت کرانا معاویہ کا
بے انتقام پانیکے نہین رہ سکتا ہی۔
پنجم یہ کہ بعض سنیون کا خیال یہ ہی کہ معنی تولا کے صرف اسقدر ہین کہ آدمی

محامد حضرت امیر علیہ السلام و مناقب اہلبیت کو یاد کرے اور ذکر اور خیال انکے
دشمنون کا کچھ ضرور نہین ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ تولا بے تبرا کے کیونکر درست ہوسکتا
ہی یعنی جب تک کہ معاملات دشمنون اور حریفون کا ذکر اور خیال نہ کیا جاے
تو فضیلت حلم اور علم وغیرہ صفات ذاتی حضرت علی کے کیونکر معلوم ہوسکتی ہی
اور یہ فرمایش تو اُس قسم کی ہی جیسا کہ ایک شخص کہی کہ برف کو سفید جانو مگر
کوئلی کی سیاہی مت خیال کرو حالانکہ خوبی سفیدی برف کی بغیر مقابلہ اور رنگون کے
کیا معلوم ہوسکتی ہی جیسا کہ ایک شخص اندہا مادرزاد اگر سو بار برف کو سفید کہی تو
اس سے کیا مقابلہ درمیان برف اور کوئلہ کی اُسکی خیال مین آسکتا ہی۔

ششم یہ کہ ایک سُنی صاحب کی یہ تقریر تھی کہ عیب جوئی معاویہ کی کیا ضرور ہے
کہ بجای اُسکی درود پڑھنا بہتر ہی سو جواب اس خیال کے اسیقدر کہنا بس ہے
کہ اگر یہ قول درست ہو تو شیطان کو بُرا کہنا کیا ضرور ہی کہ خدا کو یاد کرنا کافی ہے
مگر حقیقت حال یہ ہی کہ جو شخص جیسا ہوگا ویسا سمجھا جائیگا اور اُسی طرح پر اُسکا
ذکر بھی کیا جائیگا۔

ہفتم یہ کہ ایک سنی صاحب نے نام معاویہ کا درمیان حضرت امیر المومنین رضی اللہ
عنہ کے لیکر کے ہمسی کہا کہ ہرگاہ خلافت معاویہ کی ازروی مصالحہ امام حسن کی ہوے
تو اب حقیت خلافت معاویہ مین کیا گفتگو ہوسکتی ہی سو اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ تسلیم خلافت
کی ہرگز ازروی مصالحہ کے صحیح طور پر نہین ہوئی کہ اسباب کو دیکھنا چاہئی کہ کس
حالت مجبوری مین حضرت امام حسن علیہ السلام نی بوجہ نہین ہونے اعوان و انصار
کے یہ خلع خلافت کا کیا اور ہرگاہ اصل خلافت تیس برس تک اور بعد اُسکی پیشین گوئی
حضرت رسول کیو اسطی ایک ملک عضوض یعنی ایک بادشاہ گزندہ کے تھی تو کیا

کمال ہوا بلکہ بات یہ ہے کہ معاویہ ایک بادشاہ گزندہ ہوا اور ہر گاہ اسکو لعنت کرنی پر حضرت علیؑ کے آخر عمر تک کمال اصرار رہا تو ذکر اسکی نام کا درمیان حضرت امیرالمومنین اور رضی اللہ عنہ کے کیا معنی رکھتا ہے۔

اشعار مرغوب در مدح امام حسن علیہ السلام از دیوان وفائی شوستری

نہ ہر کس شد مسلمان میتوان گفتنش کہ سلمان شد ۔ کہ اول بایدش سلمان شد و انگہ مسلمان شد

ولی ذوالمنن یعنی حسن آن خسرو خوبان ۔ کہ ہر چیز از عدم با قدرتش ممکن در امکان شد

نہ حبش باعث جنت نہ بغضش موجب نیران ۔ کہ حبش محض جنت گشت و بغضش عین نیران شد

مگو انصار و یاری داشت آن مظلوم بی یاور ۔ کہ ہر جور و جفای شد بروز انصار و یاران شد

زناچاری بہ بیعت داد دست آن شاہ بی لشکر ۔ چہ یک تن از انصار بودش یار و آخر کارش نسیان شد

مگو بیعت کہ از شمشیر خوردن صعب تر بودش ۔ چہ او با زادہ سفیان قرین عہد و پیمان شد

مگوئید آب کز آتش لب تشنہ زندہ تر بودش ۔ ہمان آبی کز ان مرغ دلش در سینہ بریان شد

دو سبط مصطفے دادند جان از آب بی بہرہ ۔ ز بی آبی حسین کشتہ اما حسن از آب بی جان شد

حسین پیش از شہادت گر نشان تیر شد اما ۔ حسن بعد از شہادت نعش پاکش تیر باران شد

حسین اگر علی اکبر شد از دست حسان کشتہ ۔ حسن ہم قاسمش پامال از سم ستوران شد

وفائی گر ز غمہایش بگوید تا صف محشر ۔ بیان کے میتواند ز ان یکی از صد ہزاران شد

فصل ۹۵ ذکر امام سیوم

تاریخ الخمیس مذکورہ بالا صفحہ ۲۸۶ — الثالث الحسین بن علی ابن طالب یکنی ابا عبداللہ ولقب بالشہید والسید امہ فاطمۃ الزہرا ولد بالمدینۃ یوم الثلاثا الرابع من شعبان سنۃ اربع من الہجرۃ وفی الصفوۃ استشہد یوم الجمعۃ وقیل الثلاثاء یوم عاشوراء فی المحرم سنۃ احدی وستین من الہجرۃ وہو ابن ست وخمسین سنۃ وخمسۃ اشہر کما سیجی

تیسری اُن بارہ اماموں کے حسین ابن علی ابن ابیطالب ہین کنیت اُنکے ابو عبد اللہ لقب شہید اور سید ہی اور مان اُنکی فاطمۃ الزہرا ہین اور پیدا ہوے مدینہ مین بروز منگل چہارم شعبان سنہ ۴ ہجری کے اور کتاب صفوۃ مین ہی کہ شہید ہوی بروز جمعہ اور بعضون نے کہا بروز منگل تاریخ دہم محرم کے اور وہ تھی اُسوقت مین بعمر ۵۶ برس پانچ مہینے کے جیسا کہ قریب ہی کہ آویگا بیان اُسکا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۹۸

اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام ہنگام واقعۂ کربلا

نمبر ۱ غدر القوم وقد ما رغبوا	عن ثواب اللہ رب الثقلین

غدر کیا قوم نی اور منھ پھیرا اون لوگون نی تواب سی خدای رب الثقلین کے قدیم سی

نمبر ۲ قتلوا قدمًا علیًا وابنہ	حسن الخیر کریم الابوین

قتل کیا اُن لوگون نے قبل اسکی علی کو اور اُسکی بیٹیا کو یعنی حسن کو جو نہایت نیک تھا اور جسکے ماباپ دونون کریم تھے

نمبر ۳ حسدًا منہم وقالوا اقتلوا	نقتل الاٰن جمعًا للحسین

بوجہ حسد کے اُن اہلبیت کیطرف سی اور کہا اُن لوگون نے مار ڈالو ۔ اب قتل کرینگے ہم سبکو حسین کے مارنے سے

نمبر ۴ خیرۃ اللہ من الخلق ابی	ثم امی وانا ابن الخیرین

پسندیدہ تر اللہ کا خلق مین سے باپ میرا ہی ۔ بعد اسکے ما میری ہی اور ہم بیٹے ہین دو نیک تر آدمیون کے

نمبر ۵ فضۃ قد صغت من ذہب	وانا الفضۃ وابن الذہبین

ایک چاندی ایسی ہو کہ تحقیق کہ گلائی گئے ہو ایک سونے سے ۔ ذرحالیکہ ہم

چاندی ہین اور بیٹے دو سونا کے۔

نمبر۶ من لہ جد کجدی المصطفی	احمد المختار نور الظلمتین

کون شخص ہے کہ اُسکا دادا ہو مثل ہماری دادا مصطفے کے جو کہ احمد مختار ہے روشنی دونون اندھیرون کے۔

نمبر۷ فاطمۃ الزہراء امی و الدی	قاصم الکفر ببدر و حنین

فاطمہ زہرا مان میری ہین اور باپ میرے توڑنیوالے کفر کے ہین جنگ بدر اور جنگ حنین مین۔

نمبر۸ و لہ فی یوم اُحُدٍ وقعۃ	شفت الغل بفض العسکرین

اور اُس باپ کو میرے بیچ روز جنگ احد کے ایک واقعہ ہے کہ جو کہ شفا دیا پیاس کو ساتھ دبا دینے لشکرہا ے طرفین کے۔

نمبر۹ ثم بالاحزاب والفتح معًا	کان فیہا حتف اہل الوثنین

اور بعد اُسکی سورۂ احزاب اور فتح مین ایک ساتھ تھے اُسمین موت اہالی دونون بتونکی

نمبر۱۰ من لہ عم کعمی جعفر	ذو الجناحین اصیل النسبین

کون شخص ہے کہ جسکو چچا ہو مثل چچا جعفر طیار میرے کے صاحب دو بازون کا اور اصیل دونون نسب ما اور باپ کا۔

نمبر۱۱ والدی شمس و امی قمر	وانا الکوکب و ابن النیرین

باپ میرا یعنی علی آفتاب ہین اور ما میری یعنی فاطمہ مہتاب ہین اور مین ستارہ ہون اور بیٹا دو نیر اعظم آفتاب و ماہتاب کا ہون

نمبر۱۲ نحن اصحاب العبا خمستنا	قد ملکنا شرقہا والمغربین

ہم لوگ سیادت کی کملی والے ہین پانچون ہم لوگونکی تحقیق کہ مالک ہوے ہم لوگ پورب کو اُن پانچ آدمیون کے اور دونون پورب اور پچھم کے۔

نمبر ۱۳ نحن جبرئیل غدا اسادسنا		ولنا الکعبۃ ثم الحرمین

ہم لوگ ایسی ہین کہ جبرئیل کل کو ہوگا چھان ہماوگون کا اور ہم لوگون کا ہی کعبہ اور بعد اُسکے دونون حرم مکہ اور مدینہ کے۔

نمبر ۱۴ امۃ المختار قرۃ ال عینا		فغدا یسقون من کف الحسین

امت نی رسول مختار کی ٹھنڈی کی آنکھین اپنی یعنی ہماری قتل سی تاڑ پس کل کے روز پلای جائینگے وی لوگ ہاتھ سی حسین کے یعنی ہاتھ سی حسین کے سزا دی جاینگے وی لوگ اور چونکہ سنیون کو حمایت یزید سی کچھ غرض نہین ہی بلکہ شرح عقائد نسفی مین یہ عبارت ہی کہ لا نتوقف فی لعن یزید و اعوانہ و انصادہ یعنی ہم سنی لوگ نہین توقف کرتے ہین لعنت کرنیمین اوپر یزید اور اعوان اور انصار اُسکی سو اسواسطی ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین وگرنہ اگر کتاب عربی اسرار الشہادت کربلا ملا آقاسے دربندی اور دیگر کتب تواریخ سی کچھ حالات واقعہ کربلا کے لکھے جائین تو یہ کتاب بہت طویل ہو جای اور کسکو طاقت ہی کہ ان سب حالات کو لکھے اور اسیقدر لکھنا کافی ہی کہ حضرت عائشہ نی جو بنیاد خرابی اہلبیت کی ڈالی تھی سو وہ قصہ یزید کے ہاتھ سی پوری طرح ختم ہوا کہ واقعہ کربلا مین سوای امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام کے کوی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا اور باقی سب مارے گئی انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل ۹۶ ذکر امام چہارم

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپہ مصر صفحہ ۲۸۶—

الرابع علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وقیل ابا محمد وقیل ابا بکر ولقب بزین العابدین والسجاد ولد بالمدینۃ سنۃ ثلاث وثلاثین من الہجرۃ وقیل سنۃ ثمان وثلاثین وقیل سنۃ و ثلاثین [illegible]

ام ولد اسمہا غزالہ کذا فی الصفوۃ وقال فی شواہد النبوۃ اسم امہ شہربانو بنت یزدجرد من اولاد نوشیروان العادل انتہی وفی حیوۃ الحیوان قال ابن خلکان کانت امہ سلامۃ بنت یزدجرد اخر ملوک الفرس وذکر الزمخشری فی ربیع الابرار ان یزدجرد کان لہ ثلاث بنات سبین فی زمن عمر بن الخطاب فحصلت واحدۃ منہن لعبد اللہ بن عمر فاولدہا سالما والاخری لمحمد بن ابی بکر فاولدہا قاسما والاخری للحسین بن علی فاولدہا علیا زین العابدین فکلہم بنو خالۃ وہو علی الاصغر فاما علی الاکبر فانہ قتل مع الحسین وکان علی ہذا ایضا مع ابیہ وہو ابن ثلاث وعشرین سنۃ الا انہ کان مریضا نائما علی فراش فلم یقتل وفی حیوۃ الحیوان استبقی لصغر سنہ لانہم قتلوا کل من انبت کما یفعل بالکفار قاتل اللہ فاعل ذلک واخزاہ ولعنہ وتوفی بالمدینۃ فی الثامن عشر من المحرم سنۃ اربع وتسعین وقیل خمس وتسعین دفن بالبقیع وہو ابن ثمان وخمسین سنۃ وضریحہ ہناک فی قبۃ معروفۃ بقبۃ العباس روی الحدیث عن ابیہ وعمہ الحسن وجابر وابن عباس والمسور بن مخرمۃ وابی ہریرۃ وصفیۃ وعایشۃ وام سلمۃ امہات المومنین

ترجمہ چوتھی امام علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت انکی ابوالحسن ہے اور بعضون نے کہا ابو محمد اور بعضون نے کہا ابوبکر اور لقب انکا زین العابدین اور سجاد ہے پیدا ہوئی مدینہ مین ۳۳ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۳۸ سنہ ہجری مین اور بعضون نی کہا ۳۶ سنہ ہجری مین اور ما انکی ام ولد ہین نام انکا غزالہ ہے جیسا کہ کتاب صفوۃ مین ہے اور صاحب شواہد النبوۃ نے کہا ہے کہ نام انکی ما کا شہربانو بیٹی یزدجرد کی ہے اولاد

نوشیروان عادل کے منتہی ہوا قول اُسکا اور کتاب حیواۃ الحیوان مین کہا ابن خلکان
نے کہ ما اُسکی سلامت تھی بیٹی یزدجرد آخر بادشاہان فارس کی اور ذکر کیا زمخشری
نے کتاب ربیع الابرار مین کہ تحقیق کہ یزدجرد کو تھین تین بیٹیان جو قید ہوئین زمانہ عمر
ابن الخطاب کے پس ایک اُنمین سی ملی عبداللہ ابن عمر کو کہ جس سے پیدا ہوی سالم اور
دوسری محمد ابن بکر کو کہ جس سے پیدا ہوی قاسم اور تیسرے حسین ابن علی کو کہ جس سے
پیدا ہوی امام علی زین العابدین پس کل وہ لوگ یعنی سالم اور قاسم اور امام زین العابدین
آپسمین خالہ زاد بھائی ہین اور وہ امام زین العابدین علی صغر ہین سوا اسطی کہ علی اکبر
قتل ہوی ساتھہ حسین کے واقعہ کربلا مین اور یہ علی اصغر اپنی باپ امام حسین
علیہ السلام کے ساتھہ کربلا مین تھے درحالیکہ اُنکا سن ۲۳ برس کا تھا مگر وہ علی اصغر
بیمار تھے جو بچھاون پر پڑے رہتے تھے اور اُسیواسطی قتل نہین ہوئی اور کتاب
حیواۃ الحیوان مین کہ امام زین العابدین چھوڑ دی گئی بسبب صغیر سن اُنکی اسواسطی
کہ وہ قاتلان کربلا کے قتل کرتے تھے کل اُس شخص کو جو کہ کمال جوانی کو پہونچی جیسا کہ
یہ کام کیا جاتا ہی ساتھہ کافرون کے اور قتل کرے اللہ فاعل کو اس فعل کے اور
رسوا کرے اُسکو اور لعنت کری اُسکو اور امام زین العابدین مرے مدینہ مین بتاریخ
۱۸ محرم سنہ ۹۴ ہجری کے اور بعضون نے کہا ۹۵ ہجری ہین اور دفن کئے گئے جنت البقیع
مین بعمر ۵۸ برس کے اور روضہ اُنکا اُس قبہ مین ہی کہ جو مشہور ہی ساتھہ قبہ عباس کے
اور یہ امام زین العابدین روایت حدیثون کی کرتے ہین حسین اپنی باپ سے اور
حسن اپنی چچا سے اور جابر اور ابن عباس اور مسور ابن مخرمہ اور ابو ہریرہ اور صفیہ
اور عائشہ اور ام سلمہ مادران مومنین سے فقط اور چونکہ خاندان دوازدہ امام کو
خداوند تعالی نی ساتھہ علم روحانی کے مخصوص کیا ہی اسواسطی تیمنا و تبرکا کتاب

صحیفہ کاملہ سے جو کہ زبور ہملوگ مسلمانون کا ہی اور یہ کتاب بالتمام دعاؤنسے معمور ہی دو چار فقری دعای اول کتاب مذکور سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہین تاکہ بلندی خیالات امام چہارم کی معلوم ہو اور تمام اس کتاب کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ بندہ کو کس خشوع وخضوع اور خلوص دل سے خداوند تعالی سے دعا مانگنی چاہیئے الحمد لله الاول بلا اول کان قبله والاخر بلا اخر یکون بعده الذی قصرت عن رؤیته ابصار الناظرین وعجزت عن نعته اوهام الواصفین ابتدع بقدرته الخلق ابتداعا واخترعهم علی مشیته اختراعا ثم سلک بهم طریق ارادته وبعثهم فی سبیل محبته لا یملکون تاخیرا عما قدمهم الیه ولا یستطیعون تقدما الی ما اخرهم عنه

ترجمہ سب تعریف ہی اُس اللہ کو کہ جو سب سے اول ہی کہ جو کوئی دوسرا اول نہین ہی کہ جو قبل اُسکی ہو اور ایسا آخر ہی کہ کوئی دوسرا آخر نہین ہوگا کہ جو اُسکے بعد ہو ایسا اللہ ہی کہ دیکھنے سے اُسکی آنکھین نگاہ کرنیوالونکی قاصر ہین اور صفت کرنے سی اُسکی خیالات صفت کرنیوالونکی عاجز ہین اور اپنی قدرت سی پیدا کیا خلق کو پیدا کرنے کرکے اور اختراع کیا اُن سبھون کو موافق خواہش اپنی اختراع کرنے کرکے پس چلایا اُس خلق کو اوپر طریق ارادہ اپنی اور برانگیختہ کیا اُس خلق کو اپنی محبت کی راہ مین درحالیکہ سب لوگ نہین قادر ہین موخر کرنے پر کوی چیز کے کہ جسکو اللہ نے مقدم کیا اُنکے واسطے اور نہین قادر ہین مقدم کرنیکو اُس چیز کے کہ جسکو اللہ نے اُنسے موخر کیا ہی اور اس جگہ پر چند اشعار قصیدۂ فرزدق کے لکھے جاتے ہین کہ جسکا قصہ یہ ہی کہ ہشام ابن عبد الملک ابن مروان بایام بادشاہت اپنی باپ کے حج کعبہ کو آیا اور جس وقت طواف کے چاہا کہ حجر اسود کو بوسہ دی تو بسبب ازدحام خلایق کے حجر اسود تک نہین پہونچ سکا اور ایک کنارۂ منبر پر سی حجر اسود کو دیکھتا تھا

اور سرداران ملک شام بھی اُسکے ساتھ تھے کہ اس حال مین حضرت امام زین العابدین طواف کو آئے اور جب حجر اسود کے پاس پھونچے تو خلقت پھٹ کرکے الگ ہوگئی اور آپنے بے مزاحمت خلق کے بوسہ دیا تب ایک شامی نے ہشام ابن عبد الملک سے پوچھا کہ یہ آدمی اسقدر جاہ وجلال کا کون ہی کہ خلقت اسقدر ہیبت اور تعظیم اُسکی کرتی ہی ہشام اس خیال فاسد سے کہ مبادا شام کی لوگ اُسکی طرف رجوع کرین تجاہل کرکے کہا کہ ہم نہین پہچانتے ہین اور اتفاقاً فرزدق شاعر بھی اُس مجمع مین تھا سو یہ گفتگو شامی و ہشام کی سنکر کے بہ تقاضای غیرت ایمانی کے یہ قصیدہ فی البدیہہ کہا کہ جو ہشام یہ قصیدہ سنکر کے غضب مین آیا اور اُس فرزدق کو قید کیا اور اس قصیدہ کی ایک شرح فارسی جناب مولوی جمیل احمد صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کی ہی اور اُسمین ایک مثنوی منظوم ملا عبد الرحمان جامی کی کتاب سلسلۃ الذہب سے خوب نقل کی ہی کہ جو گویا ترجمہ فارسی تمام قصیدہ عربی فرزدق کا ہی

نمبر۱ هذا الذی تعرف البطحاء وطأته	والبیت تعرفه والحل والحرام

یہ وہ شخص ہی کہ مکہ جای قدم کو اُسکے پہچانتا ہی اور خانہ کعبہ اُسکو پہچانتا ہی اور حل وحرم اُسکو پہچانتے ہین۔

نمبر۲ هذا ابن خیر عباد الله کلهم	هذا التقی النقی الطاهر العلم

یہ بیٹا بہترین تمام بندگان خدا کا یعنی یہ بیٹا رسول اللہ کا ہی یہ پرہیزگار اور پاک اور طاہر اور سردار ہے

نمبر۳ هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله	بجده انبیاء الله قد ختموا

یہ بیٹا فاطمہ کا ہی اگر تو نجانتا ہو اُسکو تو ساتھ جد اُسکی پیغمبران خدا کی تحقیق کہ ختم کئی گئی

نمبر۴ الله شرفه قدما وعظمه	جری بذاک له فی لوحه القلم

اللہ نی شرف دیا اسکو قدیم سی اور عظیم کیا اسکو؛ اور ساتھ اس بات کے یعنی ساتھ شرف اور عظمت اسکے لوح محفوظ مین آ سکے قلم جاری ہوا —

نمبر۵ فلیس قولک من ھذا بضائرہ		العرب تعرف من انکرت و العجم

پس نہین ہی قول تیرا کہ یہ کون شخص ہی کچھ گزند پہونچانیوالا اسکو؛ اہل عرب پہچانتی ہین کہ کس شخص سی انکار کیا تو نے اور اہل عجم پہچانتے ہین —

تشریح گرد وصل آفتاب نخو اہد		رونق بازار آفتاب نکاہد
نمبر۶ مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم		فی کل بدءٍ و مختوم بہا الکلم

مقدم ہی بعد ذکر خدا کے ذکر ان اماموں کا؛ ہر ابتدای کار مین اور کلام ختم ہوتا ہی انکی ذکر پر

نمبر۷ من یعرف اللہ یعرف اوّلیۃ ذا		والدّین من بیت ھذا نالہ الامم

جو شخص کہ پہچانتا ہی خدا کو پہچانتا ہی اولیّت کو اس شخص کے اور دین کو گھر سی اس شخص کے اور یہ لوگ واسطی اسکی بہت لوگ ہین

فصل ستّانوی ذکر امام پنجم

تاریخ الخمیس عربی چھاپۂ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۶ —

والخامس محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب امّہ ام عبد اللہ فاطمۃ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر و لقّب بالباقر لتبقّرہ فی العلم و ھو توسّعہ فیہ ولد بالمدینۃ یوم الجمعۃ ثالث صفر سنۃ سبع و خمسین من الھجرۃ قبل قتل الحسین بثلاث سنین و اولادہ جعفر و عبد اللہ و امھما ام فروۃ بنت القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصدیق و ابراھیم و علی و زینب و ام سلمۃ توفی بالمدینۃ سنۃ سبع و عشرۃ و مائۃ و قیل ثمان عشرۃ و قیل اربع عشرۃ و ھو ابن ثلاث و سبعین سنۃ و قیل ثمان و خمسین و قیل سبع و خمسین سنۃ و قبرہ بالبقیع عند ابیہ فی قبۃ العباس کذا فی الصفوۃ

ترجمہ اور پانچوین امام محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہین اور ماں انکی ام عبداللہ کی فاطمہ ہین بیٹی حسن ابن علی ابن ابیطالب کی اور کنیت انکی ابوجعفر ہی اور لقب انکا باقر ہی بسبب تبقر انکی بیچ علم کے اور معنی اُس تبقر کے وسعت انکی ہی اس علم مین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین بروز جمعہ ۳ صفر ۵۷ھ ہجری تین برس قبل شہادت حسین کربلا کے اور اولاد انکی جعفر یعنی امام جعفر صادق اور عبداللہ ہین کہ ماں اون دونونکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی ہین اور اولاد امام محمد باقر کے ابراھیم اور علی اور زینب اور ام سلمہ ہین اور امام باقر مرے مدینہ مین ۱۱۴ھ ہجری مین اور بعض نے کہا ۱۱۶ھ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۱۱۷ھ ہجری اور انکی عمر تھی ۵۷ برس کی اور بعضون نی کہا ۵۸ برس کی اور بعضون نی کہا ۶۰ برس کی اور قبر اُنکے جنت البقیع مین ہی نزدیک قبر باپ انکی قبہ عباس مین اسطرح مذکور ہی کتاب صفوۃ مین فقط

اور اس عرصہ مین ہماری پاس ایک کتاب عربی باسم مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر تصنیف ملا سید ہاشم بحرانی مصنف کتاب غایۃ المرام کی جو طہران مین چھپی ہی بذریعہ جناب مرزا محمد شیرازی صاحب کے بمبئی سے پہونچی کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہی کہ جو مشتمل ہی اوپر ۶۲۵ صفحہ کے اور ہر صفحہ مشتمل ہی ۳۶ سطرون پر اور تمام اس کتاب مین معجزات اور کرامات دوازدہ امام کے مندرج ہین سو یہ پہونچنا اس قسم کتاب نادر کا ایک محض فضل الٰہی ہماری حال پر ہی اور اس کتاب سی اس رسالہ حد تحقیق مین کچھ حدیث بقدر ضرورت نقل کی جائینگی۔

کتاب مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر باب پنجم بذکر معجزات حضرت امام محمد باقر کہ جس مین ۱۱۸ معجزہ مذکور ہی صفحہ ۳۲۳۔

حدیث بروایت ابوعلی محمد فقال اسمٰعیل عن جابر ذلنحن جابر فقبل بن غیبۃ ضیعہ

الصدر له فقال هكذا اوصانی رسول اللہ وقال لی یا جابر یولد لعلی بن الحسین
زین العابدین ولدٌ یقال لہ محمد فاذا رائیتہ یا جابر فاقراہ منی السلام واعلم یا جابر
ان مقامك بعد رویتہ قلیل قال فعاش جابر بعد ان راٰہ ایاما یسیرۃ ومات رضی اللہ عنہ

ترجمہ پس کہا امام زین العابدین نے اُس امام محمد باقر کو کہ سلام پھونچا تو او پوچھا اپنی
جابر کے پس پکڑا اُس امام باقر کو جابر نے اور بوسہ دیا درمیان آنکھین اُس امام کے اور
ملا لیا اُسکو اپنی سینہ سے پس کہا اُس جابر نے کہ اسیطرح وصیت کی مجکو رسول اللہ
نے اور کہا مجکو کہ ای جابر پیدا ہوگا علی بن الحسین زین العابدین کو ایک لڑکا کہ کہلا ئیگا
محمد پس جب دیکھی تو اُسکو ای جابر تو پڑھ تو اُسکی پاس میری طرف سے السلام علیک
اور جان تو ای جابر کہ تحقیق کہ مقام تیرا دنیا مین بعد دیکھنی اُس لڑکے کے تھوڑا
ہوگا کہا اُس راوے نے ـ زندہ رہے جابر بعد دیکھنے اُس امام باقر کے
تھوڑے روز اور مر گئے وہ رضی اللہ عنہ ـ

ف یہ روایت سلام پھونچانے جابر کی کتاب روضۃ الصفا مین بھی مذکور ہے
اور وجہ ہونے لقب باقر کی بنظر کثرت علم کے ہے اور اس کتاب مدینۃ معاجز الایمۃ الاثنی عشر
مین جو ۱۸ معجزے مذکور ہین سو بخوف طوالت اس کتاب حد تحقیق کے وہ سب معجزے
اس کتاب حد تحقیق مین نقل نہین کیئے گئے ـ

فصل ۹۸ ذکر امام ششم

تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۷ ـ

السادس جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی ابا عبد اللہ
وقیل ابا اسمعیل ولہ القاب اشہرھا الصادق وامہ ام فروۃ بنت القاسم
ابن محمد بن ابی بکر الصدیق وام ام فروۃ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر

ولذا قال الصادق لقد ولدنی ابو بکر مرتین ولد بالمدینة سنة ثمانین من الھجرۃ وقیل سنة ثلاث وثمانین یوم الاثنین لثلاث عشرۃ لیلة بقاین من ربیع الاول وتوفی بالمدینة یوم الاثنین للنصف من رجب سنة ثمان واربعین ومائة وقبرہ بالبقیع فی قبة العباس وھو القبر الذی فیه ابوہ الباقر وجدہ زین العابدین وعم جدہ الحسن بن علی وللہ درہ من قبر ما اکرمه واشرفه واعلی قدرہ عند اللہ کذا فی شواھد النبوۃ وفی الملل والنحل وله خمسة اولاد محمد واسمعیل وعبداللہ وموسی وعلی **ترجمہ** چھٹی امام جعفر[۶] ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابو طالب ہین اور کنیت آپکی ابوعبداللہ ہی اور بعضون نے کہا ابو اسمعیل ہی اور انکو چند لقب ہین کہ مشہور تر انکا لقب صادق ہی اور مان انکی ام فروہ ہین بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی اور مام فروہ کی اسما بیٹی عبدالرحمن ابن ابی بکر کی ہین اور اسیواسطی فرمایا امام صادق نے کہ ہر آئینہ تحقیق کہ پیدا کیا مجکو ابوبکر نے دو دفعہ کرکے اور پیدا ہوی وہ امام جعفر صادق مدینہ مین ۸۰ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۸۳ سنہ ہجری مین بروز دوشنبہ تیرہ[۱۳] رات باقی رہتی ربیع الاول سے یعنی بتاریخ ۱۶ یا ۱۷ ربیع الاول کے مرے وہ امام مدینہ مین بروز دوشنبہ نصف رجب ۱۴۸ سنہ ہجری کے اور قبر انکی جنت البقیع مین اندر قبہ عباس کے ہی اور یہ وہ قبر ہی کہ جسمین باپ انکی امام باقر اور دادا انکی زین العابدین اور چچا انکی دادا کے حسن ابن علی ہین پس کیا خوب ہی ایک قبر کہ کیا مکرم اور مشرف اور اعلی ہی قبر اسکی نزدیک اللہ کے اسیطرح مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین اور

اور کتاب ملل اور نحل مین ہی کہ انکو پانچ اولاد ہوئی محمد اور اسمعیل اور عبداللہ اور موسیٰ علی فقط

ف یہ ارشاد حضرت امام جعفر صادق کا کہ ابو بکر نے پیدا کیا ہمکو دو دفعہ کرکے اس اعتبار سی ہی کہ ماں انکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابو بکر کی یعنی ابو بکر کی پوتا کے بیٹی تھین اور دوسرا رشتہ یہ ہی کہ ام فروہ ماں امام جعفر صادق کی بیٹی اسماء دختر عبد الرحمن ابن ابو بکر یعنی ابو بکر کی پوتے کے بیٹی تھین اسطرحپر کہ بیاہ قاسم ابن محمد ابن ابو بکر کا ساتھ چچازاد بہن اسماء بنت عبد الرحمن ابن ابو بکر کے ہوا تھا اور اسطرحپر اظہار نسل دوبارہ از جانب ابو بکر کا جو حضرت امام جعفر صادق نے کیا صریح دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس نسل دوبارہ ابو بکر پہ ایک خاص طرحکی خوشی خاطر تھی اور اس خوشی کو مٹا دینا صرف بذریعہ تقیہ کے ہو سکتا ہی اور البتہ اس بات کیواسطی شیعون بڑی ضرورت ہی کہ تقیہ کو جایز ٹھرادین حالانکہ تقیہ کا صحیح ثابت ہونا جس طرحپر کہ شیعہ لوگ چاہتے ہین بہت دشوار ہی فقط اور سنی لوگ جو کہتی ہین کہ مجتہد ابو حنیفہ کوفی کو شاگردی حضرت امام جعفر صادق سی تھی ہمارے پاس تمامتر صحیح ثابت نہین ہی مگر اسقدر کہ مجتہد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ زمانہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پایا تھا

فصل ۹۹ ذکر امام ہفتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ السابع موسی بن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وابا ابراهیم وقیل غیر ذلك و یلقب بالکاظم لفرط حکمه وتجاوزه عن المعتدین علیه أمّه ام ولد اسمها حمیدة البربریة ولد بالابواء بین مکة والمدینة یوم الاحد لسبع لیال خلون من صفر سنة ثمان

وعشرین ومائة کذا فی شواهد النبوة وفی الصفوة ولد بالمدینة ثمان عشرین وقیل تسع وعشرین ومائة واقدم المهدی بغداد ثم رده الی المدینة فاقام بها الی ایام الرشید فلما قدم الرشید المدینة حمله معه وحبسه ببغداد الی ان توفی بها لخمس بقین من رجب سنة ثلاث وثمانین ومائة وفی شواهد النبوة مات فی حبس هارون الرشید ببغداد یوم الخمیس لخمس خلون من رجب سنة ست وثمانین ومائة من الهجرة وقبره ببغداد ویقال ان یحیی بن خالد البرمکی سمه فی رطب بامر هارون الرشید

ترجمہ ساتوین امام موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت اُنکی ابو الحسن اور ابو ابراهیم ہی اور بعضون نے کنیت اُنکی سوای اُسکے بھی کہی ہی اور لقب آپکا کاظم ہی بسبب افراط حلم اُنکی اور بسبب تجاوز کرنے اُنکے اُن لوگونسی جو زیادتی کرتے تھے اس امام پر اور کاظم کے معنی گھونٹنی والی غصہ کے ہین اور ماں اُنکی ام ولد ہین کہ نام اُنکا حمیدہ بربریہ تھا اور پیدا ہوی ابوا رہین درمیان مکہ اور مدینہ کے بروز یکشنبہ سات رات گذری ہوی ماہ صفر سنہ ۱۲۸ ہجری کے اسطرحسی شواہد النبوة مین مذکور ہی اور کتاب صفوة مین ہی کہ پیدا ہوی یہ امام ہفتم مدینہ مین سنہ ۱۲۸ مین اور بعضون نے کہا سنہ ۱۲۹ ہجری مین اور لے آیا اُسکو مہدی خلیفہ بغداد مین اور پھیر دیا اُسکو بطرف مدینہ کے پس رہی یہ امام مدینہ مین زمانہ خلیفہ ہارون رشید تک پس جبکہ پہونچا رشید مدینہ کو اُٹھالایا اس امام کو ساتھ اپنی اور قید کیا اس امام کو بغداد مین یہانتک کہ مرگئے یہ امام اُس بغداد مین پانچ تاریخ باقی رہتی ہوئے ماہ رجب سنہ ۱۸۳ ہجری کے اور شواہد النبوة مین ہی کہ مرے یہ امام قید مین ہارون رشید کے بغداد مین بروز جمعرات پانچ تاریخ گذری ماہ رجب سنہ ۱۸۶ ہجرے کے اور قبر اُنکی بغداد

مین ہی اور کہتی ہین کہ یحیی ابن خالد برمکی نے زہر دیا اُس امام کو خرما مین ملا کر کی بسبب حکم ہارون رشید کے۔

فصل ۱۰۰ ذکر امام ہشتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ الثامن علی بن موسی بن جعفر بن محمد ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن ککنیۃ ابیہ موسی الکاظم ولقب بالرضا امہ ام ولد لہا اسماء منہا اروی ونجمۃ وسمانۃ وام البنین واستقر اسمہا علی تکتم قیل کانت امۃ جاریۃ لحمیدۃ ام موسی الکاظم فرأت فی المنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہا ان تہب نجمتہ لابنہا موسی وقال سیولد لہ منہا خیر اہل الارض ولد بالمدینۃ یوم الخمیس الحادی عشر من ربیع الاخر سنۃ ثلاث وخمسین ومائۃ بعد وفاۃ جدہ الصادق بخمس سنین وقیل غیر ذلک ومات ببلاد طوس فی قریۃ سناباد من رستاق وجاذ قبرہ فی قبلی قبر ہارون الرشید فی قبۃ فی دار حمید بن قحطبۃ الطائی وذلک فی شہر رمضان لتسع بقین منہ یوم الجمعۃ سنۃ ثمان وثمانین

ترجمہ آٹھوین امام علی بن موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی بن محمد بن حسین ابن علی ابن ابو طالب ہین اور کنیت انکی ابو الحسن ہی مثل کنیت باپ اُنکے موسی کاظم کے اور لقب انکا رضا ہی اور ماں اُنکی ام ولد ہین کہ اُنکا چند نام ہی اور بعض اُن نامون مین اروی اور نجمہ اور ام البنین ہی اور قرار پایا نام اُس ام ولد کا اوپر تکتم کے۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ ماں اُس امام کی ایک لونڈی تھی حمیدہ مادر موسی کاظم کی پس دیکھا اوس حمیدہ نے خواب بیچ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حکم دیا اُس حمیدہ کو کہ بخش دین وہ نجمہ کو واسطے اپنے بیٹے موسی کاظم کے اور فرمایا اس پیغمبر خدا نے اُس خواب مین کہ قریب ہے

کہ پیدا ہوگا اُس موسی کاظم کو بہترین اہل زمین کا اور پیدا ہوئے یہ امام علی رضا
بروز جمعہ ۱۱-ربیع الثانی ۱۹۴ھ ہجری کے پانچ برس بعد وفات اپنی دادا امام
جعفر صادق کے اور بعضون نے کہا ہی سوا اسکی بھی اور مری وہ ملک طوس کے ایک
گانون سناباد مین بعلاقہ رستا نوجان کے - اور قبر اس امام کی سامنی قبر ہارون رشید
کے ہی ایک قبہ مین بخانہ حمید ابن قحطبہ طائی کے - اور یہ بات واقع ہوئی ماہ رمضان
مین نو تاریخ باقی رہنی روز جمعہ ۲۰۸ھ ہجری کے فقط -

ف یہ امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام ایک بڑے درجہ کے خدائی آدمی تھے
اور مزار شریف آپکا جہان پر ہی سو وہ مشہد مقدس کہلاتا ہی اور وہ اب ملک خراسان
متعلق فارس مین واقع ہی اور سفر کرنیوالون کے بازو پر روپیہ اشرفی یا پیسہ امام ضامن
کے نام کا جو باندہا جاتا ہی سو وہ آپہی کی نام پر ہی اور آپ کا نام عموما بلقب امام ضامن
تامن کے مشہور ہی اور اس روپیہ اور اشرفی یا پیسا کے باندھنے سے اعتقاد لوگونکا
یہ ہی کہ وہ سفر اُس سفر کرنیوالی کا خیریت اور حفاظت سی طی ہوتا ہی اور جب وہ سفر طی ہوا
تو غربای سادات کو دیا جاتا ہی اور بوقت رخصت کرنے کے لوگ بطور دعا کے یہ بات
بھی وقت باندھنی روپیہ وغیرہ کے کہدیتی ہین کہ امام ضامن کی ضامنی مین سونپا اور
ہمکو اس رسم کے جواز شرعی اور عدم جواز مین کچھ گفتگو نہین ہی مگر اس رسم کے نقل کرنے
سی غرض یہ ہی کہ اللہ اکبر کیا شان عالی آپکی تھی کہ جو ہزار برس سے یہ رسم جاری ہی اور
آپ کا لقب عام شاہ خراسان بھی ہی اور گنبد طلائی آپ کے مزار کا بہت بلند ہی کہ
جو تین کوس سی نظر آتا ہی اور مزار پر اب کی بڑی تیاری لاکھون روپیہ کی ہی اور
تمام زائرین اور غربا کو ہمیشہ کہانا اس سرکار سی ملتا ہی اور حضرت خواجہ معروف کرخی
رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑی ولی اور پیران سلسلہ مین سے ہین یکی از مریدان خاص

امام ہشتم کے تھے اور انکی قبر بقرب مزار شریف کے واقع ہی اور دو شعر مفصلۂ ذیل عموماً واسطی حاجت کی پیرزا دون مین پڑہا جاتا ہی اور ہم سب لوگ بھی پڑہتے ہین

بحق خواجۂ معروف کرخی	نگہداری ز آفت ہاے چرخی
کہ دربان علی موسی رضا بود	علی موسی رضا از وے رضا بود

اور اصحاب ثلثہ باعتقاد سنیان معاویہ شاہی کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سی جو کچھ افضل ہون مگر تمام اولویت اور امامت نسل مین حضرت امیر علیہ السلام کی دیکھی جاتی ہی اور اس مقام مین شعر میر حسن دہلوی کا بہت حسب حال ہی

ہوا یان سی ظاہر کمال رسول	کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

فصل ۱۰ از ذکر امام نہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ التاسع محمد بن علی بن موسی بن جعفر ابن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی اباجعفر و ہو موافق للباقر فی الکنیۃ والاسم ولذا یقال لہ ابو جعفر الثانی ولقبہ التقی والجواد امہ ام ولد اسمہا خیزران وقیل ریحانۃ وقیل کانت من اہل ماریۃ القبطیۃ ولد بالمدینۃ یوم الجمعۃ لعشرۃ ایام خلون من رجب سنۃ خمس وتسعین ومائۃ وتوفی یوم الثلاثاء لستۃ ایام خلون من ذی الحجۃ سنۃ عشرین ومائتین فی خلافۃ المعتصم وقیل مسموما ولکنہ ما صح وقبرہ ببغداد خلف قبر جدہ الکاظم ولکمال علمہ وادبہ وفضلہ زوجہ المامون فی صغر سنہ ابنتہ ام الفضل وارسلہا معہ الی المدینۃ وکان یرسل الی المدینۃ فی کل سنۃ الف الف درہم کذا فی شواہد النبوۃ

ترجمہ نویں امام محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابو جعفر ہے اور یہ امام موافق ہین ساتھ امام باقر امام پنجم کے کنیت اور نام مین اور اسیواسطے کہی جاتی ہین ابو جعفر ثانی اور لقب انکا تقی اور جواد ہے اور انکی ماں ام ولد ہین کہ نام انکا خیزران ہے اور بعضون نی کہا کہ ریحانہ اور بعضون نی کہا کہ تھی وہ ام ولد ماریہ قبطیہ کے لوگون مین سے اور پیدا ہوے یہ امام مدینہ مین بروز جمعہ دس دن گذری رجب ۱۹۵ہجری کے اور مرے وہ بروز منگل چھ دن گذری ذیحجہ کے ۲۲۰ ہجری مین بزمان خلافت معتصم کے اور بعضون نے کہا کہ مرے وہ مسموم اور لاکن یہ قول صحیح ثابت نہین ہے اور قبر انکی بغداد مین ہے پیچھے قبر انکی دادا کاظم امام ہفتم کے اور بسبب کمال علم و ادب اور فضل انکی مامون خلیفہ نی بیاہا انکو انکی صغر سن مین اپنی بیٹی ام الفضل سے اور روانہ کردیا اس ام الفضل کو ساتھ اس امام کے بطرف مدینہ کے اور بھیجا کرتا تہا وہ خلیفہ اس امام کو بطرف مدینہ کے ہر برس دس لاکھ درہم اسطرح سے مذکور ہے کتاب شواہد النبوۃ مین —

ف مزار کاظمین عبارت ہے اس مزار واقع بغداد سی کہ جسمین قبر امام ہفتم موسی کاظم اور امام نہم امام تقی کی واقع ہے —

فصل ۱۰۲ ذکر امام دھم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸ العاشر علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن و یقال لہ ابو الحسن الثالث ولقبہ الهادی لکنہ مشتہر بالمتقی امہ ام ولد اسمہا سماعہ وقیل امہ ام الفضل بنت المامون ولد ... سنة فی الثالث عشر من رجب سنة

اربع عشرة و مائتين و توفی فی زمان المستنصر فی سر من رأی من نواحی بغداد یوم الاثنین من اواخر جمادی الاخرہ سنة اربع وخمسین و مائتین و قبرہ فی دارہ التی فی سر من رای وقیل ان مشہد الہادی بقم و لیس بصحیح وانما الصحیح ان مشہد فاطمة بنت موسی بن جعفر بن محمد ببلدة قم و قد نقل عن الرضا انہ قال من زارہا دخل الجنة کذا فی شواہد النبوة

ترجمہ دسوین امام علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابو الحسن ہی اور ابو الحسن سیوم کہلاتی ہین اور لقب انکا ہادی ہی لاکن وہ مشہور ہین ساتھ لقب نقی کی اور ماں انکی ام ولد ہین نام انکا سمانہ ہی اور بعضون نے کہا کہ ماں انکی ام الفضل بیٹی ماموں خلیفہ کے ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین بتاریخ تیرہوین رجب ۲۱۴ھ ہجرے کے اور مرے وہ زمانہ خلافت مین مستنصر کے سر من رای نواحی بغداد مین بروز دوشنبہ اواخر جمادی الثانی ۲۵۴ھ ہجرے کے اور قبر انکی اپنی مکان مین ہی کہ جو سر من رای مین تھا اور بعضون نے کہا کہ مزار امام ہادی کا شہر قم مین ہی اور یہ بات صحیح ثابت نہین ہی اور امر صحیح یہ ہی کہ مزار فاطمہ دختر موسی ابن جعفر ابن محمد کا شہر قم مین ہی اور حضرت امام علی موسی رضا سی یہ حدیث منقول ہی کہ فرمایا اس امام نے کہ جو شخص زیارت کرے اس مزار فاطمہ کو داخل ہوگا وہ شخص جنت مین اسطرح مذکور ہی کتاب شواہد النبوة مین

ف اب یہ مقام سامرہ کہلاتا ہی کہ اسمین دو امام کا مزار ہی ایک امام نقی امام دہم کا اور دوسرا امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام کا ــــ

فصل ۱۰۳ ذکر امام یازدہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷و۱۸۸ | الحادی عشر الحسن بن علی ابن محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق ویکنی ابا محمد ویلقب بالزکی والخاص والسراج وھو ایضا مثل ابیہ مشھور بالعسکری وامہ ام ولد اسمھا سوسن وقیل غیر ذلک ولد بالمدینۃ سنۃ احدی او اثنین وثلاثین ومائتین وتوفی فی سر من رای فی سنۃ ستین ومائتین وقبرہ بجنب ابیہ

ترجمہ گیارہوین امام حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر صادق ہین اور کنیت انکی ابو محمد ہی اور لقب آپ کا زکی اور خاص ور سراج ہی اور وہ بھی مثل باپ اپنی مشہور ہین ساتھ عسکری کی اور ماں انکی ام ولد ہین کہ نام انکا سوسن ہی اور بعضون نے غیر اسکا بھی کہا ہی اور پیدا ہوی مدینہ مین ۲۳۱ یا ۲۳۲ ہجری مین اور مری سر من رای مین ۲۶۰ مین اور قبر انکی جنب مین اپنی باپ کے ہی۔ فقط اور خاندان دوازدہ امام کا مخصوص ساتھ علم کے ہی چنانچہ ایک تفسیر زاید از دو پارہ قران شریف کے بھی اس امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سی ہی کہ اس تفسیر سے ایک انتخاب مختصر قول امام ممدوح کا نسبت تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اس جگہ پر ذکر کیا جاتا ہی کہ پوری تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی زاید از دو ورق مین ہی اور راقم نے اوپر بیان صرف معنی اللہ کے حسب ذیل اکتفا کیا۔

قولہ عز وجل بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام علیہ السلام اللہ ھو الذی یتالہ الیہ عند الحوائج والشدائد کل مخلوق عند انقطاع الرجاء من کل من دونہ وقطع الاسباب من جمیع من سواہ یقول بسم اللہ ای استعین علی اموری کلھا اللہ الذی لا یحق العبادۃ

الا الى المغيث اذا استغيث والمجيب اذا دعى قال الامام عليه السلام
وهو ما قال رجل للصادق يا ابن رسول الله دلنى على الله ما هو
فقد اكثر المجادلون على وحيرونى فقال الامام يا عبد الله هل ركبت
سفينة قط قال بلى فقال هل كسرت بك حيث لا سفينة تنجيك
ولا ساحة تغنيك قال بلى قال فهل تعلق قلبك هنالك ان
شيئاً من الاشياء قادر على ان يخلصك من ورطتك قال بلى
قال الصادق فذلك الشئ هو الله القادر على الانجاء
حين لا منجا وعلى الاغاثة حين لا مغيث

ترجمہ قول اُس اللہ تعالیٰ کا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی کہا امام حسن عسکری
علیہ السلام نے کہ اللہ وہ شئی ہی کہ وقت حاجات اور مصیبتونکی کل مخلوق اُسکی طرف
رجوع کرتا ہی اور وقت منقطع ہونے امید کے تمام اس سے کہ جو سوای اسکی
ہی اور قطع ہونے اسباب کی ماسوا سی اور بندہ جو کہتا ہی بسم اللہ سو اسکی معنی یہ
ہین کہ مدد مانگتا ہون مین اوپر تمام امورات اپنی ساتھ اس اللہ کے کہ نہین حق ہی عبادت
مگر اُسکو اور وہ فریادرس ہی جب فریاد کیجای اس سے اور قبول کرنیوالا ہی جب دعا
کیجای اُس سی اور فرمایا امام حسن عسکری نی کہ یہ وہ بات ہی کہ جو ایک شخص نے امام
جعفر صادق سی کہا کہ ای پسر رسول خدا کی بتلای ہمکو کہ اللہ کیا چیز ہی کیونکہ جدل
کرنیوالون نی بہت جھگڑا کیا مجھ سی اور حیرت مین ڈالا ہی مجکو پس جواب دیا امام
جعفر صادق نے کہ ای بندۂ خدا کبھو سوار ہوا ہی تو کشتی پر ابتک کہا اُسنی کہ ہان
فرمایا امام نی کہ آیا کبھو وہ کشتی شکست ہوی اسطرح پر کہ نہ وہان پر کوی کشتی دوسری
تھی کہ جو بچاتی تجکو اور نہ تیرنا آتا تھا تجکو کہ غرق سی وہ تجکو بچاوی کہا اُس شخص نی کہ ہان

تب فرمایا امام نے کہ آیا متعلق ہوا دل تیرا اسوقت مین ساتھ کسی شی کے جو کہ قادر ہو خلاص دینے پر تیرے اس ہلاکت سے تیری کہا اس شخص نے کہ ہان فرمایا امام جعفر صادق نے کہ شی وہی اللہ ہے کہ جو قادر ہے نجات دینے پر جسوقت کہ کچھ جای نجات نہین ہے اور قادر ہے فریاد رسی پر کہ جب کوئی فریاد رس نہین ہے۔

فصل ۱۰۴ ذکر امام دوازدھم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹۔

چونکہ تاریخ الخمیس مین بذکر امام دوازدہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چند اقوال ہین اسواسطے ہم اسکو اس مقام مین چند حصہ کرکے مع ترجمہ کے نقل کرتے ہین اور آخر مین ہم خود رای اپنی بھی لکھینگے اول الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی ابن محمد بن علی رضا یکنی ابا القاسم ترجمہ بارہوین امام محمد ابن حسن بن علی بن محمد ابن علی رضا ہین اور کنیت آپ کی ابو القاسم ہے۔

دوم ولقبہ الامامیۃ بالحجۃ والقائم والمھدی والمنتظر وصاحب الزمان وھو عندھم خاتم للاثنی عشر اماما ویزعمون انہ دخل السرداب الذی فی سر من رٔی وامّہ تنظر الیہ ولم یخرج الیھا وذلک فی سنۃ خمس وستین ومائتین وقیل فی سنۃ ست وستین ومائتین وھو الاصح واختفی الی الاٰن فی زعمھم امّہٗ ام ولد اسمھا صقیل وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذلک وُلِدَ فی سِرّ من رای فی الثالث والعشرین من رمضان سنۃ ثمان وخمسین ومائتین

ترجمہ اور لقب دیا ہے اس امام دوازدہم کو امامیہ یعنی لوگون نے ساتھ حجت اور

قائم اور مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان کے اور یہ امام نزدیک شیعون کے خاتم
ایمہ اثنا عشر ہین اور شیعون کا گمان یہ ہی کہ یہ امام اندر گئی اُس سرداب مین کہ جو سرمن رأے
مین ہی اور وہان انکی منتظر ہین اس امام کی اور نہ نکلی وہ امام وہان تک اور یہ بات ۲۶۵
ہجری کی ہی اور بعضون نی کہا کہ یہ بات ۲۶۶ ہجری کی ہی اور یہ قول صحیح تر ہی اور مخفی
یعنی پوشیدہ ہین یہ امام اسوقت تک اُن شیعون کے گمان مین اور مان انکی اُمّ ولد
ہین کہ نام انکا صقیل ہی اور بعضون نی کہا کہ سوسن اور بعضون نی کہا کہ نرگس
اور بعضون نی سوای اسکی بھی کہا ہی اور پیدا ہوی یہ امام سُرّ من رأی مین بتاریخ
۲۳ رمضان ۲۵۸ ہجری کے — سوم وفی جامع الاصول فی اشراط الساعة
وعلاماتها عن ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال لو لم يبق من الدنيا الا يوم واحد لطوّل الله ذلك اليوم حتى
يبعث الله فيه رجلا مني او من اهل بيتي يواطي اسمه اسمي واسم
ابيه اسم ابي يملاء الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا
وفي رواية اخرى لا تنقضي الساعة حتى يملك
العرب من اهل بيتي رجل يواطي اسمه اسمي اخرجه ابو داؤد
ترجمہ اور کتاب جامع الاصول مین اندر بیان شرائط قیامت اور علامات انکی
ابن مسعود سی یہ روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر نہ باقی رہی دنیا سی
مگر ایک روز تو اللہ طول دیگا اُس روز کو یہانتک کہ اُٹھاوی وہ اللہ اس روز مین
ایک مرد کو مجھ سی یا میری اہلبیت سی کہ برابر ہوگا نام اُسکا ساتھ نام میری اور نام اُسکی
باپ کا ساتھ نام میری باپ کے اور بھر دیگا وہ مرد زمین کو عدل و انصاف سے
جیسا کہ بھر گئی ہوگی وہ زمین ساتھ ظلم و جور کے اور ایک دوسری روایت مین ہی

کہ نہین ختم ہوگی قیامت یہانتک کہ مالک ہوگا ملک عرب کو ایک مرد اہلبیت سے
میرے کہ برابر ہوگا نام اُسکا ساتھ نام میرے روایت کی اُسکو ابوداوٗد نے

چہارم وقال صاحب الفتوحات المکیة فی ذکر المهدی انه
یکون معه ثلثمائة وستون رجلاً من رجال الله الکاملین
وهذا الخلیفة یکون من عترة رسول الله صلے الله علیه وسلم
من ولد فاطمة اسمه اسم رسول الله صلے الله علیه وسلم
وکنیته کنیة جده حسن بن علے یبایع بین الرکنین والمقام
یبایعه العارفون بالله من اهل الحقائق عن شهود وکشف
بتعریف الٰهی رجال الٰهیون یقیمون دعوته وینصرونه هم
الوزراء یحملون اثقال المملکة ویعینون علے ما قلده الله تعالیٰ
ثم قال فان الله یستوزر طائفة خباهم فی مکنون غیبه اطلعهم الله
کشفا وشهودا علی الحقائق وهذا الخلیفة یفهم منطق الحیوان یسری عدله فی الانس والجان

ترجمہ اور کہا صاحب فتوحات مکی نے ذکر مین مہدی علیہ السلام کی کہ ہونگی ساتھ
اُسکی تین سو ساٹھ آدمی مردان خدا سے جو کامل لوگ ہونگی اور یہ خلیفہ ہوگا عترت
رسول سے اور اولاد سے فاطمہ کے اور نام اُسکا ہوگا نام رسول خدا کا کنیت اُسکی
مثل کنیت دادا اُسکی حسن ابن علی کے اور بیعت اُسکی لوگ کرینگی درمیان رکنین
اور مقام کے اور بیعت اُسکی کرینگی عارفان باللہ اور اہل حقائق کے کہ جو پہچانینگے
اُسکو از روی مشاہدہ و کشف کی ساتھ تعریف الٰہی کے اور مردان خدای لوگ
قائم کرینگی دعوت کو اُسکی اور مدد کرینگی اُسکی اور وہ لوگ وزیران ہونگی کہ جو اُٹھاوینگے
بار مملکت کو اور اعانت کرینگی اُس بات کی کہ تقلید کی اُسکی خدانے اور بعد اسکے

کہا صاحب فتوحات نے کہ خدا تعالی لوجہا اُٹھاویگا اُسکا ایک گروہ سی کہ راز پوشیدہ اُنکا پیچ غیب مین اُس خدا کی ہی اور اطلاع دیگا اُنکا اُنکا ازروی کشف و مشاہدہ حقائق کے اور یہ خلیفہ سمجھیگا بولی کو حیوانات کی اور جاریگا عدل اُسکا انس و جن مین۔

تحریر وفی ذخائر العقبیٰ عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال للعباس منک المہدی فی آخر الزمان و بہ ینتشر الہدیٰ و بہ تطفاء نیران الضلالات ان اللہ عز وجل فتح بنا ہذا الامر و بذریتک یختمہ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ابشرک یا ابا الفضل قال بلی یا رسول اللہ قال ان اللہ فتح بی ہذا الامر و بذریتک یختمہ اخرجہ الحافظ ابو القاسم الدمشقی وعن عثمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد العباس وعن عبد الصمد ابن علی عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عباس قال لبیک یا رسول اللہ قال ان اللہ عز وجل ابتدء الاسلام بی وسیختمہ بغلام من ولدک وھو الذی یتقدم عیسی ابن مریم **ترجمہ**

اور کتاب ذخائر العقبیٰ مین ہی ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ نے عباس کو کہ تجھسے ہوگا مہدی آخر زمانہ مین اور اُس سی پھیلی گی ہدایت اور بذریعہ اُسکی آگ گمراہون کی بجھائیجائیگی تحقیق کہ خدای عز وجل نے مجھسے شروع کیا اس امر کو اور ساتھہ نسل تیرے ختم کریگا اُسکو۔

اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ کہا اُسنی کہ فرمایا رسول خدا نی کہ آیا خوشخبری نہین دون مین تجھکو ای ابو الفضل کہا اُس عباس نے کہ ہان ای رسول اللہ تب کہا اُس رسول نے

کہ خدا نی شروع کیا اس امر کو مجھسے اور ختم کریگا اسکو ساتھ تیرے نسل کے۔ اس روایت کو نکالا حافظ ابو القاسم سہمی نے اور روایت ہی عثمان سی کہ کہا اُسنی کہ سنا مین نی رسول خدا کو کہتی ہوی کہ مہدی اولاد عباس سی ہوگا اور روایت ہی عبد الصمد ابن علی سے بروایت باپ اسکی دادا سے اُسکی کہ کہا اُس راوی نے کہ کہا اُس رسول خدا نے کہ ای عباس اور عباس نے کہا کہ ہان ای رسول خدا کی تب کہا اُس رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ نے ابتدا کیا اسلام کو مجھسے اور قریب ہی کہ ختم کریگا اسکو بذریعہ ایک لڑکا کی تیری اولاد مین سی اور یہ لڑکا وہ ہی جو کہ پہلی آویگا عیسی ابن مریم سے۔

متن وعن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق حتی ینزل عیسے ابن مریم عند طلوع الفجر فی بیت المقدس ینزل الی المہدی فیقال تقدم یا نبی اللہ صل بنا فیقول ہذہ الامة امراء بعضہم علی بعض اخرجہ الامام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقبری فی سنتہ

ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن عبد اللہ سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول اللہ نی کہ ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ میری امت کا کہ لڑتا رہیگا حق پر یہانتک کہ اتر سینگے عیسی ابن مریم وقت طلوع فجر کے بیت المقدس مین کہ اُتریںگی اوپر یعنی بعد مہدی کے تب کہا جائیگا کہ آگی ہو تم ای نبی خدا کے اور نماز پڑہاؤ ہملوگون کو پس کہینگی وہ عیسی کہ یہ امت امیر لوگ ہین بعض اُنکی اوپر بعض دوسرون کے۔ نکالا اس روایت کو امام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقبری نے بیچ کتاب سنت اپنی کے۔

متن وعن کعب الاحبار قال یحاصر الدجال المومنین بیت المقدس فیصیبہم فیہا جوع شدید حتی یاکلوا اوتار قسیہم من الجوع فبینا ہم

علی ذلک اذ سمعوا صوتا فی الغلس فیقولون ان هذا الصوت صوت رجل شبعان قال فینظرون فاذا عیسی ابن مریم علیه السلام قال فتقام فیرجع امام المسلمین المهدی فیقول عیسی علیه السلام تقدم فلک اقیمت الصلوٰة فیصلی بهم تلک قال ثم یکون عیسی اماما اخرجه الحافظ ابو عبد الله نعیم بن حماد فی کتاب الفتن

ترجمہ اور روایت ہے کعب الاحبار سے کہا اسنی کہ تنگ پکڑیگا دجال مسلمانوں کو بیت المقدس مین پس لگی ایک سخت بھوک آون لوگون کو یہانتک کہ کھاینگے وہ لوگ رودون کو اپنی کمانون کے بسبب بھوک کی پس ہونگی وہ لوگ اسی حال مین کہ ناگاہ سونینگی وہ لوگ ایک آواز کو تاریکی مین رات کے تو کہینگے کہ ایک آواز ہے آسودہ آدمی کی کہا اس راوی نے کہ پس ناگاہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہوتے گئے کہا راوی نے کہ اٹھ جائینگے عیسیٰ اور لوٹ آوینگی امام مسلمانون کے مہدی علیہ السلام پس کہینگے عیسیٰ علیہ السلام کہ آگی ہو تو اسو سطے کہ تیرے واسطے نماز قائم ہوئی ہے پس امام مہدی نماز پڑھاوینگی کہا راوی نے کہ بعد اسکی ہونگی عیسیٰ ایک دوسری امام نکالا اس روایت کو حافظ ابو عبداللہ نعیم ابن حماد نی بیچ کتاب الفتن کے

ہشتم وعبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج المهدی وعلی راسه غمامة فیها ملک ینادی هذا المهدی خلیفة الله فاتبعوه اخرجه ابو نعیم فی مناقب المهدی وعن عون بن سنبه قال کنا نحدث انما یکون فی هذه الامة خلیفة لا یفضل علیه ابو بکر وعمر اخرجه الدوانی فی سننه وعن محمد بن سیرین قال قبل المهدی خیر ام ابو بکر وعمر قال هو خیر منهما و فی روایة وذکر فتنه فقال

اذا کان ذلک فاجلسوا فی بیوتکم حتی تسمعوا علی الناس
بخیر من ابی بکر و عمر اخرجهما الحافظ ابو عبد الله
نعیم بن حماد قال و فی زمن المهدی ترعی الشاة
و الذئب و یلعب الصبیان بالحیات و العقارب

ترجمہ اور روایت ہی عبد اللہ ابن عمر سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول خدا نی کہ نکلیگا
مہدی درحالیکہ اوپر سر اُسکی ہوگا ایک ابر کہ اُسمین سی ایک فرشتہ ندا کریگا کہ
یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہی پس تابعداری کرو تم لوگ اُسکی نکالا اس روایت کو
ابو نعیم نی بیچ کتاب مناقب مہدی کے
اور روایت ہی عون ابن منذر سی کہ کہا اُسنی کہ ہم لوگ باخود با ہم چرچا کرتے تھے
کہ اس امت مین ایک خلیفہ ہوگا کہ نہیں فضیلت ہوگی ابو بکر اور عمر کو اُسپر نکالا اس
روایت کو امام ودانی نی بیچ کتاب سنن اپنی کی اور روایت ہی محمد ابن سیرین سے
کہ کہا اُسنی کہ پوچھا گیا اُس سی کہ مہدی بہتر ہین یا ابو بکر و عمر اور اُسنی جواب دیا
کہ وہ مہدی بہتر ہی ان دونون سے اور ایک روایت مین ہی کہ ذکر کیا اُس محمد
ابن سیرین نی حال فتنہ کا اور کہا اُسنی کہ جب ایسا ہو تو بیٹھے رہو تم لوگ اپنے
گھر وںمین یہانتک کہ سنو تم لوگ ایک آدمی کا حال کہ جو بہتر ہوا ابو بکر و عمر سی نکالا
ان دونون روایتون کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد نی اور کہا محمد ابن سیرین نے
کہ زمانہ مین مہدی کی ایک ساتھ چرینگی بکری اور بھیڑیا اور کھیل کرینگی لڑکی ساتھ سانپون
اور بچھوؤنکی انتہی قال الشیخ علاء الدولۃ احمد بن محمد السمنانی
قدس سرہ فی ذکر الابدال و اقطاب و فہ وصل الی الرتبۃ القطبیۃ
محمد بن الحسن العسکری و ھو انہ اذا اختفی دخل فی دائرۃ الابدال

وترقی مندرجا طبقة طبقة الی ان صار سید الاقطاب وکان القطب
حینئذ علی بن الحسین البغدادی فلما جاد بنفسه ودفن فی الشونیزیة
فصلی علیه محمد بن الحسن العسکری وجلس مجلسه وبقی فی الرتبة
القطبیة تسع عشر سنة ثم توفاه الله بروح وریحان واقام مقامه
عثمان بن یعقوب الجوینی الخراسانی وصلی علیه هو وجمیع اصحابه
ودفنوه فی مدینة الرسول فلما جاد الجوینی بنفسه جلس احمد
کوجک من ابناء عبد الرحمن بن عوف مجلسه وکان توفی فی العجم
وصلی علیه وقبورهم لاصقة بالارض غیر مشرفة
ولا مبنیة لا یعرفها غیرهم وهم یزورونها کل سنة کذا فی شواهد النبوة
ترجمہ کہا شیخ علاء الدولہ احمد بن محمد سمنانی قدس سرہ نی بیچ ذکر ابدال و اقطاب
آنکے اور تحقیق کہ پہونچا محمد ابن حسن عسکری درجۂ قطبیت تک اور جب کہ پوشیدہ
ہوا وہ تو داخل ہوا وہ دائرۂ ابدال مین اور ترقی کی آہستہ آہستہ ایک ایک طبقہ
کرکے یہانتک کہ ہوگیا وہ سید الافراد یعنی افراد ایک درجہ ہی کہ جسمین آدمی تمام
عالم مین یکہ و تنہا ہوتا ہی اور اسوقت مین علی ابن الحسین بغدادی قطب تھی پس
جب کہ مرگئی وہ قطب اور دفن ہوی شونیزیہ مین تو نماز پڑہی اوپر اُسکی محمد ابن
حسن عسکری نی اور بیٹھی اُنکی مقام مین اور قائم رہی رتبۂ قطبیت مین اونیس برس تک
اور بعد اُسکی انتقال کیا اُس محمد ابن عسکری نی ساتھ روح و ریحان کے اور اپنی جگہ
مین قائم کیا عثمان ابن یعقوب جوینی خراسانی کو اور اُسنی و جمیع اصحاب نی اُسکی
نماز پڑہی اُسپر اور دفن کیا اُسکو مدینة الرسول مین پس جب کہ مرگئی جوینی تو احمد

کوچک فرزندان سی عبدالرحمن بن عوف کی انکی جگہ مین ہوی اور مرگئی وہ جو بیٹے ملک عجم مین اور نماز پڑہی گئی انپر اور قبرین اُن لوگونکی ملصق ہین زمین سے اور نامعلوم ہین اور نہ اُن قبرون پر کچہ عمارت ہی کہ نہین پہچانتا ہی اُن قبرون کو کوئی شخص سوای اُن لوگون کی اور وی لوگ زیارت کرتے ہین اُن قبرون کی ہر سال اسطرحپر مذکور ہے شواہد النبوۃ مین ــــــ

وهم د فی زبدۃ الاعمال قال سراج الحرم ابو بکر التکاف قدس سرۃ النقباء ثلثمائۃ و النجباء سبعون والابدال اربعون والاخیار سبعۃ والعمد اربعۃ و الغوث واحد ثم مسکن النقباء المغرب ومسکن النجباء مصر ومسکن الابدال الشام والاخیار سیاحون فی الارض والعمد فی زوایا الارض ومسکن الغوث مکۃ فاذا عرضت لحاجۃ من امر العامۃ ابتھل فیھا النقباء ثم النجباء ثم الاخیار ثم العمد فان اجیبوا فیھا والا ابتھل فیھا الغوث فلا تتم مسئلتہ حتی یستجاب دعوتہ

ترجمہ اور زبدۃ الاعمال مین کہا سراج الحرم ابو بکر التکافی قدس سرہ نی کہ نقیب لوگ تین سو ہین اور نجیب لوگ ستر اور ابدال لوگ چالیس اور اخیار سات اور عمد یعنی ستون چار ہین اور غوث ایک شخص ہی اور مسکن نقیبون کا ملک مغرب اور مسکن نجیبونکا مصر اور مسکن ابدال کا شام ہی اور اخیار لوگ سیّاح ہین زمین مین اور عمد چار گوشہ نشین زمین کی ہین اور مسکن غوث کا مکہ ہی پس جب کہ پیش آوے کوئی حاجت عامہ خلائق کی تو وہ حاجت رجوع کیجای بطرف نقبا کی بعد اسکے بطرف نجبا کی اور بعد اسکے بطرف اخیار کی اور بعد اُسکی بطرف عمد کے پس اگر دعا قبول کرین وی لوگ تو بہتر وگرنہ حاجت پیش کیجای غوث سی پس نہین پورا

ہوگا مسئلہ اسکا یہانتک کہ قبول کیجاے دعا اسکی ـــ رای راقم ـــ
اسقدر روایات پریشان جو مذکور ہوئی سوامر صحیح واقرب الی الذہن ایک یہی
امر ہی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام فی شعبہ پسر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
کی ہین کہ جو سرداب سرمن رای مین مختفی ہوی اور بلا خلہ انواع قدرت خداوندی اور
مثال زندہ رہنی حضرت مسیح وغیرہ کے زندہ باقی رہنا حضرت امام مہدی کا کوی
امر محال وبعید از قیاس نہین ہی اور اس رای کو قوت ایک اس امر سی بھی ہی کہ
خود مصنف کتاب تاریخ الخمیس نے جو کہ ایک سنی مذہب کا آدمی ہے ابتدای حال مین حضرات
تمام نام حضرت امام مہدی امام دوازدہم کا بقید ابن حسن عسکری ابن امام نقی ابن امام تقی
ابن امام علی رضا کی ذکر کیا ہی اور علاء الدولہ احمد ابن محمد ایک شخص سنی مذہب نے ہونا
ایک شخص محمد ابن امام حسن عسکری کا اقرار کر کی مختفی یعنی پوشیدہ ہوجانا انکا قبول
کیا ہی اور اصل بات یہ ہی کہ درحقیقت پیدائش حضرت امام مہدی کی ہو چکی ہو یا نہین
سو یہ دونون امر تا ظہور امام مہدی کی برابر ہی اور زیادہ گفتگو کرنی اسمین کچھہ ضرور
نہین ہی اور غنیمت ہی کہ حضرت امام مہدی کا چند روایتونمین افضل ہونا حضرت ابوبکر
وعمر سی قبول کیا گیا ہی کہ جو بنی شیبہ اولاد حضرت علی مشکلکشا سی ہین اور اگر بالفرض
اولاد عباس سی بھی ہون تو افضل البشر بعد النبی ہونا حضرت ابوبکر وعمر کا باقی نہین رہا
اور حدیث مندرجہ فصل ۲ ۹ سی ظاہر کہ حضرت رسول خدا نی حضرت امام حسین امام
سیوم کو اپنی گود مین لیکر کے انکی آنکھون اور منہہ پر بوسہ دیکر کے فرمایا کہ تو سید ہی بیٹا
سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سادات کا اور تو امام ہی بیٹا امام کا اور بھائی
امام کا اور باپ اماموں کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا اور باپ حجتون کا
کہ جو ۹ نکلینگے تیری پشت سی اور نوان انکا قائم رہنی والا ہوگا ان نو شخصون سی

سوا اس حدیث کی بھی بنظر لفظ قائم کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زندہ قائم رہنا عین قرین قیاس ہے۔

فصل ۱۰۵ ذکر چہاردہ معصوم

ہمنے قبل اسکے ایک نسخہ میں حساب چہاردہ معصوم کا اسطرح پر لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا اور حضرت سیدہ فاطمہ اور دوازدہ امام ملاکر کے چاردہ معصوم ہین اور یہ حساب اپنی طور پر درست ہے مگر باب لطیفہ پانزدہم لطائف اشرفی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمتہ سے کہ مزار شریف انکا بمقام کچھوچھہ شریف ملک اودہ کی واقع ہے ظاہر ہوتا ہے کہ لقب چہاردہ معصوم کا عبارت ہے چہاردہ امام زادون سے کہ جو کمسنی مین انتقال فرمائی ہین حسب ذیل

۱	محمد اکبر بن علی مرتضی کہ بعمر دو سال کے انتقال کیا	
۲	عبد اللہ ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۳	قاسم ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۴	قاسم ابن امام حسن بعمر	ایضاً
۵	حسین ابن زین العابدین امام چہارم بعمر	شش سال
۶	قاسم ابن ایضا بعمر	ایضاً
۷	علی ابن امام محمد باقر امام پنجم بعمر	ایضاً
۸	عبد اللہ ابن جعفر صادق امام ششم بعمر	سہ سال
۹	یحیی ابن ہادی ابن امام جعفر صادق بعمر	ایضا
۱۰	صالح ابن محمود ابن موسی کاظم امام ہفتم بعمر	ہفت سال
۱۱	طیب ابن امام موسی کاظم بعمر	ایضا

۱۲	جعفر ابن امام نقی امام نہم بعمر	چار سال
۱۳	جعفر ابن حسن عسکری امام یازدہم بعمر	یک سال
۱۴	قاسم ابن ایضاً بعمر	... سال

صلواۃ اللہ علیہم اجمعین

فصل ۲۰۷ ابذکر ولایت اولیاء اللہ

اولیاء اللہ عبارت ہی دوستان خدا سی کہ جو یاد و محبت خدا مین تا ... کر کے
مردانہ دنیا سی گئی اور بطرف دنیا کی کچھ التفات نہین کیا اور حقیقت مین خوب سمجھا
کہ دنیا درحقیقت کچھ قابل التفات کی نہین ہی ہم الفلاسفۃ حقا یعنی یہی
لوگ درحقیقت فلسفی ہین اور شیعی لوگ ولایت کو منحصر دوازدہ امام مین جانتی ہین
مگر ہم سمجھتی ہین کہ نبی لوگ نبی و امام و ولی سب کچھ ہین اور یہ دوازدہ امام ساتھہ
درجہ امامت کی ولی بھی ہین مگر نبی نہین اور ولی لوگ نہ نبی ہین نہ امام مگر بعد دوازدہ
امام کی یہ لوگ بھی ہماری پیشوا ہین اور آیت ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم
ولا ہم یحزنون کی مصداق ہین غرض یہ درجہ ولایت کا ایک درجہ خاص ہی
کہ جو درجہ نبی و امام کے بعد ہی اور بمقتضای آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین
کی دیکھا جاتا ہی کہ خدا کیطرف سی اُن لوگون کو انعام خوب ملا کہ وہ لوگ درحقیقت مری
نہین ہین بل احیاء ولکن لا تعلمون یعنی کہ وی لوگ زندہ ہین مگر تم لوگ نہین
جانتے ہو اور ہم اون لوگون کو کیونکر مردہ کہہ سکتے ہین کہ حل
مشکلات و رفع حاجات اون لوگون سے برابر جاری ہے اور
اکثر لوگون کی تعلیم باطنی و فیض روحانی مزارات شریف سے
اونکی ہوی ہی اور کیونکر نہو کہ یہ لوگ پیرو اور نام لیوا حضرت شاہ ولایت یعنی

شاہ مردان مولی مشکلکشا علی علیہ السلام کے ہین اور دوازدہ امام اور سیدۂ معصومہ کو جان و دل سی مانتی ہین اور یہی وجہ ہی کہ ہم بھی اُن اولیاء اللہ کو تماستر مانتی ہین اور تمام اقوال کو اُن لوگونکی حق جانتی ہین اور اگر مسئلہ وحدت وجود وغیرہ کا ہماری سمجھ مین نہ آوی تو اس سی بطلان اُس مسئلہ کا نہین ہو سکتا آخر کو وہ تو بیان ان معقولیون کی از قسم حال کے ہین نہ از قسم مقال کے اور ہم خوب سمجھتی ہین کہ جب ہم اس حال مین پہونچینگے تو البتہ وہی میرا بھی حال ہوگا اور حسب کمال انسانی یہ ہی کہ بحکم تخلقوا باخلاق اللہ کے اوصاف خدائی مثل حلم وستر عیوب وغیرہ کی آدمی مین آوین تو البتہ اُس آدمی کے قول فعل مین قدرت خداوندی بھی جلوہ گر ہوگی جیسا کہ اگر لوہا آگ مین ڈالا جاوی تو وہ لوہا سرخ ہو جائیگا اور کام بھی آگ کا مثل جلانے وغیرہ کے کریگا مگر خود آگ نہین ہو جائیگا اور خوب ہی قول الرب رب و لو تنزل والعبد عبد و لو ترقی کا یعنی خدا خدا ہی اگرچہ تنزل کری اور بندہ بندہ ہی اگرچہ ترقی کرے اور اہل دل لوگون نی جو کچھ کہ سمجھا اور بوجھا ہی سو اہل علم ظاہری کے وہم و خیال سی تماستر باہر ہی مگر علم باطن ایک امانت خدائی ہی کہ آنرا کہ میدہند میدہند و انرا کہ نمی دہند از و می ستانند

علم ظاہر سر بسر قیل است و قال	نہ از و کیفیتی حاصل نہ حال
پای استدلالیان چوبین بود	پای چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بُدے	فخر رازی رازدار دین بدے

اور یہ شعر مولانا روم کا دربارۂ اقتدار اُن لوگون کے بہت درست ہی

اولیارا ہست قدرت از آلہ	تیر جستہ باز گرداند ز راہ
از برون طعنہ زنی بربا یزید	وز درونت ننگ میدارد یزید

اور اولیاء اللہ مین یہ حقیت خداوندی کی ظاہر ہوتی ہے سو اس مقام مین شعر مولانا روم کا بہت درست ہی

چون پری غالب شود بر آدمی	گم شود از وی صفات مردمی
چون پری را این چنین قانون بود	خالق خود آن پری را چون بود

اور یہ درجہ اولیاء اللہ کا اس امت محمدی مین ایسا ہی کہ اس سے حقیت دین اسلام محمدی کی ثابت ہوتی ہی کہ جب اس دین محمدی مین ایسے ایسے مردان خدا ہین تو البتہ یہ دین حق ہے اور حق یہ ہی کہ اگر وجود اولیاء اللہ کا اس دین محمدیمین نہین ہوتا تو ایک عالم اس دین سی باہر ہو جاتا شعر

اولیاء را ہست قدرت از اله | تیر جستہ باز گردانند ز راہ

اور بعضی ولی کے یہ سمجھ مین آتے ہین کہ ولی لوگ بعد دوازدہ امام کے ایک خاص لوگ ہین آینده کتب صوفیہ مین جو کہ درجات اقطاب و اوتاد و اخیار و افراد و عمد و غوث وغیرہ کا ہی سو اس بات کو وہی لوگ جانتی ہونگی اور ہم اسمین زیادہ گفتگو نہین کر سکتی ہین تا در نسائی ندانی مگر اسقدر بات سمجھ مین آتی ہی کہ جب سلسلہ اولیا کا حق ہی تو انکا اقرار اقطاب وغیرہ کا بھی درست ہوگا اور اس جگہ پر ذکر بعض اولیاؤں کا کتاب تذکرة الاولیاء فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب ذیل کیا جاتا ہی—

اول حضرت معروف کرخی مادر و پدرش ترسا بودند چون بمعلم فرستادندش استاد بگفت ثالث ثلاثہ گفت نہ بل ہو اللہ الواحد ہر چند معلم میگفت میگوئی ثالث ثلاثہ او میگفت یکی ہر چند استادش میزد سود نداشت یکبار سخت بزدش معروف بگریخت و ما در و پدر باز نمی یافتند مادر و پدرش گفتند کاشکی باز آمدی بہر دین کہ او خواستی تا موافقت کردی وی بر دست علی ابن موسی رضا مسلمان شد **دوم** جنید بغدادی کہ یہ ایک ولے

بڑی درجہ کے تھے مثل منصور حلاج کہ غرق وحدت انا الحق کے تھے اور خود راقم حروف کو جو کچھ کہ تجربہ تعداد کرامات اولیاء اللہ کا حضرت مخدوم الملک شرف الدین علیہ الرحمۃ بہاری و حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ کچھوچھہ شریف سی ہوا ہی سو اس کتاب میں کچھ تفصیل اُنکی بسبب مقام نہین ہی اور اسیقدر لکھنا کافی ہی کہ زبان ہماری بیان مین قدرت و تصرف اُن لوگونکی قاصر ہی اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری علیہ الرحمۃ کا انتقال ۷۸۲ھ سنہ ہجری مین ہوا کہ جو مادہ تاریخ اُسکا پُر شرف ہی اور انتقال حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ ۸۰۸ سنہ ہجری مین ہوا اور در بارۂ لقب ولی کے درمیان سنی و شیعی کے صرف ایک اختلاف لفظی ہی اسواسطے کہ جس معنی سے کہ ہم سنی لوگ ولی کو قبول کرتے ہین اُسکو شیعی لوگ بلقب عارف کی قبول کرتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ جناب ملا سید مرتضی و سید رضی علیہما الرحمۃ دو برادران کو بنظر خوبی اور زہد و تقوی اُنکی ہم حسب اصطلاح اپنی داخل اولیاء اللہ سمجھتی ہین و لا مشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ جھگڑا نہین ہی۔

فصل ۱۰۷ وحدت وجود

سورۃ الکہف آیت ۱۰۹ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ترجمہ سورہ کہف آیت ۱۰۹ تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھی میری رب کی باتین بیشک دریا نبڑ چکے ابھی نہ نبڑین میری رب کی باتین اور اگر دوسرا بھی لاوین ہم ویسا اُسکی مدد کو۔ سورۃ الکہف آیت ۱۱۰ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا و لا یشرک بعبادۃ ربہ احدا

ترجمہ تو کہہ مین بھی ایک آدمی ہون جیسی تم حکم آتا ہی مجکو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب

پھر جسکو امید ہو ملنی کی اپنی رب کے سو کرے کچھ کام نیک و سا جھا نہ رکھے اپنی رب کی بندگی مین کسیکا اور تفسیر محی الدین عربی مین بعد عبارت قبل ان تنفد کلمات ربی کے کیا خوب وجہ اسکی لکھی ہی یکو نہا غیر متناهیة ءامتناع و فاء المتناهی بغیر المتناهی یعنی کلمات رب کے غیر متناہی ہین اور غیر متناہی ہی اور دریا [illegible] ممتنع ہی کہ متناہی پورا آتے ن ساتھ غیر متناہی کے

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

بشنو از نی چون حکایت می کند ۔ از جدائیہا شکایت می کند

کز نیستان تا مرا ببریده اند ۔ از نفیرم مرد و زن نالیده اند

ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش ۔ باز جوید روزگار وصل خویش

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست ۔ لیک کس را دید جان دستور نیست

سر پنہان است اندر زیر و بم ۔ فاش اگر گویم جہان برہم زنم

اشعار سعدی علیہ الرحمۃ

جہان متفق بر الہیتش ۔ فرو مانده در کنہ ماہیتش ؛

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار ۔ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار ؛

توان در بلاغت بسحبان رسید ۔ نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

کہ خاصان درین رہ فرس رانده اند ۔ بلا احصی از تک فرو مانده اند

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست ؛ ۔ بر عارفان جز خدا ہیچ نیست

توان گفتن این با حقائق شناس ۔ ولی خورده گیرند اہل قیاس

کہ پس آسمان و زمین چیستند ؛ ۔ بنی آدم و دام و دد کیستند ؛

پسندیده پرسیدی ای ہوشمند ؛ ۔ بگویم گر آید جوابت پسند ؛

کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک	پری آدمی زاد و دیو و ملک
ہمہ ہرچہ ہستند ازان کمتراند	کہ با ہستیش نام ہستی برند
چو سلطان عزت علم برکشد	جہان سر بجیب عدم درکشد

میر حسن شاعر دہلوی

وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر	اُسی کے یہ ذرہ ہین شمس و قمر
نہین اُس سے خالی غرض کوی شی	وہ کچھ شی نہین اور ہر اک شی مین ہی
نہ گوہر مین ہی وہ نہ ہی سنگ مین	ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
تامل سے گر کیجئے غور کچھ	تو سب کچھ وہی ہی نہین اور کچھ
اُسی گل کی بو سی ہی خوشبو گلاب	بھرے ہی لئے ساتھ دریا حباب
پر اُس جوش مین آگے بہنا نہین	سنبھلنے کی ہی بات کہنا نہین

ذات خداوند تعالی کی عجب طرحسی عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہی کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کر سکتا ہی اور ہر فرقہ مین ہزارون عالم و کامل جست و جو مین مسئلہ توحید کے گذر گئے مگر سوای حیرت کے کچھ ہاتھ نہین لگا اور ظاہر ہی کہ آدمی ایک شی حادث اور محدود علم کا اُس ذات قدیم اور غیر متناہی کو کیونکر سمجھ سکتا ہی جیسا کہ کیڑا جو اندر گولر یا کسی دوسری پھل کے پیدا ہوا اور سوای اُسکے کچھ نہین جانتا ہی سو اسیطرحسی آدمی بذریعہ اسباب ظاہری سمع و بصر وغیرہ کے اشیای ماورای اسباب ظاہری کو نہین سمجھ سکتا ہی مگر یہ قول فلاسفہ کا بہت درست ہی کہ ہر آدمی ذیہوش کے دل مین ایک میل طبیعی واسطی رجوع الی اللہ کے دیا گیا ہی اور یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ تمام کائنات زمین و آسمان کا جو سراسر حکمت و بند و بست و ارادہ و انتظام ور قدرت و شفقت عام سی معمور ہی وجود سی ایک شی قادر مطلق و صاحب ارادہ و ذی شعور

وہمواز رحم وکرم کی خبر دیتا ہی یعنی کہ سب دنیا و مافیہا بخودی خود نہین ہی بلکہ صاف
معلوم ہوتا ہی کہ وجود ان سب چیزون کا جو ہمکو معلوم ہو اور جو ماورای ہماری علم کے
ہی بالضرور بذریعہ ایک وجود اکبر کے ہی اور آدمی کو جو عقل دیگئی سو اُسی عقل سے
یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ آدمی مثل حیوانات وغیرہ کے نہین ہی بلکہ صاف ظاہر کہ آدمی کو
جو تصرف وقدرت افعال نیک وبد کی دیگئی ہی سو ہر آدمی اپنی افعال کا جوابدہ
و ذمہ دار ہی اسواسطی کہ تمیز نیک وبد کی اُسکو دیگئی ہی ہای یہ سب کرشمہ عقل کا ہی
اگر عقل نہین ہوتی تو کیا پروا تھی مگر بات یہ ہی کہ اگر عقل نہوتی تو یہ سب تصرفات
جہازرانی وغیرہ کی کہان سی کرتے اور عقل یہانتک ہدایت کرتی ہی کہ جب عالم حادث ہی
تو بمقابلہ اُسکی ایک ذات قدیم ضرور اس سے ہوگی کہ جو اُسکی ساتھ کوی دوسری چیز
نہین ہوگی اور صرف ایک ذات اُسکی ہوگی اور ایک بات عجیب یہ ہی کہ فلاسفہ
دہریہ وغیرہم جو اپنی کو مثل گھاس پھوس کے سمجھتے رہی سو وہ درحقیقت بطور گھاس
پھوس کے گذر گئے اور اُنسے کوئی خرق عادت اور تصرف وقوع مین نہ آیا اور خلاف
اُنکی انبیا و دیگر خاصان حق جو خدا کو مانتی رہی سو اُنسے بیشمار خرق عادت مثل عبور
دریای نیل و سزای فرعون و فرعونیان و احیای اموات وغیرہ کے ہوتی رہی اور
ابتک انواع خرق عادات مردان خدا سے ہوتے ہین **بیت**

خم وخمخانہ با مہر و نشان است ہنوز آن ابر رحمت درفشان است

پس ہملوگون کو اسیقدر کافی ووافی ہی کہ ہملوگ بھی وجود خداوند تعالی کو حسب ہدایت
و تعلیمات اُنکی قبول کرلین اور جملہ کتب سماوی اس بات مین متفق ہین کہ خلقت تمام
زمین و آسمان کی ایک لفظ کن سے ہوئی یعنی کہ مرضی خدا کی ہوئی کہ ہوجا اور ہوگیا
سورۃ البقر آیت ۱۱۱ بدیع السموات والارض واذا قضی

امرا فانما یقول له کن فیکون ۔ اتمدیدا
کرنیوالا آسمان وزمین کا ہی اور جب کرنا چاہا کسی امر کو تو کہدیا کہ ہوجا
اور ویسا ہی ہوجاتا ہی اور جب تمام موجودات ایک وقت مین کچھ نہین تہا اور انکا کچھ
اسباب مادہ کسی دوسری جگہ مین رکھا ہوا نہین تہا تو البتہ صرف اُسی الملک ذات سے
یہ سب ظہور ہی تو اسیواسطی وجود غیر اللہ کا باطل ہی اور ہرگاہ صفات الٰہی عین
ذات الٰہی کے ہین تو یہ لفظ کن کی بہی عین ذات الٰہی ہی الغرض مسئلہ و اعتقاد وحدت
وجود کا بہت حق و درست ہی اور فقرۂ اول صحیفۂ کاملہ امام چہارم زین العابدین علیہ السلام
سے بہی تائید اس مسئلۂ وحدت وجود کی ہوتی ہی اور وہ فقرہ حسب ذیل ہے
الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ والاخر بلا اخر یکون بعدہ
یعنے سب تعریف ہی اُس اللہ کو جو کہ ایسا اول ہی کہ اُس سی اول کوئی چیز نہین تہی اور
اس اللہ آخر کو کہ اُس سے آخر کوئی چیز نہین ہوگی اور یہی شعر مفصلہ ذیل سے حضرت
امیر علیہ السلام کے جو کہ انکی دیوان مین ہی تائید الٰہی اسی رای کی ہوتی ہی وفی الاحد
البناء لان فیہ تبدی اللہ فی خلق السماء ترجمہ اور روز اتوار مین بنا دنیا کی ہوئے
اسواسطی کہ اُس روز اتوار مین خدا ظاہر ہوا پیدا کرنے سے آسمان کے یعنی کہ سوائے
خدا کے اور دیگر موجودات کچھ نہین ہی بلکہ صرف ایک ذریعہ ظہور خداوند تعالی کا ہی
مگر بات یہ ہی کہ جب خدا تعالی عالم شہود مین جلوہ گر ہوا اور تفرقہ خالق و مخلوق اور
افعال نیک و بد و عذاب و ثواب کا قائم کیا تو ہمکو اُسی اعتبار سی فرق ہر نیک و بد کا
سمجھنا چاہئی اور اصل مسئلہ وحدت وجود کو دل سی تمامتر محو و سہو کر دینا ضرور ہی
اور جب تک ہمکو حواس باقی ہی تب تک کچھ بہی خیال اس مسئلہ وحدت وجود کا نہین
کرنا چاہیی ہاں درجہ فنا فی اللہ مین بسبب کمال یاد و استغراق کے پہونچکر کے

اگر لفظ انا الحق کی بھی بطور منصور حالت کے عالمت وجد اسی مین زبان سے نکلی تو وہ
دوسری بات ہوگی۔ یہ امر بھی قابل ذکر اس مقام کے ہے کہ بات از روی اتنی درجہ فنا
فی اللہ کے ہے جو کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا انا احمد بلا میم
یعنی مین احمد ہون بلا میم کے یعنی احد ہون اور جو کہ حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ
شقشقیہ مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرزاق۔ سے الا یحتام
یعنے مین نہایت رحیم اور مین نہایت احسان کنندہ اور مین روزی رسان ہون۔ جمونکین
مادران کے پس اگر مسئلہ وحدت وجود کا قبول کر لیا جای تو صاف بات یہ ہے کہ یہ سب
اقوال بحالت کمال استغراق و اتصال مع اللہ کے سرزد ہوئے اور فی الواقع ذات
حضرت مسیح و حضرت علی علیہ السلام کی ایسی ہوئی کہ جس سے بہت لوگون کو ان دونون
بزرگوارون پر اعتقاد و گمان خود خدا ہونیکا ہوا۔ اور شعر امام شافعی کا بہت حق و درست ہے

کفی فی فضل مولانا علی وقوع الشک فیہ انہ اللہ

یعنی فضیلت مولی علی مین صرف یہ امر کافی ہے کہ نسبت اس علی کے یہ شک پیدا ہوا کہ
وہ علی خود خدا ہے اور وقوع اس شک کا در اصل بے وجہ نہیں ہے کہ ہرگاہ از روی حقیت
مسئلہ وحدت وجود کے سب کچھ وہی ایک ذات خدا کی ہے اور تمام وجود ماسوی اللہ کا
صرف ایک شان ظہور اس خدا کی ہے تو اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہین ہوگا کہ یہ حضرت علی
ایک مظہر کامل ذات الٰہی کے ہوئے بیت

یہان بات کی اب سمائی نہین	خدا کو علے مین جدائی نہین
ہم علے کو خدا نہین جانا	پر خدا سے جدا نہین جانا

اور اشعار عربی مفصلہ ذیل کتاب ریاض النضرۃ کے بہت حسب حال ہین۔
قیل لی قل فی علی مدحۃ ذکرہ یخمد نارا موصدۃ

اور بعض جگہ سے معلوم ہوا کہ یہ عبارت خطبہ بیان مین موجود ہے

ترجمہ مجھسے کہا گیا کہ کہہ تو ایک مدح بشان علی کے کہ جسکا ذکر سرد اور ٹھنڈا کرتا ہے آتش طبق بہ طبق کو دوزخ کے	
قلت لا اقدم فی مدح امرء	ذکر یخمد نارا موصدۃ

مین نے جواب دیا کہ نہین اقدام کرونگا مین مدح مین ایک شخص کے جو کہ صاحب عقل لوگ بھٹک گئے یہانتک کہ عبادت کی اسکی ف اس جگہ مین صرف دو شعر پر اکتفا کیا گیا کہ تمام پانچ اشعار اس قطعہ کے اندر فصل ۸۶ کتاب ہذا کی صفحہ ۵۰۵ سے صفحہ ۵۰۸ چھپے ہین مگر اتفاق سے یہ شعر دوم قلت لا اقدم کا اصل معہ ترجمے وہان پر غلط چھپا اور سلیمان معاویہ شاہی اس خیال سے خوش ہون کہ جب سب کچھ وہی ایک ذات اللہ کی ہی تو انکی معاویہ کو عذاب و عقاب آخرت سے نجات ہوئی اسواسطے کہ ہمارا اعتقاد وحدت وجود کا بطور وحدت مادہ فرقہ دہریہ کے نہین ہی کہ جو معاویہ بعد مرنے اپنے تماستر فنا ہو جائیگا بلکہ جب معاویہ نے اس عالم شہود مین اکر کے بغاوت ناحق اختیار کی اور عمر ابن عاص کو براہ فریب ایک ثالث مقرر کرایا اور حضرت امام حسن سے خلافت بجبر چھین کر کے انکی مرنے پر خوش ہوا اور یزید ایک اپنی نالائق بیٹا کو بخلاف شرط کے خلیفہ بنایا اور حضرت علی پر عرصہ تک لعنت کراتا ہوا مر گیا تو اس عالم شہود کا مقتضی بھی ہی کہ خوب سزا اپنی اعمال کی پاوی مصرع گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔ شرح معنی قل ہو اللہ اور فقرہ اول سورہ اخلاص کے حسب تفسیر محی الدین عربی معہ ترجمہ کے حسب ذیل ہے۔

قران شریف قل ہو اللہ احد۔ کہہ تو وہ اللہ ایک ہی۔ تفسیر قُلْ اَمْرٌ مِنْ عَیْنِ الْجَمْعِ وَارِدٌ عَلٰی مَظْہَرِ التَّفْصِیْلِ لفظ قل کی ایک صیغہ امر ہی ذات جمع سے کہ جو وارد ہوتی اوپر ذات مظہر تفصیل کے یعنی قل بجای قولوا کے ہی یعنی کہو تم سب

لوگ اور روا رہونا صیغہ مفرد کا خطاب کرکے بطرف حضرت رسول کے باین اعتبار ہی کہ ذات حضرت رسول کی ایک شان ظہور تفصیل کلی کی ہی - ہو عبارۃ عن الحقیقۃ الاحدیۃ الصرفۃ ای الذات من حیث ہی بلا اعتبار صفۃ لا یعرفہا الا ہو لفظ ہو کی عبارت ہی حقیقت احدیت محضہ یعنی ذات مجرد من حیث ہی سی بغیر اعتبار کسی صفت کے کہ نہین جانتا ہی اُسکی صفت کو کوئی شخص مگر خود وہی اللہ جانتا ہی واللہ بدل منہ و ہو اسم الذات مع جمیع الصفات دل الابدال علے انّ صفاتہ تعالی لیست بزائدۃ علے ذاتہ بل ہی عین الذات لا فرق الا بالاعتبار العقلی ولہذا سمیت سورۃ الاخلاص لان الاخلاص تمحیص الحقیقۃ الاحدیۃ عن شائبۃ الکثرۃ کما قال امیر المؤمنین علیہ السلام کمال الاخلاص نفی الصفات عنہ لشہادۃ کل صفۃ انہا غیر الموصوف وشہادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ اور لفظ اللہ کی بدل ہی اس لفظ ہو سی اور وہ اللہ اسم ذات ہی ساتھ جمیع صفات کے جو کہ بسبب ترکیب بدل کے دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ صفات اُس اللہ تعالی کے کچھ ذات خدا پر ایک صفت زائد نہین ہی بلکہ وہ صفات عین ذات اُسکی ہین اور نہین کوئی فرق ہی مگر از روی اعتبار عقلی کے اور اسیواسطی نام اس سورت کا سورۂ اخلاص ہوا اسواسطی کہ معنی اخلاص کے خالص کرنا حقیقت احدیت کا ہی شائبہ کثرت سی جیسا کہ کہا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ کمال اخلاص کا واسطی اُس خدا کی نفی کرتی ہی صفات کی اس خدا سی اسواسطی کہ ہر ایک صفت دلالت کرتی ہی اوپر اس بات کے کہ وہ صفت غیر ہی موصوف سی اور ہر ایک موصوف دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ وہ موصوف غیر ہی صفت سی و ایاہ من عنی من قال صفاتہ تعالے

لاھو ولا غیرہ ای لاھو باعتبار العقل ولا غیرہ بحسب الحقیقۃ اور اسی قول حضرت علی کو مراد لیا اس شخص نے جو کہ یہ بات کہی کہ صفات اس اللہ تعالیٰ کے نہین۔ ھُوَ یعنی وہ ہی اور نہین غیر اسکا ہی یعنی لا ھُوَ ہی باعتبار عقل کے نہین غیر اسکا ہی بحسب حقیقت کے۔ واحد، خبر المبتدء اور لفظ احد کی ترکیب مین خبر ہو ھُوَ اللہ مبتدا کی۔

والفرق بین الاحد و الواحد ان الاحد ھو الذات وحدھا بلا اعتبار کثرۃ فیہا ان الحقیقۃ المحضۃ التی ھی منبع العین الکافودی بل العین الکافوری نفسہ و ھو الوجود من حیث ھو وجود بلا قید عموم وخصوص و شرط عروض ولا عروض والواحد ھو الذات مع اعتبار کثرۃ الصفات و ھی الحضرۃ الاسمائیۃ لکون الاسم ھو الذات مع الصفۃ فعبر عن الحقیقۃ المحضۃ الغیر المعلومۃ الالہ بھو وابدل عنہا الذات مع جمیع الصفات دلالۃ علی انہا عین الذات وحدھا فی الحقیقۃ و اخبر عنہا بالاحدیۃ لید اعلی ان الکثرۃ الاعتباریۃ لیست بشیء فی الحقیقۃ و ما ابطلت احدیتہ و ما اثرت فی وحدتہ بل الحضرۃ الواحدیۃ ھی بعینہا الحضرۃ الاحدیۃ بحسب الحقیقۃ کتوھم القطرات فی البحر مثلا

اور فرق درمیان احد و احد کی یہ ہی کہ احد وہی ایک ذات ہی بلا اعتبار کثرت کی اس ذات مین ای حقیقت محضیہ۔ جو کہ وہ چشمہ منبع ہی چشمہ کافوری کا بلکہ وہ خود ایک چشمہ کافوری ہی یعنی وہ ایک وجود ہی۔ من حیث وجود بلا قید عموم و خصوص اور بلا شرط عروض و لاعروض کے اور واحد ایک ذات ہی ساتھ اعتبار کثرت صفات کے اور وہ کثرت صفات کے ایک صفت اسمائیہ ہی بسبب ہونے اسم کی ایک ذات ساتھ حقیقت کے پس تعبیر کیگئی اس ذات کی ایک ایسی حقیقت محضیہ سی کہ جو غیر معلوم ہی مگر خود اسکو ساتھ خود اپنی اذ

بدل ذات کا ہو اساتھ جمیع صفات کے واسطے دلالت اسکی اثبات ہے کہ وہ صفات
حقیقت عین ذات اس [illegible] کے ہیں اور نہ ہونگی ان صفات سے ساتھ احدیت کے
نظر دلالت کرنے آپکی اس بات پر کہ [illegible] اعتباری در حقیقت کچھ شئی نہین ہین اور یہ
کثرت اعتباریہ [illegible] باطل کرتی ہے اسکی احدیت کو اور نہین کچھ اثر کرتی ہے اسکی وحدت
مین بلکہ وہ شان ہو [illegible] حقیقت محمدی شان احدیت کا ہے جیسا کہ قطرات دریا مین مثلاً

زدریا موج گوناگون [illegible] آمد	ز بیچونی برنگ چون [illegible] برآمد
گہی در کسوت لیلیٰ [illegible]	گہی در صورت مجنون برآمد

[illegible] ۸ احدیت باری تعالیٰ

سورۃ الکہف آیت ۱۱۰ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً
ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً ترجمہ
پس [illegible] ملاقات کا اپنے رب کی پس چاہیے کہ وہ کرے عمل نیک اور
شریک نہ کرے [illegible] مین اپنے رب کی ۳ سورۃ فصلت آیت ۵۴
الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الا انہ بکل شیء محیط ترجمہ
خبردار ہو کہ تحقیق وہی لوگ شک مین ہین ملاقات سے رب اپنے کی خبردار ہو کہ تحقیق
کہ وہ اللہ ہر چیز کو محیط ہے ۴ سورۃ الانعام آیت ۳۱ قد خسر الذین کذبوا
بلقاء اللہ حتی اذا جاءتہم الساعۃ بغتۃ قالوا یا حسرتنا علی ما
فرطنا فیہا وہم یحملون اوزارہم علی ظہورہم الا ساء ما یزرون
ترجمہ تحقیق کہ خسارہ پایا ان لوگون نے جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو رب اپنی کی یہانتک
کہ جب آگیا روز قیامت یکایک ناگہانی تو کہینگے وہی لوگ ای واحسرتا کہ ہم لوگون نے
[illegible] کیا اس امر مین اور وہی لوگ اٹھاوینگے اپنی بوجھون کو اپنی پیٹھون پر خبردار ہو

کہ ہوگا وہ بوجھا اٹھانا الم سورۃ انعام آیت ۵۵ ا ثم اتینا موسی الکتاب تماما علے الذین احسن و تفصیلا لکل شئ و ھدی و رحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یؤمنون **ترجمہ**

اور بعد اسکی دی ہمنی موسی کو وہ کتاب کہ جو پوری ہی واسطے اس شخص کے جو کہ نیک کام کرے اور تفصیل ہی واسطی ہر شی کے اور ہدایت و رحمت ہی کا شکی وی لوگ ساتھہ ملاقات اپنی رب کی ایمان لاوین ۵ **سورۂ یونس آخر آیت** ۴۴ قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ و ماکانوا مھتدین **ترجمہ**

تحقیق کہ خسارہ پایا اُن لوگون نی جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو اپنی رب کی اور نہ ہوئے وی لوگ راہ پانیوالی فقط اس جگہ مین باستدلال ثبوت رویت باریتعالی کی صرف اوپر نقل پانچ آیتون کی اکتفا کیا گیا اسواسطی کہ مضمون ان سب آیتون کا ایک ہی ہی کہ ملاقات اُس خدا سی ہوگی اور کتاب نجوم الفرقان مین جونشان دیگر اٹھارہ آیات کا ہی سو بخوف طول کے وہ سب آیات نقل نہین کئی گئے اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ البتہ مضمون خدا کی دیدار اور محمد مصطفے کی شفاعت کا بہت درست ہی کہ واسطی دیدار خدا کی بسیاری آیات قران مین موجود ہین اور جو علما کہ دیدار خدا سی منکر ہین سو یہ انکار انکا بنظر عدم قابلیت بصر انسانی اور آیت لن ترانی کے ہوگا اور ہم سمجھتی ہین کہ فی الواقع چشم انسان کو کچھہ قابلیت دیدار الہی کی نہین ہی مگر لکھا ہی وعد اللہ حق کی یعنی کہ وعدہ خدا کا حق ہی اور بملاحظہ آیات صریح قرانی کے ہمکو تمامتر ایمان اوپر لقائے رب کی ہی اور ہمکو کیا معلوم ہی کہ بعد مرنے کے روز قیامت مین ہمکو کسطرحپر قابلیت دیدار خدا تعالی کی ہوگی مگر اس بات پر پورا یقین ہی کہ خدا سب بات پر قادر ہی اور وعدہ اُسکا سچا ہی اور اصل یہ ہی کہ اگر مسئلہ وحدت وجود کا [illegible]

کچھ دشوار نہین ہی بلکہ اس دیدار کی امید پر تو خود ہماری زندگی ہی کہ آخر اپنی اصل تک پہونچیگی ؎
ہرکسی کو دور ماند از اصل خویش ٭ باز جوید روزگار وصل خویش ٭

فصل ۱۰۹ دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ

سورۂ بقر وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات ان لہم جنات تجری من تحتہا الانہار کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا ولہم فیہا ازواج مطہرۃ وہم فیہا خالدون ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقہا

ترجمہ اور اگر ہو تم لوگ کچھ شک مین بنسبت اس چیز کی جو کہ اتاری ہین نی اوپر بندہ اپنی کی پس لاؤ تم ایک سورۃ مثل اسکی اور بلاؤ اپنی شہادت دینی والون کو سوای خدا کے اگر ہو تم سچی سو اگر یہ کام نہ کرسکو اور ہرگز نہین کرسکو گی تو ڈرو اس آگ سی کہ جسکی چھپٹیان آدمی اور پتھر ہین کہ جو تیار کی گئین ہین واسطی کافرون کے اور خوشخبری دی تو ای رسول ان لوگون کو کہ جو ایمان لای اور کئی نیک کام ساتھ اس بات کی کہ انکی واسطی ہین جنتین کے جنکے نیچی بہتی ہین نہرین اور جبکہ روزی دیجای انکو ان باغون سی ایک وزی تو کہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ روزی دی گئی ہملوگ ساتھ اسکی قبل اسکی اور روزی دیجایگی انکو متشابہ یعنی ایک دوسری سی ملتا ہوا اور انکو جوروان پاک ہین اور وے لوگ رہینگی ان جنتون یعنی باغون مین ہمیشہ تحقیق کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل دینی سی مچھر کے یا اس سے بھی زیادہ ــــ

فاتقوا النار التی ـــ والمراد بالنار احتراقهم بسورة نفوسهم وشرر طباعهم
المصروفة عن الروح القدسی الروحانی والتسم الذوقی الرحمانی المحرومة
عن لذة برد الیقین وسلامة دار القرار المقطوعة بالمالوفات
الحسیة واللذات البدنیة الممنوعة بما ضریت به والفتمع بقاء
حنینها الیه و ولهها و رسوخ هیأت التعلق بالامور السفلیة
ومحبة الاجساد الارضیة فیها التی هی سبب استیقاد نیرانها
ترجمہ پس ڈرو تم آگ اسی سی جو اور مراد ساتھ آگ کے جلنا اُن لوگون کا ہی
ساتھ تیزی نفوس انکے اور شراری طبیعتون انکی کہ جو پھر گئی ہین روح قدسی روحانی اور
نسیم ذوقی رحمانی سی کہ جو محروم ہین لذت ٹھنڈک سی یقین کے اور سلامتی دار القرار
سی کہ جو کٹ گئی ہین بسبب مرغوبات حسیہ اور لذات بدنیہ کے جو کہ ممنوع ہین اُس چیز سے
کہ جسکی عادت تھی اور الفت کی تھی ساتھ اُسکی ساتھ باقی رہنی حزن اور شوق اُسکے
اور نقش کر جانی ہیئت تعلق ساتھ امور سفلیہ و محبت اجساد ارضیہ کے کہ جو سبب
اشتعال اُسکی آگ کا ہی ــ ۲ وقودها الناس والحجارة ـــ ای الامور الجاسیة
السفلیة الصامتة التی تعلقوا بها بالمحبة فرسخت صورها فی انفسهم
وبجنت نفوسهم بمیلهم الیها کما قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم المرء یحشر مع من احب حتی لو احب احد حجرا حشر معه
وکیف لا و قد رکزت صورته فی نفسه بالمحبة بحیث صار صورة قلبه صورته
ترجمہ جھپٹیان اُسکی آدمی اور پتھر ہین ای امور جاسیہ سفلیہ یعنی سخت نازیبا دنیای
دون کے جو کہ صامت یعنی انشن ہین کہ جنکے ساتھ وی لوگ متعلق ہوئے تھے ساتھ

محبت کے پس جم گئین صورتین ان چیزوں کی انکی نفس مین اور انکی نفوس مقید ہوگئی
بطلب محبت انکی بطرف ان چیزون کی جیسا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ حشر آدمی کا ہوگا ساتھ
شئی محبوب کے یعنی اگر کوئی تم لوگون کا محبت کرتا ہے پتھر سے تو حشر اسکا ہوگا ساتھ
اس پتھر کے اور یہ تب ہو کہ گڑ گئی ہو صورت اس شئی محبوب کی اسکے نفس مین اسطرح کہ
ہوگئی صورت دل کی اسلی عین صورت اس محبوب کی — ۳ وبشر الذین
امنوا وعملوا الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار بالصانع
وعملوا ما يصلحهم للجنة بمقتضى علمهم بتوحيد الافعال
ان لهم مراداتهم ومشتهياتهم فوق ما تصوروا وتمنوا التنكير
الجنات والجنات الجارية من تحتها الانهار ابهى واطيب ما يكون
من مقام والذ واحلى ما يكون من مرام لاهل الدنيا فهي لنفوسهم
من جنس جنات الدنيا اصفى منها بحسب المعاد الجسمانی فانه حق كما ستعلم ترجمہ اور بشارت دے
تو ای رسول ان لوگونکو کہ جو ایمان لائے نیک کام کئی ساتھ ہی … کہ انکی واسطی جنتین ہین یعنے
باغ سب ہین کہ جنکی نیچے بہتی ہین نہرین یعنی ایمان لائے وہ لوگ ساتھ صانع کی اور
کام کئی نیک بقدر … کہ مستحق ہوون جنت کی موافق اعمال اپنی ساتھ توحید افعال
کی … اس بات کی کہ انکو مرادات اور مرغوبات انکی ملینگے بالاتر اس سی کہ جو تصور
وتمنا کئے تھے بوجہ نکرہ لانے جنات کی درحالیکہ وہ جنتین کہ جنکے نیچے بہتین ہین
نہرین روشن تر و خوب تر ہین اس سے کہ جو کسی مقام مین ہو اور لذیذ تر اور شیرین تر ہو
اس سی کہ جو مقصود ہو اہل دنیا کا پس وہ جنتین واسطی نفوس انکی از قسم جنات دنیا
کی ہین اور اس سے صاف تر ہین بحساب معاد جسمانی کی اور یہ بات حق ہے جیسا کہ آئندہ تو جانیگا —
۴ — کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا … رزقنا من قبل في الدنيا … زیادہ —

فانها ما لوفهم وانوا بالرزق متشابها و بقلوبهم هی مقاماتهم کالتوکل
مثلا وروضات عالم القدوس التی تنشاء من کل مرتبة منها انهار علوم
تنفع السالکین علیه تنفع المتعطشین المشتاقین والثمرات هی الحکم والمعارف

ترجمہ جب جبکہ روزی دی جائین اُن باغون سی ایک پھل سی ساتھ ایک وزی کے
توکہین وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ جو روزی دیے گئے ہم لوگ قبل اسکی دنیا مین کسواسطی
کہ وہ دنیا ایک شی مالوف و مرغوب اُنکی ہی اور دیے جائین وی لوگ ساتھ اوس
روزی کے متشابہ یعنی ایک دوسری سی مماثل اور واسطی قلوب ان لوگون کے وہ باغات
اُنکی مقامات ہین مثل توکل کے مثلا اور مثل باغات عالم قدوسیت کی کہ جسکی ہر مرتبہ
سی پیدا ہوتی ہین نہرین علوم کی کہ جو نفع دی سالکین کو اور نفع دی بیماری کو
پیاس والون اور مشتاق لوگونکی اور ثمرات یعنی پھل سب وہ حکمتین اور معرفتین ہین

ف اگرچہ تاویلات صوفیہ کے ایام طالب العلمی مین بلقب شطحیات صوفیہ یعنی کلمات خلاف
شرع کے بولیجاتی ہین مگر رفتہ رفتہ معلوم ہوتا گیا کہ یہ صوفی لوگ اکثر بڑی بڑی عالم
ہوتے ہین اور فلسفہ وغیرہ سی خوب واقف ہین اور تمامتر ہمت اُنکی اس بات مین مصروف
ہی کہ تمام اعتراضات و توہمات غیر لوگونکی سند فع ہون چنانچہ اس تاویل سی دوزخ و بہشت
وغیرہ کی وہ اعتراض غیر لوگونکا کہ دین اسلام مین بیان دوزخ و بہشت کا از روی
الم و لذت کیفیات جسمانی کے ہی تمامتر دفع ہوگیا کہ ملا محی الدین عربی تعبیر دوزخ و بہشت
کی حسب تصریح بالا کی الم و لذت کیفیات روحانی سی کرتے ہین اور یہ تعبیر قریب قریب خیال
فلاسفہ کے ہی کہ جو وہ لوگ سمجھتی ہین کہ بعد مفارقت بدن کے اگر روح متعلق اور
معتاد بلذات دنیا کی ہو تو اُسکی نہین پانی سے روح کو الم ہوگا اور خلاف اُسکی اگر روح
دنیا سی فارغ و آزاد گئی تو اُسکو آرام رہیگا اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ ذکر دوزخ و بہشت کا

جسطرح کہ ان مین ہو وہ باعتبار کیفیات جسمانی ہملوگون کے ہی کہ مثلاً اگ سی ہملوگ
ڈرتے ہین اور باغ وغیرہ سی مسرور ومحظوظ ہوتے ہین سو باعتبار اسی عادت کے
بنظر مجانی ہملوگون کے یہ عذاب وثواب لفاظ اگ باغ وغیرہ سی تعبیر کئے گئے اور اسی
طور پر توریت وغیرہ مین بھی تعبیر عذاب دوزخ کی بلفظ ھیل فائر یعنی آگ دوزخ کی ہی
اور اصل یہ ہی کہ ہرگاہ ہملوگ بعد چھوڑنے اس دنیا کی جوابدہ نیک وبد اپنی افعال کے
ہین تو البتہ کسی طرحپر جزا وسزا اپنی افعال نیک وبد کی پاوینگے پس اگر تعبیر اس عذاب
وثواب کی الفاظ اگ باغ وغیرہ سی نہو تو کیا طور امید وبیم ہملوگونکا ہوگا اور دیکھا جاتا ہی
کہ خود قران شریف مین بذکر جنت ونار کی جابجا لفظ مثل کی بسیاری ایات مین ہی چنانچہ
اس جگہ پر دو آیتین مفصلہ ذیل تبائید اسبات کی نقل ہوتی ہین۔

اسورة الرعد آیت ۳۵ مثل الجنة التی وعد المتقون تجری من
تحتہا الانہار اکلہا دائم وظلہا تلك عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار
ترجمہ مثل اس جنت کے کہ جسکا وعدہ پرہیزگارون کو کیا گیا یہ ہی کہ بہتی ہین نیچی سے
انکی نہرین اور خوراک وسایہ انکا دایمی ہی اور یہ عاقبت ہی ان لوگونکی کہ جو پرہیزگاری
کی ان لوگون نے اور عاقبت کافرون کی آگ ہی۔ ۲ سورة محمد آیت ۱۶
مثل الجنة التی وُعد المتقون فیہا انہار من ماء غیر اٰسن
وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذة للشاربین
ترجمہ مثل اس جنت کی کہ وعدہ دی گئی پرہیزگار لوگ یہ ہی کہ ہین اسمین نہرین آب
غیر بوسیدہ سی اور نہرین دودہ سی ہین کہ نہین متغیر ہوا ہو مزا اسکا اور نہرین شراب
سے ہین کہ جسمین لذت ہی پینی والون کو۔
اور واضح ہو کہ استعمال لفظ مثل کا وہی عام طور پر حسب محاورہ ہملوگون کے قرانین

جابجا دیکہا جاتا ہی یہانتک کہ آیت ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقہا میں واقع ہی یعنی کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل مارنی سی مچہر وغیرہ کی اور آیت مفصلہ ذیل سے بہی معنی مثل کے وہی معمولی معنی مثل کے ہین۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴۱
مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت

ترجمہ مثل ان لوگون کی کہ جو بنالیا سوای اللہ کے ولی اپنا مانند مثل مکڑی کے ہی کہ جو بنالی ایک گھر اور تحقیق کہ کمزور ترین گہرونکا ہر آئینہ گھر مکڑی کا گھر ہی فقط اور توریت وغیرہ مین جو مذکور ہی کہ خدا آگی آگی بنی اسرائیل کے چلا اور بارہ ابر مین نیچی اوترا اور اسی قسم سی بہت حالات نسبت خدا کی مثل بیان ہاتھ وغیرہ کے مذکور ہین سو یہ نسبت اسکی رای علمای مفسرین توریت وغیرہ کے بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ یہ سب بیان بنظر فہمایش ہملوگون کے حسب عادات ہم سبہون کی ہی اور ہمین نظر مسلمانان انگریزی دان سی امید ہی کہ بملاحظہ بیانات دوزخ وبہشت وغیرہ مندرجہ قران کی کچہ وحشت کرنے کی حاجت نہین ہی غزل حافظ

امروز شاہ انجمن دلبران یکی است	دلبر اگر ہزار بود دلبر آن یکی است
من بہر آن یکی دل ودین دادہ ام بباد	علیم مکن کہ حاصل ہر دو جہان یکی است
سودا ئیان عالم پندار را بگوے	سرمایہ کم کنید کہ سود وزیان یکی است
خلقی زبان بدعوی عشقش کشادہ اند	ای من غلام آنکہ دلش بازبان یکی است
حافظ بر آستانۂ دولت نہادہ سر	دولت دران سرست کہ بار استان یکی است

فصل ۱۱۰ معراج باصطلاح صوفیہ

سورۃ بنی اسرائیل سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام

الی المسجد الاقصے الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا اپنی بندہ کو ایک رات مین مسجد حرام سی مسجد اقصیٰ تک کہ جو مبارک کیا ہمنی گرداگرد کو اُسکی تاد کھلائین ہم اُسکو اپنی نشانیان تحقیق کہ وہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

تفسیر محی الدین عربی بقدر ضرورت مقام

سبحان الذی اسری ای انزہ عن اللواحق المادیہ والنقائص التشبیہیۃ بلسان حال التجرد والکمال فی مقام العبودیۃ الذی لا تصرف فیہ اصلا لیلا ای فی ظلمۃ الغواشی البدنیۃ والتعلقات الطبیعیۃ لان العروج والترقی لا یکون الا بواسطۃ البدن

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا یعنی پاک کیا اوسکو لواحق مادیہ اور نقصانات تشبیہ سے ساتھہ زبان حال تجرد وکمال کے مقام عبودیت مین کہ جسمین کچھ تصرف وتحویل نہین ہے ہرگز ایک رات مین ای بیچ تاریکی پردہ ہای بدنیہ اور تعلقات طبیعیہ کے اسواسطے کہ عروج وترقی نہین ہوتی ہے مگر بواسطہ بدن کے من المسجد الحرام ای من مقام القلب المحرم عن ان یطوف بہ مشرک القوی البدنیۃ ویرتکب فیہ فواحشہا وخطایاہا ویحجہ غیر القوی الحیوانیۃ من البہیمیۃ والسبعیۃ والمنکشفیۃ سوآءتا افراطہا وتفریطہا یعرزہا عن لباس الفضیلۃ

ترجمہ مسجد حرام سے یعنی مقام قلب سی کہ جو محروم ہو طواف کرنے سی مشرک قوی بدنی کا اور مرتکب ہو اُسمین فواحش اور خطایا کو اُس قوای بدنی کی اور بہت کری اُس دل سی کجی قوای حیوانیہ بہیمیہ اور سبعیہ سی کہ جو منکشف ہون بدیان افراط وتفریط

کی اسکی بسبب ننگے ہونے اسکی لباس فضیلت سے ان المسجد الاقصی الذی ہو
مقام الروح الابعد من العالم الجسمانی بشہود تجلیات الذات
وسبحات الوجہ وتذکر ماذکرنا ان تصحیح کل مقام لایکون الا بعد الترقی الی ما فوقہ
ترجمہ مسجد اقصی تک جو کہ وہ مقام روح کا ہی جو کہ دور تر ہی عالم جسمانی سے ساتھ شہود
تجلیات ذات اور عظمت ہای وجہ اللہ اور یاد کرنے اس بات کے کہ جو ہمنی ذکر کیا کہ تصحیح ہر
مقام کی نہین ہو گی مگر بعد ترقی الی ما فوق کے فقط
غرض کہ حسب تفسیر محی الدین عربی کی معنی معراج صرف نسبت ترقیات روحانی کے ہی
اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ یہ معراج بخواب ہوا تہا اور معاویہ کی روایت ہی کہ یہ
معراج بخیال ہوا تہا غرضکہ درمیان حضرت عائشہ اور معاویہ کی نزدیک یکدیگر ہونا انکی
خیالات کا ظاہر ہی ہر چند کہ معاویہ بہائی حضرت ام حبیبہ ایک سوتن حضرت عائشہ کا تہا پس
کیا خوب ہوتا کہ جو حضرت عائشہ کو بوجہ ہونی معاویہ کی برادر ام حبیبہ ایک سوتن اس معاویہ کو ساتھ بھی ہی
عداوت ہوتی کہ جو ساتھ حضرت علی ایک داماد حضرت خدیجہ انکی سوتن کے تھی اور ہماری رای یہ ہی کہ
یہ معراج جو بجسم یا بخواب یا بخیال ہو سو یہ ایک مسئلہ فروعات کا ہی اور کچھ زیادہ تحقیق و تفتیش
اس بات کی ضرور نہین ہی کہ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین
اس بات پر شاہد و ناطق ہی کہ اصل مرد حکم الٰہی صرف اسقدر ہی کہ عبادت اللہ کی کیجای
خالص کر کے دین کو واسطی اسکی یعنی بلا شرک کی پس انگریزی دان مسلمانان پر کچھ فرمایش
اس بات کی نہین ہو سکتی ہی کہ وہ لوگ بھی جو کہ فلسفہ پڑہی ہوتی ہین فرمایش قبول کرلینے
معراج کی از روی جسم کی بھی کیجائے فقط

فصل ۱۱۱ شق قمر

سورۃ القمر پارہ ۲۷ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ترجمہ

قریب ہوئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔ تفسیر بیضاوی روی ان الکفار سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ فانشق القمر وقیل معناہ سینشق القمر یوم القیامۃ ویؤید الاول انہ قرئ وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ وقد حصل من ایات اقترابہا انشقاق القمر

ترجمہ روایت ہے کہ کفار نے سوال کیا حضرت پیغمبر خدا سے واسطے ایک نشانی کے پس پھٹ گیا چاند اور بعضوں نے کہا کہ معنی اسکے یہ ہین کہ قریب ہے کہ شق ہو جائیگا قمر بروز قیامت کے اور بتائید قول اول کے یہ بات ہے کہ قرات مین آیا ہے وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ یعنی تحقیق کہ پھٹ گیا قمر ای قریب ہوئی قیامت اور تحقیق کہ حاصل ہوا علامات سے قریب ہونے قیامت کے پھٹ جانا قمر کا فقط

غرضکہ شق قمر ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ واقعی شق قمر باظہار معجزہ کے ہوا یا یہ کہ انشقاق قمر کا منجملہ علامات قرب قیامت کی ہے اور چونکہ یہ معاملہ شق قمر کا بھی مسائل فروعات سے ہے اسلئے زیادہ تفتیش اس مسئلہ مین بھی ضرور نہین ہے

فصل ۱۱۲ شق صدر

سورۃ الانشراح الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک ترجمہ آیا نہین کھولا ہمنے واسطے تیری سینہ کو تیری اور اتار لیا ہمنے تجھسے تیری بوجھے کو جسنے کہ توڑا تھا تیری پیٹھ کو اور رفیع و بلند کیا ہمنے تیرے ذکر کو

تفسیر بیضاوی معہ ترجمہ

الم نشرح لک صدرک آیا نہین کھولا ہمنے واسطے تیری سینہ کو تیرے الم نفتحہ حتی وسع مناجاۃ الحق ودعوۃ الخلق وکان غائبا حاضرا آیا نہین کھولا ہمنے اس سینہ کو یہانتک کہ اس سینہ کو وسعت مناجات حق اور دعوت

خلق کرنیکی دی درحالیکہ تو خلق سے غائب تہا یعنی کہ لوگ تیری طرف کچھ متوجہ نہین تھی
اور تو خود اُن لوگونکی پاس حاضر تہا او الرتفتحہ بما اودعنا فیہ من الحکم وازلنا عنہ
ضیق الجھول او بما یسرنا لک تلقی الوحی بعد ما کان یشق علیک
یا کہ آیا نہین کھولا ہمنی اُس سینہ سے ساتھہ اُس بات کی کہ ودیعت کی ہمنی اُس سینہ مین حکمت
کی باتونسے اور دور کیا ہمنی اُس سینہ سی تنگی وضیق جہالت کو یا ساتھہ اُس بات کی کہ ہمنی
آسان کیا تجہکو قبول کرنے کو وحی کے بعد اسکی کہ یہ قبول وحی کرنا تجہپر شاق تھا وقیل
انہ اشارۃ الی ما روی ان جبرئیل اتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فی صباہ او یوم المیثاق فاستخرج قلبہ فغسلہ ثم ملاءہ ایمانا وعلما
لعلہ اشارۃ الی نحو ما سبق اور بعضونے کہا کہ یہ انشراح صدر کا ایک اشارہ ہے
طرف اُس روایت کے کہ آئی جبرئیل حضرت رسولخدا کی پاس ایام طفولیت مین آنکی یا بروز میثاق
معراج یا الست بربکم کے اور نکالا اُنکی دل کو پس دہویا اُس دل کو تب بھرا اُسکو
ایمان اور علم سی اور شاید کہ یہ قول ایک اشارہ ہی بطرف اُس بات کے جو گذرا بیان اُسکا
یعنی کہ دل کو وسعت قبول کرنے وحی کی دی گئی فقط
غرضکہ یہ مسئلہ شق صدر کا بہی بطور شق قمر اور معراج جسمانی کے ایک مسئلہ اختلافی ہی اور
ہر شخص کو تکلیف قبول کر لینی ان باتون کی نہین دیجا سکتی ہی اور واسطی ثبوت رسالت کے
پیشین گوئیہای سابق واخلاق نبوت آپ کے کافی ہین ـــ

فصل ۱۱۱۳ اصل مسلک صوفیہ

بیان طریقہ صوفیہ کا ہمسے کیا ہوسکتا ہی کہ تصوف ایک بہت بڑا علم ہی اور اُسمین باتین
بہت بہت نازک ہین کہ درمیان کفر و اسلام کے صرف ا[illegible] [illegible]ق ایک رہجاتا ہی مگر
تمام خلاصہ اس طریقہ کا یہ ہی کہ [illegible] [illegible]ی ہی اور سی

طریقہ کے لوگونکی دیکہنی سے یہ قول صادق آتا ہی کہ مسلمانی در کتاب ؤ مسلمانان درگور اور بشغل توحید و یاد الہی کی اسقدر ہی کہ خود فراموشی یعنی اپنی ذات کا کچھ خیال نہین رہتا ہی بیت

قرب او را وصال سے گویند		وصل او را محال سے گویند
تو در و گم شو وصال این ست بس		خود مباش اصلا کمال این ست بس

مسئلہ وحدت وجود ان لوگونکا بہت حق ہی مگر ہم عوام لوگ اگر وحدت شہود پر اکتفا کر کے تابعدار رہین اُس خدا کی رہین تو ہم لوگونکی واسطی اسیقدر بہت غنیمت ہی اور تمام کمالات انسانی گویا اسی دو فقرونمین منحصر ہین اول حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنی محبت دنیا کی اصل تمام خطئیات کی ہی کہ اگر محبت دنیا کی دل مین مرتسخ ہوا اور اُس عالم باقی سے غفلت آدمی تو پہر کیا بدی نہین ہوسکتی ہی بیت

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست ❊ لیک او را عون ما را عون نیست

فقرہ دوم ترک الدنیا راس کل حسنۃ یعنی چہوڑنا دنیا کا اصل کل حسنات کی ہی کہ جب آدمی نے دنیا سی اپنی کو علیحدہ کر لیا تو پہر کیا بدی اُس سے ہوسکتی ہی اور اور دنیا کی تعلقات مین سے تعلق زر و مال و زن فرزند کا ایسا قوی نہین ہی کہ جیسا تعلق اپنی خودی کا اور تعلق گمان علم و عقل وغیرہ کا ہی یعنی ترک دنیا کی معنی یہ ہین کہ اپنا خیال کسی طرحکا باقی نہین رہا اور کیا خوب ہی وہ فقرہ انجیل کا کہ ہم ٹہیک طرحسی سے کہتے ہین کہ پیار کرو اپنی دشمنون کو جیسا کہ پیار کرتے ہو اپنی کو اسواسطی کہ جب تک تم اپنی دشمنون کو مثل اپنی کے پیار نہین کروگی تب تک کامل نہین ہوگی کہ دوستون کو تو حیوانات بہی پیار کرتے ہین پس کیا کمال ہوا اگر تمنی اپنی دوستون کو پیار کیا فقط سو یہ درجہ پیار کرنے کا دشمنون کے بغیر کمال خود فراموشی کے حاصل نہین ہوسکتا ہی الغرض یہ

فیض علیسوی آخر کو ایک خاص طور پر حضرت علی علیہ السلام کو اور باقی دوازدہ امام کو پہونچا اور اُنکی طفیل سے اولیاء اللہ بھی اس کاسہ شراب روحانی سے سیراب ہوئے حسب قول وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ یعنی کریمون کی پیالہ سی زمین کو بھی کچھ حصہ آخر مین شراب کا ملتا ہی۔ بیت

گر خوری جرعہ ز ساغر غم | جام جمشید را نہ سنجے بر ہم

فصل ۱۴۶ مسلک شیعہ

الدّینُ والمُلْکُ توامان یعنی دین و بادشاہت دونون ہمزاد ہین پس جسطرح کہ خلافت ثلثہ اور خلافتہای بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ وغیرہ کے ہوتی گئی اور استیصال خاندان نبوت کا ہوتا گیا اور انواع حدیثین بسبیل خوشامد و تعصب کے موضوع ہوئین سو اصل مقتضا اس حکومتہای مخالفین علی و اولاد فاطمہ کا یہ تہا کہ سوای مذہب اہلسنت تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے اس دین اسلام مین اور کوئی دوسرا مذہب نہین ہوتا اور اس اسلام مین مذہب اس قسم سنیونکا ویسا ہی ہی جیسا کہ مذہب عیسائیان مین مذہب رومن کاتھولیک کا ہی مگر الحق یعلو و لا یعلی یعنی حق غالب رہتا ہی اور مغلوب نہین ہوتا ہی سو اس وجہ سی اعتقاد افضلیت اہل بیت و ائمہ دوازدہ گانہ نی دو جگہ سی سر نکالا ایک فرقہ متصوفین کا ہوا کہ جو ببرکت تعلیمات و فیوضات باطنی کے اہل باطن لوگ اس عظمت و جلالت خاندان نبوی سی واقف ہوئی دوم فرقہ شیعونکا کہ شیعہ لوگ بزور قوت علمی و راست بازی کی بطرف خاندان نبوی کے ہوگئی اور یہ فرقہ شیعہ کا کوئی امر حادث و نو ایجاد نہین ہی کہ حضرت سلمان فارسی و عمار ابن یاسر و ابوذر غفاری و حضرت اویس قرنی و مقداد و ابن عباس وغیرہ اصحاب بطرف حضرت امیر علیہ السلام کے تھے اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نی اس فرقہ کو بلفظ شیعتنا

یعنی بلفظ ہماری شیعون کی یاد فرمایا ہی اور علی بن المنذر تابعی و ابو الصلت ہروی
تابعی راویان حدیث کا شاہ عبد الحق صاحب نے اپنی شرح مین مشکوۃ المصابیح کے
شیعی ہونا قبول کیا ہی اور شک نہین ہی کہ ابتدای حال مین درمیان شیعہ و سنی کے
کچھ تعصب نہین تھا اور ایک دوسری کے پیچھے نماز پڑہتا تھا غرضکہ یہ فرقہ شیعہ کا آئین
دین اسلام مین ویسا ہی ہی جیسا کہ مذہب عیسائی مین پراٹسٹنٹ نکلا ہی غرض
تمام بنیاد مذہب شیعہ کی ادنی علم و راست بازی سے ہی کہ اصل حالات خلافت وغیرہ کو معلوم
کرکے بطرف امر حق کے ہوگئی اور تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ مین جو کچھ جواب مطاعن وغیرہ کا
لکھا ہی سو کوئی جواب نہین دے سکتا ایک شخص ثالث کے نہین ہی اور اس فرقہ شیعہ کا
اصل مرکز ملک فارس عراق عجم و عراق عرب وغیرہ ہی اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ امام لوگ
اپنی اصل وطن مدینہ سی نکالکر کے انہین ملکون مین شہید و مسموم ہوئی یا بمرگ طبعی انتقال
کیا چنانچہ مزارات شریف انکو کوئی نجف اشرف و کربلای معلی و بغداد و سامرہ و مشہد
مقدس مین واقع ہوئی اور قوت از طرف سلطنت کے یہ ملی کہ اسمعیل صفوی وغیرہ
بادشاہان فارس کے اس فرقہ کے ہوئے اور یہ ملک فارس حملہ تاخت و تاراج سی قوم
ترک کی محفوظ ہوگیا چنانچہ مورخان انگریزی اسی جدائی مذہب بادشاہ و رعایای
فارس کو منشاء حفاظت فارس کا صدمہ اتراک و می سی جانتی ہین اور چونکہ یہ مذہب
شیعہ کا ایک نکلا ہوا مذہب ہی سو اسیواسطی کتابین شرائع الاسلام و استبصار وغیرہ
مذہب شیعہ کی زمان تالیف مین شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ کتب سنیان سی موخر ترہین اور
یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بقوت سلطنت کی نہین پہونچا کہ لودی و غوری و غزنوی
و تیموری وغیرہ تمام بادشاہان دہلی کے سنیان تھے مگر بات یہ ہی کہ یہ مذہب شیعہ کا
ہندوستان مین بذریعہ متوسلان دربار شاہی کے پہونچا اور عرب و شام و مصر و روم

وغیرہ ممالک مغربی مین وہی مذہب سنی کا جو کہ بقوت سلطنت ہای بنی امیہ وغیرہ کی
جاری ہوا تہا سو اسیطرح بلا تجویز و غور ثانی کے قائم رہگیا اور ایک خاصہ مذہب
شیعہ کا یہ ہی کہ اس مذہب مین تمامتر تبعیت الفاظ ظاہری کی ہی یعنی مثلاً اگر حکم
ظاہری بنسبت امتناع سماع و راگ رنگ کی پایا تو پہر کوئی فکر تاویل اس بات کی نہین ہی
کہ کسی طرحپر گانا سننا حلال بنایا جای مگر شیعون کا اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام سمجہنا
اور انکو برا بہلا کہنا ہماری نزدیک براہ تعصب معلوم ہوتا ہی چنانچہ چند شیعیان
عالم وغیرہ کو اس تبرا وغیرہ سی کچہ علاقہ نہین ہی اور بلا تکلف ان اصحاب ثلثہ کو بادشاہان
اسلام سی قبول کر لیتی ہین اور ہم سمجہتی ہین کہ یہ تعصب مناقق و کافر سمجہنے کا بہی سی
وجہ سی ہی کہ اس فرقہ مین تاویل و رعایت اور اغماض و رلحاظ ظاہر جانب چپ و راست کا
کچہ نہین ہی یعنی جو فی اعتدا لیان اصحاب ثلثہ کی نسبت اہلبیت کے دیکہین گئین سو
اسی طرح یہ یکبارگی حکم قطعی دشمنان اہلبیت ہونیکا لگا دیا اور یطرف احادیث مناقب
صحابہ و دیگر حالات زہد و تقوی انکی لحاظ نہین کیا حالانکہ احادیث مناقب کا
ہونا بشان خلفای ثلثہ وغیرہم کے ضرور ہی اسواسطی کہ یہ بات سمجہ مین آتی ہی کہ اگر کچہ
احادیث وعدہ جنت وغیرہ کی انکی شان مین نہوئی تو کس امید پر یہ سب فاقت
ان لوگونکی تہی اور خود کوئی قول صحیح جناب حضرت امیر علیہ السلام کا دربارہ سب و
طعن ان اصحاب کی دیکہا نہین جاتا ہی اور یہ قول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا
کہ ہمکو ابوبکر نے دوبارہ پیدا کیا صریح دلیل اسبات کی ہی کہ اس نسل دوبارہ ہونے کو
بسبیل خوشی خاطر و ابتہاج کی بیان کیا ہی اور حضرت امیر علیہ السلام کا یہ امر معاویہ کو
لکہنا کہ ابوبکر و عمر جیسے تہے اور عثمان اگر اچہا آدمی تہا تو ان الابرار لفی نعیم
و اگر برا آدمی تہا تو ان الفجار لفی جحیم دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امیر علیہ السلام کو

ان اصحاب ثلثہ سے کچھ زیادہ تر سوا نہین تہا اور اس تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوا سے
مقداد و سلمان فارسی وغیرہ چند اشخاص معدودہ کے باقی ہزاران اصحاب ایک تہمت
محروم از احترام واکرام و داخل منافق و کافر کے ہوگئی اور اسیواسطے سلسلہ حدیث کا
مذہب شیعہ مین کچھ درست نہین یا خود حضرت رسول کے کمتر پہونچتا ہی کہ منتہای سلسلہ اکثر احادیث
کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک ہی اور ایک نقصان عظیم مذہب شیعہ مین یہ ہی کہ زہد و تقوی
کی لوگ مثل جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ وغیرہ کے بہت آدمی دیکھی جاتی ہین مگر مذاق فقر و
تعلیمات باطنی کا کچھ ذکر و مذکور مذہب شیعہ مین نہین ہی اور اسیواسطے سلسلہ فقر و تصوف کا
خوب مرغوب معلوم ہوتا ہی کہ ساتھ اہلبیت دوازدہ امام کے تمامتر گرویدہ ہین اور اپنی
کسب و ریاضت باطنی مین مصروف ہین —

فصل ۱۱ — اقسام سنیان

چونکہ بنیاد مذہب اہل سنت کا حدیثین ہین ہی اور حدیثون کا حال یہ ہی کہ بہت احادیث
بروایت مروان و معاویہ و عمرو ابن عاص و عبد اللہ ابن عمر و حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر وغیرہ
ایسی لوگونکی کتب صحاح ستہ مین موجود ہین کہ جو قطعاً حضرت علی و تمام اہل بیت و اولاد
سیدہ فاطمہ سے علیحدہ و فرق رہکے بانی مبانی خلافت ثلثہ وغیرہا کے ہوئی اسواسطے
عدد و احصا فرقہ ہای سنیان کی بہت دشوار ہی اور ہم صرف ذکر چند فرقہ ہای نامی
سنیان کے اکتفا کرتے ہین اول فرقہ سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا ہی کہ
حضرات ابوبکر و عمر کو قطعاً اور حضرت عثمان کو ظناً حضرت علی سے افضل جانکے
قول افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی کا قائم کیا ہی اور فضیلت حضرت
علی کی انکی خیال مین باعتبار ثم ثم ثم کے اخیر درجہ مین ہی اور چونکہ فضیلت اصحاب
ثلثہ کے بغیر توہین و تنقیص شان علی کے نہین ہوسکتی ہی اسواسطے طرح طرح سی

اس تعو ہین مین اہتمام کیا گیا اور حدیث وصیت خم غدیر اور اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ اور آیت لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی
اور دیگر احادیث وآیات سے چشم پوشی واجب ہوگئی اور جب حضرت علی کی عزت کچھ
باقی نہین رہی تو صرف عداوت معاویہ اور اسکا اجرای سب ولعن کا نسبت حضرت
علی کے کوئی ایسا امر سنگین نہین ہی کہ جسکے واسطے یہ سنیان معاویہ سے برہم ہون اور
بھین نظر صرف اوپر مسئلہ خطای اجتہادی کے اکتفا کیا گیا اور طرفہ تر یہ ہی کہ معاویہ
ویزید بھی ایک حساب سے داخل خلفای دوازدہ گانہ کے ہوکر کے یہ سلسلہ خلافت
دوازدہ گانہ کا ولید ابن عبدالملک مروانی تک پہونچایا جاتا ہی اور اس حساب سے
سلسلہ دوازدہ امام کا بھی خورد برد ہو گیا اور اگرچہ ظاہرا خلافت حضرت ابوبکر
کی اجماع پر قائم کیجاتی ہی مگر حدیثون سے اصل باہتمام اس بات کا بھی ہی کہ جس سے
خلافت حضرت ابوبکر کی ازروی نصوص احادیث قران کے بھی ثابت ہو جای غرض
یہ فرقہ تابع قول ذیل کا ہی — ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند — یعنی جسطرحسے کہ
ترتیب حکومت ظاہری کی ہوتی گئی سو اسی ترتیب سے یہ سب حکام بزرگواران
وپیشوایان اس فرقہ سنی کے ہین اور کمال یہ ہی کہ معنی مولی وآل وعترت وآل عبا و
اہلبیت وغیرہ کی اسطرحپر بنائی گئی کہ جس سے کچھ خصوصیت مزید پنجتن پاک و دوازدہ امام
باقی نہین رہی غرضکہ یہ لوگ بی شبہہ داخل خوارج ونواصب ودشمنان دوازدہ امام
کے ہین — دوم فرقہ وہابیان آمین بالجہر ورفع یدین وغیرہ کا ہی کہ عوام لوگ مثل شطرنجی باف
وغیرہ کی اسمین زیادہ تر دیکھی جاتی ہین اور پیر وپیغمبر انکی نگاہ مین کچھ زیادہ تر وزن نہین
رکھتی ہین اور ہر بات مین شرک وکفر انکی منہہ مین رکھا ہوا ہی مگر چونکہ یہ فرقہ قران وحدیث
کیطرف متوجہ ہی سو اس وجہ سے ہمکو امید ہوتی ہی کہ رفتہ رفتہ قرآن وحدیث وسیر

وتواریخ دیکھتی ہے فرقہ قائل عظمت وجلالت خاندان نبوی کا ہوجاتی یعنی اس
فرقہ کا راہ راست پر آنا بمقابلہ فرقہ اول کے کچھ سہل تر معلوم ہوتا ہی اور اسیواسطی
اس فرقہ سی ہمکو کچھ تکرار و بحث نہیں ہی سوم ایک فرقہ سنیون کا ہی کہ جو فرقہ اول سی
نکلا ہی اور یہ لوگ وہ ہین کہ جو اوس اصل اصول سنیان معاویہ شاہی کے بوجہ استعداد
علمی و انصاف طبیعی کے قائم و ثابت نہین ہین اور اس قسم کی لوگ بہت مختلف طبقات
کی اور مختلف اقوال کے ہین ایک یہ کہ قاعدہ تفضیل شیخین کا اگرچہ درست ہو مگر
تفضیل شیخین کی من کل الوجوہ نہین ہی کہ چند امورون مین حضرت علی افضل ہین دوم
یہ کہ افضل ومفضول قرار دینا کچھ ضرور نہین ہے۔ حسب شعر نظامی

گہر خر چہار اند وگوہر چہار فروشندہ را با فضولی چہ کار

سوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان چاہئی یعنی بُرا بھلا کچھ مت کہو چہارم یہ کہ سلسلہ
دوازدہ امام کا بھی درست ہی اور اسی طرح پر بہت لوگ انواع خیالات کی دیکھی گئی
اور یہ لوگ مختلف خیالات کی اکثر اہل تمیز لوگ اور کچھ لیاقت وار بھی ہین چہارم ایک
عقیدہ تفضیلیہ راقم حروف کا ہی کہ حضرت علی ازروی حدیث غدیر خم کے اوسی
طرح مولی خلفای ثلثہ کے ہین کہ جس طرح پر خود حضرت رسول مولی خلفای ثلثہ کے
ہین اور خلفای ثلثہ کو کچھ مقابلہ و نسبت ساتھ حضرت علی کی نہین ہی اور یہ کہ درحقیقت خلیفہ
بلافصل اور اصل جانشین اور وصی برحق حضرت رسول کے حضرت علی ہین اور
خلافت ثلثہ جو برخلاف وصیت غدیر خم کے قائم ہوئی سو اس بات کیطرف کچھ التفات
کرنا ضرور نہین ہی کہ خود حضرت علی نے طوعاً وکرہاً قبول کرلیا اور اُنکی پیچھے نماز پڑھا کئی
اور اُن تینون خلافتون مین مشورہ دیا کئی اور فصل قضایا کرتے رہی الغرض مسئلہ
کف اللسان کا جو نسبت معاویہ کے بڑی حکمت سی قائم کیا ہی کہ اگر معاویہ پر

زبان بند ہو تو آیندہ خلفای ثلثہ تک کوئی خراش تراش نہین پہونچی گی و راس حکمت سی معاویہ ایک چور پہر اسفیون کا قائم ہوا ہی سو ہم یہ بات سمجھتے ہین کہ یہ مسئلہ کف اللسان نسبت معاویہ کا دراصل نسبت خلفای ثلثہ کے قابل استعمال کرنے کے ہی اور ہم دیکھتی ہین کہ فی الواقع حضرت علی نمونہ حضرت مسیح کو درحقیقت کچھہ قابلیت خلافت ظاہری کی اور اصلا پابندی مصالح ملک داری کے نہین تہی جیسا کہ بزمان خلافت حضرت عثمان کے جسطرح کہ عمالان جفا پیشہ بنی امیہ کی تمام ملک مین بہر گئی تہے سو حضرت علی نے ایکبارگی حکم معزولی اُن عمال کا جاری کرنا چاہا اور کہا کہ ہم واسطی ایک ساعت کی بہی ان عمالان جفا پیشہ کو بحال نہین رکہہ سکتی ہین پس بخاستر ظاہر کہ صرف بوجہ خوف خدا کی تحمل جفا پیشہ لوگونکا نہین ہو سکا غرضکہ تمام معاملہ حضرت علی کا صرف بقاعدہ الحب للہ و البغض للہ کے تہا اور زمانہ سازی سے انکو کچھہ علاقہ نہین تہا غرضکہ خلافت ثلثہ جسطرح کہ قائم ہوئی سو اس بات مین بڑے حکمت الٰہی تہی کہ اس ذریعہ سی اسلام خوب پہیلا اور یہ بات بہی قابل لحاظ کی ہی کہ بوقت ان خلفای ثلثہ کے کوئی بندوبست جانشینی انکی پسران کا نہین ہوا اور ان خلفای ثلثہ کو ساتھہ حضرت علی کے کچھہ کچھہ ادب بہی تہا کہ حضرت ابوبکر کا یہ قول ہی کہ النظر الی وجہ علی المحبتہ عبادۃ ہی یعنی کہ محبت سی نظر کرنا بطرف چہرہ علی کے ایک عبادت ہی اور بہ نسبت حضرت عمر کے یہ روایت ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہ من زمانٍ لیس فیہ عَلیٌّ یعنی عمر پناہ مانگتی تہے ایسے زمانہ سی کہ جسمین علی نہون اور یہ بہی ایک قول عمر کا ہی ہُوَ مَوْلَایَ وَمُوْلَی کُلِّ مُؤمِن یعنی وہ علی مولی میری ہین اور مولی کل مومن کے غرضکہ یہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے چاہئی نہ بہ نسبت معاویہ کے کہ جو حضرت علی پر برسر منبر لعنت کرتا ہوا مر گیا پس ہم اُسکو کیونکر چہوڑ دینگی اور یہ تمام مسئلہ

خطای اجتہادی کو بہی صرف نسبت اصحاب ثلثہ کے ہماری کہہ سکتی ہین کہ غایۃ الباب خلاف فت
یعنی بر خلاف وصیت خم غدیر کے براہ نیک نیتی اجرای دین اسلام کے ہوگی اور تفضیل
حضرت علی کا حال یہ ہی کہ اگر کسی شخص کو تفضیلیہ کہا جای تو یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ یہ شخص
حضرت علی کی تفضیل کا قائل ہی نہ یہ کہ شیخین کی تفضیل کا قائل ہی اور ہرچند خطاب امیر المومنین کا
ایک ایجاد حضرت عمر کی ہی مگر جب حضرت امیر یا جناب امیر کہیٔ تو حضرت علی سمجھی جاتی ہین
اور جب کہیٔ کہ فلان شخص مناقب پڑہتا ہی تو یہی بات سمجھی جاتی ہی کہ وہ شخص مناقب
حضرت امیر کے پڑہتا ہی اور وجہ اس اطلاق عام اور مراد شخص خاص کی بموجب اُس
قاعدہ کے ہے کہ جب عام بولا جائے تو فرد کامل مراد لیا جائے

فصل ۱۱۲ عدم جواز سب ولعن بر صحابہ

سب ولعن صحابہ کا ایک مسئلہ مذہب شیعہ کا ہی کہ اُسکی جوابدہی بذمہ خود اُن
لوگونکی ہی اور ایک عالم شیعی نے ایک تحریر چار ورق رو وپشت کی بذکر انواع روایات
کی ہماری پاس بھیجی ہی کہ جس سے وہ عالم شیعی سب وتبرا کرنے کو ناجائز قرار دیتی
ہین مگر چونکہ یہ کتاب حد تحقیق صرف باثبات افضلیت عام تمام دوازدہ امام کی ہی
اور شیعون سی کچھ بحث نہین ہی اسواسطی کچھ ضرورت نقل روایات عدم جواز
تبرا کی اس کتاب مین معلوم نہین ہوئی اور شیعون کی خدمت مین ہم صرف یہ بات
کہہ سکتی ہین کہ البتہ حرب با علی حرب با پیغمبر خدا ہی سو خلفای ثلثہ نے کچھ حرب ساتھ
حضرت علی کے نہین کیا اور طلحہ وزبیر اور حضرت عائشہ نے اپنی مخالفت سی آخر کو
توبہ کی پس اگر آپ کو شوق تبرا اور لعن کہنی کا ہو تو واسطی اس مصرف کے معاویہ حاضر
ہی کہ یہ شخص ساتھ حضرت علی کے خوب لڑا اور لعنت کرتا ہوا مر گیا اور اگر مجملا بر دشمنان
اہلبیت لعنت باد کہا جای تو ہم خود شریک اسبات کی ہین کہ البتہ جو شخص دشمن

اہلبیت کا ہو تو وہ شخص عنداللہ بالضرور مستحق لعنت کا ہے

فصل ۱۷ کیفیت استعمال لقب امام

ایک معنی سے امامت بطور نبوت کے ایک خاص عہدہ ہے کہ جس وجہ سے لقب امام کا درحقیقت مخصوص دوازدہ امام کا ہے ہان اگر امام صرف بمعنی پیشوا کے لیا جاے تو وہ دوسری بات ہے جیسا کہ تسبیح کے دانون مین سے ایک دانہ کو سری پر کے اور ہر نماز کے پیش نماز کو بھی امام کہتے ہین اور آیت ۷۳ ۔ سورۃ الاسرے یوم ندعو کلّ اناس بامامھم سے یعنی خداوند تعالی کہتا ہے کہ جسدن کہ ہم بلاوینگی ہر ادمی کو ساتھ پیشوا یعنی سردار اسکی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس آیت مین معنی امام کے صرف پیشوا کی ہین اور کچھ تخصیص نیک بد ہونے امام کی بھی نہین ہے پس اہلسنت مین جو کہ استعمال لقب امام کا اوپر امام اعظم ابوحنیفہ کوفی و امام شافعی و امام احمد حنبل و امام مالک و امام محمد غزالی وغیرہ کے ایک ارنہ بازا رہی سو استعمال مین اس لقب امام بمعنی پیشوا کی بہ نسبت ان لوگونکی کچھہ جای تعرض نہین ہے مگر کمال ادب یہ تہا کہ بنسبت ان مجتہدان اور علمای اہلسنت کی صرف اوپر لقب مجتہد کی اکتفا کیا جاتا کہ یہ لوگ درحقیقت صرف بطور علمای مجتہد کے ہین اور مجتہد کا حال یہ ہے کہ المجتہد قد یخطی و قد یصیب یعنی مجتہد کبھو خطا کرتا ہے اور کبھو بر سر ثواب ہوتا ہے اور لقب امام کا بہ نسبت دوازدہ امام کے ایک دوسری بات ہے کہ اسکی مخالفت داخل بغاوت ہے

فصل ۱۸ نصب امام

اصول خمسہ مذہب شیعہ کی پانچ چیزین ہین یعنی توحید و عدالت و نبوت و امامت و معاد اور ملا عبدالرزاق بن علی بن حسین لاہجی نے باب سوم مقالہ سوم مین اپنی

کتاب گوہر مراد کی بحث امامت کی خوب لکھی ہی اور اسمین جو کچھ رای حسب شرح المقاصد
کی لکھی ہی کہ ہر کہ متصدی امامت بقہر و غلبہ شود بدون بیعت اگرچہ فاسق باشد علی الاظہر
منعقد شود خلافت برای او سوی امامت اُس شرح المقاصد کی عبارت خلافت
سی ہو گی کہ معاویہ و یزید اور تمام بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ بھی بی تکلف خلیفہ نبی اور
اجتک بلقب خلفای مروانیہ وغیرہ کی بولیجاتی ہین مگر ہماری امامت ائمہ اثنا عشر کی ایک
دوسری چیز ہی کہ یہ لوگ بعد حضرت رسول خدا کی یکی بعد دیگری امام ہوتی آئی اور یہ سلسلہ
امامت کا تا زمان امام صاحب العصر مہدی علیہ السلام کے قائم و بحال ہیگا اور بحث خاص
اس فصل کتاب حد تحقیق کی یہ ہی کہ آیا نصب امام کا خدا تعالی پر واجب ہی یا نہین اور شیعہ
لوگ نصب امام کا خود خداوند تعالی پر واجب قرار دیتی ہین باین دلیل کہ لطف اوس
خدا پر واجب ہی اور نصب امام کا ایک لطف ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ غایت و غرض نصب امام
کی یہ ہی کہ لوگ ہدایت پاوین سو خدا پر نصب کرنا خود نبی کا بھی واجب نہین ہے
اور خلق کرنا دنیا کا بھی کچھ اُسپر واجب نہین تھا یعنی ذات اُس خدا کی کسی طرحسے

اور کسی بات مین مجبور نہین ہی **بیت**

بری ذاتش از تہمت ضد و جنس   غنی ملکش از طاعت جن و انس

فصل ۱۹ عصمت ائمہ اثنا عشر

شیعہ لوگ ائمہ اثنا عشر کو معصوم قرار دیتی ہین اور سنی لوگ محفوظ مانتی ہین سو اصل
بات یہ ہی کہ عصمت من حیث الذات کسی فرد بشر کو انبیا تک نہین ہی مگر جبکہ فریقین سنی
و شیعہ سب اس بات کی قائل ہین کہ یہ ائمہ اثنا عشر گناہان صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہین اور بی شبہ
پاک تھی تو انکی معصوم کہنی مین ہمکو کیا عذر ہو سکتا ہی اور ائمہ اثنا عشر کو بلقب ائمہ
معصومین علیہم السلام کی یاد کرنا ایک عمل عبادت کا واسطی ہم لوگون کے ہے

تیسری اور چوتھی جورو تک پہونچین

فصل ۲۲ لواطت باز وجہ

سورۃ البقر آیت ۲۲۳ - نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المؤمنین

ترجمہ اردو مطابق ترجمہ انگریزی مستر جارج سیل تمہاری جوروان ہین کھیتی اسلئے تم جاو اپنی کھیتی کو جسطرح سے کہ تم چاہو اور کرو پہلی کچھ کام کہ فائدہ مند ہو تمہاری جانون کو اور ڈرو خدا سے اور جانو کہ تم ضرور ملاقات کروگے اُس سے اور خوشخبری دو مسلمانون کو فقط اور دیکھا جاتا ہی کہ مستر جارج سیل نے ترجمہ انی شئتم کا جو اسطرح کیا ہی کہ جسطرح چاہو سو اُسکی حاشیہ مین یہ بات لکھی ہی کہ جسطرح چاہو گے معنی یہ ہین کہ اپنی جورون کے پاس جاؤ کھڑے ہو کہ یا بیٹھ کر کہ اور آگے سے یا پیچھے سے سو اس ترجمہ اور حاشیہ سے ظاہر کہ مترجم مذکور نے انی شئتم کو معنی کیفما شئتم کے لیا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اس معنی پر مترجم موصوف کو بخوبی تمام اطمینان ہی اور بروایت مستر جارج سیل از روی تفاسیر جلال الدین و یحیٰی زمخشر کی بہی معنی معلوم ہوتے ہین اور صاحب تفسیر بیضاوی نے بہی یہی معنی مراد لیا ہی مگر فرقہ شیعہ نے جو تمامتر تابع الفاظ ظاہری کا ہی یہ معنی مراد لیا ہی کہ انی ظرف مکانی ہی پس معنی یہ ہونگی کہ جہان پر چاہو یعنی آگے سے یا پیچھے سے اور اسی انی ظرف مکانے کے رو سے مسئلہ جواز وطی فی الدبر کا ساتھ زوجہ کے نکلتا ہی مگر جواب یہ ہی کہ جب عورت کی تشبیہ ساتھ کہیتی کے دیگئی تو کھیت مین کھیتی کیجائیگی نہ کہ گڑہا گوڑہی مین

اور یہ شعر بہت حسب حال اس جواب کے ہوگا۔

زمین شور سنبل بر نیارد ⁂ درو تخم عمل ضائع مگردان

اور اس بحث مین زیادہ گفتگو کرنی اس مسئلہ مین کچھہ ضرور نہین ہی اسواسطی کہ صاحب جامع عباسی بیست بابی نے باب بیان دہم مین بذیل بیست وہفت مکروہات جماع کو ستر ہوان مکروہ عبارت ذیل مین لکھا ہی بیست وہفتم دخول کردن در پس زنان و مالک کہ نیز یکی از علماے سنیان است بہ این رفتہ وبعضی از مجتہدین این دخول کردن را حرام میدانند پس اس رو سے بھی کوئی تکرار ساتھہ شیعہ کے باقی نہین رہی اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ رای بعض مجتہدین شیعہ کی جو بہ نسبت حرمت وطی فی الدبر کے ہی سو یہ رای اقرب الی الصواب ہی اور صرف مکروہ جاننا ایک مکروہ بات ہی اور شک نہین ہی کہ خصوصاً انہین مسائل یعنے تقیہ اور لعن بر خلفای ثلثہ اور متعہ اور وطی فی الدبر نی مذہب شیعہ کو بہت بدنما کر رکھا ہی

فصل ۲۳ باغ فدک

باب بیست و ششم مجمع البحرین مین جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کے انواع روایات نہایہ ابن اثیر اور صحیح بخاری و قسطلانی اور شرح ابن ابی الحدید و شمائل ترمذی وغیرہ کی بصراحت تمام مندرج ہی کہ کچھہ حاجت اعادہ کی نہین ہی اور اس کتاب مین صرف ایک خلاصہ مختصر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نی دعوی باغ فدک کا ازروے ہبہ کے کیا اور حضرت علی اور دایہ ام ایمن نی شہادت دی اور حضرت ابوبکر نے ایک نوشتہ واگذاشت کا لکھدیا اور حضرت عمر کی رای یہ ہوئی کہ گواہی حضرت علی کی بوجہ شوہر ہونیکی مقبول نہین ہی اور گواہی ایک عورت کی کافی نہین ہی اور آخر وہ نوشتہ حضرت فاطمہ سے واپس ہوکر کے چاک کیا گیا اور حضرت فاطمہ نے ازروے غضب کے عہد کیا کہ پھر وہ حضرت ابوبکر سے بات نہین کرینگی اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ نے تاحیات اپنی پھر کوئی بات حضرت ابوبکر سے نہین کی اور سیدہ علیہا السلام نے یہ وصیت کی کہ حضرت ابوبکر انکی جنازہ پر نہ آوین چنانچہ لاش مبارک حضرت سیدہ کی رات کی وقت

بعد شش ماہ انتقال حضرت پیغمبر خدا کے دفن ہوئی اصل حال اسیقدر تہا جو کہ لکھا گیا
اور اب اسیقدر امر قابل لحاظ کے ہی کہ اس دعوی مین کوی شکل دو فریق کی نہین ہی کہ
اسمین حاجت گواہان فریقین کی ہو بلکہ یہ دعوی حضرت ابوبکر ایک خلیفہ وقت کے
پاس پیش ہوا کہ جو بجای پیغمبر خدا کے خلافت پر بیٹھے تھے تو صرف اسیقدر امر کافی تھا
یا نہین کہ حضرت ابوبکر بطور خود از روی تحقیقات سرزمین بقدر دلجمعی اپنے اس دعوی
ھبہ کو تحقیق کرتے اور یہ امر بہی قابل لحاظ کے ہی کہ حضرت فاطمہ سے کوی دعوی دروغ
اور حضرت علی سے گواہی دروغ ہو سکتی تہی یا نہین اور اسطرحکا سلوک جو عام لوگونسے
ہوتا ہی ساتھ حضرت فاطمہ و حضرت علی کے بیجا تہا یا نہین اور الزام غضب ناکی حضرت
فاطمہ کا اوپر حضرت ابوبکر کے عاید ہوتا ہی یا نہین — بات رہجائیگی اور وقت نکل جائیگا —
اور یہ کیا عجیب بات ہی کہ حضرت فاطمہ تو اس باغ فدک سے محروم ہون مگر بزمان خلافت
حضرت عثمان کے مروان مستحق اس باغ فدک کا قرار پاوی مگر امر حق کو کسقدر زور ہوتا ہی
کہ آخر عمر ابن عبد العزیز وغیرہ اور مامون خلیفہ نے اس باغ فدک کو ساتھ اولاد
فاطمہ کے واگذاشت کیا اور معذرت مین بحق ابوبکر و عمر کے صرف یہ بات کہی جاسکتی ہی
کہ ان لوگون نے خود کوی تصرف نہین کیا بلکہ درمیان بنی ہاشم و ازواج وغیرہ کے
محاصل باغ فدک کا تقسیم ہوتا رہا اور حضرت علی نے جو اپنی خلافت مین بطرف اس
باغ فدک کے التفات نہین کیا سو وجہ اسکی ظاہر ہی کہ جب ایک بار شہادت اونکی
نامقبول ہو چکی تھی تو کیا ہمت انکی پھر اوسطرف متوجہ ہو سکتی تہی بلکہ یہ التفات
نہین کرنا حضرت علی کا ایک دلیل کمال درجہ نارضامندی و دل خستگی کی انکے ہے

فصل ۲۴ عقد ام کلثوم

باب پنجاہ و ہفتم مین کتاب مجمع البحرین تصنیف جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کی

یہ قصہ عقد ام کلثوم کا بھی بجوالہ روایات اہلسنت کی بصراحت تمام مندرج ہی اور کچھ حاجت اعادہ کی نہیں ہی اب اصل یہ ہی کہ یہ دو قصہ باغ فدک و عقد ام کلثوم کا ہم پر اسقدر شاق و گران ہی کہ تمامتر تفصیل کا ہم کو تحمل نہیں ہی بہر حال خلاصہ عقد ام کلثوم کا اسقدر ہی کہ حضرت ام کلثوم دختر حضرت فاطمہ کی بعمر شش سال کے تھین کہ خلیفہ دوم نے بحیلہ حدیث کل نسب و سبب و صہر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وصہری کے اُس دختر شش سالہ سی بایام پیری اپنی نکاح کرنا چاہا اور مطلب اس حدیث کا یہ ہی کہ فرمایا رسول خدا نی کہ کل نسب سبب و صہر کٹ جائیگا بروز قیامت کے مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا و صہر یعنی توسل ہمارا بذریعہ شادی ساتھ ہمارے کے اور حضرت عمر نے یہ تمہید بھی کی کہ مین بڈھا ہوا سو یہ خواہش نکاح کی از روی شہوت کی نہین ہی بلکہ برعایت اُس حدیث کی ہی اور جب حضرت علی نے عذر کیا کہ وہ لڑکی صغیر سن ہی تو یہ بند و بست کیا گیا کہ حضرت ابن عباس چچیرے چچا اُس لڑکی کے باوصف موجود رہنی باپ کے ولی بنکر کے نکاح اُس لڑکی کا پڑہا دین اور اُس دختر شش سالہ کو خلیفہ دوم نی اپنی زانو پر بٹھا کر کے بوسہ اُسکا لیا اور اُس لڑکی کو یہ بات بھی سکھلائی کہ وہ اپنی گھر جا کر کے کہے کہ وہ واسطی نکاح ساتھ حضرت عمر کے راضی ہی غرضکہ یہ دونون قصے باغ فدک و عقد کلثوم کے پُر از غم و الم ہین اور بقول اللہ یعلم ما فی الصدور کے یعنی کہ دل کی بات کو خدا جانتا ہی ہم نہین کہہ سکتی ہین کہ اصل نیت دلی حضرت عمر کے کیا تھی یعنی در اصل واسطی نجات اپنی یعہ نکاح ساتھ ام کلثوم کے چاہتی تھے یا بوجہ شدت مزاج و درشت خوئی اپنی کے اس دختر بے مادر پر یہ ستم کرنا چاہا تہا اور یہ استعمال لفظ ستم کا ہمنی اس وجہ سی کیا ہی کہ کیا حضرت عمر یہ نسبت اپنی اس بات کو پسند کرتے کہ کوئی لڑکی شش سالہ انکی ایک شخص بوڑھی سی بولایت چچیری بھای

انکی بنا ہی جاتی پس تم اسی بات کو کہتی ہین کہ ایک وہ بات بہ نسبت ایک شخص غیر کے روا رکھی لہ جو بہ نسبت اپنی پسند نہین کرے اور یہ ایک اتنا بڑا مسئلہ فن اخلاق کا ہی کہ ایک آئینہ ہی تمام اخلاق نیک بد کا اور ظاہرا یہ ارادہ نکاح ام کلثوم کا درحقیقت ایک بدلا ہی اس بات کا کہ جو حضرت حفصہ بیٹی انکی زوجہ حضرت پیغمبر خدا کی ہوئین تہین اور یہ ارادہ بخوبی تمام بدلا اُس بات کا بہی ہی کہ حضرت عمر رضہ نے درخواست اپنی شادی کی ساتھ حضرت فاطمہ رضہ کے کی تہی اور اُسی امر مین حضرت علی ترجیح پا کر کے انکی مقابلہ مین حضرت عمر نے شکست کھائی تہی سو اسکی عوض مین اب خود حضرت علی و حضرت فاطمہ کی بیٹی کے زوجہ بنانی کا حوصلہ ہوا باقی رہا ایک امر کہ فی الواقع کسی طرح پر شادی حضرت عمر کی ساتھ بیچاری ام کلثوم کے ہوئی یا نہین سو تمام تر تصفیہ اس امر کا دشوار معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ شادی حضرت عمر کی ساتھ حضرت ام کلثوم کے ہوئی اور یہ کہ زید پسر و زینب دختر دو اولاد بہی ہوئی جو کہ یہ دونون ایک ہی روز مین مر گئے۔ اور جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب مجمع البحرین سے جو ہمنی زبانی پوچھا کہ انکی رای مین شادی حضرت عمر کی ساتھ ام کلثوم کے حقیقت مین ہوئے یا نہین تو مولویصاحب نے ہمکو جواب یہ دیا کہ انکی رای مین شادی ہوئی مگر حضرت ام کلثوم سے وصال نہین ہوا اور صاحب رسالہ الہامیہ کی رای یہ ہی کہ درحقیقت نکاح خلیفہ ثانی کا ساتھ حضرت ام کلثوم دختر فاطمہ علیہا السلام کے ہرگز نہین ہوا تہا بلکہ بات یہ ہی کہ حضرت علی کے پاس دو بیٹیان تہین ایک ام کلثوم دختر حقیقی انکی از بطن جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے اور دوسری ام کلثوم دختر حقیقی حضرت ابوبکر کی اور دختر ربیبہ حضرت علی کی بطن سے اسما بنت عمیس کے کہ جو اسما بعد انتقال حضرت ابوبکر کے زوجہ حضرت علی کی ہوئی تہی اور اپنی بیٹی ام کلثوم کو ساتھ اپنی حضرت علی کے گہر مین لائے تہے سو درخواست شادی

حضرت عمر کی ور اصل ساتھ اُس اُم کلثوم دختر ابوبکر کے ہوئی تھی اور صاحب رسالۂ الہامیہ
نی منجملہ وجوہات اپنی رای کے ایک بات یہ خوب لکھی ہی کہ ہرگاہ حضرت عمر کا استدعا کے
شادی کرنا بعمر شصت سال کے حسب تصریح کتب سُنیہ کے تہا تو بیشک یہ استدعا
سنہ ۱۷ ہجری مین ہوی کہ حضرت عمر نے بعمر شصت و سہ سالگی کے سنہ ۲۳ ہجری مین انتقال کیا تھا
اور انتقال حضرت فاطمہ رض کا سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا تہا پس ضرور ہی کہ سنہ بستم ہجری مین
بوقت استدعای نکاح حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا دس گیارہ برس کا ہوگا
کہ حمل محسن کا جو ساقط ہوا تہا سو حضرت ام کلثوم اُس سے پیشتر پیدا ہوئی تہین اور
کتب سُنیہ مین ہی کہ بوقت استدعای حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا بقدر شش
سال کے تہا پس صاف ظاہر کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے استدعا خلیفہ دوم نے کی تھی وہ دوسرے
ام کلثوم بنت ربیبہ حضرت علی کی مادر دختر حقیقے حضرت ابوبکر کی تہی ورہم نہین سمجھ سکتی ہین
کہ جب انتقال حضرت فاطمہ کا سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا اور انتقال خلیفہ دوم کا سنہ ۲۳ ہجری مین ہوا
تو اتنی زمانہ قلیل مین متولد ہونا ایک پسر زید اور ایک دختر زینب کا ام کلثوم دختر
حضرت علی سے کیا معنی رکہتا ہی الغرض رای ہماری اس بات پر قرار پکڑتی ہی کہ ہرگز شادی
خلیفہ دوم کی ساتھ ام کلثوم دختر از بطن سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے نہین ہوئی تہی

فصل ۱۲۵ شرائط امامت و وجوب قرات

امامت نماز سے غرض یہ ہی کہ نماز جماعت سی ہو و فی الجماعۃ رحمۃ یعنی جماعت
مین رحمت ہی اور فائدہ خاص جماعت کا ایک یہ ہی کہ ایک مسجد اور ایک وقت خاص
مین جو دس بیس آدمی جمع ہوتے ہین تو اُس سے ایک شوکت جمعیت اسلام کی ہوتی
ہے اور آپس کی بات چیت سے ایک کو دوسرے سے قوت دینی حاصل ہوتی
ہی اور ایک دوسرے کا حال دریافت کر کے کچھ سلوک نقدی اور صلاح نیک

وبدتعلیم اطفال و بیماری وغیرہ کی دی سکتا ہی اور ایک بڑا فائدہ یہ ہی کہ اس ذریعہ
سی غریب و امیر و جاہل و عالم و دیگر اشخاص مختلف طبقات کے ایک جگہ مین باسانی
تمام جمع ہو جاتے ہین اور اہل حاجت کو اکثر موقع عرض و معروض کا ملتا ہی اور
کچھ غرور و تفاخر بھی اہل غرور و تفاخر کا اور نفرت امرا و علما وغیرہ کی اشخاص فقیر و حقیر
سی اُنکی کچھ کم ہو جاتی ہی کہ سب لوگ ایک ایسی جگہ مین جمع ہوتے ہین کہ جہان سب
لوگ ایک طور پر حاضر ہوے ہین اور سب لوگون کو ایک قسم کی محتاجی عام بحضور
خداوند عالم کے ہی اور اس رواج عام جمعہ و جماعت سی آبادی مسجد کی ہوتی ہی مگر
مذہب شیعہ مین اسقدر شرائط امام کے کثرت سی ہین کہ کوئی آدمی امامت نماز کی نہین
کر سکتا ہی جب تک کہ اسکو ایک لائسنس یعنی اجازت نامہ امامت کا از طرف مجتہد
صاحب کے حاصل نہو اور ایک آدمی گو بذات خود ہزار درجہ لائق و پرہیزگار ہو مگر بغیر
اُس لائسنس کی امامت نماز کی کسی موقع مین نہین کر سکتا ہی سو نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی لوگ
کہ جنکو سٹیہ امامت کا ملا ہی بہت کم ہین اور سوای مساجد امرای شیعہ کے اور کسے
دوسری جگہ مین کمتر دیکھے جاتے ہین اور اسی وجہ سی مسجدین امرای شیعہ کی حسب
دلخواہ آباد نہین ہین اور اس امر امامت نماز مین مسئلہ سنیان کا بہت آسان تر
معلوم ہوتا ہی کہ جہان پر موقع ادای نماز بجماعت کا ہو تو اسیقدر بس ہی کہ ان اشخاص
حاضرین مین سے جو شخص باعتبار تقوی و علم وغیرہ کے مقدم تر معلوم ہو سو وہ شخص
نماز پڑہاوی سو اس وجہ سی مسجد سنیون کی اور خصوصًا مسجد وہابیون کی خوب آباد
رہتی ہی مگر ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ سید رہتی ہوی ایک شخص غیر سید کا امام ہونا نامناسب ہے
اور جاننا قرات کا عقلًا بہت ضرور ہی تا کہ الفاظ عربی آیات قرآنی وغیرہ کے صحت سے
ادا ہون مگر یہ وجوب اس سختی سے نازیبا معلوم ہوتا ہی کہ بغیر صحت قرات کی اصل نماز

دارا ست نماز کی نا س ا ز ہو حالانکہ حضرت بلال بجای اشہد کے اسہد پڑہتے تھے اور
وہی اسہد انکا پسندیدہ تر تھا ـــــ

فصل ۲۶ عہدہ مجتہد

ہرگاہ قران و حدیث وتفاسیر اور کتب فقہ و اصول کے موجود ہین تو تخصیص نامزد کرنے ایک شخص کے بلقب مجتہد کے کس مطلب سے ہی اور اگر کوئی رای مجتہد کی کسی شخص عالم غیر مجتہد کی نظر مین بر سر خطا معلوم ہو تو کیا وجہ کہ وہ شخص عالم خلاف تدین اپنی اُس رای پر بر سر خطا کا پابند ہو اور کیا معنے ہین اس قول کے کہ مات المجتهد مات الفتوی یعنی مر مجتہد تو مر گیا فتوی اُسکا حالانکہ مرجانا مجتہد کا عقلاً کوئی چیز باعث مرجانے فتوی کی نہین ہی اسواسطے کہ یہ بات بخوبی تمام ممکن ہی کہ ایک رای مجتہد مردہ کی صائب تر ہو رای سے مجتہد زندہ کے اور کیا ہوگا جب اختلاف درمیان چند مجتہدان زندہ مقامات لکھنو کربلا وغیرہ کے ہان درجہ مجتہدان لکھنو وغیرہ کا صرف بدرجہ مجتہد ابو حنیفہ وشافعی وغیرہ کے سمجہا جاے تو اُسمین کچہ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ اگر شخص حنفی ہو کر کے کسی مسئلہ کو حسب رای امام شافعی کے عمل کرے تو یہ بات بخوبی ممکن ہی اور کچہ حکومت ابو حنیفہ کو نہین پہونچتی ہی مگر ہم سنتی ہین کہ حکومت مجتہدان زندہ کی حکومت اجتہاد ابو حنیفہ وغیرہ سی بہت زائد تر ہی سو اس بات کی بھی کوی وجہ ہمارے خیال مین نہین آتی ہی

فصل ۲۷ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

بنظر سیادت پرستی کے کچہ ذکر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا بھی ضرور معلوم ہوتا ہی سو از روی مقامات دستگیری تصنیف ملا محمد عبدالرحیم ساکن حیدرآباد دکھن کے معلوم ہوتا ہی کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علاوہ نسب سیادت کی ایک بڑی ولی ہین

اور بلقب غوث اعظم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی کی مشہور ہین

رباعے

آن شاہ سرافراز کہ غوث الثقلین است	در اصل سیادت چہ صحیح النسبین است
از سوی پدر تا بحسن سلسلۂ اوست	از جانب ما در دُر دریای حسین است

اور اس مقامات دستگیر مین نسب نامہ انکا حسب ذیل ہی شیخ عبد القادر جیلانی پسر سید نور الدین ابو صالح ابن ابو عبد اللہ عبد الکریم ابن یحیی الزاہد ابن محمد ابن داؤد ابن موسی ابن عبد اللہ ابن موسی الجون ابن عبد اللہ محض ابن حسن مثنی ابن حسن مجتبی ابن علی مرتضی بغرض کہ اس وسی درمیان پیر دستگیر حضرت مولی مشکلکشا علیہ السلام کی واسطہ گیارہ پشت کا ہے

قطعہ ولادت و تعداد عمر و سال وصال

محیؔ الدین کہ انوار جمالش	ز عرش و کرسی از سہ تا بہ ماہی است
تولد عاشق و کامل سنینش	وصالش دان ز معشوق الٰہی است

اور ہمکو معلوم ہی کہ سادات قصبۂ بہار ضلع گیا کی اولاد سی انہین سید عبد القادر جیلانے کے ہین۔ اور نفحات الانس مین تصنیفے ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی حال نسب حسنی الحسینی ہونیکا حضرت پیر دستگیر کے ساتھ تصریح انواع کرامات وخرق عادات کی مندرج ہین اور ہمکو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بلقب شیخ کے بوجہ د جہ شیخ وقت ہونیکے مشتہر ہوئے ہین اور کیا وجہ ہی کہ شیعون کو کچھ سو ر اس بزرگ سی ہی مگر افواہا سنا گیا ہی کہ شاید قول قتل الحسین بسیف جدہ کا یعنی کہ حسین مارگئی ساتھ تلوار اپنی دادا یعنی پیغمبر خدا کے اندر کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف غوث اعظم کے مندرج ہو مگر یہ بات بھی سنی جاتی ہی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین درحقیقت تصنیف اس بزرگ

کی نہین ہی اور ہمنی کسی کتاب مین نشان غنیۃ الطالبین کا تصنیفات سی اس بزرگ کے
نہین دیکھا ہی اور اگر یہ فقرہ قتل الحسین بسیف جدہ کا کتاب غنیۃ الطالبین مین ہو
تو ہم یہی حکم لگا دینگی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین ہرگز تصنیف اس بزرگ کی نہو گے
اسواسطی کہ سید ہو کر کے ایسا فقرہ انکی منہ سی کیونکر نکل سکتا ہی کہ اس فقرہ سے تو
خود ظالم ہونا حضرت پیغمبر خدا کا ظاہر ہوتا ہی یعنی امام حسین علیہ السلام جو یزید کی وجہ سے
مارے گئی سو یہ امر کہنا کہ اپنی دادا کی تلوار سی مارے گئی تو صاف مطلب اسکا یہ ہوا کہ جیسا
دادا نی کیا تھا سو اسکا بدلا پایا - اور ہمنے سنی ہین کہ غنیۃ الطالبین مین شاید یہ ذکر
بھی ہی کہ بروز عاشورہ محرم کے بجای غم کرنیکی خوشی حصول شہادت کی کرنی چاہئی
سو یہ فقرہ بھی ایک عجیب فقرہ ہی اور اتفاق کی بات یہ ہی کہ ہمنی اُس کتاب غنیۃ الطالبین کو
ابتک نہین دیکھا ہی اور اسیواسطی ہم کچھ لا و نعم نہین کہہ سکتی ہین اور شاید علاوہ امر اب
مذکورہ بالا کے اور بھی کچھ وجوہات سو رکی شیعون کو ہون کہ جس سے ہمکو اطلاع نہین ہی
اور شعر مفصلہ ذیل سے بھی شیعون کا سو رساتھ اس بزرگ کی ظاہر ہوتا ہی شعر
دشمنوین نہ کبھی حضرت شبیر کی سوجھی گیارہوین سے بھی تو بڑے پیر کی سوجھی

فصل ۲۸ از زیارت کربلا وغیرہ

بہت سُنی صاحبان موسم حج مین حج حرمین کو جاتے ہین مگر زیارت کربلای معلی و نجف اشرف
وغیرہ سے محروم رہتے ہین اور شاید قول انکا یہ ہی کہ سولہا فرسخ یعنی تین منزل سے
زیادہ تر واسطی زیارت قبور کے جانا ازروی حدیث کے منع ہی مگر یہ عذر محض ناوفی ہی
اسواسطی کہ اس صوبہ بہار سی مقامات اجمیر و پاک پٹن وغیرہ بھی تین منزل سی بڑہکر کے
ہین پس یہ سنی لوگ ان مقامات اجمیر وغیرہ کو کیونکر جاتے ہین اور حدیث مین جو
تین منزل سے زیادہ جانا واسطی زیارت قبور کے منع ہو گا سو مجرد نام حدیث کا

قابل دلیل کے نہین ہی اسواسطی کہ طرق روایت کو دیکھنا چاہئی کہ متواتر یا حسن یا
غریب و منقطع یا مرسل ہی اور یہ کہ اصل مطلب اس حدیث کا کیا ہی اور ہم یہ پوچھتی ہین
کہ آیا کربلا جاکر کے موقع ظلم شامیان شامتیان کو اور درجہ صبر حضرت شہید کربلا کو
ملاحظہ و غور کرنا اور شریک اس غم کا ہونا کسی حال مین خلاف مرضی جناب حضرت
نبوی کے ہو سکتا ہی اور کیا یہ بات ممکن نہین ہی کہ جسطرح کہ بمبئی و عدن وغیرہ ہو کر کے
حج حرمین کو لوگ جاتی ہین سو اسیطرح سی کربلا وغیرہ بھی ہو کر کے مکہ کو جائین تو اس
حال مین وہ عذر بالای تین منزل زیارت قبور کا بھی طی ہو جاتا ہی اور ہمارا اعتقاد
تو یہ ہی کہ زیارت کربلا و نجف اشرف وغیرہ کی بمثال تقدم وضو علی الصلوۃ کے اصل
حج کرنے سے اول و مقدم کرنا چاہئی اور اصل یہ ہی کہ یہ نہین جانا سنیان کا زیارات
کربلا وغیرہ کو بوجہ غفلت و بی اعتنائی نسبت اہل بیت و عترت نبیؐ کی ہی اور کیا معنی
اسکے ہین کہ بعد حج کے سود لینا جائز ہو مگر زیارات کربلا وغیرہ کی جائز نہین سمجھی جاتے
اور اگر یہ عذر ہو کہ کربلا معلی و نجف اشرف وغیرہ مین شیعہ لوگ رہتی ہین سو یہ عذر بھی
فضول ہی اسواسطی کہ سوای مشہد مقدس امام ہشتم کے باقی تمام مزارات دس امام کے
اندر عملداری بادشاہ روم کے ہین اور کسیطرح پہ وہان تبرا نہین ہو سکتا ہے

فصل ۹۲ امر مرثیہ خوانی و تعزیہ داری

مرثیہ عبارت ہی نقل حالات مصائب سید الشہدا خامس آل عبا امام حسین کربلا علیہ السلام
سی کہ ان حالات کو یاد کر کے غم کرنا اور تباہی اہلبیت پر رونا عین ایمان ہی اور اتنی بڑے
مصائب کا ذکر محو و سہو کرنا ویسا ہی ہی کہ جیسے فرضاً عیسائی لوگ ذکر مصائب حضرت
مسیحؑ و بدسلوکیہای یہود ان کو متروک کرین اور خود حضرت فاطمہ سے اشعار مرثیہ
انتقال حضرت رسول کے مروی ہین پس مرثیہ خوانی سے بھاگنا دلیل اس بات کی ہی کہ

آن پرہیز کرنیوا [illegible] نہین یہ مصائب کربلا کچھہ وزن نہین کہتی ہین یا یہ کہ معاویہ و یزید
اور انکی توابع کی [illegible] دکیان سونتی خلاف مصلحت مذہب سنی کی ہی کہ مرثیہ خوانی سنی سے
شیعون کا ساتھ [illegible] الزام آتا ہی اور فعل شیعون کا کسی قدر معقول ہو مگر تقلید اونکی
[illegible] خدمت مین سنی صاحبون کے عرض یہ ہی کہ یہ واقعہ کربلا کا ایک
[illegible] درمیان شیعی و سنی کا ہی کہ شہید کربلا نواسہ رسولخدا کے آخر مقبول فریقین
ہین اور اس سید مظلوم نی معاویہ سی کچھہ مخالفت بہی نہین کی ہی پس انکی حالات سنی
مین کیا پیچ و تاب کہانی کی ضرورت ہی اور اگر یہ احتیاط ہو کہ مرثیہ مین مضامین لغو اکثر
مندرج رہتی ہین سو اسقدر احتیاط بس ہی کہ صرف مرثیہ ہای مضامین راست گوسنین
اور دیکہی کہ جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب ساکن پہلواری ایک سنی مذہب کے
آدمی ہین مگر کس تپاک و جوش سی کتاب عمدة المجالس حالات کربلا کی لکہی ہی اور البتہ یہ
کتاب اس قابل ہی کہ عموماً عشرۂ محرم مین پڑہی جای اور اس جگہ پہ ایک رباعی اُس
کتاب کی تیمنا و تبرکا نقل ہوتی ہی رباعی

مسلم ہی وہی جو ہو فدائی شبیر مسلم کی پیروی کرینگے مسلم		جان اپنی کرے نذر برائی شبیر کافر ہی جسی نہین ولا سے شبیر

اور تعزیہ داری کا حال یہ ہی کہ تعزیہ یعنی نقل روضہ مبارک اور دیگر سامانہای وجہ
کی ہم کچھہ تائید نہین کرسکتی ہین کہ البتہ کچھہ بنیاد ان سب رسومات کی شرع مین نہین ہی
اور اگر کوئی شخص بجوش محبت یہ سب کام کرے تو اُسپر کچھہ سرزنش بہی ہم نہین
کرسکتی ہین۔ حافظ

سخن درست بگویم نمی توانم دید گدای میکده ام لیک وقت مستی بین		که می خورند حریفان و من نظاره کنم که ناز بر فلک و حکم بر ستاره کنم

چو غنچہ بالب خندان بیاد مجلس شاہ نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ	پیالہ گیرم واز شوق جامہ پارہ کنم مرا چہ کار کہ منع شراب خوارہ کنم

فصل ۱۳ نماز تراویح

اگرچہ قول مشہور یہ ہو کہ رمضان نمی کشد تراویح می کشد اور وہ مثل درست ہو کہ گئے روزہ بخشانی کو گلی پڑی نماز بیچ یہ ہو کہ دن بھر روزہ رکھ کر کے تراویح کا گلی پڑنا خالی از سختی نہین ہو مگر یہ التزام مالایلزم کرنا حضرت عمرؓ کا بہت قابل پسند ہو کہ اس سے رواج کثرت حفاظ قران کا ستیون مین ہو گیا اور تاریخ واقدی سے معلوم ہوتا ہو کہ جنگ ملک شام مین مجاہدین عرب دن کو روزہ رکھے ہوی جہاد کرتے تھے اور رات کو رات بھر نماز و تلاوت قران مین مصروف تھی سبحان اللہ کیا باہمت یہ لوگ تھی

فصل ۱۳ کلمہ توحید

ہماری نزدیک اصل کلمہ توحید دین اسلام کا حسب ذیل ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اور اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ اور جب حدیث مین بنسبت حضرت علی کے مولی کل مومن ہی اور حدیث وصیت غدیر خم کی موجود ہو تو اس بات کی کہنی مین ہمکو کیا عذر ہی شعر سنی شیعہ ملا جانین ہم سانچ بات بتاوینگی ٭ گو رسی اٹھکی بن پوچھی علی علی دوہراوینگے

فصل ۱۳۲ بعض مسائل متفرقہ کہ جنمین سنی و شیعہ مختلف ہین

اول مسئلہ روزہ افطار کرنیکا ہو کہ شیعہ لوگ دن تمام ہونے پر کچھ رات گئے ہوئے روزہ افطار کرتے ہین اور سنی لوگ بجرد غروب آفتاب بلا شمول در آنے کچھ رات کی روزہ افطار کرتے ہین اور یہ اختلاف صرف دو چار منٹون کا ہو اور دونون فریق کے

پاس اصل آیت قرآنی وہی ایک آیت ہی اتموا الصیام الی اللیل کے یعنی روزہ تمام کرو
رات تک اور اس ترجمہ مین بہی کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ بحث صرف اسقدر ہی کہ اصول
سنیان کا یہ ہی کہ اگر غائت جنس ما قبل یعنی مغیا سی نہ ہو تو ما بعد حرف غائت کا ما قبل سے
خارج سمجھا جاتا ہی اور چونکہ رات جنس روزہ سی نہیں ہی اسواسطی روزہ سی رات
خارج ہی اور اصل بات اسقدر ہی کہ روزہ در اصل نام ہی دن بھر کے فاقہ رہنی کا
مگر شیعون نے جو کہ شمول کچھ رات کا اختیار کر لیا تو اسمین کیا مضائقہ شرعی ہی بلکہ یہ فعل
ایک احتیاط کا ہی مسئلہ دوم مرافق دہونیکا ہی کہ شیعہ لوگ مرافق یعنی کہنی چھوڑ کرکے
دہوتے ہین ہاتھ دہوتے ہین اور سنی لوگ مرافق دہو لیتی ہین اور یہ اختلاف بہی فضول
و رائگان ہی کہ اس مسئلہ مین فریقین خلاف مسئلہ روزہ کی تعمیل کرتے ہین حالانکہ آیت
اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق کے مقبولہ طرفین ہی یعنی جب
ارادہ نماز پڑہنے کا کرو تو دہوؤ تم اپنی منہون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور
ہم تو یہ سمجھتی ہین کہ مرافق یعنی کہنیون کو بہی داخل دہونے ہاتھ کے لینا چاہیے جیسا
کہ افطار روزہ مین کچھ توقف شیعہ لوگ کرتے ہین مسئلہ سوم غسل و مسح پاون کا
سو اصل آیت قرآنی اسطرح ہی اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم
الی المرافق وامسحوا برءوسکم وارجلکم الی الکعبین یعنی جب ارادہ نماز پڑہنی کا
کرو تو دہوؤ تم لوگ منہون کو اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو
اور اپنی پانوون کو ٹخنیون تک اور یہ ترجمہ موافق شیعون کے ہی اور ترجمہ سنیون کا اسطرح
ہی کہ دہوؤ تم اپنی منہون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرون کو
اور دہوؤ تم اپنی پانوون کو ٹخنیون تک سو یہ ترجمہ سنیون کا محض بی سیاق ہی اسواسطی
کہ جب منہ اور ہاتھ دہونے کے بعد حکم مسح کا سر سی شروع ہوا تو بی شبہہ سیاق عبارت کا

یہ چاہتا ہی کہ پانوون کا حکم عطف ہی او پر مسح سر کے اور لطف یہ ہی کہ سنیان ارجلکم
کے لام کو کسرہ بہی دیتی ہین مگر تاویل یہ ہی کہ یہ کسرہ از قسم جر جوار کے ہی اور قرءت
سنیان مین ارجلکم کا لام مفتوح بہی پڑہا جاتا ہی تو اس حالت مین بہی کلام نبی سیاق
رہتا ہی اسواسطی کہ اگر پانون دہونا منظور تہا تو یہ عبارت کیا دشوار تہی فاغسلوا
وجوهکم وایدیکم الی المرافق وارجلکم الی الکعبین وامسحوا برؤسکم یعنی دهوؤ منہ کو
اپنی اور ہاتہون کو اپنی کہنیون تک اور اپنی پانون کو ٹخنون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو
اور البتہ یہ عذر سنیون کا مقبول ہوسکتا ہی کہ وضو میں دہونا پانون کا ابتدائی بنا ن
اسلام سی حرمین مین ایک طرح پر جاری ہی سو جواب اسکی شیعہ لوگ بہی کہہ سکتی ہین
کہ طریقہ انکی وضو کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وغیرہ سی منقول ہی بہر حال ایک
شیعی سعززکی یہ وضع ہمکو بہت پسند ہوئی کہ وہ اول پانون دہوکرکے وضو کرتے تھے
اور آخر وضو مین مسح پا کرتے تھے **مسئلہ چہارم** نجاست مردہ کہ شیعون کی نزدیک
مردہ نجس ہی اور چہونا اسکا محض ناجائز ہی اور یہی منشاء ایجاد مردہ شوؤنکا ہی اور ہمکو
معلوم ہوتا ہی کہ جب روح نے بدن سی مفارقت کی تو اصل جسم خاکی بلا روح کو ہم کہانتک
پاک کہہ سکتی ہین مگر شک نہین ہی کہ اسقدر سختی شیعون کی کچہہ نازیبا معلوم ہوتی ہی اور
ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ ہم اپنی ہاتہہ سی دہونا ایک مردہ قوم رذیل کا بہی ایک خدمت
باسعادت اپنی سمجہتی ہین کہ انجام کار اپنا معلوم نہین ہی۔ **مسئلہ پنجم** حرمت خرگوش
کا سو جب خرگوش کو شیعہ لوگ حرام جانتی ہین اور سنی لوگ حلال جانتی ہین تو اس
اختلاف حلال و حرام مین احتیاط اس بات کو مقتضی ہی کہ جانب حرمت کی اختیار کیجاے
اور خصی وغیرہ کا گوشت کیا کم ہی کہ خرگوش کو بالضرور حلال بناوین خصوصاً اس حال
مین کہ طرز منہہ اور لڑلڑا گوشت ہونا اسکا ایسا ہی کہ اسکو مشابہت ساتہہ بلی وغیرہ

کی بہت ہی اور ہم نہین سمجھتی ہین کہ کیونکہ گوشت خرگوش کا کہایا جاتا ہوگا **مسئلہ ششم** علم فرائض مین مسئلہ عصبہ کا ایک خاص ایجاد سنیون کی ہی کہ جسکا نتیجہ یہ ہی کہ اگر ایک متوفی ایک دختر اور ایک برادر زادہ چہوڑکر مرجای تو آدھا بیٹی کو اور آدھا برادر زادہ کو پہونچیگا اور کچھہ وجہ وراثت عصبہ کا قرآن سی پیدا نہیں ہی مگر شک نہین ہی کہ یہ مسئلہ عصبہ کا بڑی دور اندیشی سی نکالا گیا ہی کہ اگر حضرت رسولخدا کی وراثت حضرت فاطمہ ایک دختر کو بہ نسبت باغ فدک کی پہونچی تو اسمین نصف حق عصبہ ابن عباس وغیرہ بنی اعمام کا تہا یعنی دعوی کل باغ فدک کا حضرت فاطمہ کا کرنا جائز نہین ہوسکتا ہی اور ہم کیا بیان کرین کہ اس مسئلہ عصوبت نی کسقدر پریشانی ڈال رکھی ہی کہ بھتیجا آدہا حق عصوبت کا لیکر کے اُس ایک بیٹی صلبی شخص متوفی کو کس کس طرحسے دبایا چاہتا ہے اور اگر وہ بیٹی بیوہ اور لاولد ہوئی تو اس بھتیجی کو گویا تمام متروکہ بے تکلف خود زندگی مین اُس دختر کے ہاتھہ لگ جاتا ہی اور علاوہ اسکی بسیاری مسائل فقہیہ و مسائل فرائض وغیرہ مین فریقین مختلف ہین کہ حدو احصا اُسکا حیثیت اس کتاب سی باہر ہی اور یہین نظر صرف اوپر ذکر چند مسائل مذکورۂ بالا کے اکتفا کیا گیا اور یہ قول شیعون کا کثیر الوقوع ہی کہ اکثر دائر بین الاربع یعنی حق دائر ہی درمیان ائمہ اربعہ سنیان کے سو اکثر مسئلہ شیعہ لوگون کا ایسا ہی کہ کسی نہ کسی امام ابوحنیفہ وغیرہ سے مطابق ہو جاتا ہے۔

فصل ۱۳۳ صلوۃ وسلام بر علی علیہ السلام

ہمارے نزدیک بقول صلوا علیہ وآلہ کی سلام و درود بھیجنا حضرت علی و تمام دوازدہ امام پر واجب لازم ہی اور کچھہ عذر سنیان کا قابل سماعت نہین ہی۔

بے اصل علی نام علی بے ادبی ہے	گر کہیگا کمی یہ حدیث نبوی سے ہے

فصل ۱۳۴ چند امورات متعلق خاتمہ کتاب

اول یہ کہ ذکر چند قولون کا کتاب تذکرۃ الاولیای فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب ذیل نقل کیا جانا مناسب اس جگہ پر معلوم ہوتا ہی۔ اول اس کتاب کا باب اول بذکر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتخاباً اسطرح پر ہی۔ آن سلطان ملت مصطفوی آن برہان حجت نبوی آن عامل صدیق آن عالم تحقیق آن میوۂ دل اولیا جگر گوشہ سید انبیا آن ناقد علی آن وارث نبی آن عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق چون از اہلبیت بود و سخن طریقت بیشتر او گفتہ است و روایت بیشتر از و آمدہ ہست کلمہ چند از آن او بیاورم کہ ایشان ہمہ یکی اند نبینی کہ قومی مذہب او دارند مذہب دوازدہ امام دارند یعنی یکے دوازدہ است و دوازدہ یکی در جملہ علوم و اشارات بی تکلف بکمال بود و قدوۂ جملہ مشائخ بود و اعتماد ہمہ بر وی بود و مقتدای مطلق بود وہم الٰہیان را شیخ بود وہم محمدیان را امام وہم اہل ذوق را پیشرو بود وہم اہل عشق را پیشوا وہم عبّاد را مقدم بود وہم زہاد را مکرم ہم صاحب تصنیف حقائق بود و در لطائف تفسیر و اسرار تنزیل بی نظیر بود و از باقر رضی اللہ عنہ بسیار سخن نقل کردہ است — عرض راقم حروف — سنی صاحبان ملاحظہ کرین کہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ کو وجود دوازدہ امام و اہلبیت سے ساتھہ کس جوش و تپاک کے اقرار ہی اور شاہ عبد الحق صاحب وغیرہ کا معنی بنانا اہلبیت کا کیا رائگان ہی — دوم عجب میدارم از آن قوم کہ ایشان را خیال بندد کہ اہلسنت و جماعت را با اہلبیت چیزے در راہ است — راقم حروف — اہلسنت مین اکثر ایسی لوگ بہی ہین کہ انکو ساتھ اہلبیت کی کچھ خلش نہین ہی — سوم در خیال باطل ماندہ ہست آن کہ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ایمان دارد و بفرزندان او ندارد — راقم حروف — ہمکو نہایت عجب ہی اس بات پر کہ پیغمبر خدا کو قبول کر کے قرآن و عترت حدیث الثقلین سے علیحدہ و فرق رہنا کیا معنی رکھتا ہی اور یہ کیسا ایمان ہی [illegible]

بیشتر بیعت کردند و او ـ تعجب بسیار کرده انیدند ـ راقم حروف ـ امام شافعی پر کچھ موقوف نہیں ہر زمانہ میں اہل حدیث نسائی وغیرہ کی اہانت نجیب ابابیت کی انواع عقوبت سے بہت لوگوں کی جانیں گئی ہیں اور ابتک بھی وہ سہ زمانہ ہمیشہ جو ہر مگر بقول لارڈ میکالے کے کہ رگ ہی ہر مگر خون وہ نہیں ہر اب یہ اثر سلطنت انگریزی کا ہی کہ ہر شخص اپنی آزادی دی سکتا ہی تا اینکہ اگر ایک شخص لامذہب خود خدا و حضرت مسیح روح خدا کو بھی برا بھلا لکھی تو اُس سے کچھ تعرض حکام کو نہیں ہر بلکہ یہ ایک حق عام دیا گیا ہر کہ جو شخص چاہی سو تردید قول اُس دہریہ کی کرے

نیچہ انصاف آنست کہ چون بادشاہ دنیا و آخرت محمدؐ را سیدانی وزرای اور را بجای خود بایدشناخت وصحابہ را بجای خود باید دانست و فرزندان اورا بحنین ناسی پاک باشی ـ

راقم حروف ـ عجب و زراہین کہ سلطنت سی خود وصی و ابن عم و داماد بادشاہ کو خارج کر دیا مگر کیا کیجئے کہ اس وصی و جانشین برحق نے اس سلطنت وزرا کو بمجبوری قبول کر کے جائز رکھا لراقمہ

خلافت کو نہیں گر مان لیتی وہ تو کیا کرتی	کہ اُنکا ظلم سہنی کو بنا سارا گھرانا ہے
اُسی نیت سے تو ہم بھی مان لیتی ہیں خلافت کو	ہوا اسلام شائع واقف اس سی اک زمانہ ہی

شـشم ابو حنیفہ را سوال کردند از پیوستگان پیغمبر کہ کدام فاضلتر است گفت از پیران صدیق و فاروق و از جوانان عثمان و علی و از زنان عائشہ و از دختران فاطمہ ـ

راقم حروف ـ یہ قول ابو حنیفہ کا محض خبط و لغو ہی اسواسطی کہ حضرت عثمان کو بذیل جوانان کے شامل حضرت علی کے کر دینا کچھ معنی نہیں رکھتا ہی اسواسطی کہ حضرت عثمان باعتبار سن کے تو حضرت عمر سے بھی بڑی تھے اور بذکر زنان کے ذکر حضرت عائشہ کا بی معنی ہی اسواسطی کہ آسیہ زوجہ فرعون و مریم مادر مسیح و خدیجہ زوجہ اولی اور فاطمہ دختر چار عورتون کو سیدۃ النسا کا لقب دیا گیا ہی اور اسمین کچھ ذکر حضرت عائشہ کا

نہین ہے۔ دوم یہ کہ سبب تالیف اس کتاب حد تحقیق کا یہ ہوا کہ ہم لوگ پھلوانیون مین دونون مذہب کے لوگ سنی و شیعہ ایک ساتھ رہتی چلی آتے ہین اور آپسمین شادی بیاہ بھی جاری ہے اور محبت و تعظیم اہلبیت ورد و ازدہ امام مین فریقین ہمداستان ہین تاآنکہ مولانا احمدی صاحب مرحوم پھلواری محشی میرزاہد ملا جلال وغیرہ کے خود اپنی سرپر گھڑا شربت کا لیکر کے عشرۂ محرم مین امام باڑہ تک لاتے تھے اور آنکی مرثیہ کا ایک شعر مفصلہ ذیل ہے کہ جو ایک آیت قرآنی کو نظم کیا ہے ثم اقررتم وانتم تشہدون ثم انتم ھؤلاء تقتلون یعنی تس پیچھے تم لوگون نے اقرار کیا اور تم لوگ گواہ ہو تب پھر تم لوگ انہین لوگون کو قتل کرتے ہو اور حضرت شاہ ابو الحسن صاحب فرد سجادہ نشین پھلواری ہی ایک مرثیہ بھی آنکی کتاب کلیات فرد مین موجود ہے اور شعر مفصلہ ذیل بھی آنکا ہے

یا علی کیست کہ او بندہ احسان تو نیست	بندۂ نسبت کہ اندر خط فرمان تو نیست

اور جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب پھلواری مصنف کتاب عمدۃ المجالس و اقعات کربلا کی بفضلہ تعالی اسوقت تک اسی اعتقاد قدیم پر حی و قائم ہین مگر بالفعل گل دیگر شگفت کا مضمون پیدا ہوا کہ بزور خیالی علم کے روایات ابن تیمیہ وغیرہ کو استدلال کرکے توہین و تنقیص شان علی مین اہتمام تام کیا گیا اور اشعار مفصلہ ذیل سے جناب مولوی سید نور الحسن خانصاحب بہادر صدر الصدور شاہ آباد کے اس خرخشہ تازہ کا حال کچھ کچھ ظاہر ہوتا ہے۔

الٰہی این چہ غوغا صبح و شام است	سواد پٹنہ گویا ارض شام است
یکی را در بیان فضل شیخین	بتوہین علے صد اہتمام است
معاذ اللہ ازین بے راہ رفتن	علی مرتضے آخر امام است

اور آخر یہ نوبت پہونچی کہ بحث تفضیل الشیخین من کل الوجوہ و من بعض الوجوہ کی شروع ہوگئی اور فضل صفدری و مصابیح الظلام وغیرہ انواع تحریرات از طرف جناب سید نجم الدین حسن صاحب قبلہ بہادر ہوگئیں ہماری دانست فریق ثانی انکی تحریر پای اور ایک کتاب بڑی شور و زور سی باسم اسوۂ حسنہ کی مخالفت علی مین مرتب ہوئی اور بدست مخالفان علی کے دست بدست پہونچی اور یہ بات زبان زد ہوئی کہ اسوہ حسنہ تمام احادیث سی معمور ہی اور لوگونکی اعتقاد مین بہت فساد شروع ہوا تو ہمکو ضرور معلوم ہوا کہ اصل تحقیق مذہب سنی کی خود قرآن و حدیث و تواریخ سی کیجای اور احادیث موضوعہ وغیر موضوعہ کا فرق دکہلایا جای اور ہمنی اس کتاب اسوہ حسنہ وغیرہ کو ابتک قصدًا نہین دیکہا ہی تاکہ اس ہماری تحریر مین غصہ و نفسانیت کو کچھ شمول نہو اور ہماری تحقیق مین تفضیل الشیخین ایک جعلی دبی بنیاد بات ہی کہ کسی صحابہ کو ساتھ حضرت علی کے کچھ مقابلہ نہین ہی کہ حدیث مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہی اور ہم کیا بیان کرین کہ اس فساد عقیدہ سی کیا کیا آفات و بی برکتی پٹنہ و قصبہ پھولواری کو خوار و خارستان کر رہی ہی خدا کرے کہ وہان کے لوگ بدستور سابق راہ راست پر آجائین مصرعہ بہار آی الٰہی چمن پری ہو جای۔ سوم یہ کہ یہ کتاب ہماری اگرچہ کچھ مخالف سنیان معاویہ شاہی کے ہی تو اسی طرح کچھ مخالف شیعہ کے بہی ہی مگر ہم دیکہتی ہین کہ یہ سنیان اس کتاب سی بنظر جنگ احد کے تمام فرار کرتے ہین اور شیعہ لوگ بفحوای

خذ ما صفا ودع ما کدر

کے بڑی رغبت سی اس کتاب کو ملاحظہ کرتے ہین اور ہمکو امید ہی کہ علمای شیعہ کی جہان جہان کہ ہمکو انسی اختلاف ہوا ہی تردید ہمارے راے کی لکھینگے مگر سنیان معاویہ شاہی سے کچھ امید اس بات کی نہین ہوتی ہے اسواسطی کہ سنیون کو عمومًا کتاب پڑہنے سے نفرت ہی اور ایکبارگی جاہل لٹھ

ہوگئی ہین چہارم یہ کہ اگر مباحث مذہبی فریقین کی ہزار حصہ کی فرض ہون تو یقینا اسمین سے معلومات ہماری اس حصہ تک بہی نہین ہونگی اور اسمین سے ایک حصہ بہی ہم لکہ نہین سکی وہمنی صرف بقدر ضرورت پر اکتفا کیا اگر در خانہ کس است یکحرف بس است پنجم یہ کہ مذہب و مسلک طریقہ صوفیہ صافیہ کا بہت پاک صاف ہی کہ یہ لوگ یاد الٰہی و محبت رسول و خاندان رسول مین مصروف ہین اور تمام جہگڑا و فساد کو متکلمین پر چہوڑ دیا جای حافظ

حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو ٭ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا

ششم یہ کہ چند تاریخین اس کتاب کی قابل ذکر کے ہین

	مادۂ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۱	حد تحقیق مبشر سنی	سال ابتدای تالیف	خود مولف کتاب ہذا
۲	افضال صفدری ۱۲۹۴	سال اختتام کتاب	خود مولف
۳	ہدایت الطریق بباب الاقتضا و التحقیق ۱۲۹۶ ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب مولوی سید ضیاء اللہ حسین صاحب پیشنماز بھاگلپور

اور واضح ہو کہ ہدایت کی حرف تا کا پانچ لیا گیا ہی اسواسطی کہ یہ حرف تا بجاے ہای ہوز کی ہی اور یہ تاریخ جناب موصوف کی تقریظ عربی مندرجہ فصل ۸۱ مین مندرج ہی

	مادۂ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۴	کیا حسب ہے باغ ارم ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب اور یہ تاریخ فصل ۵ مین مندرج ہے
۵	مرحبا غالب ہو ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب یہ تاریخ فصل ۵ مین مندرج ہی
۶	منقبت حیدر کرار کی ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب سید مہدی حسین صاحب
۷	زہی ذوالفقار علی ولی	سال اختتام کتاب	جناب سید مظفر علی صاحب بلگرامی تخلص مجنون یہ تاریخ فصل ۹ مین ہی
۸	میزان حق و باطل کتاب دخطاب ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب سید محمد حسین صاحب تخلص مندرجہ فصل ۹ مین ہی

۹ لکھا کتاب بلا ریب سبیل نجات	سال وصول کتاب	ایضاً فصل ۹ مین ہے
۱۰ ختم گردید واہ گفت سروش ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	ایضاً

اور علاوہ تاریخہای مذکور الصدر مندرجہ کتاب ہذا کی جو قصائد و اشعار تاریخیہ کہ حال مین وصول ہوی ہین حسب ذیل ہین — اول

از جناب مولوی سید نثار حسین صاحب ساکن موضع پالی ضلع گیا کہ جو ہماری قرابت مین ہین اور ہیتنماز و عالم و طبیب بھی ہین

یہ آل عبا کی مناقب مین ہے
فضائل مین ہے اور مصائب مین ہے
جناب وحید زمان نے لکھا
رسالہ یہ حال مذاہب مین ہے
سراپا ہے انصاف طبع وحید
وہ مقبول درگاہ واہب مین ہے
بنزد جہان علم و دین وحید
نہین ریب انکی مراتب مین ہے
نہ کیونکر پسند جہان ہو کتاب
ائمہ کے فضل و مناقب مین ہے
لکھی مین نے تاریخ ختم کتاب
یہ تحقیق باب مشارب مین ہے ۱۲۹۵

دوم از جناب ایضاً

واہ وا باب اصول دین مین
مولوی صاحب نے کی تدقیق خوب
از پئے تاریخ آغاز کتاب
شور ہے لکھا حد تحقیق خوب ۱۲۹۴

سوم از جناب ایضاً

چکایا دین کا صدر الصدور نے جھگڑا
تو منصفان زمان کو بہت پسند آیا
لکھی ہے مین نے یہ ختم کتاب کی تاریخ
عجیب فیصلہ شرع صدر اعلی کا ۱۲۹۵

چہارم از جناب ایضاً

زیان کی دی ہے داد جواز ادنی دلا
جن و بشر ملک نے انہین مرحبا کہا

تاریخ ابتدای رسالہ کی فکر تھی — آئی ندای غیب کہ مرغوب دل ہوا
۱۲۹۴

پنجم از جناب ایضًا

تحقیق مذہب مین انشا ہوا — رسالہ بلاغت مین یکتا ہوا
تواریخ مین یہ رسالہ ہی خوب — نہایت باعجاز انشا ہوا
ہوئی خوب تلخیص علم کلام — خلاصہ حدیثون کا اچھا ہوا
کہا مین نے تاریخ کا مادہ — یہ لب تواریخ زیبا ہوا
۱۲۹۴

ششم از جناب ایضًا

جناب مولوی صاحب نے دکھلائی رہ دین ہی — ہر اک پاتا ہی فیض انسی وہ دین مین جو کم بین ہی
نہی ہادی نہی عالم نہی منصف نہی جواد — عجب وہ ذات بابرکات یہ باانصاف تمکین ہی
رسالہ یہ حد تحقیق و بستان بلاغت ہی — گلستان فصاحت ہی کہ سحبان اس سی گلچین ہی
ہوا ختم رسالہ جب تو مین نی مادہ ڈھونڈھا — صدا ہاتف سی یہ آئی چراغ جادہ دین ہی

ہفتم یہ کہ شکر و ہزاران شکر خداوند تعالی کو ہی کہ بتصدق و برکت روح پاک نبی و علی اور وصی کے یہ کتاب مجھ ایسی قلیل البضاعت آدمی سی انجام کو پہونچی اور امید ہی کہ ہمنی اس کتاب مین اپنی جانتی کوئی تجاوز و تفاوت نہین کیا ہوگا ہان اسقدر قصور البتہ ہی کہ بہت حالات سی نسبت حضرت عائشہ و خلفای ثلثہ و طلحہ و زبیر وغیرہ کے بالقصد اکثر جگہ چشم پوشی کی کہ بلاحظہ تمام حالات و کیفیات نیک و بد اُن لوگونکی اور از روی آیت ان الحسنات یذھبن السیّات کے سب نیک بد کو مجرا مجرائی کرکے یہ لوگ بہی اپنی اپنی طور پر اچھے لوگ معلوم ہوے اور شیخین کا اندر قبہ مزار نبی کے دفن ہونا گو کسی ذریعہ سی ہو خصوصًا باعث ادب کا ہی اور بال کی کہال شرم سی ہم کھینچ نہین سکے اور خطوط مین جناب مولوی سید محمد صاحب اگرہ و جناب سید عطا علی صاحب رئیس

اور اشعار و اقوال مین جناب مولوی سید نثار حسین صاحب وغیرہ کی جو کچھ شکایت ایجاز
و اختصار کی نسبت ہماری ہی سو یہ شکایت اُن لوگونکی بیوجہ نہین ہی بہرحال بارِ خدایا
جو کچھ تجاوز و تفاوت یا کوتاہی قلم تیری نظر مین ناپسندیدہ ہو تو اُسکو اپنی خداوندی سے
معاف کر اور اصلاح ہماری قصورونکی بذریعہ کسی اپنی بندہ کے کرادی ہم شتم یہ کہ
المنت ﷲ کہ نیازم بہ نسب نیست ٭ اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را
ہمارا کچھ قصد نہین تہا کہ اس کتاب مذہبی مین کچھ حسب نسب اپنا جتاوین کہ ہم بہت
پشتون سی اس اضلاع پٹنہ و گیا کی رہنی والی ہین اور کچھ حاجت نام لینی فلان ابن
فلان کی نہین ہی اور علاوہ اسکی سعادت یا شقاوت ہر شخص کی جدا جدا ہی اور
نسب کو کچھ دخل نہین ہی **شعر**

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ٭ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

مگر ہمنی دیکھا کہ یہ کتاب دور دور تک پہونچی اور یہ نصیب ہمارا ہوا کہ فرمائش دو نسخونکی
اس کتاب کی کربلای معلی سے آئی **مصرعہ** بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس است
پس قیاس چاہتا ہی کہ صدہا جات دور دور کے خوانندگان اس کتاب کو ایک
تجسس اسبات کا بھی پیدا ہوگا کہ مولف اس کتاب کا کون شخص ہی سو رفع انتظار
کرنا اس امر کا بھی مناسب معلوم ہوا اور علاوہ اسکی ہر شخص کو شوق اس بات کا ایک
امر طبیعی ہی کہ نام و نشان اُسکا بذریعہ اولاد و احفاد اُسکی جاری ہی اور بلند نامی سے
ایک شخص کے سربلندی اُسکی قرابتداران کی بھی ہوتی ہی غرض ضرور ہوا کہ کچھ کچھ حال
ہمارے آبا و اجداد و قرابتداران کا لکھا جای کہ اس ذریعہ سی ایک امید اشاعت علم
اس کتاب کی درمیان قرابتداران کے بھی ہوتی ہی سو حال ہماری خاندان کا یہ ہی
کہ ہمارا خاندان کوئی خاندان نامی گرامی نواب نزیر وغیرہ کا نہین ہی بلکہ ہم سب حضرت

دہاتی لوگ ہین اور ہمنی اپنی باپ کو فخر نسب مین کہتی ہوئے سُنا ہی کہ عام وفقر حدد
اسباب پردہ پوشی نسب کے ہین سو ہماری نسب آبائی مین کوئی شخص عالم یا مخدوم
وپیر قبضے نہین ہوا ہی مگر اسی حالت ظاہری توسط یا غربت مین ابتدا سی سید کہلاتے
آئے ہین سو حسب فرمودہ اپنی باپ کی یہ بات ہم دیکھتے ہین کہ ہماری نسب آبائی مین
فی الواقع کوئی شخص عالم نہین گذرا ہی اور جسقدر مزارات اولیاء اللہ مقامات اجمیر
دیکھو چھچو وبہار ومنیر وغیرہ کے ہندوستان مین ہین سو ہمکو کسی صاحب مزار سے دعوی
سلسلۂ نسبی کا نہین ہی مگر یہ دعوی البتہ کہ تمام قرابت داران ہمارے سادات
کہلاتی ہین - خلاصہ یہ ہی کہ جد اعلیٰ ہماری سید فیروز نسل سے سید ابو الفرح واسطے
کی اس ملک مین آئے کہ اس وسی ہم اپنی باپ کیطرف سی زیدیہ ہین اور ہماری باپ
سید امداد علی ابن سید امام علی ابن سید بقیت اللہ ابن سید احمد اللہ ساکن کراے
پرسرای چارکروہی جانب جنوب فتوحہ اسٹیشن ضلع پٹنہ کے تھے اور پیدایش
انکی ۱۲۰۴ھ ہجری کے تھے کہ کسی شاعر نے اسوقت کی ایک قصیدہ مبارکباد پیدایش کا
انکی بحضور سید مردان علی نانا انکی جو کہ عامل پرگنات بہوجپور وغیرہ ضلع شاہ اباد
کی تھے پیش کر کے مادہ پیدایش ہماری باپ کا لفظ چراغ کو قرار دیا تہا کہ جس سے
بارہ سو چار نکلتا ہی اور انتقال ہماری باپ کا بتاریخ چہارم شوال ۱۲۸۰ھ ہجری
مطابق ۱۳ - مارچ ۱۸۶۴ء کے ہوا کہ برعایت اسی لفظ چراغ مادہ پیدایش کے
ایک شاعر نے مادہ انتقال کا چراغ دین بود کو قرار دیکر کے نظم کیا ہی اور منجملہ مادہ ہائے
تاریخ انتقال ایک لفظی تا ہفت لفظی کے جو کہ اوپر سنگ مزار انکی کندہ ہین یہہ
یہ ایک مادہ چار لفظی کا ہمکو بہت پسند ہی دخل الجنۃ با مداد علے ۱۲۸۰
اور کل عمر ہماری باپ کی پچہتر برس کی ہوئی اور ہماری باپ سید امداد علے ۱۲

بعہدہ صدر اعلی ضلع سارن کے مقرر تھے کہ بعد تینتیس برس خدمت سرکاری کے
یکم مارچ ۱۸۴۸ء سی پنشن لیکے انیس ۱۹ برس تیرہ روز تک زندہ رہی اور ہماری باپ نے
اپنی فیصلجات وغیرہ مین بھی خطاب خان بہادر کو استعمال نہین کیا اور اعتقاد تولاے
اہلبیت و دوازدہ امام مین راقم حروف سی بھی زیادہ تر راسخ تھے اور ہماری دادا
سید امداد علی اور پر دادا سید بقیۃ اللہ صراحۃً اور بی تاویل شیعی تھے مگر تبرا وغیرہ
کا کچھ ذکر ان لوگونکی پاس نہین تہا اور ہماری تمام قرابت دادھیالی سنی و شیعہ سے
معمور ہی اور دونون فریق سنی و شیعہ ہماری قرابت کے آپس مین ملی جلی ہوئی ہین
اور تعزیہ داری وغیرہ مین باخود ہا کچھ فرق و امتیاز نہین ہی اور ہماری پر دادا
سید بقیۃ اللہ تحصیلدار مقام باڑہ ضلع پٹنہ کے تھے اور اُسی عہدہ مین انتقال کیا
اور سال انتقال اُنکا ہمکو معلوم نہین ہی اور ہماری دادا سید امام علی عہدہ تحصیلداری
مین مقام کوئلور ضلع شاہ آباد کے مقرر ہوے تھے مگر اتفاق یہ ہوا کہ ایک ہندو زمیندار
نی کہ جسکے ذمہ کچھ مالگذاری سرکار باقی تھی ہماری دادا سی یہ کہا کہ فلان عرصہ تک وہ
زمیندار مالگذاری کو بیباق کر دیگا اور اُس مدت تک حضرت مولی مشکلکشا علی کو ضامن
دیتا ہی سو ہماری دادا نے اس نام کے سنتے ہی اُسی وقت اُس زمیندار کو رہائی دیدی
اور جب وہ وقت موعود قریب پہونچا تو وہ زمیندار اطراف ڈہری گھاٹ سی دریائے
سون مین کشتی پر سوار ہوکر کے بطرف کلکتہ کے چلا اور اتفاق یہ ہوا کہ عین روز وعدہ
کو وہ کشتی مقابل کوئلور کے پہونچی اور اُس زمیندار نے چاہا کہ وہ کشتی پورب کنارہ
ہوکر کے آگے کو بڑہے مگر ایک باد مخالف ایسی چلی کہ وہ کشتی چار ناچار پچھم کنارہ نیچے
کوئلور کے آلگی اور ایک ہندو پیادہ نے تحصیلداری کے جو اُسوقت اتفاقاً کنارہ
پر تہا اُس زمیندار کو پہچانا اور فوراً تحصیلدار کیپاس اطلاع کی اور تحصیلداری سے

لوگ آئی اور اُس زمیندار کو پکڑ کے لیگئے اور تمام مالگذاری وصول وبیباق ہو گئی
مگر حاکم وقت نی یہ حکم لکھوا کر کے عہدہ سی ہماری دادا کو معزول کر دیا کہ یہ تحصیلدار
ایک بیوقوف آدمی معلوم ہوتا ہی کہ ایک شخص مردہ کی ضامنی پہ باقیدار سرکار کو چھوڑ دیا
اور ہمنی اس قصہ کو بدین نظر قلم بند کیا ہی کہ اس قصہ سی اعتقاد و یقین کا درجہ ہمارے
دادا کا ساتھہ حضرت مولی علی علیہ السلام کے ظاہر ہوتا ہی اور ہمارے دادا کا یہ ایک
امر التزامی تہا کہ بغیر مہمان کے اکیلے کبھو نہین کہاتی تھے۔ اور منگرا و ستھراب دو
چھوکرے گھر کے تھے کہ اگر کوئی مہمان نہین رہا تو گانون سی باہر جا کرکے اور راستہ پہ سے
یہ بات کہکر کے کہ میان واسطی مہمان کی بلاتے ہین مہمان لی آتے تھے اور جب کوئی مہمان
نہین ملا تو ہماری دادا ہماری باپ یا ہماری منجھلے چچا سید اشہد علی کو بلا کر کے
اور انکو مہمان بنا کر کے کہانا کھاتے تھے اور نام مولی علے کا ہر وقت ورد زبان انکا
تہا اور انکی ایک دعا دائمی یہ تھی کہ یا اللہ یا مولی علی ہم کو اور ہماری آل اولاد کو کبھو
محتاج مت کر سو یہ ایک عجیب بات ہی کہ خدا کی فضل سے اسوقت تک کوئی آل یا اولاد
انکی محتاج نہین ہی اور انتقال ہماری دادا کا سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین ہوا اور سید علی احمد و سید
علی قاسم پسران اشہد علی ہماری منجھلی چچا کی اور سید عبد الکریم و سید اصغر حسین پسران
سید ارشاد علی ہماری سنجھلے چچا کی موجود ہین اور سید افتخار علی ہماری چھوٹے چچا کو
بیٹیونکی طرف سی کچھ اولاد ہین مگر انکو بیٹا کوئی نہین ہوا اور ہماری چھوٹی چچا باسم
بودھو میان کی اور بڑی آدمی سخی مرد اور دلیر تھے اور مادہ انکی انتقال کا غازی مرد
ہی کہ جس سے سنہ ۱۲۶۲ ہجری نکلتا ہی اور ہمنی اوپر بیان کیا کہ ہماری باپ کی جانب کوئی شخص عالم
یا فقیر صاحب مزار نہین گذرا ہی مگر ہماری مانکی طرف نشان دو عالم کا ملتا ہی ایک شاہ سید محمد دایم
رحمتہ اللہ علیہ ہماری مان کے دادا کہ دہلی مین تحصیل علم ظاہری سے فرصت کر کی اور

حضرت شاہ مظہر جان جانان یا حضرت شاہ [illegible] سے [illegible] بزرگ ستی استفاضہ
باطنی کرکے تارک الدنیا ہوئی اور قریب ۱۲۰۰ ہجری کی انتقال کیا [illegible] انسی خوارق عادات
وکرامات بہت ظاہر ہوئی دوم ملا سید محمد سعد ابن ملا سید [illegible] الیکہ موضع
سرہدہ ضلع گیا مین سکونت پذیر ہوئی اور [illegible] بادشاہ دہلی کی طرف سی
ملی اور یہ ملا سعد استاد شاہ جہان دہلی کے اور انکی [illegible] عبد حنان
وزیر السلطنت تھی اور دہلی کی طرف سی وکیل مطلق ہوکر کے روم کی بادشاہ کے
پاس گئی تھے اور دہلی مین انتقال کرکے لاش انکی آٹھ روز مین سرہدہ مین اکر کے دفن
ہوئی اور ایک مسجد [illegible] انکی سرہدہ مین ہا اسکی قریب عیدگاہ کہ دریای پھلگو مین واقع
ہوگئی ہی اور ابتک قائم ہی اور [illegible] خان پسر میر محمد زنج ابن ملا سعد یعنی
بھتیجا حاجی محمد سعید [illegible] خان کی [illegible] دار [illegible] کے تھے کہ اولاد انکی بذریعہ میر نصیر الدین
وغیرہ کے ابتک مقام نوشہرہ قریب [illegible] شکوہ آباد کے ضلع مین پوری اور خاص
مقام ایٹاوا مین [illegible] وہین اور راقم [illegible] کو بعض ان قرابت داران سی ملاقات ہی
اور مقام ایٹاوا مین سید عظمت علی صاحب تھیدار و مختار کار معززہ ایٹاوا نی ہماری
دعوت بڑی تکلف سی کی تھی اور یہ سب لوگ شیعی مذہب ہین اور اس ملا سعد کے
ایک بیٹا محمد شفیع اور انکا بیٹا محمد فاضل ساکن تھیانوان ضلع گیا کی تھے اور محمد فاضل
کی بیٹا سید ابو [illegible] عالی اور انکی بیٹا سید فضل المصطفیٰ اور انکی بیٹی مسماۃ اقلیمہ اور
انکی بیٹی مسماۃ حیاتن ہماری مان تھین کہ اس رو سے ہماری مان کی نانا سید فضل المصطفیٰ
کی دادا سید فرخ اور انکی دادا ملا سعد تھی اور جناب حاجی سید اسماعیل علی صاحب
[illegible] اعظم [illegible] محلہ کوچہ [illegible] کے اولاد سے ملا سید پیر محمد ایک پسر ملا سعد کی ہین
اور ہماری مان کے آبائی جد اعلیٰ سید محمد عرب خنگ سوار تھی کہ جو اس ملک مین آکر کے

اور قطعہ تاریخ انتقال انکا جناب مستطاب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی سے عربی مین حسب ذیل ہے

اذ فرید الدین لاقی ربہ	من خیار الناس ال الفاطمہ
رمت تاریخا لتلک الواقعہ	قال قلبی نیل حسن الخاتمہ

اور خدا کی فضل سے سید لطف الرحمن اکلوتا بیٹا ہماری منجھلی بہائی موصوف کا خیریت سی موجود ہی اور اپنی زمینداری کا کام کرتا ہی اور سید نجم الدین صاحب برادر کلان اور راقم حروف کو متعدد پسران و دختران موجود ہین اور سید قطب الدین پسر اکبر بڑی بہائی کا جو ایک داماد ہمارا ہی بعہدہ سب ڈپوٹی کلکٹر کے مقرر ہی اور سید محی الدین پسر دوم انکا سر رشتہ انگریزی محکمہ فوجداری مین نوکر ہی اور سید امداد امام پسر اکبر ہمارا مدرس عربی پٹنہ کالج کا ہی اور اشعار اسکی مناقب علی مرتضی مین اندر فصل ۸۷ کتاب ہذا کی منقول ہین اور سید فضل امام پسر دوم ہمارا ایک کمشنر منجملہ کمشنران مینوسپل کمیٹی شہر پٹنہ کے مقرر ہوا ہی اور ہماری ماں کو تین برادران تھے سید لطف علی و سید رحمت علی و سید شجاعت علی اور منجملہ انکی سید راحت علی منجھلے ماموں ہماری ایک بڑی نامور و سخی مرد اور فیاض آدمی تھے اور انکی قبر پر مادہ انتقال انکا حسب ذیل کندہ ہے۔
بود سید جنتی راحت علی ؒ اور پسر اکبر انکی سید محمد کاظم تھی کہ ہنی ۱۲۸۵ھ مین بایام نوجوانی اپنی اندر عمر پچیس برس سکے غازیپور مین لاولد انتقال کیا اور پسر دوم سید راحت علی کے سید عبد الحی منیجر کورٹ آف وارڈس ضلع شاہ آباد کے اور رئیس وقت نگام تیمورہ کے بفضلہ تعالی حی و قائم ہین اور انکا بیٹا سید عبد الحمید ایک لائق لڑکا نکلا ہی اور حال مین شادی اسکی ساتھ دختر سید امداد امام پسر کلان ہماری یعنی ساتھ پوتی ہماری کے ہوئی ہی اور سید لطف علی و سید شجاعت علی بڑی اور چھوٹی ماموں ہمارے

لاولد گذر گئی اور سید فرزند علی پسر سید کرامت علی از بطن مسماۃ و اسعن ایک خالہ ہماری کے ایک شخص ازبس لائق وذی شعور تھے اور بعد انجام عہدہ سررشتہ داری عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد بعہدۂ وکالت درجہ اعلی ضلع سارن کے بہت نام ونشان و عزت وآبرو سی سفر رحمی کہ بتاریخ ۲۷ جمادی الاول ۱۲۹۰ہجری مطابق ۲۳ جولائی ۱۸۷۳ع کی بعمر اندر پچاس برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انتقال انکا جناب سید مہدی حسین صاحب خنا ہماری قرابت دار سے حسب ذیل کیا خوب ہی بفرزند علی جنت عطا شد ۱۲۹۰ھ اور سید فخر الدین پسر اکبر سید فرزند علی مرحوم کا عربی و فارسی و انگریزی مین ازبس لائق ہی کہ ذکر اُسکا اس کتاب مین اندر فصل ۹۴ کے ہو چکا ہی اور سید فخر الدین کا ایک خواب بہت عجیب ہی کہ اُسنی محرم گذشتہ کی نوین تاریخ کو رات کی وقت خواب مین دیکھا کہ جیسی ایک شخص نے اس فخر الدین کو کہا کہ ایک شخص غریب بہت جاڑا کہاتا ہی سو اپنی کمل کو جو برف لانے کے واسطے ہی سو اگر وہ کمل اُسکو دو گے تو تمکو برف سی زیادہ آرام ملیگا غرض جب فخر الدین اُسوقت جاگا تو ایک آواز سُنی گئی کہ جیسے باہر مین کوئی شخص کچھ کہہ رہا ہی آخر فخر الدین اپنی خلوت کی مکان سی صدر زنانہ مین اور وہانسے دروازہ کھول کر باہر کمرہ کے صحن مین آیا اور صدر دروازہ کہولوا کر کے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک ہندو فقیر صرف ایک لنگوٹی پہنے ہوئے جاڑی سے ٹھر ٹھرا رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ امام صاحب کمل دو تب فخر الدین جلدی سے پھر آیا اور توشک خانہ سی اُس کمل کو نکلوایا کہ جو گرمی کے دن مین واسطے برف لانے کے مقرر تھی اور اُس کمل کو لیکر کے اُس ہندو فقیر کو اوڑہا دیا اور وہ ہندو فقیر وہانسے اُٹھ کر کے وہ کمل اوڑہی ہوئے امام باڑہ کے چبوترہ کی پاس آکر گئے اور اُس چبوترہ سی بطور سجدہ نشانہ کے سر اپنا

[illegible] جب دن ہوا تو فخر الدین نے
[illegible] دلوادی خوض کیا شان ہے حضرت امام حسین علیہ السلام
[illegible] ایک ہندو فقیر نے سوال کو بھی رد نہیں کیا اور اب حال عقیدت فخر الدین کا یہ ہے
[illegible] خادم امام باڑہ کو کچھ اینٹ وغیرہ سے باہتمام خاص اپنی درست کرا رہا ہے خدا مبارک
کرے آمین۔ اور سید نصیر الدین پسر دوم برادر مرحوم کا بعہدہ سب ڈپٹی کلکٹر کے
مقرر ہوا ہے اور سید شرف الدین پسر خورد انکا شہر لندن ملک انگلینڈ میں واسطے
حاصل کرنے درجہ بارسٹری یعنی وکالت کی قانون روم وغیرہ پڑہتا ہے اور سید عبد الوہاب
برادر دوم سید فرزند علی مرحوم اور سررشتہ دار محکمہ صدر الصدور شاہ آباد کی ایک بڑے
سخی و فیاض آدمی تھے کہ بتاریخ دہم جمادی الاول ۱۲۷۹ ہجری مطابق ۴ نومبر ۱۸۶۲ ع
بعمر اندر ۳۵ برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انکا حسب ذیل ہے۔
یا الٰہی داخل جنت بود عبد الوہاب۔ اور سید ظہیر الدین پسر سید عبد الوہاب مرحوم
کا انگریزی و عربی و فارسی میں بہت لائق ہے اور امتحان وکالت درجہ اعلیٰ ضلع کا
ہائی کورٹ الہ آباد میں طی کرکے داخل وکلای عدالت ضلع غازی پور کا ہوا ہے اور
سید عبد الکریم برادر سوم سید فرزند علی کا جو بجای سید عبد الوہاب بھائی اپنی کے
سررشتہ دار صدر الصدوری شاہ آباد کا مقرر ہوا تھا اندر عمر تیس برس کی بتاریخ
۱۰ صفر ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۲۷ جولائی ۱۸۶۳ ع کی لاولد انتقال کیا اور سید محمد اسمٰعیل
برادر چہارم سید فرزند علی مرحوم کا سررشتہ دار منصفی شہر پٹنہ کا ہے اور داماد ہمارے
بڑے بھائی سید محمد نجم الدین صاحب کا ہے اور سید محمد حسین صاحب پسر اکبر سید
کفایت حسین مرحوم ایک مختار کارنامی مقام کلکتہ کا بیاہ جو ساتھ دختر کلان سید رحمت علی
شہید ماموں ہماری کے ہوا ہے سو یہ ایک بہت لائق ہیں اور مسلک تصوف انکا

اور محبت اہلبیت ایک خاندانی بات اُنکی ہی اور اُنکی باپ سید کبیر حسین صاحب جو ایک
مختار کار مقرب سرکار مہاراجہ مترجیت سنگہ بہادر راجہ مقام ٹکاری ضلع گیا کی تھے
سو شعر مفصلہ ذیل مہاراجہ موصوف بعمر ہشتاد سال کا قابل نقل کرنیکی معلوم ہوا
ز نسیان خودم خورسند می باشم کہ در پیری ٭ بیادم میدہد کمتر ز ایام جوانیہا
اور ایک خالہ ہماری مسماۃ فصیحن زوجہ سید بضاعت علی کی سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین وقت نماز
صبح کے عین سجدہ مین جانماز پہ انتقال کیا اور اس جانماز پر سی مردہ اُٹھائی گئین
اور اُنکو تین پسران تھی ایک سید محمد صدیق مرحوم محافظ دفتر عدالت دیوانی شہر
پٹنہ کے تھے کہ جو سنہ ۱۲۸۷ ہجری مین لاولد انتقال کیا اور بہت نیک و ممدوح عام تھی
دوم سید محمد یحیی منصف مقام بہار ضلع گیا کی تھی اور اُنکی جان کثرت عبادت و ریاضت
سی گئی کہ رات دن مین صرف ایک ٹکرہ جو کی روٹی کا کچھ ساگ کی ساتھ کھاتی تھی اور
سرکاری کام سی فراغت کرکے روزہ داری و شب بیداری مین رہتی تھے اور سنہ ۱۲۷۲
ہجری مین لاولد انتقال کیا اور مادۂ انتقال نکار راقم حروف سی حسب ذیل ہی - وا غم و درد واد
سوم سید محمد عمر کہ اپنی زمینداری کا کام کرتے ہین اور افسوس یہ ہی کہ اُنکو بھی کوئی اولاد
اسوقت تک نہین ہوا اور پیدایش راقم حروف کی بتاریخ ۱۴ - صفر سنہ ۱۲۳۴ ہجری مطابق
۱۲ - دسمبر سنہ ۱۸۱۸ ع کی ہوئی تھی کہ اس وجہ سی نام تاریخی ہمارا اظہر حسین ہی شعر
وای نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا ٭ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
نہم یہ کہ اندنون بسبب کثرت تقریبات شادی وغیرہ کی رقعجات نوید مختلف طور کی دیکھی
گئی سو اب تعصب کا حال یہ ہی کہ ایک رقعہ مین ذکر نکاح اُمّ المومنین کا حمد مین اور ذکر
نکاح سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بعد اسکی نعت مین تھا اور عبارت نکاح ام المومنین
کی اسطرح تھی کہ ام المومنین را در مجلس ملائک علی رؤس الاشہاد در عقد دا د

سو اگر اس ام المومنین سے حضرت عائشہ مراد ہوں تو نکاح انکا معمولی طور پر ہوا تہا
کہ یہ نکاح مجلس ملائک کا حضرت زینب سے متعلق ہی نہ حضرت عائشہ سے اور چونکہ حضرت
عائشہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اسواسطی ذکر انکی نکاح کا رقعجات شادیمین دستو نہیں
ہی اور اسیواسطی ماہ ذیقعدہ مین جو نکاح حضرت عائشہ کا ہوا تہا سو اس مہینہ کو
خالی کا مہینہ کہتی ہین اور اس مہینہ مین نکاح سی پرہیز کرتے ہین اور قریب قریب
اس زمانہ کے بعض رقعجات اہل تسنن مین بہی کچھ کچھ بو ی تعصب سنیت کی

بطرز جدید دیکہی گئی **شعر**

نہ ہر زخم نوش کن و لب بشکایت مکشا ٭ کہ شکایت ز فلک شیوۂ عام است اینجا

مگر تین رقعجات منجملہ دیگر رقعجات اہل تشیع کی ہمکو نہایت درجہ پسند اور قابل نقل کے
معلوم ہوئی ایک رقعہ نویدسب ولایت علی خانصاحب سی آئی ای کا کہ نظم اسکا جناب
مولوی سید نور الحسن صاحب استاد نوشہ سی بہت لطیف و بلیغ طور پر مرتب ہوا ہی
اور اون اشعار پر جو نہایت درجہ انتخابی مضمون کے ہین نشان حرف ص کا دیا گیا
دوم رقعہ نوید سید واعظ حسین ساکن موضع بالی ضلع گیا کا کہ حمد و نعت اسکا بذکر
آیت تطہیر اور فقرہ اما بعد اخف الکونین التمسک بالثقلین السید واعظ حسین کا
ہمکو پسند ہوا اور ذکر رسم کتخدائی کا بہت پسند ہوا کہ قدیم طریقہ عام ہملوگون کا یہی ہی
اور سید واعظ حسین ہماری قرابت کی آدمی ہین سوم رقعہ نوید جناب راجہ سید
غضنفر حسین ورا جہ سید باقر حسین تعلقداران اکبر پور علاقہ اودہ کا کہ بہت سادہ
طور پر بعبارت الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین
وعلی آلہ وعترتہ الطاہرین لکہے ہی اور ایمان و حب اہلبیت سے خبر دیتا ہے

نقل رقعہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زہی حمد آن بادشاه مجید — که نه حجلهٔ آسمان آفرید
صدف را گهر بحر را موج داد — بهر فرد از فضل خود زوج داد
رسولم گل بوستان خلیل — جلیل و جمیل و شکیل و عقیل
بر آن خسرو نه محل صد درود — که در پرده حق راز با او کشود
سرور دلش حضرت فاطمه — خدا کرد عصمت بر و خاتمه
وصیش بتوقیر از جمله بیش — که بنهاد بر پشت او پای خویش
خوشا رفعت و شان آن شهسوار — نبی داد دختر خدا ذو الفقار
علی راز دار خدا و رسل — علی کاشف سر هر جزو و کل
حسن رنگ افزای باغ جهان — ازو گشت سرسبز کون و مکان
وحید زمان سرور مشرقین — شهنشاه عالم امام حسین
بسلسلش همه مهرتابان شدند — عیان نه امامان ذیشان شدند
پس از حمد و نعت خدا و نبی — دهم مژدهٔ نو ولایت علی
بگلشن نسیم بهاری وزید — گل و لاله در بوستان بردمید
درینوقت از فرط عیش و سرور — رسانم نویدے بنزدیک و دور
گل گلشنم سرو بستان من — سرور دلم راحت جان من
چو شد لفظ الطاف ضم با حسین — شده منجلی نام آن نور عین
بسال خضر باد عمرش دراز — معین شده عقد آن سرفراز
ز افراط افضال رب غفور — نمودم بنا بزمهاے سرور
بتاریخهاے سعید و نکو — که در ذیل ثبت است تصریح او

چو صاحبان مسرت پسند ٭ بآن روزها عزت افزا شوند
بهمراه نوشته روند از کرم ٭ بشتان و شکوه و جاه زنم
ز اشفاق یاران با ران نواند ٭ کنم شادمانی شوم سرفراز

نقل رقعهٔ دوم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله العلی الکبیر والصلوة علی رسوله البشیر واهلبیته الذین نزل فیهم
آیة التطهیر اما بعد اخص الکونین المتمسک بالثقلین السید اعظم حسین نواب
اعطاه الله سعادة الدارین بخدمت عالی درجت بزرگان ذیشان ومحبان خلاص
نشان چنین ملتمس است که درین زمان مسعود وآوان محمود که غنچهٔ دل چمن به نسیم بهجتها
مشغول لیل ونهار وبیک جا شمرده سامان آمدها است بصلاح بزرگان والاتبار
وبرادران عالی وقار چنان روز تعیین آورده که بتاریخ دوم روز جمعه شهر جمادی الاول
رسم سایه بندی وبتاریخ سوم روز شنبه نیاز کندوری وسامان ارباب نشاط وبتاریخ
چهارم روز یکشنبه روانگی بارات قوت افزای بصر سعید دو سرا سید حیدر رضا
طال الله حیاته وضاعف درجاته بمقام پالی قرار یافته امید که گرمی هنگامهٔ نشاط
را از قدوم میمنت لزوم نوراً علی نور ساخته رونق دوبالا بخشند والسلام بالاکرام
زیاده ناطقه آرزومند گفتار است وباصره متمنی دیدار

امید کرم هست بخورشید شمارا ٭ شاهان چه عجب گر بنوازند گدارا

الداعیة بالعافیة

نقل رقعهٔ سوم جانب راجه سید غضنفر حسین و راجه سید باقر حسین صاحبان

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقه محمد سید المرسلین وعلی آله وعترته الطاهرین

اما بعد در ین ایام میمنت انجام کہ الطاف حضرت آفریدگار شامل حال و کافل آمانی و آمال است غلغلۂ آمد فصل بہاری در گنبد دوار پیچیدہ و زمزمہ عیش و طرب از فرش زمین تا عرش بریں رسیدہ ترانہ مسرت و انبساط از کام و زبانہا در جوش و مرغان چمن ہمہ سو محو الحان و پر خروش ؎

گلہا و بہار فوج در فوج — مرغان و ترانہ موج در موج
روی سمن و بہار شمشاد — از شام و سحر نمیدہد یاد
نظارۂ آب و رنگ گلہا — بے جام و سبو نشاط افزا

بتقریب تسمیہ و مکتب نشینی و نیز غسل صحت از رسم مسنون اختتان نونہال چمن اقبال تازہ سرو حدیقہ آمال برخوردار کامگار قرۃ العین سید ابو جعفر صانہ اللہ عن کل شین بمقام رتو پور انعقاد بزم نشاط قرار گرفتہ و تاریخ پنجم و ششم شہر ربیع الثانی یوم شنبہ و یکشنبہ زیب تعین پذیرفتہ چشم داشت از حضرت رؤسار عالیشان و اعزہ و الا دودمان احباب خلت نشان چنان است کہ بتاریخ معینہ یا قبل ازان بقدوم بہار لزوم خود بزم نشاط را زیب و بہار بخشند و محفل انبساط را رنگین فرمودہ گل منت و افتخار بر فرق نیاز گذار گذارند

فقط وہم یہ کہ ایک تشبیہ مذہب اہلسنت معاویہ شاہی اور مذہب شیعہ اور مسلک تصوف کی ہماری خیال مین یہ ہی کہ مذہب سنی تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا مثل ایک بت سنگین دل کی ہی کہ جو ہاتھ پانون اور آنکھ ناک اور منھ اُسکا خوب حدیث وغیرہ سی خراش تراش کر کے ایک خوبصورت آدمی کا نقشہ بنالیا ہی مگر اُسمین بسبب نہونے محبت اہلبیت کی کچھ جان نہین ہی اور جیسا کہ مسلمان بادشاہون کی وقت کا کسی کی ناک کسیکا منھ کسیکا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہی سو اُسطرحسی مسئلہ سنیون کا کمتر صحیح ثابت ہوگا اور آیت سورۂ مریم اذ قال لابیہ یا ابت لم تعبد ما لا یسمع

ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئاً کی یاد آتی ہی یعنی ابراہیم نی کہا اپنی باپ کو کہ
ای باپ میری تو کسواسطی عبادت کرتا ہی اسکو کہ جو نہ سنتا ہی اور نہ دیکھتا ہی
اور نہین بی نیاز کریگا تجھکو کسی شی سی ان سنیونکی حضور مین ہماری عرض یہ ہی کہ
معاویہ وغیرہ کیا کام آوینگی مناسب ہی کہ قبل مرنیکی اندر لوای محبت حیدری کی چلی آی
کہ خدا و پیغمبر آپ سی راضی ہون اور شفاعت مولی علی اور آب حوض کوثر کا آپکو
نصیب ہوا اور مذہب شیعہ کا بہی ایک پتھر ہی مگر وہ پتھر ایک ہیرا کوہ نور کوہ طور
کا ہی کہ جو خزانہ بادشاہی کی چیز ہی یعنی کہ مذہب شیعہ کا تمامتر تابع قرآن و حدیث
ثقلین کا ہی اور ارکان نماز وغیرہ کی خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
مروی ہین مگر بسبب تبرا وغیرہ کی یہ ہیرا اسیقدر گرد آلود ہو گیا ہی اور مسلک تصوف
کا بہی ایک ہیرا ہی کہ جو کوہ نور کوہ طور کے برابر تو نہین ہی مگر بوجہ استغراق یاد
الہی و محبت اہلبیت کی یہ چہوٹا ہیرا وہ ہی کہ جو خلعت شاہی مین سر کی کلغی مین جڑا
ہوا ملتا ہی **یازدہم** یہ کہ اگر ہمکو سنی کہا جای تو ہم سنی بی تعصب ہین یعنی فضائل
و ولای اہلبیت مین شیعہ سی کچھ کم نہین ہین اور اگر ہمکو شیعہ کہا جای تو ہم شیعہ بی تقیہ
و بی تبرا ہین اور محبت دوازدہ امام کی ہم خدا سی چاہتی ہین کہ آخر وقت تک اور
قبر مین اور حشر مین ہماری ساتھ رہی **دوازدہم** یہ کہ بوقت دعوی باغ فدک کے
حضرت ابوبکر و حضرت عائشہ نی یہ حدیث بیان کی کہ الانبیاء لم یرث ولم یورث
یعنی کہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوئی اور نہ کوئی انکا وارث ہوا اور حضرت عمر خوب
آمین اللہ مین اس حدیث کی ہمداستان ہوئی اور حضرت فاطمہ اس بہانہ سی محروم
کی گئین سو یہ حدیث صراحۃ ساختہ و موضوع ہی اسواسطی کہ یہ حدیث صریح خلاف
آیت قرآنی و ورث سلیمان داؤد کی ہی اور علاوہ اسکی حضرت پیغمبر جو

کم سنی مین یتیم ہوئی تھے سو چند نشتر انکی حصہ کے حوالہ ابو طالب انکی چچا اور ولی کی گئی
اور ہرگاہ حضرت رسول کو پیغمبری بعمر چالیس سال کے ہوئی تو بوقت مرنے عبداللہ
انکی باپ کی لوگون کو کیا اطلاع ہو سکتی تہی کہ یہ لڑکا آخر کو نبی ہوگا کہ بقصور احتمال نبی ہونیکے
حضرت رسول اپنی حصہ داری متروکہ پدری سے محروم کئے جاتی سو مضمون فقرۂ اول
نہین وارث ہونیکا محض بی بنبیا د ثابت ہی اور اسی واسطی اگر اس حدیث مین صرف
اوپر فقرۂ دوم کے اکتفا کیا جاتا تو انکو اختیار و قابو تہا کہ اس حیلہ سی حضرت فاطمہ کو
محروم کرتے اور ہم پوچھتی ہین کہ کیا حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب و سلیمان و داود
وغیرہ انبیا اپنی وراثت آبائی سے بعذر انبیا ہونیکے محروم کئے گئے تھے اور یہ بات
نہین ہی بلکہ توریت و دیگر کتب عہد عتیق سی ثابت ہی کہ ان سب انبیا نی اپنی جائداد
موروثی پر قبضہ پایا تہا اور اسی انبیا دیر حکومت بیت المقدس و فلسطین و کنعان
وغیرہ کی حسب وراثت کے بعد دیگرے اسی نسل بنی اسرائیل مین ہوتی چلی آئی
اور کیا قصور انبیا کا ہی کہ ہم عوام لوگ وراثت پاوین اور وارثان انبیا کی محروم
رہین یان صفات ذاتی انبیا اور تمام عوام و خواص کے البتہ ایسی ہوتے ہین کہ انہین
وراثت کو کچھ دخل نہین ہی مگر ہم دیکھتی ہین کہ حضرت علی کو اصل وراثت صفات
نبوت کی بھی ملی تھی اور اسیواسطی اب آرزو یہ ہی کہ ایک شرح اردو اشعار عربی
دیوان مظہر العجائب حضرت علی ابن ابیطالب غالب علی کل غالب کی بھی کیجای تاکہ
رفعت و جلالت نشان انکی ظاہر ہو اور تمام سلوکات خلفای ثلثہ تا عباسیہ کے اور
انکی نسل کی اسطرح ہوی کہ جیسے پیغمبر خدا کلالہ یعنی محض لاوارث مرے ہون مگر عجیب
قدرت خدا کی ہی کہ دوازدہ امام سی یہ گھر ہمیشہ کو آباد رہا اور معاویہ و یزید کلالہ ہوگئی
حسب آیت ان شانئک ھو الابتر کے کہ کوئی شخص ہونا اپنا نسل معاویہ و یزید سی

قبول نہیں کرتا ہی اور چند صاحبان معزز کی ہی ایک فرمایش خاص یہ تہی کہ ہم کو نئی
کتاب بطور ہدیہ یادگار ... تحریر کیجیئے ... اتفاقاً قبل اس فرمایش کی ہدیہ تحریر من مسائلہ
حد تحقیق کے ہوگئی مگر خوشی یہ ہی کہ البتہ یہ کتاب واقعی طبیعت انکی خوش کی اور زبان حال
انکی یہ بات کہہ سکتی ہی کہ مداح تو نہ باشد بہر حال واسطے تسکین خاطر ہماری اسیقدر بس
ہی کہ بسیاری صاحبان علم و شعور نی فریق شیعہ کے قدر دانی اس کتاب کی ہماری
حوصلہ سی بہی زیادہ تر کی —

نقل خط جناب راجہ سید غضنفر حسین صاحب تعلقہ دار اکبر پور ملک اودہ

جناب السید السند و الجید المستند البحر القمقام و الحبر الهمام علامة الزمان فرامة الدوران
صدر الصدور محاکم الدینیه و الشرعیه آمر الامور معالم الاصلیة و الفرعیة اللوذعی الالمعی
و المولوی الیلمعی منطقه کرهٔ تدقیق نقطه دائرهٔ تحقیق فاصل بین الحق و الباطل فاضل
عین الصدق و الکامل وحید الدهر فرید العصر ادام الله العالمین جلاله و مد علی اهل العلوم ظلاله
مدحتی که نفحات سوابق نیاز و اخلاص مشام جان اخوان الصفا را معطر و خدمتی که نفوحات
روائق خلوص و اختصاص دماغ دل ارباب صدق و وفا را منضر دارد بجناب رفیع
و صدر منیع که مجمع مقبلان روزگار و مرجع صاجدلان اختیار ست هدیه می فرستد و بامید
استجابت در منظر تصور کراست منظر خادمانه می التمسد ع گر قبول افتد زہی عز و شرف
آثار سقاطر اقلام گوهر بار و انوار جواهر کلام درر نثار طلیعهٔ جنود سعود حجة الزمانی ذریعه
وفود سعود دولت جاودانی غیوم ماطره و برنظهر قحط سالی و غمام متقاطره مانا بهمت عالی
اعنی کتابات عطریة الرقوم و خطابات مسکیة الرسوم اعذب ان من الفرات و الکوثر
و اطیبان من المسک و العنبر محتوی بفتوحات فاتحات کریمهٔ ذلک الکتاب

لاریب فیه هدی للمتقین و منطوی بفیوضات لانحات منطوق هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق والیقین محلی بزیور اعجاز وارث عالم علم لدنی مسمی بجد تحقیق مشرب سُنّی مرة بعد اولی وکرة بعد اخری مانند معصرات مستنزله باستبشار دورهٔ شمس در اسد و سنبله و کسب مطرة و صحف مطهرة بایدی سفرة کرام بررة در اوقات سعیده و ساعات حمیده نزول اجلال جاودانی و حلول آمال و امانی مرحمت و ارزانی فرموده غُرف سُرور و سرور موفوره ابواب فرح و حبور نامحصور بر روی ارباب عقل و شعور سیّما بدیدهٔ مُخلص مهجور کشود ملکه سواد هر حرفش گلوی حور از غرفات قصور بسایر بیوت و دور اهل جنان و نوادیس معمورة النور کالنور من شوامخ الطور بهر نزد یک و دور می نمود یا دامن امن اکواب یاقوت و بلور پر از شراب طهور مرکب بمزاج زنجبیل و کافور بر راحات ایادی حور روشن تر از وجنات حور جلوه شهود و ظهور می افزود در باعی

اتانی کتاب من المستطاب	کطوبی تطل علی کل باب
فاهدی بنفسی لا نتیانه	کموسی فداء لفصل الخطاب

الحق حق و کلامی امام محبّ و صی مطلق همین است که از آن سید جلیل جبرئیل سلیل همان امام نبیل دحبیب و خلیل و صنو جلیل و صهر جمیل قدوهٔ آل ابراهیم الخلیل صلوات الله المقبل النبیل علیهما و علی آبائهما و ابنائهما بر روی کار آمد جزاکم الله فی الدنیا والاخرة خیر الجزاء بمحمد و آله ال محمد و لو حشن الله که آن ساعی شعائر لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی و داعی شعائر سیجعل لهم الرحمن ودا مجاری اوقات عمر عزیز شریف را در رفع اختلاف دین حنیف وازالة افتراق سخیف که باجماع خفیف اهل سقیفه رو داده بسر کردند و این دولت عظمی و نعمت کبری بسعی مشکور و جهد موفور بدست آوردند همانا از باقیات صالحات

ونافیات حالیات از زمان ظهور موفور السرورآیۃ جلال اللہ وقائم آل اللہ یادگار آن مدرس حقائق التنزیل بدقائق البیان ومؤسس مبانی التاویل بمعانی التبیان خواہد ماند وگم گشتگان تیہ ضلالت وغوایت را باندک غور وفکر بصراط المستقیم ولایت ومنہاج قویم ہدایت خواہد رسانید ؎

مرحبا مرحبا جزاک اللہ   آفرین آفرین بقاک اللہ

درحقیقت ملا زمان آن کاشف براقع استار اتفاق واختلاف عارف مواقع اسرار وفاق وخلاف در طلب حق آل رسول از دلائل وبراہین معقول ومنقول کاری نمایان کردہ اند بلکہ حقا ثم حقا کہ بر خدا ورسول وزوج بتول احسان فراوان کردہ اند کہ در کنج ہر فقرہ وگوشہ ہر کلمہ حق نہفتہ را نشان دادہ مانند ید بیضای موسی بر کف دست آوردہ اند گویا درچنین تنہائی وبی نوائی وبی کوسی وبی لوائی رستمانہ ومردانہ بہ ذو الفقار زبان ونیزہ خامہ مقطوع اللسان بلشکر حق پوشان وسپاہ ناحق کوشان شکست آوردہ اند ؎

این کار از تو آید ومردان چنین کنند   ہان پیروان ضیغم یزدان چنین کنند

الحاصل راقم آثم زبانی ندارد کہ شمہ از مدحت آن بمعرض بیان آرد امیدوار الطاف کریمانہ ومنت گذار اعطاف قدیمانہ آنکہ از عطای بقیہ این عطیہ رضیہ وتحفہ بہیہ وہدیہ مرضیہ بہرہ اندوز سعادت کونین وکامیاب رشادت دارین فرمایند وجرم تاخیر ارسال رسیدش کہ بوجہ ہجوم افکار سرزدہ بہ کز لک عفو حک نمایند

منظومہ ساقی نامہ لراقمہ

ساقیا سالکین دلکش کو		شاہد نازنین مہوش کو
آن خم عہد خم کجاست بیار		قمقم رشک قم کجاست بیار

لیک چون وعدهٔ خداست چنین	که نیاید زوال دین مبین
بسر صد سن از قضا و قدر	حجت حق پدید ماند اکثر
باز غیبت چنان بخلق آشفت	که رخ حق ز دیدها بنهفت
سال نهصد گذشت در تکرار	خلق با همه گر سر پیکار
سن هجری که حال در کار است	یکهزار و دو صد نود چار است
تا جناب وحید دین آزاد	حد تحقیق را نمایش داد
بعد این مدت مدید و مزید	سعی مشکور او بخیر رسید
اختلاف و خلاف را بر داشت	صاف بگرفت و دُرد را بگذاشت (۳۰)
خط بطلان کشید بر بطلان	حق گرفت و نمود داد نشان
داشت در دل چو حب آل رسول	گشت همدوش با نوال رسول
شد نزول کمک بعزت و جاه	از حضور جناب ظل اله
حجت حق خلیفة الرحمان	قائم و منتظر امام زمان
یافت حق را بجیب سینهٔ خویش	یک بیک جلوه اش نمود از پیش (۳۴)
در دلش ماند هیچ شک و نه ریب	بنوشت آنچه یافت از سر غیب
حق همین است آنچه او بنوشت	نیک دریافت و نکو بنوشت
حق ولی و وصی بحق باشد	در عدد هم علی بحق باشد
چند اعالم نکو کردار	که بحق علی کنند اقرار
حق بفرمود احمد مختار	نتوانند نهفت حق زنهار
باز تعریف حق نمود ادا	کان یعلو و کان لا یعلی
همچنان اکثرے ز اہل خرد	حق گرفتند و قول باطل رد

شامل اکثر ائمہ سنی	شافعی تفتزانی ونسائی
امر حق را پدید می کردند	سب قوم یزید می کردند
می بود در تمام ماہ روان	معلن حق مجدد ایمان ؛
چون بہر صد شہود اشہاد است	سیزدہ صد بدست آزاد است
تاعیان گشت حق بدولت او	باد دایم بجلق حشمت او
بہر تاریخ سال این تصنیف	عقل چون کرد فکر در توصیف
سعی مشکور باصواب افتاد	حق بکرسی نشستہ زین آزاد
۱۲۹۴ھ	۱۲۹۵ ہجری

بدوحید الدینخان بہادر و آزاد نیورو سے

ملتمسہ بست وپنجم شہر ربیع الاخر ۱۲۹۶ ہجرے ۱۲۹۵ ہجری مقام اکبرپور ضلع فیض اباد

المتمسک بذیل الثقلین الراقم آل غضنفر حسین

نقل خط جناب سید ریاض الحسن صاحب لکہنوی مدرس مدرسہ ایمانیہ

جناب مولویصاحب فخر الاواخر والاوائل المتحلی بالفضائل والمتخلی عن الرزائل

محی السنۃ ماحی البدعۃ دامت معالیکم وبورکت ایامکم ولیالیکم ـــ

بعد اہدای ہدیہ بہیہ سنت سنیہ حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ الاف التحیۃ گذارش مدعای

ضروریہ اینکہ درین زمانہ کہ کساد بازار علم وانصاف از چارسو ہویدا وفساد آزار

اہل جہل واعتساف کوبکو پیداست رسالہ شریفہ حد تحقیق کہ از مغتنمات این زمانہ

بلکہ در مراعات سجیہ رضیہ انصاف وترک طریقہ نامرضیہ معاندت بخلاف بسان

مولف خود وحید ویگانہ است بنظر قاصر گذشت وتحقیق انیق وتجدید عہد عتیق

موجب انشراح خاطر گشت زہی مولف وخہی مولف کہ قول لی اللہ المتعال

انظر الے ما قال ولا تنظر الی من قال در نظر تحقیق بر خوبی وخوش اسلوبی

یارائهم واهوائهم وان کثروا واما اهل الجماعة فانا ومن اتبعنی وان قلّوا واما اهل الفرقة فالمخالفون لی ومن اتبعنی وان کثروا انتهی

پس باید که سنیان معاویہ شاہی بر کثرت خود مغرور نشوند و بہمین جادہ ممدوح وسفینۂ خبر ممدوح کہ جناب مولف دران وحید اند ایشان ہم بروند خلاصہ چنین کتاب لاجواب در مذہب اہلسنت تا این زمان بنظر فقیر نرسیدہ بلکہ بچشمی ندیدہ و وگوشی نشنیدہ

لا یدرک الواصف المطری خصائصہ وان یک سابقا فی کل ما وصفا

پس بشرط امکان دو سہ جلد آن بمقداریکہ تا این زمان چاپ زدہ باشند باین مشتاق نیز حسب نشان خاتمہ لطف فرمایند تا تنہا خط نبریم بلکہ بعض مخلص احباب خصوصا قاری فضل حق صاحب را نیز کہ زیادہ تر از مخلص فریفتہ این اعجوبۂ روزگار و شیفتہ این باغ نو بہار اند درین نعمت شریک خود کنیم و در حالت تعسر یک جلد ہم کافی است و آیندہ ہر قدر کہ مطبوع شدہ باشد بعنایت آن مذاق قند مکرر بخشیدہ باشند ونشان این بی نشان ہمین بس کہ در شہر لکھنو محلہ کٹرہ ابو تراب خان مکان مسکنہ مولوی کمال الدین حسین صاحب رسیدہ نزد فلان برسد و باین طور ہم ممکن کہ در شہر لکھنو محلہ سرای معالیخان در کوٹھی زر د محلوکہ آغائی صاحب مکان مدرسہ ایمانیہ رسیدہ نزد ریاض الحسن مدرس درجہ عربی برسد کہ انشا اللہ بلا وقت خواہد رسید زیادہ شتیاق سامی ملازمت برمزید — الراقم الاثم عبدہ السید ریاض الحسن النقوی البخاری الاثنی عشری الصفی فوری موطنا و اللکھنوی مسکنا و النجفی مدفنا انشا اللہ العلی العظیم ۲۹ [illegible] سنہ ۱۲۹۳

نقل خط حکیم مرزا احمد رضا صاحب نبیرہ جناب حکیم مسیح الدولہ بہادر مرحوم لکھنوی ساکن کٹرہ سید حسین خان متصل چوک

شمس فلک علم ایقان بدر کامل نور عرفان سالک مسالک ایمان جناب مولوی
سید وحید الدین خان صاحب بهادر دامت برکاتکم ولازالت افاداتکم

سلام من خزائن لطف ربی ✤ علی من عنده روحی وقلبی

مدحاتی که صفا و زلال از ینابیع خاص و خصوص جاری و تحیاتی که مجاری ورود
در مشارب صدورش از شوائب تکلف و کدورت تصلف عاری و خالی باشد
بالظهور الاسحار بدرگاه دولت آثار مرفوع میگرداند

نسیم صبح سلامم بدوستان برسان	پیام بلبل بیدل بگلستان برسان
تا کرد جا بگوشم آوازهٔ جمالت	خلوت سرای دل شد جولان گہ خیالت

هرچند دیده ظاهر بسعادت لقای انور فائز نگشته اما از استماع اخبار فضل و کمال
آن منظور نظرات الطاف ملک متعال که در عرصه غبرا و قبه خضرا زمزمه صدای آن
زیور گوش هوش شده مهیج شوق عظیم است ؎

در دیدهٔ جانم چه تو نی مردم دیده ✤ عالم به تو می بینم و روی تو ندیده

افسانه اشتواق و داستان الم فراق نه بمثابه ایست که اندکی از هزار و قدرے
از بسیار بحیز تحریر در آورده ناچار

خامه بشکستیم و لب بستیم از تعداد شوق ✤ کان نه در تحریر ما گنجد نه در تقریر ما

لله الحمد والمنه که بباعث تالیف و ترسیل کتاب سراپا هدایت الموسوم به حد تحقیق
بشرب بنی اگر غلط نکنم میتوان گفت که فی الواقع نمونه ایست از اسرار الٰهی و ربیست
از رموز خلاق سپیدی و سیاهی که احدی را قابلیت تبلیغ این امور باین نمط پیش
حق پوشان عترت سید المرسلین درین زمان و زمین بجز ذات فیض بنیاد آنگرامی
مرتبت ممکن نبود غرض اوصافش چندانکه مرقوم کرده شوند از رفعت شانش حجاب

می آید و از علوی پایہ تش آسمان خندد کہ شائش دیگر سیت لہذا بنظر اکتساب ثواب نہ بر وفق تعریف کتاب اکتفا بہ ترقیم این دو تا بیت می نمایم ابیات

نفسی کتاب جاز کل فضیلۃ	وصار لتکمیل البریۃ ضامنا
مولفہ قاید الحق خالصا	بتالیفہ من بعد ما کان کامنا

بہترین ذریعہ ارسال نامجات بلکہ امید حصول شرف ملاقات وستیاب شدہ سرت عظیم بخشید مرحوا از الطاف لایزال آنکہ بہرچہ زود تر نسیم ظہور نور جمال باکمال خندہ می بر جبین دل وز د تر قب از عنایات حضرت واہب المواہب تعالت اسماؤہ و توالت نعماؤہ آنکہ ضیاء چشم مشتاق را بمعاینہ غرہ غرا و بمشاہدہ جمال جہان آرا کہ عنوان سعادت و دیباچہ دفاتر مراد است بزودی روزی گردانند قریب مجیب کتاب والا باحسن اوقات بدست عنایت فرمای بندہ میر سخاوت حسین صاحب پیش نحیف رسید عظم اللہ اجورکم و رفع اقدر شانکم عنایت فرمودہ بر وقت اختتام کتاب از باقی اجزائش ہم ضرور یاد فرمایند وحسب خواہش بعض احباب کہ بوذر صفت وسلمان وقار ہستند ضرورت دو نسخہ دیگر نیز ہست بہر نوعیکہ مناسب باشد یعنی اگر کتاب محتشم الیہ بفروخت ہم ممکن باشد فہو المطلوب والا بفحوای روی تو نادیدہ مہمان آمدند آنہم مرحمت فرمایند فقط

الراقم الاثم مرزا احمد رضا نبیرہ جناب حکیم مسیح الدولہ بہادر مرحوم لکھنوی ساکن کٹرہ سید حسین خان متصل چوک۔

نقل خط جناب نواب سہراب جنگ بہادر

خلف نواب سید مہدی قلیخان بہادر ابن نواب سید کریم قلیخان بہادر ابن نواب سعد منیر الدولہ بہادر از کوٹھی بھکنا پہاڑی شہر عظیم آباد تحریر وثقہ رحمت وفضیلت

اہلبیت نبوت افتادگان چاہ ضلالت را راہ ہدایت نمودہ الطاف گستر اجزاکم اللہ خیرا
کلب آستان بوتراب پرستان شب یک رنگ سہراب جنگ پس تبلیغ ہدیہ سلام مسنون بشرح
از دلی مطلب نگارش میدہد اینکہ دیدہ زباحت سامان بادہ باران وہم بسبب ملبس شدن
اسپ ڈاک از حصول شرف ملاقات آن وحید عصر یا در گل ماند مر چشم عفو دارم انشاء اللہ تعالی
اگر حیات مستعار وفا نمود فردا تا ساعت یازدہ بصحبت سراسر افادت ان الطاف گستر
مستفیض خواہم شد باقی تہ سطیر او صاف نسخہ ہدایت خیز و رسالہ حقیقت آمیز آن حق شناس
شفیق کہ فی الحقیقت دین محمدی و مذہب حق را روز بازار تازہ بخشیدہ افتادگان چاہ
ضلالت را راہ ہدایت نمودہ اند اگر بہ ہر بن موئیم صد ہزار زبان شود یکی از ہزار و اندکی
از بسیار شرح دادن نتوانم انشاء اللہ روز جزا صلای این حق شناسی و استخوان شکنی
از ندای حضرات آل عبا علیہم السلام خواہند یافت الغرض بتمہید این کہ این بندہ آستان
ائمہ ہدی مطالعہ ہیچ کتاب مستتب کہ بہ رسالہ مہتا کیسواد حروفش را ملا طیا تیم بجز مرت
کور باطنان توان گفت خالی از عبادت نیست از وقتی کہ آن مصدر الطاف کتاب
مذکور را بمن عطا فرمودہ اند یکدم و یک نفس از دست نگذاشتہ بمطالعہ اش مشغول میباشم
بل دیگر شغلی ندارم و چہ حظہا کہ از مطالعہ اش برنمیدارم و چہ دعاہا کہ بحق آن الطاف گستر
نمیکنم جزاکم اللہ من رب الغفور وسعیکم المشکور بخدا کہ اگر تمامی فرق اسلام فی الجملہ عقل
سلیم داشتہ حق پرست باشند و حق را از باطل و باطل را از حق فرق نمایند این کتاب
مستطاب را از جان و دل عزیز تر دارند و سواد حروفش را سرمہ وار بدیدہ دل کشند
اما حق شناس کو و عقل سلیم کجا فقط والسلام علی من اتبع الہدی سہراب جنگ عفی عنہ روز شنبہ

نقل خط جناب مرزا محمد علی صاحب وکیل آگرہ

عمدۃ الاعاظم والاکارم زبدۃ العمائد والاعیان مولوی سید وحید الدین خان صاحب

بہادر زاد و شرفہم - بعد تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم عرض میشود کہ نسخہ حد تحقیق بمشرب
شنی رسیدہ ممنون فرمود قصور توقف اطلاع رسیدنش معاف بفرمائید -
مشغول بمطالعہ آن بودم دیروز ختم کردم و حظی بر داشتم - کتابی است کہ اصل
حقیقت خلافت و امامت و تشریح و تمیز این ہر دو را برہانی است روشن و جمع
تفرقہ صد ہا سالہ را کہ درین امت مرحومہ واقع شدہ تا بیری احسن خدا توفیق
بدہد کہ شیعیان دست از سب صحابہ چنانکہ معمول شانست بردارند و سنیان تاویل
خطاء اجتہادی پدر یزید سپر داختہ اقلا علیہ ما علیہ گفتن روا دارند و بہ عظمت شان
حیدری قائل شدہ غیر را بر ولی و وصی رسول ترجیح ندہند - آری کف لسان نسبت
بسب صحابہ کبار بابت مشاجرات و واقعات نا ملائم کہ دل و جان رسول حسن وقبیح
آنہا را خوب میداند لازم ہست و اگر واجب نباشد مستحسن بودنش عقلاً و نقلاً بہ
اوضح براہین ثابت اعتقاد حقیر اینست کہ بحق خلفاء ثلاثہ مثل امیر المومنین کلام باید
کردن و پا آنہا باید بودن تشکر عطای کتاب موصوف ہرچہ ادا کنم کمتر است و
آرزوی حصول بقیہ آن بعد اختتام طبع بیشتر و السلام ۵ مئی ۱۸۷۹ء یوم دوشنبہ
مطابق ۱۳ رجب ۱۲۹۶ ہجری بمقام آگرہ گذر منصور علیخان رقیمہ بندہ محمد علی وکیل
اور دیگر بسیاری خطوط جناب نواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ و جناب مولوی
سید سخاوت حسین صاحب لکھنو و محمد امیر باز خان صاحب شملہ و سید عبد الرحیم صاحب
سابق وکیل ریاست پٹیالہ و حال مقیم انبالہ و سید لطف علی شاہ صاحب مرت سر
و حکیم سید محمد حسن صاحب گیا و جناب مرزا محمد شیرازی صاحب بمبئی وغیرہ کے
متضمن قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی آئی ہیں کہ بخوف طوالت کتاب کی وہ سب
خطوط نقل نہیں کئے گئے -

تتمہ

خلاصہ رائی مولف در خاتمہ

نیکی و بدی ہر شخص کی اُسکے اعمال و افعال سے ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ جو دس اسقریوطی کا حال ہوا کہ باوصف ہونے یکے از دوازدہ حواریان حضرت مسیح روح اللہ و کلمۃ اللہ کے خود جناب مسیح ممدوح کو طمع دنیوی مین آکر کے گرفتار کرا دیا اور عیسائیان لوگ صرف اوپر نقل اُس روایت کی اکتفا کرتے ہین سو اُسی طرح پر تفتیش حال نیک و بد ہر صحابہ کی راست راست طور پر ضرور ہی مگر اُس سے زیادہ اپنی طرف سی سب و لعن بڑھانا کچھہ ضرور نہین ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ تشکایتین مندرجہ اشعار مفصلہ ذیل کی تمامتر بے بنیاد نہین ہین —

باغ فدک کو چھین لیا اور مکر گئے	محسن کے تئین شہید کیا اور مکر گئے
مولی علی پہ ظلم کیا اور مکر گئے	حضرت حسن کو زہر دیا اور مکر گئے
محشر مین یہ صدا ہی سدا شور وشین کی	ایسا نہو کہ مکر ین شہادت حسین کی

پس ہماری عرض یہ ہی کہ اگر سنیان معاویہ شاہی کو کچھہ بھی پرواروح پاک حضرت نبی کی ہو تو ان سب حالات کو غور اور تحقیق کرنا چاہئی کہ یہ سب حالات کسقدر صحیح اور درست ہین یا کہ تمام بے بنیاد ہین

شکر کہ این نامہ بپایان رسید	پیشتر از عمر بسامان رسید

صحیفہ کاملہ

[illegible] الاول بلا اول کان قبلہ	والآخر بلا آخر یکون بعدہ

قد تم الکتاب

فہرست فصول کتاب حق تحقیق مشرب سنی

چند غزلہائے طبعزاد جناب مولوی سید وحیدالدین خان صاحب بہادر آزاد

نمبر ۱

گلے ہستم ز گلزار محمدؐ ‌ — برآرد کار من ناچار محمدؐ

محمد را شفاعت خواه دیدم ‌ — علیؑ را بدر بار محمدؐ

رجوع فرع باشد تا بہ اصلش ‌ — منم مشتاق دیدار محمدؐ

خوشا وقتے کہ دیدم دست خود را ‌ — بدست فیض آثار محمدؐ

شفاعت وعدہ کرد او از سر لطف ‌ — تسلے شد ز اقرار محمدؐ

چہ اندیشہ ز ہر حاجت کہ دارم ‌ — علی باشد چو مختار محمدؐ

علی دارد کرم بر حال آزاد ‌ — چہ خوش قربے بہ سرکار محمدؐ

نمبر ۲

کار دنیا بکام خود دارم ‌ — جام جم را بجام خود دارم

خواب دوشین زلبس مرا بنواخت ‌ — بخت و دولت بنام خود دارم

صدر مجلس شدم بخواب امشب ‌ — نغمۂ خوش پیام خود دارم

نیست امرے کہ در تصرف نیست ‌ — وحشیان را بدام خود دارم

گر بیاید بہ بام من امشب ‌ — صبح دولت بشام خود دارم

رفتہ رفتہ رسیدہ ام اینجا ‌ — عرش اعلیٰ مقام خود دارم

زود باشم ز قید حرص آزاد ‌ — ہرچہ خواہم مدام خود دارم

نمبر ۳

بقرب او که رسیدم ز خود بعید شدم — خودی چو ترک نمودم بسے بعید شدم
بسوے ہر کہ برفتم ز بس ملا[illegible] شدم — بسوے خویش چو باز آمدم پدید شدم
کدام جاست در اینجا کہ جلوہ گاہ او نیست — ملاحظہ کہ نمودم دران وحید شدم
نثار با لطف بکرد او کہ خود مرا طلبید — ز فیض بحر سخایش در فرید شدم

ز رنج و فکر تعلق حسبان شدم آزاد
کہ من معاف ازان وعدہ و وعید شدم

نمبر ۴

ز انجیل جلیے تحریر تو کن — محبت با عدو تسخیر تو کن
تو خود نیکے و نیکے کن بحق ہم — نکوئی با بدان تعزیر تو کن
من و او ہم گنا ہم جملہ یک ہست — بپیشش رو ہمین تقریر تو کن
چو مسکین و حزین باشد تر اول — ز بخت نیک دان تفسیر تو کن
ترحم بر غریبان نقش دل ساز — براے حفظ خود تدبیر تو کن
بخواب دوش دیدم زلف او را — مقید کرد یا التعبیر تو کن
ولے آزادہ دارم نا مقید — چو پیشت آمدم زنجیر تو کن
بدرگاہت رسیدم طالب خیر — گداے پیر را توقیر تو کن
چو عفوش برتر آمد از گناہان — چہ پروا باشدت تقصیر تو کن
دلت بوسیدہ گشتہ از گناہان — ازین دل بیرون آ تعمیر تو کن

خوشا وقتے کہ گوئی توبہ آزاد
بیا اے عاشقم زنجیر تو کن

نمبر ۵

امداد فضل تو چو بود بہ پناہ ما	ما را چہ خوف ہست ز کار تباہ ما
ہر چند واجب ست سزائے گناہ من	اما کہ عفو تو بزداید گناہ ما
آن بیت اقدسی کہ دران انبیا بدند	تعظیم آن مکان بودم در نگاہ ما
انچہ کہ وعدہ بود بذات تو شد وفا	دانم توئے مسیح کہ از رب الہ ما
اے ذات احمدی کہ لقب بد تراجب	موعود رہنما در رسولے براہ ما
جانم فدائے نام تو اے شاہ کربلا	ظلمے کہ بر تو رفت گواہ است آہ ما

ہیہات گر بخفت نرودم تا تمام عمر
آزاد در دول برسان تا الشاہ ما

نمبر ۶

پیریست و یاد رفتگان ہم	ہر لحظہ ابفکر این و آن ہم
بوسہ ندہی دہی تو دشنام	بے انس مشو و بد زبان ہم
مغرور مشو بکار دنیا	ماند نہ مکین نہ این مکان ہم
ہر شے کہ نظر کنم بعالم	مقصود توئی ز دل و جان ہم
بے شبہ مرا تو دوست داری	معلوم ز چشم ابروان ہم
ایجان اگر تو خوف داری	بیخوف روی و شادمان ہم

آزاد توئی وحید دوران
در فضل و ہنر و خاندان ہم

تمت

اعلان

چونکہ مصنف کتاب ہذا دام اقبالہ نے حق
تالیف اس کتاب کا راقم کو عطا فرمایا ہے
لہذا واسطے حفاظت حق تالیف کے رجسٹری باضابطہ در
کرا دی گئی تا دیگر صاحبان مطابع قصد اسکے طبع کا نفرمائین ورنہ حسب
قانون اونسے مواخذہ بذریعہ عدالت کے ہوگا ؛

اطلاعاً گذارش کیا

راقم
میرزا محمد علی مالک مطبع جعفری ساکن
نخاس جدید لکھنؤ

علاوہ کتب مطبوعہ مطبع ہذا کے ہر فن کے کتب مطبوعہ ایران
و مصر و دہلی و لاہور راقم کے پاس موجود ہین جو صاحب شائق
ہون مطلع فرمائین فہرست کل کتب روانہ ہوگی —